المعروف جواہر قرآنیہ

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ (النحل)

اَلْمَوَاقِيْتُ الْحِسَانُ فِيْ عُلُوْمِ الْقُرْآنِ

عُلُومِ قُرآنِيَّہ کا نایاب خزانہ

جلد دوم

حضرت مولانا کریم بخش صاحب مدظلہ

مدیر جامعہ عمر بن الخطاب ملتان

مکتبہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

نئی چوک شاہ رکن عالم کالونی ملتان موبائل: 0301-7574977

Marfat.com

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

اَلْيَوَاقِيْتُ الْحِسَانُ فِيْ عُلُوْمِ الْقُرْآنِ

١٤٢٩ھ

عُلُومِ قُرآنیہ کا نایاب تحفہ

١٤٢٩ھ

جلد دوم

''حفظِ قرآن کے فضائل، حُفّاظِ قرآن کے فضائل، معلم و متعلم کے لئے نصائح، عمل بِالْعِلم کی ضرورت واہمیت، وہ سعید وگرامی قدر حضرات جو قرآن سنتے ہی مسلمان ہوگئے، قرآنی سُوَر وآیات کے فضائل، خواص واعمالِ قرآنی، قرآن کریم کے متعلق معلوماتِ مفیدہ، اسماءُ القرآن، قرآن کریم میں انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ، قرآن کریم میں ملائکہ کا تذکرہ، قرآن مجید کی قسمیں، وُجُوْهُ التَّكْرَارِ فِي الْقُرْآن، امثال القرآن، قرآن کریم میں حیوانات کا تذکرہ، اوران جیسے اور بہت سارے فوائد ونکات''۔

حضرۃ مولانا کریم بخش صاحب دامت فیوضہم

ناشر

مکتبہ عمر بن الخطاب ملتان

سیدنا عمر فاروق چوک شاہ رکن عالم کالونی ملتان پاکستان

0301-7574977, 0300-7345151 , 061-6775251

Muaaz5151@gmail.com

Marfat.com

جملہ حقوقِ طباعت بحق مکتبہ عمر بن الخطاب ملتان محفوظ ہیں

عرضِ ناشر: الحمدللہ اگرچہ مکتبہ عمر بن الخطاب ملتان نے
اَلْیَوَاقِیْتُ الْحِسَانْ فِیْ عُلُوْمِ الْقُرْآن
کی تصحیح وطباعت میں ہر ممکن احتیاط سے کام لیا ہے لیکن کبھی کبھی
کتابت، طباعت اور جلد سازی میں سہواً غلطی ہو جاتی ہے۔
اگر کسی صاحب کو ایسی کسی غلطی کا علم ہو تو براہِ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

297.11
ک ک ی
۱۹۲۴۸۲
جلد ۲

مکتبہ عمر بن الخطاب ملتان
E-Mail: maktabaumerbinalkhattab@gmail.com

نام کتاب: اَلْیَوَاقِیْتُ الْحِسَانْ فِیْ عُلُوْمِ الْقُرْآن (جلد دوم)

تالیف: مولانا کریم بخش صاحب عفا اللہ الکریم عنہ

ناشر: مکتبہ عمر بن الخطاب ملتان

فون: 061-6775251
0301-7574977, 0300-7345151

ای میل: Muaaz5151@gmail.com

ملنے کے پتے

☆..... مکتبہ حقانیہ، ملتان
☆..... مکتبہ امدادیہ، ملتان
☆..... مکتبہ مجیدیہ، ملتان
☆..... مکتبہ اشاعت الخیر، ملتان
☆..... تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان
☆..... مکتبہ ادارہ اسلامیات، لاہور
☆..... مکتبہ حبیبیہ رشیدیہ، لاہور
☆..... مکتبہ قاسمیہ، لاہور
☆..... مکتبہ الحسن، لاہور
☆..... مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ
☆..... قدیمی کتب خانہ، کراچی
☆..... مکتبہ لدھیانوی، کراچی
☆..... مکتبہ عمر فاروقؓ، کراچی
☆..... مکتبہ شیخ، کراچی
☆..... مکتبہ اسلامیہ، لاہور / فیصل آباد
☆..... جامعۃ الحبیب، فیصل آباد
☆..... مکتبہ عمر فاروق، راولپنڈی
☆..... مکتبہ صفدریہ، راولپنڈی
☆..... مکتبہ الحرمین، سرگودھا
☆..... مکتبہ حرمین، سرگودھا
☆..... مکتبہ علمیہ، اکوڑہ خٹک
☆..... مکتبہ رشیدیہ، اکوڑہ خٹک
☆..... مکتبہ فاروقیہ، وہاڑی
☆..... مکتبہ دارالمطالعہ، حاصل پور

Marfat.com

حرفِ آغاز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ لَکَ الۡحَمۡدُ ، اَنۡتَ الۡمَلِکُ لَا شَرِیۡکَ لَکَ ، وَ الۡفَرۡدُ لَانِدَّ لَکَ ، کُلُّ شَیۡءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجۡھَکَ ، لَنۡ تُطَاعَ اِلَّا بِاِذۡنِکَ ، وَلَنۡ تُعۡطٰی اِلَّا بِعِلۡمِکَ ، تُطَاعُ فَتَشۡکُرُ ، تُعۡطٰی فَتَغۡفِرُ ، اَقۡرَبُ شَھِیۡدٍ ، اَدۡنٰی حَفِیۡظٍ ، حُلۡتَ دُوۡنَ النُّفُوۡسِ وَاَخَذۡتَ بِالنَّوَاصِیۡ ، کَتَبۡتَ الۡاٰثَارَ ، وَنَسَخۡتَ الۡاٰجَالَ ، اَلۡقُلُوۡبُ لَکَ مُفۡضِیَۃٌ ، اَلسِّرُّ عِنۡدَکَ عَلَانِیَۃٌ ، اَلۡحَلَالُ مَا اَحۡلَلۡتَ ، وَالۡحَرَامُ مَا حَرَّمۡتَ ، وَالدِّیۡنُ مَا شَرَعۡتَ ، وَالۡاَمۡرُ مَا قَضَیۡتَ ، وَالۡخَلۡقُ خَلۡقُکَ ، وَالۡعَبۡدُ عَبۡدُکَ ، وَاَنۡتَ اللّٰہُ الرَّءُوۡفُ الرَّحِیۡمُ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَحَبِیۡبِنَا وَشَفِیۡعِنَا وَمَوۡلَانَا وَ قَائِدِ غُرِّ الۡمُحَجَّلِیۡنَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ وَاَتۡبَاعِہٖ وَاَشۡیَاعِہٖ وَمُحِبِّیۡہِ اَبَدَ الۡاٰبِدِیۡنَ وَدَھۡرَ الدَّاھِرِیۡنَ

اَمَّا بَعۡدُ!

اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرنے سے زبان قاصر ہے کہ ایک عرصہ سے اس نے فجر کی نماز کے بعد درسِ قرآن کی توفیق سے نوازا ہوا ہے، بعض احباب نے مخلصانہ مشورہ دیا کہ یہ درس تحریری شکل میں آنے چاہییں، تاکہ جولوگ براہِ راست نہیں سُن سکتے وہ بھی مُستفید ہوسکیں اوراس طرح یہ ایک صدقہ جاریہ بن جائے۔

چنانچہ اس پر کام شروع کیا گیااور سورۃ الفاتحہ کی تفسیر "تفسیر ھٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ" کے نام سے ایک ضخیم کتاب کی شکل میں مرتب ہوگئی اور بحمداللہ اب چھپ بھی چکی ہے، مزید سلسلہ جاری ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو پایہِ تکمیل تک پہنچائے۔

بعدازاں دل میں یہ داعیہ پیدا ہوااور کچھ احباب نے بھی خیال ظاہر فرمایا کہ کچھ اور جہات سے بھی قرآن مجید کی خدمت کی سعادت حاصل کرنی چاہئے، یوں ایک طویل مدت کے بعد ایک معتدبہ ذخیرہ معلومات جمع ہوگیا، جس میں قرآن کریم کے مختلف پہلوؤں پر نظر ڈالی گئی ہے، اوراس کو "اَلۡیَوَاقِیۡتُ الۡحِسَان فِیۡ عُلُوۡمِ

Marfat.com

اُلقُرآن، کے نام سے چار جلدوں میں مرتب کیا گیا ہے، جلد اول چھپ کر منظرِ عام پر آچکی ہے، جلد دوم اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، جو درج ذیل فوائد و جواہرات پر مشتمل ہے:

(۱) حفظِ قرآن کے فضائل، (۲) حُفّاظِ قرآن کے فضائل، (۳) معلم و متعلم کے لئے نصائح، (۴) حاملینِ قرآن کے اخلاق، (۵) عمل بِالعِلم کی ضرورت واہمیت، (۶) وہ سعید وگرامی قدر حضرات جو قرآن سنتے ہی مسلمان ہوگئے، (۷) قرآنی سُوَر و آیات کے فضائل، (۸) خواص و اعمالِ قرآنی، (۹) قرآن کریم کے متعلق معلوماتِ مفیدہ، (۱۰) سماءُ القرآن، (۱۱) قرآن کریم میں انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ، (۱۲) قرآن مجید میں غیر انبیاء اور حضرات صحابہ کرام کے نام، (۱۳) قرآن میں کافروں کے نام، (۱۴) قرآن میں شہروں، خاص مقامات اور پہاڑوں کے نام، (۱۵) کنیت اور القابات کا ذکر قرآن میں، (۱۶) قرآن کریم میں ملائکہ کا تذکرہ، (۱۷) قرآن مجید میں قَسموں کا بیان، (۱۸) وُجُوہُ التَّکرَارِ فِی الْقُرآن، (۱۹) مثال القرآن اور امثالِ نبویہ، (۲۰) قرآن کریم میں حیوانات کا تذکرہ، اور ان جیسے اور بہت سارے فوائد و نکات"۔

اُمید ہے کہ اس سے قرآن کریم کے مطالعہ واستفادہ میں مدد ملے گی، اس کی ذمہ داریوں کا احساس ہوگا، اور بہت سی ان مفید باتوں کا علم ہوگا جو قرآن کریم کے مطالعہ میں ممد و معاون ہیں، اور بہت سے ان خطروں اور لغزشوں سے آگاہی ہوگی جو اس کی راہ میں حائل اور مانع ہیں اور اعجازِ قرآن کے بہت سے پہلو سامنے آئیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ عالی میں التجا ہے کہ وہ اس خدمت کو اپنے فضل وکرم سے قبول فرما کر تمام مسلمانوں کے لئے مفید و نافع بنائے، اور میرے لیے اور میرے والدین، اور تمام معاونین و محسنین کے لئے ذریعہ نجات بنائے، آمین۔

کریم بخش عفا الکریم عنہ
مدیر جامعہ عمرؓ بن الخطاب، ملتان
۹ جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ

Marfat.com

فہرست مضامین (جلد دوم) الیواقیتُ الحِسان

عنوان	صفحہ
حرفِ آغاز	3
فہرست	5
حفظِ قرآن کے فضائل	24
بطور تمہید چند باتیں	24
ہمہ جہتی کامل محفوظیت	25
ہر پہلو سے قرآن کی محفوظیت	25
لوحِ محفوظ، نزول، قلبِ نبوی، سینہ وسفینہ	25
بچوں کی تعلیم قرآن کی ضرورت واہمیت	27
قرآن کو طوطے کی طرح رٹنے پر اعتراض مع الجواب	28
کشفِ قبور کا سبق آموز واقعہ	29
حفظِ قرآن کے متعلق علمی وتاریخی تحقیق	31
حفظِ قرآن صرف اُمتِ محمدیہ اور قرآن ہی کا خاصہ ہے	32
قربِ قیامت میں قرآن ورقوں، سینوں سے سلب ہوجائے گا	33
بچپن میں قرآن حفظ کرنے کا فائدہ	34
سن رسیدگی میں حفظ قرآن کی بعض مثالیں	34
قوت حافظہ کے لئے بعض معاون غذائیں	35
قوۃ حافظہ کے لئے مجربات واعمال	36
نسیانِ قرآن، گناہ کبیرہ	38
حفظِ قرآن کے بعد دوسرے کام میں لگنا	41
دنیا میں چار غرباء	41
حُفّاظِ قرآن کے فضائل	42
حفاظِ قرآن اللہ جل جلالہ کے نائب وخلیفہ ہیں	42
نابیناؤں کے حفظ کی زیادہ پختگی کا اصل راز	42
قرآن کے حفاظ، اولیاء اللہ ہیں	43
قرآن کے حفاظ، اہلِ جنت کے سردار	43
حفاظِ قرآن، اُمتِ محمدیہ کے باعزت لوگ ہیں	43
گویا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکلّم فرما ہیں	43
قبر سے نکلنے کے بعد دو پروانے عطا کئے جائیں گے	44
حافظِ قرآن کیلئے مونگے کا بنا ہوا ایک شہر	45
امام نافعؒ کے منہ سے مشک وکستوری کی خوشبو	46
قراء کی عقلیں بڑھاپے میں بھی بے کار نہیں ہوتیں	46
قاری قرآن نکمّی عمر سے محفوظ رہتا ہے	46
قرآن مجید پڑھے ہوئے کی دوسروں پر ترجیح	47

Marfat.com

ادبِ قرآن کا ایک واقعہ	47
امام ابوجعفر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا اعزاز واکرام	48
قرآن کی وجہ سے امام کسائیؒ پر انعامات کی بارش	48
قاری کے بارے میں امام شاطبیؒ کے سنہری کلمات	49
امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات	49
حفاظِ قرآن کیلئے نصائح	52
عبداللہ بن مسعودؓ کی نصائح برائے حفاظِ قرآن	52
عمر فاروقؓ کا مکتوب گرامی بنام حفاظ وقراءِ قرآن	53
عمر بن الخطابؓ کی نصائح برائے حفاظ قرآن	54
فُضَیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی نصائح	55
ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	55
ابن الرماح رحمۃ اللہ علیہ کا قول	55
میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کا قول	56
ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	56
حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	56
فہم وتدبّر قرآنی واخلاقِ قرآنی	57
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بردباری	58
حضرت معاویہؓ کی بُردباری ودانائی کا عجیب واقعہ	58
احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کی بُردباری	59
بردباری کے متعلق احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	59
بَدخُلقی کا بڑا سبب	60
بدخلقی کا ایک بڑا مظہر حسد ہے	60
دوزخ کی آگ کا ایندھن	60
اہلِ دنیا کی تعظیم، قاریِ قرآن کے شایانِ شان نہیں	61
علماءِ سوء اور اصحابِ اہواء	61
اصل چیز تو عمل ہے	61
ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب آرزو	62
استاذ اور معلّم کیلئے نصائح	63
قرآن پڑھانے اور پڑھنے کا مقصد	63
اخلاص	63
دنیاوی شہرت مقصود نہ ہو	64
معلّم دین کے اخلاق	65
معلم کے آدابِ تعلیم	66
مدرس کیلئے چند اہم گزارشات	66
حسین اَمرَد (بے ریش) کے ساتھ تخلیہ	68
مصافحہ	68
اَمرد کے خطرناک ہونے کے متعلق علماء کے ارشادات	68
شاگردوں سے خدمت طلبی اور حاجت برآری کی مذمت	70
اساتذہ علمِ دین کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا	71
حفظِ قرآن، بغیر اُخروی ثواب کی نیت کے بیکار محض ہے	72

Marfat.com

متعلّم کیلئے نصائح	73
زمانہ طالب علمی کو غنیمت سمجھیں	74
اساتذہ کی عظمت واحترام	75
علمِ الٰہی کیلئے مجاہدہ	75
طلبِ علم کی حرص اور ایک طالب علم کی ذہانت کا واقعہ	76
حرصِ علم کا ایک اور واقعہ	76
محاسبہ نفس اور صدقِ نیت کی اہمیت وضرورت	77
اخلاص وخشیتِ الٰہی کے متعلق چند زرّیں اقوال	78
تحصیل علم کے بعد، تعلیم اور نشر واشاعت کی اہمیت	79
عمل بِالعِلم کی ضرورت واہمیت	80
اعمال سفارش کریں گے	80
چند سنہری نصیحتیں	83
گناہوں سے بچنے کی اہمیت	83
تلاوت مع اتباع وعمل کی اہمیت	85
وہ حضرات جو قرآن سنتے ہی مسلمان ہوگئے	87
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قرآن سن کر اسلام لانا	87
نجاشی کا قرآن سُن کر اسلام لانا	90
حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا	92
حضرت ضماد رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا	92
اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا	93
ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا	94
خالد بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا	94
لبید بن ربیعہ عامری رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا	94
قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کا واقعہ	95
جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا	95
خالد عدوانی رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا	96
حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ	96
ایمان نہ لانے والوں پر قرآن کا اثر	97
ایک آیت سننے سے زندگی کا نقشہ بدل گیا	99
قرآن سے فیصلے کا عجیب طریقہ	99
آیت کی ہیبت سے روح پرواز کرنے کو ہوگئی	100
قرآن میں سب کا تذکرہ ہے	100
احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قصہ	101
قرآنی سورتوں کے فضائل	106
ہر سورت وآیت کی فضیلت کی نوعیت مختلف ہے	107
بسم اللہ کے فضائل	108
سورۃ الفاتحہ کے فضائل	108
مشائخ کا ندھلہ کا عمل	110

Marfat.com

دماغی توازن بگڑ جانے کا وظیفہ	110
سورۃ البقرہ کے فضائل	111
سورۂ آل عمران کے فضائل	112
بقرہ وآل عمران کے فضائل	113
سبعِ طوال کے فضائل	113
سورۃ الانعام کے فضائل	113
سورۂ توبہ کے فضائل	115
سورۂ رعد کی فضیلت	115
سبعِ مُسَبِّحات کی فضیلت	116
سورۂ کہف کے فضائل	116
جمعہ کی رات سورۂ کہف پڑھنے کے فوائد وبرکات	116
جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کے فوائد وبرکات	117
فتنہ دجال سے حفاظت اور نور	117
ایک ہفتہ تک فتنے سے حفاظت	118
سورۂ طٰہٰ کے فضائل	118
سورۂ نور کی فضیلت	118
سورۂ الم سجدہ کے فضائل	119
سورۂ یٰسین کے فضائل	119
دل کی سختی دُور کرنے کا عمل	120
مرض الموت میں سورۂ یٰسین پڑھنے کا انعام	120
قریب المرگ آدمی پر سورۂ یٰسٓ پڑھنے کا فائدہ	121
آسانی کیسے حاصل کی جائے؟	121
غم دور ہونے اور دلی خوشی حاصل ہونے کا عمل	123
دُشمن کی نگاہ سے مستور ہونے کا عمل	123
سورۂ زمر کے فضائل	124
حوامیم سبعہ کی فضیلت	124
سورۂ فتح کی فضیلت	124
سورۂ حم الدخان کے فضائل	125
شب جمعہ میں سورۂ دخان پڑھنے کا انعام	125
تمام آفات سے تحفظ کا نسخہ	125
سورۂ رحمٰن کے فضائل	125
سورۂ واقعہ کے فضائل	126
فقر وفاقہ سے محفوظ رہنے کا نسخہ	126
سورۂ حدید، واقعہ اور رحمٰن کے فضائل	127
سورۃ الصّف کے فضائل	128
فائدہ	128
سورۃ الملک کے فضائل	129
سورۂ قِیٰمَۃ کی فضیلت	132
سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ کی فضیلت	132

Marfat.com

سورۃ القدر کی فضیلت	132
سورۂ بَیِّنَۃ کے فضائل	133
سورۂ زلزال کے فضائل	134
ایک مُعمَّر صحابی رضی اللہ عنہ کا قصہ	134
سورۂ تکاثر کے فضائل	135
سورۂ عصر کی فضیلت	136
سورۂ کافرون کی فضیلت	136
بچھو کے ڈسنے کا علاج	137
سفر میں آخری پانچ سورتیں پڑھنے کی فضیلت	137
سورۂ اخلاص کے فضائل	138
فوائد مہمہ	138
مرض الموت میں سورۂ اخلاص پڑھنے کا ثمرہ	143
سورۂ اخلاص کا ورد رکھنے کی عظیم فضیلت	144
پورا ہفتہ تمام شرور وحوادث سے حفاظت	145
سورۂ اخلاص کو ہمیشہ پڑھنے کے متعلق صحابیؓ کا قصہ	145
ایک سال کے گناہ معاف ہونے کا عمل	147
کھانا کھانے کے بعد یاد آیا کہ بسم اللہ بھول گیا تھا	147
نظر بد، حسد اور ہر شر وآفت سے محفوظ رہنے کا وظیفہ	147
معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) کے فضائل	148
مُعَوِّذَتَیْن کے متعلّق ایک سوال اور اس کے جوابات	151
قرآنی آیات کے فضائل	155
رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا کی فضیلت	155
آیۃ الکرسی کے فضائل	155
ناگوار امور کے دفعیہ اور مجنون کے افاقہ کیلئے عمل	158
جان، مال، اولاد اور پڑوسیوں کی حفاظت کیلئے عمل	158
بچہ کی ولادت کی آسانی کیلئے عمل	158
نصرتِ الٰہیہ حاصل ہونے کا عمل	159
سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت	159
فائدہ	160
آل عمران کی آخری آیات کی فضیلت	161
سورۂ آلِ عمران کی آیت شَہِدَ اللّٰہُ کے فضائل	162
سورۂ آلِ عمران کی آیت قُلِ اللّٰھُمَّ کے فضائل	164
قرض کی ادائیگی کا وظیفہ	165
سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیات کے فضائل	165
نمازِ تہجد کیلئے بیدار ہونے کے بعد کا مسنون عمل	166
تمام رات کی غفلت سے نکلنے کا عمل	167
سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء کی دو آیات کی فضیلت	167
سورۂ نسآء کی آٹھ آیتوں کی فضیلت	169
سورۂ انعام کی پہلی تین آیات کی فضیلت	169

Marfat.com

سورۂ توبہ کی ایک آیت صبح وشام سات مرتبہ پڑھنا	170
سورۂ ھود وغیرہ کی چار آیات کی فضیلت	170
کشتی میں سوار ہوتے وقت کی دعا	171
دو آیتیں پڑھ لینے سے دل مردہ نہیں ہوتا	171
چوری سے امن وامان کیلئے نسخہ	172
آیۃُ الْعِزّ کے فضائل	172
اٰیَۃُ الْعِزّ ہر بیماری اور ہر تنگدستی کا علاج ہے	172
اہلِ جنت کا اعزاز واکرام	173
سورۂ کہف کی آخری آیات کے فضائل	174
سر سے پیر تک ایمان سے پُر	175
مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنے کی فضیلت	175
عدن سے مکہ تک فرشتوں سے بھرا ہوا نور	175
آیت کریمہ کے فضائل	176
مصیبت زدہ کی مصیبت دُور کرنے کا عمل	176
سورۂ مومنون کی پہلی دس آیات کی فضیلت	177
اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ تا آخر سورۂ مؤمنون	178
آسیب وغیرہ سے فوری طور پر افاقہ اور شِفاء	178
سورۂ روم کی تین آیات کی فضیلت	178
فضیلت اواخر سورۂ الصّٰفّٰت	179
ایسی آیت جو حضور کو پوری کائنات سے زیادہ محبوب تھی	180
فضیلت اواخرِ سورۂ زُمر	180
سواری پر سوار ہوتے وقت کی دعا اور اس کی فضیلت	180
دفعِ وسوسہ کا نسخہ	181
بچہ کی ولادت کی آسانی کا عمل	181
سورۃ الحشر کی آخری تین آیات کے فضائل	182
خواص واعمالِ قرآنی	183
جھاڑ پھونک کی شرعی حیثیت	189
مسئلہ	190
دس سورتیں دس چیزوں سے بچاتی ہیں	191
مال ومتاع کی حفاظت	191
گمشدہ کی تلاش کے اعمال	192
برائے قدرتِ جماع	193
اولاد کا زندہ نہ رہنا	193
حاکم کی ناراضگی دور کرنے کے لئے وظیفہ	193
زوجین میں محبت	194
دفعِ خوف وحصولِ حفاظت	194
اعمالِ دفعِ جادو	195
برائے دفعِ جِنّ	196

Marfat.com

برائے دفعِ جنّ از خانہ	196
خوف اور ڈر کے دور کرنے کیلئے وظیفہ	196
دشمن سے مقابلہ، آیاتِ حرز	197
آشوبِ چشم	197
ذَاتُ الجَنْب (پسلی کا درد، نمونیہ)	197
آیاتِ شفا کے متعلق حضورؐ کے تلقین فرمانے کا واقعہ	198
قرآن کی شفائیت کے متعلق پانچ مرفوع احادیث	198
خواص و اعمالِ قرآنی کے چند شاہکار نمونے	199
قرآن کریم کے متعلق معلوماتِ مفیدہ	203
لطائفِ قرآنیہ	203
حروفِ مقطعات	203
هَاءُ الرَّفْعَة	207
اَلسِّلْمُ ---وَالسَّلْمُ ---وَالسَّلَمُ	208
اَلرِّيْحُ ---وَ---الرِّيَاحُ	210
مَطَرٌ ---وَ---اَمْطَارٌ	211
لغتِ قریش کیوں اختیار کی گئی؟	211
حضراتِ صحابہؓ کے چودہ (۱۴) سوالات	212
پہلی وحی	213
دوسری وحی	213
آخری وحی	213
کاتبانِ وحی کی تعداد	213
قرآن کی مدتِ نزول	213
عمومی تقسیم	214
حروفِ قرآن کے شماریات	214
سببِ اختلاف	214
کلماتِ قرآن کے شماریات	215
اختلاف کا سبب	215
فائدہ	215
منازل کی تقسیم	216
سیدنا جبرائیل علیہ السلام چھبیس ہزار مرتبہ وحی لیکر آئے	216
قرآن کی سورتوں کے متعلق اہم معلومات	216
دفعِ وسوسہ کی آیت	217
صرف ایک آیت والا مکمل رکوع	218
سب سے زیادہ آیات والا رکوع	218
ایک کلمہ والی آیات	218
نصف قرآن	218
تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ صرف ایک مرتبہ	219
روایتِ حفص رحمۃ اللہ علیہ میں صرف ایک جگہ امالہ	219
سب سے زیادہ طویل ذکر	219

Marfat.com

سب سے بڑی آیت	219
سب سے بڑی سورت	219
سب سے چھوٹی سورت	220
سب سے پہلی نازل ہونے والی سورت	220
قرآن کریم کی ایک خاص سورت	220
سب سے بڑا کلمہ	220
سب سے چھوٹا کلمہ	220
قرآن کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا امر؟	220
مصحفِ اوّل بطور امانت	220
سجدہ ہائے تلاوت کے مقامات کی تفصیل	221
فائدہ	221
دعائے سجدہ تلاوت	222
اسماءُ القرآن الکریم	223
۱۔ احسن الحدیث	223
۲۔ امر	223
۳۔ برہان	223
۴۔ بشریٰ	224
۵۔ بشیر	224
۶۔ بصائر	224
۷۔ بلاغ	224
۸۔ بیان	224
۹۔ بینہ	225
۱۰۔ تبیان	225
۱۱۔ تذکرہ	225
۱۲۔ تنزیل	225
۱۳۔ حق	225
۱۴۔ حکم	226
۱۵۔ حکمت	226
۱۶۔ حکیم	226
۱۷۔ ذکر	226
۱۸۔ ذکریٰ	226
۱۹۔ رحمت	227
۲۰۔ روح	227
۲۱۔ شفا	227
۲۲۔ صدق	227
۲۳۔ عجب (عجیب)	228
۲۴۔ عربی	228
۲۵۔ عزیز	228

Marfat.com

۲۶۔عظیم	228
۲۷۔علم	229
۲۸۔فرقان	229
۲۹۔کتاب	229
۳۰۔کریم	229
۳۱۔کلام اللہ	230
۳۲۔مبارک	230
۳۳۔مبین	230
۳۴۔متشابہ	230
۳۵۔مثانی	231
۳۶۔مجید	231
۳۷۔مصدق	231
۳۸۔موعظت	231
۳۹۔مُھَیمِنٌ (نگہبان)	231
۴۰۔نذیر (ڈرانے والا)	232
۴۱۔نور (روشنی)	232
۴۲۔وحی	232
۴۳۔ھُدًی (ہدایت)	232

قرآن کریم میں انبیاء کرامؑ کا تذکرہ	233
ابوالبشر، حضرت آدم علیہ السلام	233
حضرت ادریس علیہ السلام	234
حضرت نوح علیہ السلام	235
حضرت ہود علیہ السلام	237
حضرت صالح علیہ السلام	237
حضرت ابراہیم علیہ السلام	239
حضرت اسماعیل علیہ السلام	240
حضرت اسحاق علیہ السلام	240
حضرت لوط علیہ السلام	240
حضرت یعقوب علیہ السلام	241
حضرت یوسف علیہ السلام	242
حضرت شعیب علیہ السلام	243
مدین اور اصحاب الایکہ کون تھے؟	245
حضرت شمویل علیہ السلام	245
حضرت داؤد علیہ السلام	245
حضرت سلیمان علیہ السلام	246
حضرت یونس علیہ السلام	247
حضرت ایوب علیہ السلام	248

Marfat.com

حضرت یسع علیہ السلام	249
حضرت الیاس علیہ السلام	249
حضرت عزیر علیہ السلام	250
حضرت موسیٰ علیہ السلام	250
حضرت ہارون علیہ السلام	251
حضرت یوشع علیہ السلام	252
حضرت ذوالکفل علیہ السلام	252
حضرت حزقیل علیہ السلام	253
حضرت زکریا علیہ السلام	254
حضرت یحییٰ علیہ السلام	254
حضرت لقمان علیہ السلام	255
حضرت عیسیٰ علیہ السلام	256
نبی آخرالزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	257
ولادت باسعادت	258
وصال مبارک	258
فائدہ عظیمہ	258
قرآن مجید میں غیر انبیاء کے نام	260
زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ	260
السّجلّ	260
قرآن کریم میں مذکور پہلے لوگوں کے نام	260
عمران	260
عزیز اور تبع	260
لقمان	261
یوسف اور یعقوب	261
تقی	261
قرآن میں عورتوں کے نام	261
حضرت مریم علیہا السلام	261
بَعل	262
قرآن پاک میں کافروں کے نام	262
قارون	262
بُشریٰ	262
آزر	262
نسیٰ	263
ابلیس	263
قبائل کے نام	263
اقوام کے نام	263
بتوں کے نام	264

Marfat.com

شہروں، مقامات اور پہاڑوں کے نام	265
بکّہ	265
مدینہ	266
بدر	267
اُحُد	267
حُنین	267
جمع	267
مشعرالحرام	268
نقع	268
مصراور بابل	268
الایکۃ اورلَیکہ	268
اَلحِجر	268
الاحقاف	268
طورِسینا	268
الجُودی	269
طُویٰ	269
الکہف	269
الرقیم	269
اَلعرِم	270
حرد	270
الصّریم	270
ق	270
الجُرز	270
الطاغیہ	270
قرآن میں جگہوں کی طرف منسوب نام	271
اَلاُمّی	271
عَبقری	271
السّامری	271
العربی	271
ستاروں کے نام	271
پرندوں کے نام	272
فائدہ	272
قرآن میں آخرت کے مکانوں کے نام	272
فردوس	272
عِلیّون	272
الکوثر	273
سلسبیل اور تسنیم	273
سجّین	273

Marfat.com

صعود	273
غیی، آثام، موبق، سعیر، ویل، سائل اور سُحق	273
الفلق	274
یَحموم	274
کنیت اور القاب کا ذکر قرآن میں	274
ابولہب	274
اسرائیل	275
المسیح	276
اِلیَاس	276
ذوالکِفل	276
نوح علیہ السلام	277
ذوالقرنین	277
فرعون	278
تُبَّع	278
قرآن کریم میں ملائکہ کا تذکرہ	279
حضرت جبرائیل علیہ السلام	279
حضرت میکائیل علیہ السلام	279
فائدہ	280
ہاروت وماروت	280
الرّعد	280
بَرق	280
مالک	281
سجلّ	281
قَعید	281
ذوالقرنین	281
روح	281
سکینہ	282
قرآن مجید کی قَسمیں	282
اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی اپنی ذات کے ساتھ قسمیں	283
مخلوقات کی قسمیں	283
قسم کے متعلق علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کے سنہری کلمات	285
فائدہ	286
قسم کے قائم مقام الفاظ	286
محذوفۃ الفعل قسمیں	286
جوابِ قسم	287
عجائباتِ قرآنی	289
قرآن کا افضل اور فاضل حصہ	289
حیرت انگیز آیات کا بیان	292
ارجٰی آیات کا بیان	294

Marfat.com

کتاب اللہ کی سخت ترین آیات	299
عجائباتِ قرآن	301
قرآن کی ایک تشبیہ	304
قساوتِ قلبی کیا ہے؟	304
وُجُوْہُ التَّکْرَارِ فِی الْقُرْآن	309
تکرار مضامین وآیات کا مسئلہ	311
حِکْمَۃُ التَّکْرَارِ فِی الْقُرْآنِ	311
اقسام تکرار	312
حروف کا تکرار	312
لفظ کا تکرار	313
جملہ کا تکرار	313
امثال کا تکرار	313
قصوں کا تکرار	313
مضمون کا تکرار	314
احکامات کا تکرار	314
وُجُوْہُ التکرار	314
فوائدِ تکرار	316
تکرار	316
وُجُوْہُ التکرار	317

امثال القرآن الکریم	330
قرآن میں استعمال ہونے والی امثال پر مفصل تحقیق	331
خلاصہ	331
اشکال	332
جواب	332
امثالِ قرآنی کے بارے میں مفکرین کے اقوال	332
قرآن کریم میں آنے والی امثال	333
ضرب الامثال کی تعداد	334
عربی امثال کے متعلق سب سے عمدہ کتاب	336
منافقین کی قباحت	336
منافقین کی پہلی مثال	336
نوراور ضیاء میں فرق	338
فرق ثانی	339
منافقین کی دوسری مثال	340
مچھر کی مثال	341
ہدایت سے بے نیاز لوگ	343
انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت	344
ریاکاری کیلئے خرچ کرنا	346
مقبول صدقہ وخیرات کی مثال	347

Marfat.com

غیر مقبول صدقہ وخیرات کی مثال	348
کفار کے صدقہ وخیرات کی مثال	349
مسلمان اور کافر کی مثال	350
دنیا کی حرص میں گرفتار شخص کی مثال	351
اَلْکَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ	352
شرک کی قباحت اور مشرکین کی حماقت کی ایک مثال	353
نورِ ہدایت اور ظلمتِ ضلالت کی مثال	354
کفار کے اعمال کی دو مثالیں	357
پہلی مثال	358
دوسری مثال	359
بت پرستوں کی مثال	360
مثال لِاَصْحَابِ مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	362
جنت کی نعمتوں کا تذکرہ	364
جنت کی نہروں کے متعلق احادیثِ نبویہ	366
خدا فراموشی کی سزا، خود فراموشی ہے	367
اَلْحِمَارُ یَحْمِلُ اَسْفَارًا	372
حضرت مریم اور حضرت آسیہ کی مثال	373
قرآن سے اعراض کرنے والوں کی مثال	374
مقصود تشبیہ	375
قیامت کے دِن کی ہولناکی	375
تعارض	375
جواب	376
فائدہ	377
امثالِ نبویہ	380
قرآن میں حیوانات کا تذکرہ	386
تمہید	386
اِبِلٌ (اونٹ)	388
اونٹ باعثِ عزت وشرف ہے	388
اونٹ کی خصوصیات	389
اونٹ کی عادتیں اور خصلتیں	389
بَعِیْر	391
نَاقَةٌ	391
قَسْوَرَةٌ	392
اَسَدٌ "شیر"	393
شیر کے نام	394
شیر کی کنیتیں	394
شیر کیلئے قابل فخر بات	395
شیرنی کے بچہ دینے کا عجیب طریقہ	395

Marfat.com

شیر کی خصوصیات	395
بَعُوْضَة	396
مچھر کی حیرت انگیز قوت	397
مچھر کی خوبیاں	397
مچھر کی بے بساطی ضرب المثل	397
بِغَال	398
بَقَرٌ	399
بَقَرَةٌ	400
بقرۃ کی خصوصیات	400
تُثِيْرُ (الْاَرْضَ)	402
ذَلُوْلٌ	402
ذُبِحَ. ذَبَحُوْ (هَا)	402
(مَا) ذَكَّيْتُمْ	402
اَلْبَقَرُ الْاَهْلِيُ	403
گائے، بیل کی خصوصیات	405
گائے کا شرعی حکم	405
بقر وحشی	405
نیل گائے کا حدیث میں تذکرہ	406
ثُعْبَانٌ	406
سانپ کی پرستش	407
جَانٌّ	407
سانپ کی خصوصیات	408
حَيَّةٌ	409
سانپ کی اقسام	409
(اَلْ) جَرَاد	410
حِمَار	412
اَلْحِمَارُ الْوَحْشِيُ	413
حُوْت	413
مچھلیوں کی اقسام	414
نُوْن	416
النحل	416
شہد کی مکھیوں کی اقسام	417
مزدور سپاہی مکھیاں	419
مومن کی ایک عمدہ مثال	420
شہد کے طبی فوائد	421
النَّمل	421
حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور امام ابوحنیفہؒ کا ایک دلچسپ واقعہ	424
اَلْهُدْهُدُ	424

Marfat.com

ذُبَابٌ	425
ذِئْبٌ	426
خنزیر	427
اَلْفَرَسُ	429
سب سے پہلے گھوڑے کو کس نے تابع کیا	430
گھوڑے کی عادات	430
گھوڑے کا شرعی حکم	430
الخیل	431
گھوڑوں کا شرف	431
اَلْخَيْلُ الْمُسَوَّمَةِ	432
رِبَاطُ الْخَيْلِ	433
بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ	433
مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ	434
ضَفَادِعَ	435
مینڈک کی حضرت داؤد علیہ السلام سے گفتگو	436
عَنْكَبُوت	437
غُرَابٌ	438
فِيْل	438
قِرَدَةٌ	440
قُمَّل	443
الکبش	443
فائدہ	443
كَلْبٌ	444
کتے میں وفاداری کی صفت	446
يَلْهَثُ	447
بلی	447
بلی کا شکار کے معاملے میں استقلال	447
لَبَنٌ	448
لَحْمٌ	449
خُوَارٌ	450
خُرْطُوم	450
دَابَّةٌ	450
اَجْنِحَةٌ	451
اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ	451
اَصْوَافَهَا	452
(وَ)انْحَرْ	452
(اَلْ)اَنْعَامُ، اَنْعَامًا	453
بَحِيْرَة	453

Marfat.com

بَحِیْرَۃ	453
(وَالْ)بُدْنَ	453
(عَلٰی)بَطْنِہٖ	454
(فِیْ)بَطْنِہٖ	454
بُطُوْنِ(هَا)	454
بَہِیْمَۃ	455
تَاْکُلُ	455
تَعَاطٰی	456
(اَلْ)جَوَارِح	456
(اَلْ)جِیَادُ	457
دِفْءٌ	457
دَمٌ	457
دَمًا(مَسْفُوْحًا)	458
دِمَاءُ(هَا)	458
ذَرَّۃً	458
ذِیْ ظُفُرٍ	458
رِکَاب	459
رَکُوْبُ(هُمْ)	459
زِیْنَۃٌ	460
سَائِبَۃ	460
سَبْعٌ	461
سَلْوٰی	461
سَمِیْنٌ	462
شُحُوْمَ(هُمَا)	462
شُرَّعًا	462
شِیَۃَ	463
صَافَّاتٍ	463
صَافِنَات	463
صُرْ(هُنَّ)	464
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کن پرندوں کو ذبح کیا تھا	464
صَوَآفَّ	465
صَوْتُ الْحَمِیْرِ	465
صَیْدٌ	466
صَیْدُ الْبَحْرِ	466
صَیْدُ(الْبَرِّ)	467
ضَامِرٍ	467
ضَبْعًا	468
طَائِرٌ	468

Marfat.com

(لَحْمًا) طَرِيًّا	469
طَيْرًا	469
ظُفُرٌ	471
ظُهُوْرُ (هَا)	471
عَادِيَات	471
عِجَافٌ	471
عِجْلًا	472
عِشَارٌ	472
عِظَامٌ	472
عَقَرَ	473
عَقَرُوْ (هَا)	473
عَوَانٌ	473
فَارِضٌ	474
فَرَاش	474
فَرَّتْ (مِنْ قَسْوَرَةٍ)	474
فَرْثٌ	474
فَرْشًا	475
قَدْحًا	475
قُرْبَانٌ	475
مَآ اُهِلَّ (بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ)	476
مَاذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ	476
مُتَرَدِّيَةٌ	476
مُسْتَنْفِرَةٌ	476
مُسَخَّرَاتٌ (فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ)	476
مَسْفُوْحٌ	477
مُسَلَّمَةٌ	477
مُسَوَّمَةٌ	477
مَعْزٌ	478
مُغِيْرَات	478
مُكَلِّبِيْنَ	478
مِمَّا اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ	478
(اَلْ) مُنْخَنِقَةُ	479
مَنْطِقَ الطَّيْرِ	479
مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى اَرْبَعٍ	479
مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ	480
مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ	480
مُوْرِيٰتِ	481
(اَلْ) مَوْقُوْذَةُ	481
نَطِيْحَة	481
نَعْجَة	481

۱۹۲۸۸۲
Marfat.com

نَعَمٌ	482
نَفَشَتْ	482
وُحُوْش	483
وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ	483
وَصِيْلَة	484
هَدْیٌ	484
يُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْاَنْعَامِ	484
قَلَائِد	485
اَلظَّبی	485
مُشک کا شرعی حکم	485
جانوروں میں عجیب وغریب سمجھداری	486
يَبْحَثُ فِي الْاَرْضِ	487
يَطِيْرُ	487
يَقْبِضْنَ	488
يُمْسِكُ (هُنَّ)	488
ابابیل کی حیرت انگیز ذہانت	488
چمگادڑ	489
شترمرغ میں قدرتِ الٰہی کے عجائبات	490
شترمرغ کے معدے کی عجیب وغریب صلاحیت	492
اَلدُّجَاجُ	493
غَنَمٌ	494
اَلشَّاۃ	495
ضَأْنٌ	495
بھیڑ اور بکری کے خصائل	499
حلال وحرام	499
اضطراری کیفیّت کی چند شرائط	501
محرماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	502
محرمات کا خلاصہ	505
شراب پینے کے نقصانات	505
مُردار کھانے کے نقصانات	506
خون کے نقصانات	506
سور کے گوشت کے نقصانات	507
گلا گھونٹ کر مارے ہوئے جانور کے نقصانات	509
بُلندی سے گرا ہوا، لاٹھی سے مارا ہوا اور ٹکر کھایا ہوا جانور	509
درندوں کے کھائے ہوئے جانور کا حکم	510
باؤلا پن سے بچنے کے تین اہم طریقے	511
پالتو کتیا کا واقعہ	511
خلاصہ	512
ذبح	512
ذبیحہ کی سائنسی حیثیت	514

Marfat.com

حفظِ قرآن کے فضائل

بطور تمہید چند باتیں

حفظِ قرآن کے فضائل سے پہلے بطور تمہید چند باتیں ملاحظہ فرمائیں:

حفاظتِ قرآن کی بابت ذمہ ووعدۂ الٰہیہ، یہ قرآن عظیم کی ایک ایسی افضل واعلیٰ خصوصیت ہے جو اور کسی بھی کتاب کو حاصل نہیں ہوئی، مزید برآں یہ کہ قرآن شریف، صدور وقلوب (سینوں اور دلوں) میں حفظ بھی کیا جاتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ [1]

بلکہ یہ قرآن واضح آیتیں ہیں اہل علم کے سینوں میں۔

ابونعیم میں حدیثِ قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلْتُ صُدُوْرَ اُمَّتِكَ اَنَاجِيْلَ

''کہ میں نے آپ کی امت کے سینوں کو انجیلیں یعنی قرآن بنا دیا ہے''۔ [2]

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

اِنِّيْ مُنَزِّلٌ عَلَيْكَ كِتَابًا لَّا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ تَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَّيَقْظَانَ [3]

''میں آپ پر ایک ایسی کتاب اتارنے والا ہوں جس کو پانی نہ دھو سکے گا اور اس کو آپ سوتے اور جاگتے دونوں حالتوں میں پڑھ سکیں گے''۔

نیز حدیث شریف میں امت محمدیہ کی یہ وصف وارد ہوئی ہے کہ اَنَاجِيْلُهُمْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ [4] اُن کی انجیلیں اُن کے سینوں میں ہیں، لیکن قرآن کے علاوہ اور کوئی بھی آسمانی کتاب دل کی تختی پر حفظ نہ کی جاتی تھی

[1] العنکبوت:۴۹۔ [2] النشر فی القراءات العشر ۴۰۹/۲۔ [3] صحیح مسلم، فضائل القرآن للنسائی۔ [4] جمع القرآن دراسۃ تحلیلیۃ لمرویاتہ، ص:۲۹۔

Marfat.com

بلکہ ہر کتاب صحیفہ کی مدد سے صرف ناظرہ ہی پڑھی جاتی تھی۔

ہمہ جہتی کامل محفوظیت

قرآن چونکہ خالقِ کائنات کی آخری کتاب ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی محفوظیت کا مکمل انتظام فرمایا ہے، عالَمِ بالا میں تو اس کو لوحِ محفوظ اور بیت العزت میں محفوظ کیا اور زمین پر اس کی حفاظت کے لئے صدری حفاظت کا انتظام فرمایا، اس طرح کہ نبی کریم علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے قلب و دماغ میں اس کو محفوظ فرما دیا۔

ہر پہلو سے قرآن کی محفوظیت

لوحِ محفوظ، نزول، قلبِ نبوی، تبلیغِ نبوی، سینہ و سفینہ، ہر پہلو سے قرآن کی محفوظیت

قرآن مجید اولاً ماہ رمضان المبارک کی شب قدر میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کے بیت العزت میں پورے کا پورا ایک ہی مرتبہ میں نازل ہوا، پھر وہاں سے عالَمِ دنیا میں تھوڑا تھوڑا تقریباً تئیس سال میں نازل ہوا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کتاب مقدس کی ہر پہلو سے تمام حالات میں پوری پوری حفاظت فرمائی ہے، قرآن کریم لوح میں محفوظ ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ [1]

''بلکہ یہ قرآن ہے بڑی شان والا، لوح محفوظ میں لکھا ہوا''۔

قرآن کریم نزول کے راستے میں محفوظ رہا جیسا کہ ارشاد باری ہے:

فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا [2]

''تو وہ چلاتا ہے اُس فرشتے کے آگے اور پیچھے چوکیدار فرشتے''۔

یعنی جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کلامِ الٰہی لے کر چلتے ہیں تو ان کے ساتھ پہریدار فرشتوں کی ایک

[1] البروج: ۲۱، ۲۲۔ [2] الجن: ۲۷۔

Marfat.com

جماعت بھیجی جاتی ہے، تاکہ پیغامِ ربانی کسی شیطانی تصرف کے بغیر آنحضرت علیہ السلام تک بکمالِ حفاظت پہنچ جائے۔

قرآن کریم قلبِ نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں اپنے معانی والفاظ دونوں سمیت بحفاظتِ خداوندی محفوظ ہوا، اس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کے بارے میں معمولی شبہ بھی نہ ہوسکتا تھا جیسا کہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ [1]

یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس قرآن کا آپ کے سینے میں جمع کر دینا اور آپ کی زبان سے پڑھوا دینا۔

قرآن کریم تبلیغ نبوی میں بھی محفوظ رہا، بایں طور کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پہنچانے میں ایک حرف کی بھی کمی یا زیادتی نہیں فرمائی، جیسا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا [2]

''وہ رسول تمہارے سامنے ہماری آیتیں پڑھتے ہیں''۔

پھر آپ کے پہنچا دینے کے بعد قرآن کریم لوگوں کے سینوں اور قرآن کے ورقوں میں بھی تا قیامِ قیامت محفوظ ہے، جیسا کہ فرمانِ باری ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ [3]

یقیناً ہم نے آپ ہی اتاری ہے یہ نصیحت اور یقیناً ہم آپ ہی اس کے محافظ ونگہبان ہیں۔

اِس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو حفاظتِ قرآن کا ذمہ لیا ہے، یہ تین چیزوں کی حفاظت کو شامل ہے:

۱۔ حروف وکلماتِ قرآن کی حفاظت۔

۲۔ تشریحِ قرآن یعنی حدیثِ نبوی کی حفاظت۔

۳۔ حفاظِ قرآن اور ایسے حضرات کی حفاظت وبقاء جو آگے اس قرآن کریم کو نسل در نسل پہنچاتے رہیں حتی کہ

[1] القیامۃ:۱۷۔ [2] البقرۃ:۱۵۱۔ [3] الحجر:۹۔

Marfat.com

اَمرُ اللہ (قیامت) آجائے۔

اس حفاظت کی شکل وصورت اللہ تعالیٰ نے یہ قائم فرمائی ہے کہ وہ ہر زمانہ میں اپنے بندوں میں سے ایسے مخصوص لوگوں کا انتخاب فرماتے رہتے ہیں جو قرآن کریم کو اپنے سینوں میں محفوظ کرتے ہیں اور جس طریقِ ادا سے وہ نازل ہوا ہے اُسی کے موافق اس کی تلاوت کرتے رہتے ہیں۔

بچوں کی تعلیم قرآن کی ضرورت واہمیت

لوگوں کے کئی درجات ہیں، بعض لوگ ایسے ہیں کہ جو بچوں کو باقاعدہ قاری صاحب سے صحیح قرآن کریم پڑھواتے ہیں، بعض وہ ہیں جن کے بچوں کو گھر میں عورتیں تھوڑا بہت پڑھا دیتی ہیں اور بس۔ اور یہ جو بڑے اونچے خاندان کے لوگ ہیں، ان میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ قرآن کریم پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، اپنے آپ ہی آجاتا ہے، اس وقت جتنے بڑے بڑے جج ہیں، بڑے بڑے وکلاء ہیں، اللہ مجھے بدگمانی سے بچائے، ان میں سے شاید ایک بھی صحیح قرآن نہیں پڑھ سکتا ہوگا، نہ پڑھتا ہوگا، مشکل ہے کہ جج صاحب کا روزانہ کا معمول قرآن کریم کی تلاوت ہو، جج صاحب نے صحیح قرآن پڑھا ہو، مشکل ہے۔

ہاں! کوئی غریب خاندان کا لڑکا ہو، اس کے والدین نے اس کو پڑھا دیا تو وہ دوسری بات ہے، وہ بھی بڑا آدمی بن سکتا ہے، لیکن یہ جو لوگ اونچے اونچے گھرانوں والے یا یہ بڑی بڑی کوٹھیوں والے، اس طرف سے غافل ہیں، اِلَّامَاشَاءَ اللہ، البتہ اب کچھ رواج دیکھا کہ اِدھر اُدھر سے کسی مؤذن وغیرہ کو ٹیوشن پر رکھ لیتے ہیں کہ وہ بچوں کو ایک گھنٹہ، آدھ گھنٹہ روزانہ پڑھایا کرے، ان کے بچے جا کر مسجد کی پرانی چٹائیوں پر بیٹھیں، یہ ان کے لئے عار کی بات ہے، عزت کی بات نہیں، اس لئے بچوں کو مسجد بھیجنا گوارا نہیں کرتے۔

اُمراء کی نسبت جو نیچے طبقے کے لوگ ہیں ان کو قرآنِ کریم سے زیادہ تعلق ہے، لیکن اتنا تعلق پھر بھی نہیں جتنا ہونا چاہئے، یہ بچوں کو بس اتنا کر دیتے ہیں کہ مسجد میں بٹھا دیا، تھوڑا بہت انہوں نے پڑھ لیا، باقی اسکول کی تعلیم، اور اگر کہا جائے کہ قرآن کریم کے حفظ کے لئے اپنے بچوں کو فارغ کر دو تو ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اتنے

Marfat.com

سال بچے کے ضائع ہو جائیں گے، حالانکہ ضائع ہوتے نہیں، اگر قاری صاحب ٹھیک پڑھانے والے ہوں تو ذہین بچہ دو تین سال میں قرآن یاد کر لیتا ہے۔

اب پانچ سال کے لئے تم نے بچے کو قاری صاحب کے حوالے کر دیا اور بچے نے قرآن کریم حفظ کر لیا تو چھٹی کلاس میں اس کو داخل کرا دو، اس کا کیا ضائع ہوا؟ اور اگر اس سے ایک آدھ سال کا فرق پڑ بھی جائے تو قرآن کریم جس بچے نے حفظ کیا ہوگا وہ ایسا چلے گا کہ دوسرے بچے اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے، پھر بھی خسارہ نہ ہوا، لیکن بہت سے نیک بخت ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ بچے نے اگر قرآن کریم پڑھ لیا تو اس کے اتنے سال ضائع ہو گئے۔ (العیاذ باللہ)

قرآن کو طوطے کی طرح رٹنے پر اعتراض مع الجواب

بہت سے لوگوں نے دل میں یہ بٹھا لیا ہے کہ قرآن کریم سمجھا نہ جائے تو طوطے کی طرح رٹنے سے کیا فائدہ؟ قرآن کو سمجھ کر پڑھنا چاہئے، حالانکہ قرآن کریم کے الفاظ کو دہرانا اور اپنی زبان سے ادا کرنا، یہ ایک مستقل عبادت ہے، قرآن کریم کا صحیح مطلب سمجھنا یہ ایک الگ مستقل عبادت ہے، اور سمجھ کر اس پر عمل کرنا یہ بھی ایک مستقل عبادت ہے، یہ تین عبادتیں الگ الگ ہیں۔ ان لوگوں کے دل میں چونکہ قرآن کریم کی پوری عظمت نہیں بیٹھی، اس لئے انہوں نے اس کو بھی انگریزی کی کتاب کی طرح سمجھ لیا کہ جس طرح اس کو سمجھ کر نہ پڑھے رَٹتا رہے تو کیا فائدہ؟ بالکل صحیح کہتے ہیں، انگریزی قانون کی کتاب تو اس نے رَٹ لی، مگر جب تک معنی نہ سمجھے گا قانون کو نہیں جان سکتا، جب قانون ہی نہ جان سکا تو نہ وکیل بن سکتا ہے اور نہ کسی عدالت کا جج، کتاب کا رٹنا محض بیکار اور ضائع گیا، کیونکہ انگریزی کی کتاب کے الفاظ سے کوئی عبادت متعلق نہیں، یہاں الفاظ مقصود ہی نہیں بلکہ مقصود معنی ہیں۔

ادھر قرآن کریم کے معنی بھی مقصود ہیں، الفاظ بھی مقصود، معنی کو سمجھنا بھی عبادت اور الفاظ کو زبان پر جاری کرنا بھی عبادت، اس کو یاد کرنا بھی مستقل عبادت، تو ان غریبوں نے قرآنِ کریم کو بھی انگریزی کی کتاب پر قیاس کر

Marfat.com

لیا، یہ کہتے ہیں کہ طوطے کی طرح رَٹنے سے کیا فائدہ؟

میں تمہیں ایک مثال سمجھاتا ہوں، ایک بچہ تم نے قاری صاحب کے پاس بٹھایا قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے، اب وہ ایک آیت کو سو مرتبہ تو ضرور پڑھے گا، اور یہ بات یاد رکھو کہ جتنی بار پڑھے گا اتنا ہی ایک ایک حرف پر دس نیکیاں اس کو ملیں گی۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" کوئی شخص اگر اس آیت کو پڑھتا ہے، بار بار رَٹتا ہے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" میں جتنے حرف ہیں اس کی مقدار اس کو دس دس نیکیاں بھی ملیں گی، اور جتنی مرتبہ دہرائے گا اتنی ہی نیکیاں ملیں گی۔

ایک مسئلہ اور یاد رکھو! وہ یہ کہ جب تک بچہ نابالغ ہوتا ہے اس کے عمل کا کھاتہ الگ نہیں کھلتا، کیونکہ گناہ اس کے ذمے لکھے نہیں جاتے اور جو نیک کام کرتا ہے، ساری کی ساری نیکیاں اس کے والدین کے کھاتے میں لکھی جاتی ہیں، تمہارے بچے نے پندرہ سال کی عمر تک (یعنی بالغ ہونے تک) جتنے الفاظ قرآن کریم کے پڑھے، جتنی مرتبہ پڑھا، وہ ساری کی ساری نیکیاں تمہارے نامہ اعمال میں لکھ دی جائیں گی، تم ہمیں بتاتے ہو کہ طوطے کی طرح رَٹنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

کشفِ قبور کا سبق آموز واقعہ

حافظ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الصدور" میں یہ قصہ نقل کیا ہے، کہ ایک بزرگ چلے جارہے تھے، قبرستان کے پاس سے گزرے تو ان کو کشف ہوا۔ "کشف" کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جیسے ہمارے سامنے ایک دیوار ہو، اگر دیوار ہٹادی جائے تو اُدھر اُس طرف کی چیز ہمیں نظر آنے لگتی ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس عالم اور دوسرے عالم کے درمیان میں ایک آڑ بنا رکھی ہے، کبھی کبھی پردہ ہٹا کر دکھا دیتے ہیں، قبر میں میّت کا حال نظر آجاتا ہے، تو اس کو "کشف" کہتے ہیں، اور یہ برحق ہے، تو وہ بزرگ چلے جارہے تھے ان کو کشف ہوا یعنی قبرستان والوں کی حالت ان پر کھلی، تو ایسا محسوس ہوا کہ قبرستان میں بہت ساری کھیلیں (مکئی جب بھونتے ہیں تو کھیلیں بن جاتی ہیں) بکھری ہوئی ہیں، اور مُردے ان کو چن رہے ہیں، یعنی قبرستان والے ان کو چن رہے ہیں، اور ان میں

Marfat.com

ایک آدمی کرسی کے اوپر بڑے ٹھاٹھ سے بیٹھا ہے، یہ بزرگ اس کرسی نشین سے پوچھتے ہیں کہ بھائی! یہ کیا ماجرا ہے؟ یہ لوگ کیا چن رہے ہیں؟ تو اس شخص نے جواب دیا کہ مسلمان اپنے بزرگوں کے لئے جو ایصال ثواب کرتے ہیں، دعا و استغفار کرتے ہیں وہ ساری کی ساری تقسیم ہو جاتی ہے، اور یہ کھیلوں کی شکل میں اس سے اپنا اپنا حصہ لے لیتے ہیں، ہم التحیات میں پڑھتے ہیں:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ [1]

اے پروردگار! میری بخشش کر دے اور میرے والدین کی بخشش فرما دے، اور تمام ایمان والوں کی بخشش فرما دے، جس دن قیامت قائم ہو اور جس دن حساب قائم ہو۔

تو ہر ایک مسلمان کو اس کا حصہ ملتا ہے، یہ ایک مثال میں نے دی ہے، تو یہ وہ دعا اور استغفار ہے جو مسلمان اپنے مرحومین کے لئے، مسلمان بھائیوں کے لئے کرتے رہتے ہیں، ہر ایک کو حصہ تقسیم کر دیا جاتا ہے، اور وہ اپنا اپنا حصہ لے لیتے ہیں، گویا کہ یہ مٹھائی کی ڈلیاں ہیں جو یہ لوگ چن رہے ہیں۔ اس بزرگ نے پوچھا کہ: بھائی! تم کیوں نہیں چن رہے ہو؟ تو وہ شخص کہنے لگا کہ: بات یہ ہے کہ میں دولت مند ہوں اور یہ بے چارے فقیر ہیں، مجھے ضرورت نہیں ہے، میں سیٹھ ہوں، بزرگ نے پوچھا کہ: بھائی کیسے سیٹھ ہو؟ کہا کہ میرا بیٹا حافظ قرآن ہے، روزانہ ایک قرآن پڑھ کر مجھے ایصالِ ثواب کرتا ہے، لہٰذا مجھے ان صدقات و خیرات کی کیا ضرورت ہے، میرا تو وظیفہ لگا ہوا ہے۔ بزرگ نے پوچھا کہ: تمہارا بیٹا کون ہے؟ کیا نام ہے؟ کہا: فلاں شہر میں اس کی دکان ہے، اس کا نام یہ ہے، تم دیکھو گے کہ وہ لوگوں کو سودا تول تول کر دے رہا ہے، مگر زبان اس کی چلتی رہتی ہے، ہر وقت قرآن مجید پڑھتا رہتا ہے، کسی سے بات نہیں کرتا۔

یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں وہاں گیا، اس دکان پر پہنچا، واقعی دیکھا کہ ایک صاحب ہیں، زبان ان کی مسلسل چل رہی ہے، قرآن شریف پڑھ رہے ہیں، جب کوئی شخص کچھ سودا مانگتا ہے تو وہ تول کر اسے دے دیتے ہیں جو پیسے لینے یا دینے ہوتے ہیں یا لیتے دیتے ہیں، شاید درمیان میں بات بھی کر لیتے ہوں گے، میں

[1] ابراہیم: ۴۱۔

Marfat.com

نے قریب جا کر پوچھا کہ کیا آپ کا یہ نام ہے؟ کہنے لگے: ہاں! میں نے پوچھا کہ آپ اپنے والد کو روزانہ ایک قرآن پڑھ کر بخشتے ہیں؟ کہنے لگے ہاں! پھر پوچھنے لگے آپ کو کیسے پتہ چلا؟ میں نے کہا کہ تمہارے والد نے بتایا ہے اور کشف کا واقعہ ذکر کیا، اس نے کہا صحیح ہے، یہی میرا نام ہے اور میں حافظ قرآن ہوں، اور روزانہ ایک قرآن ختم کرتا ہوں۔

کچھ عرصے کے بعد یعنی سال دو سال کے بعد وہ بزرگ پھر وہیں سے جا رہے تھے، پھر وہی منظر سامنے آ گیا، اب دیکھا کہ وہ کرسی والا شخص بھی دوسروں کے ساتھ چننے میں مصروف ہے، بزرگ نے پوچھا: اب آپ بھی ان کے ساتھ چن رہے ہیں؟ تو وہ کہنے لگا کہ میرا وظیفہ ختم ہو گیا ہے، میری پنشن بند ہو گئی، اس لئے کہ میرے بیٹے کا انتقال ہو گیا۔

تو ایک تمہارے بچے جو حفظ کریں گے جب تک وہ نابالغ ہیں ان کا اپنا نامہ اعمال نہیں، ان کا اپنا کھاتا نہیں، وہ تمہارے کھاتے میں لکھا جائے گا، اور پھر تمہارے مرنے کے بعد وہ پڑھیں گے، وہ تمہاری پنشن بن جائے گی، لیکن مسلمانوں کے دل میں اس کی قیمت نہیں ہے، لہٰذا اس میں بھی لوگ مختلف ہیں، کسی نے ناظرہ قرآن پڑھوایا وہ بہت ہے، کسی نے تھوڑا بہت پڑھوایا، اور کچھ اللہ کے بندے ایسے ہیں جو حفظ میں ڈال دیتے ہیں، یوں کہہ لو کہ کچھ لڑکوں کو تم نے دنیا کے لئے پڑھایا اور ایک کو اپنی آخرت اور اپنی قبر کے لئے پڑھا دو۔

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تقریر میں فرمایا کرتے تھے کہ میرے اتنے دوست ہیں، اگر کسی کی ماں کے چار بیٹے ہوں، ہر ایک تھوڑا تھوڑا ٹکڑا چھوڑ دے تو ماں کا پیٹ بھر جاتا ہے، تم میرے اتنے دوست ہو، تھوڑا تھوڑا بھی بخش دو گے تو ان شاء اللہ کام چل جائے گا، یہ امام الاولیاء فرماتے تھے، ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں آخرت کی ضرورت نہیں ہے، وہاں جا کر پتہ چلے گا کہ اس کی کتنی ضرورت ہے۔

حفظِ قرآن کے متعلق علمی و تاریخی تحقیق

یہ ایک صحیح علمی و تاریخی تحقیق ہے کہ قرآن مجید عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مدون و مرتب ہو چکا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

Marfat.com

نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر متعدد بار پڑھا اور سنایا تھا، وہی قرآن ہے جو بعینہ آج ہمارے پاس محفوظ و موجود ہے۔

چنانچہ ملل ونحل ابن حزم جلد دوم میں یہاں تک موجود ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم کے وفات پاجانے پر ایک لاکھ قرآن کریم مصر، عراق، شام، یمن وغیرہ میں پھیلے ہوئے تھے، دورِ خیر القرون کی برکات ہی کا یہ اثر تھا کہ کم سے کم مدت میں حفظِ قرآن کے حیرت انگیز واقعات کو اسماء الرجال کے مطالعہ اور تاریخ میں محفوظ کر دیا گیا ہے۔

تذکرۃ الحفاظ میں ہے کہ ہشام ابن کلبی نے تین دن میں حفظ قرآن کیا، قسطلانی میں ہے کہ سفیان ابن عیینہ نے چار سال کی عمر میں حفظ کیا، ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ قاضی ابو محمد اصفہانی نے پانچ سال کی عمر میں حفظ قرآن کیا، تاریخ الخمیس میں ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال کی عمر میں حفظ قرآن کیا۔ خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ سہل ابن عبداللہ تستری نے چھ سال کی عمر میں حفظ قرآن کیا، حسن المحاظرہ میں ہے کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھ سال کی عمر میں حفظ قرآن کیا۔

حفظِ قرآن صرف اُمتِ محمدیہ اور قرآن ہی کا خاصہ ہے

۱۔ لَیْسَ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ کِتَابٌ یُّقْرَأُ کُلُّہٗ ظَاھِرًا (اَیْ غَیْبًا) اِلَّا الْقُرْاٰنُ قرآن کے سوا کوئی بھی کتابِ خداوندی ایسی نہیں جو پوری کی پوری حفظ اور بالغیب پڑھی جاتی ہو۔ [1]

۲۔ وَلَمْ یَکُنْ ھٰذَا لِبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَمْ یَکُوْنُوْا یَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰیۃَ اِلَّا نَظَرًا غَیْرَ مُوْسٰی وَھَارُوْنَ وَیُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ وَعُزَیْرَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ [2]

حفظ توریت کی خصوصیت، بنی اسرائیل کو حاصل نہ تھی بلکہ موسیٰ، ھارون، یوشع بن نون اور عزیر علیہم السلام کے سوا، سب لوگ توریت کو ناظرہ ہی پڑھا کرتے تھے۔

۳۔ اُعْطِیَتْ ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ الْحِفْظَ وَکَانَ مَنْ قَبْلَھُمْ لَا یَقْرَءُوْنَ کِتَابَھُمْ اِلَّا نَظَرًا فَاِذَا اَطْبَقُوْہُ لَمْ یَحْفَظُوْا مَا فِیْہِ اِلَّا النَّبِیُّوْنَ [3]

[1] سعید بن جبیر۔ [2] بعض علماء، تفسیر قرطبی، ج:۱۷، ص:۸۷۔ [3] حسن بصری۔

Marfat.com

حفظِ کتاب صرف اسی امت محمدیہ ہی کو عطا ہوا ہے اور اُمَمِ سابقہ اپنی کتاب کو صرف ناظرہ ہی پڑھا کرتی تھیں، اور جب کتاب کو بند کر دیا کرتیں تو سوائے انبیاء کے اور کسی کو بھی اس کتاب کے مضامین حفظ و مُستَحضر نہ ہوتے تھے۔

۴۔ اِنَّهُمْ حُكَمَاءُ وَعُلَمَاءُ وَهُمْ فِي الْفِقْهِ اَنْبِيَاءُ [1]

''یقیناً امت محمدیہ کے لوگ حکماء وعلماء ہیں اور فقہ میں انبیاء کے درجہ میں ہیں''۔

صرف قربِ قیامت میں قرآن ورقوں اور سینوں سے سلب ہو جائے گا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ الَّذِیْ بَیْنَ اَظْهُرِكُمْ یُوْشِكُ اَنْ یُّنْزَعَ مِنْكُمْ ، قَالَ شَدَّادٌ قُلْتُ (لِابْنِ مَسْعُوْدٍ) كَیْفَ یُنْزَعُ مِنَّا وَقَدْ اَثْبَتَهُ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَثَبَّتْنَاهُ فِیْ مَصَاحِفِنَا؟ قَالَ (ابْنُ مَسْعُوْدٍ) یَسْرِیْ عَلَیْهِ فِیْ لَیْلَةٍ وَّاحِدَةٍ فَیَنْزِعُ مَا فِی الْقُلُوْبِ وَیُذْهِبُ مَا فِی الْمَصَاحِفِ وَیُصْبِحُ النَّاسُ مِنْهُ فُقَرَاءَ ، ثُمَّ قَرَاَ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ ۔ [2]

یقیناً یہ قرآن جو آج تم لوگوں کے اندر موجود ہے عنقریب (بالکل اخیر زمانہ میں قیامت کے قریب) تم سے سلب کر لیا جائے گا۔ شداد نے کہا وہ ہم سے کیونکر سلب کر لیا جائے گا جبکہ اللہ جل جلالہ نے اس کو ہمارے دلوں میں جما دیا ہے اور ہم نے اس کو قرآن میں درج کیا ہوا ہے؟ فرمایا ایک رات کو اللہ کی طرف سے ایک آنے والا آئے گا اور وہ دلوں سے اس کو سلب کر لے گا اور قرآن میں سے مٹا دے گا اور صبح کو لوگ قرآن سے خالی دامن رہ جائیں گے (مگر پھر قیامت کے دن قرآن حفاظ کے سینوں میں بدستور محفوظ ہوگا)۔

پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

---

[1] کعب احبار، تفسیر قرطبی، ج:۱۳، ص:۲۳۴۔ [2] قولِ ابن مسعودؓ، رواہ ابن ابی شیبۃ وابن ابی حاتم، تفسیر قرطبی، ج:۱۰، ص:۳۲۶۔

Marfat.com

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ [1]

اور اگر ہم چاہیں تو جس قدر ہم نے آپ پر وحی بھیجی ہے سب سلب کرلیں، پھر اس کے واپس لانے کیلئے آپ کو ہمارے مقابلہ میں کوئی حمایتی نہ ملے۔

بچپن میں قرآن حفظ کرنے کا فائدہ

حِفْظُ الْغُلَامِ الصَّغِيْرِ كَالنَّقْشِ فِي الْحَجَرِ وَحِفْظُ الرَّجُلِ بَعْدَ مَا يَكْبُرُ كَالْكِتَابِ عَلَى الْمَاءِ [2]

''کمسن بچے کا چھوٹی عمر میں حفظ کرنا پتھر پر کندہ کرنے کی طرح ہے اور آدمی کا بڑی عمر میں حفظ کرنا پانی پر لکھائی کی طرح ہے''۔

سن رسیدگی میں حفظِ قرآن کی بعض مثالیں

مولانا عبدالحیٔ صاحب جو مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری کے پوتے تھے، انہوں نے پچاس سال کی عمر میں قرآن یاد کیا اور فراغت کے بعد تراویح میں بھی سنایا۔ [3]

حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے تشریف لے جارہے تھے، بحری جہاز کا سفر تھا، رُفقاء میں کوئی حافظ نہ تھا تو روزانہ دن میں ایک پارہ حفظ فرماتے اور رات کو سنا دیا کرتے، اس طرح پورا قرآن یاد کرکے سنا دیا۔ [4]

صحیح یہ ہے کہ حضرت نے دو سال کے ماہِ رمضان میں قرآن حفظ فرمایا ''سوانح قاسمی'' میں خود حضرت کا یہ مقولہ ہے: ''فقط دو سال رمضان میں، میں نے یاد کیا ہے۔

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کبرسنی میں یہ شرف حاصل فرمایا، مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سنِ کہولت میں جزیرہ مالٹا میں قرآن مجید حفظ کیا، مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ زبان زد عام و

[1] بنی اسرائیل: ۸۶۔ [2] جامع للخطیب البغدادی، عن عبداللہ بن عباسؓ، کنز العمال، ج:۱، ص: ۶۰۴۔ [3] نظام تعلیم وتربیت۔ [4] سوانح قاسمی مرتبہ مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ۔

Marfat.com

خاص ہے کہ ''لوگ بچپن کے حافظ ہیں میں پچپن کا حافظ ہوں''۔[1]

حضرت مولانا محمد اسحاق بردوانی رحمہ اللہ کو دورانِ تدریس قرآن کا حافظ ہونے کا شوق پیدا ہوا اور پھر انہوں نے صرف سات دن اور چار گھنٹوں میں پورا قرآن حفظ کرلیا، آپ کی کرامت اور حافظہ پر پورے کانپور شہر میں ہلچل مچ گئی۔

قوتِ حافظہ کے لئے بعض معاون غذائیں

۱۔ ابن شہاب زُہری رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے اپنے دل ودماغ میں جو چیز ڈال لی اس کو کبھی نہیں بھولا ہوں، حضرت موصوف سیب تناول نہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سیب سے نسیان پیدا ہوتا ہے، البتہ شہد نوش کرتے اور فرماتے کہ شہد علم کو یاد کراتا ہے۔[2]

۲۔ فُول، دماغ میں اضافہ کرتا ہے اور دماغ منجملہ عقل کے ہے۔[3]

۳۔ گائے کا دودھ شفا، اس کا گھی دَوا اور اس کا گوشت بیماری ہے۔[4]

۴۔ بہترین سالن سرکہ ہے الحدیث۔۔۔ نیز یہ بات ثابت ہے کہ سرکہ بلغم کو نکالتا ہے اور شہوت کو تسکین دیتا ہے اور اس طرح وہ قوۃ حافظہ کے لئے معاون بن جاتا ہے۔

۵۔ درحقیقت قوۃ حافظہ ایک عطیہ خداوندی ہے، اللہ تعالیٰ جس کو عطا فرمانا چاہتے ہیں عطا فرمادیتے ہیں، البتہ بعض اوقات مشق ومزاولت اور محنت وتکرار سے حافظہ کھل جاتا ہے۔

۶۔ اگر حافظہ علاج ودواء سے ہوتا تو سلاطین ہم پر غالب آجاتے، لیکن وہ تو ایک خلقی ملکہ ہے، جس شخص کا حافظہ پیدائشی طور پر قوی ہے اُس کے لئے کوئی غذا بھی نقصان دہ نہیں (اور کسی دوا کا استعمال بھی اس کے لئے مزید مقوی نہیں) اور جس کا حافظہ قدرتی کمزور ہے اُس کے لئے کوئی علاج ومعالجہ کارگر وسُود مند نہیں ہے۔[5]

---

[1] سوانح حیات مولانا احمد بزرگ، ص: ۱۰۳۔ [2] لیث۔ [3] شافعی، ابونعیم، ج:۱، ص:۱۳۷۔ [4] برانی وغیرہ مرفوعاً بروایت ملیکہ بنت عمروؓ۔
[5] ابوصالح بن محمد بغدادی۔

Marfat.com

۷۔ ذوق وولولہ اور مسلسل مطالعہ ومحنت کے اور کوئی چیز بھی قوۃ حافظہ کیلئے کارگر ومُفید نہیں ہے۔ [1]

قوۃِ حافظہ کیلئے مجربات واعمال

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہشام بن القاضی بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو فرمایا:

کیا میں تجھے وہ بات بتلاؤں جو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بطور ہدیہ کے دی ہے، جس سے حافظہ بڑھتا ہے اور نسیان دور ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یا رسول اللہ! ضرور بتلایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی تھال یا کٹورے میں زعفران وگلاب کے عرق سے سورۃ الفاتحہ، سورۃ الحشر اور سورۃ الواقعہ لکھو، پھر آبِ زمزم یا آبِ بارش یا کسی صاف پانی سے دھو کر صبح کے وقت تین مثقال شکر ملا کر پی جاؤ اور اس کے بعد دو رکعت پڑھو، ہر ایک رکعت میں پچاس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور پچاس ہی مرتبہ سورۃ الفاتحہ پڑھو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اسلام کے بعد جیسا میں اس روز خوش ہوا کبھی نہیں ہوا تھا، کیونکہ اس کا نفع چالیس روز کے بعد ہی شروع ہوا۔ ابن شہاب زُہری رحمۃ اللہ اس کو لکھ کر اپنی اولاد کو پلایا کرتے تھے۔ عاصم کا قول ہے کہ میں نے پچپن سال کی عمر میں اس کا استعمال شروع کیا، پس ہر ایک مہینہ میں میرا حافظہ وفہم بڑھتا گیا۔

۲۔ امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان کے پاس آ کر حافظہ کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ ہر روز دو مثقال شکر تری اور ایک مثقال لوبان ذکر ملا کر کھایا کرو اور اس کے بعد اپنی بائیں ہتھیلی پر زعفران کے ساتھ آیت الکرسی لکھ کر زبان سے چاٹ لیا کرو۔

اس نے ایسا ہی کیا، چند روز کے بعد محمد بن سیرین رحمۃ اللہ کو اس سے ملاقات کا اتفاق ہوا، پوچھا اب تیرا کیا حال ہے؟ کہا میں نے دس ہزار احادیث یاد کر لی ہیں، محمد بن سیرین رحمۃ اللہ نے فرمایا یہی عمل

[1] الکلمات، ص: ۱۹۴۔

Marfat.com

کئے جاؤ، چند روز کے بعد دوبارہ ملاقات کا اتفاق ہوا۔ پوچھا اب کیا حال ہے؟ کہا اب تو جو بات سنتا ہوں یاد ہو جاتی ہے۔

۳۔ مَنْ قَرَأَ عَشْرَ آيَاتٍ مِّنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ لَّمْ يَنْسَ الْقُرْآنَ اَرْبَعًا مِّنْ اَوَّلِهَا وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ وَآيَتَيْنِ بَعْدَهَا وَثَلَاثًا خَوَاتِيْمَهَا اَوَّلُهَا لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ ''جو شخص رات کو سورۂ بقرہ کی یہ دس آیتیں پڑھتا رہے گا اس کو قرآن کبھی نہ بھولے گا، چار اول سے اَلْمُفْلِحُوْنَ تک، آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں اور تین آیتیں آخر کی یعنی لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ سے اخیر سورت تک''۔[1]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

[1] تفسیر القرطبی، ج:۱، ص: ۱۵۳۔

Marfat.com

نسیانِ قرآن، گناہِ کبیرہ

۱۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی، قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا، قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی [1]

''اور جو شخص ہمارے ذِکر (قرآن) سے رُوگردانی کرتا ہے اس کے لئے تنگ زندگانی ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کر کے اُٹھائیں گے، وہ عرض کرے گا اے پروردگار! میں تو بینا تھا، آپ نے مجھے نابینا کیوں اُٹھایا؟ ارشاد ہوگا تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں اور تُو نے ان کو بھلا دیا، پس آج تو بھی اسی طرح بھلایا جا رہا ہے''۔

بعض مفسرین نے قرآن کے بھول جانے کو اُسی نسیان کے ضمن میں شامل کیا ہے جس پر ان آیات میں وعید وارد ہوئی ہے، حافظ ابن کثیر اس کی تفسیر نقل کر کے فرماتے ہیں:

وَهٰذَا الَّذِیْ قَالَهٗ وَاِنْ لَّمْ یَكُنْ هُوَ الْمُرَادَ جَمِیْعُهٗ فَهُوَ بَعْضُهٗ فَاِنَّ الْاِعْرَاضَ عَنْ تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَتَعْرِیْضَهٗ لِلنِّسْیَانِ وَعَدَمَ الْاِعْتِنَاءِ بِهٖ فِیْهِ تَهَاوُنٌ كَبِیْرٌ وَّتَفْرِیْطٌ شَدِیْدٌ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ [2]

بعض مفسرین نے جو یہ قول اختیار کیا ہے گو وہ اِس نسیانِ مذکور کا کلی مفہوم تو نہیں ہے مگر جزوی مفہوم ضرور ہے، کیونکہ تلاوت قرآن سے بے رُخی برتنا اور اسبابِ نسیان اختیار کرنا اور قرآن سے بے اعتنائی برتنا یہ قرآن کریم کے ساتھ بڑی غفلت و لاپرواہی اور سخت کوتاہی کا معاملہ

[1] طٰہٰ: ۱۲۴ تا ۱۲۶۔ [2] فضائل القرآن لابن کثیر، ص: ۶۹۔

Marfat.com

ہے، جس سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

۲۔ نسیانِ قرآن اور ترکِ تلاوت کی مذمت و سنگینی سمرہ بن جُندب رضی اللہ عنہ کی اُس حدیث سے بھی ثابت ہوتی ہے جس میں وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ فجر کے بعد اکثر و بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے خواب بیان فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعبیر ارشاد فرماتے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کے وقت ہم سے ارشاد فرمایا:

آج رات میرے پاس دو شخص آئے اور مجھے اُٹھا کر چل پڑے، ہمارا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص پتھر کی ایک چٹان لئے اُس پر مسلط کھڑا ہوا ہے، اُس چٹان سے وہ اس شخص کے سر کو کچل رہا ہے، وہ چٹان لُڑھک کر دُور جا گرتی ہے، یہ شخص اُس کے پیچھے جاتا ہے، جب واپس لوٹتا ہے تو اُس شخص کا سر پہلے کی طرح صحیح وسالم ہو چکا ہوتا ہے، یہ اُسکے سر کو پہلی مرتبہ کی طرح دوبارہ کچلتا ہے اور یہی معاملہ برابر اُس کے ساتھ ہوتا جا رہا ہے، میرے دریافت کرنے پر اُن دو آدمیوں نے (جو درحقیقت فرشتے تھے) بتایا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے قرآن سیکھا تھا مگر پھر اس کو چھوڑ کر سویا رہتا تھا اور فرض نماز بھی سونے ہی کی نذر کر دیا کرتا تھا۔[1]

۳۔ قرآن مجید کا یاد رکھنا فرضِ عین اور نسیان وذُہول کبیرہ گناہ ہے۔[2]

۴۔ امام رافعی اور امام نووی نیز جلال بلقینی اور زرکشی وغیرہم متعدد علماء کرام قرآن پاک کے حفظ کے بعد اُس کے بھول جانے کو کبیرہ گناہ شمار کرتے ہیں، چنانچہ نووی رحمہ اللہ کا قول ہے: اِخْتِیَارِیْ اَنَّ نِسْیَانَ الْقُرْاٰنِ مِنَ الْکَبَائِرِ لِحَدِیْثٍ فِیْهِ یعنی میرا مختار مسلک یہ ہے کہ قرآن کو بھول جانا کبیرہ گناہوں

[1] صحیح بخاری باب تعبیر الرؤیا بعد صلاۃ الصبح۔ [2] کما اوضحہ ابن حجر المکی فی کتاب الزواجر۔

Marfat.com

میں سے ہے، کیونکہ اس بارے میں حدیث وارد ہوئی ہے لیکن یہ اُس صورت میں ہے جبکہ یہ نسیان لاپرواہی اور غفلت وسستی کی بنا پر ہوا ہو، اگر عُمر کے تقاضے یا بیماری کی وجہ سے قرآن بھول گیا ہو تو اس پر یہ وعید نہیں۔

۵۔ كُنَّا نَعُدُّ مِنْ اَعْظَمِ الذُّنُوْبِ اَنْ يَّتَعَلَّمَ الرَّجُلُ الْقُرْاٰنَ ثُمَّ يَنَامَ عَنْهُ حَتّٰى يَنْسَاهُ ''ہم یہ بات عظیم ترین گناہوں میں شمار کرتے تھے کہ کوئی شخص قرآن مجید کو سیکھے، پھر اس سے غافل ہو کر سویا پڑا رہے، حتیٰ کہ بھول جائے''۔ [1]

۶۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نسیانِ قرآن کو ناپسندیدہ سمجھتے تھے اور اس بارہ میں شدومد سے نکیر فرماتے تھے۔ [2]

۷۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع میں قرآن کے بھول جانے پر جو یہ وعید وارد ہوئی ہے کہ ایسا آدمی کوڑھی اور ہاتھ پیر کٹا ہوا ہونے کی حالت میں اُٹھے گا، تو اس وعید وسزا کی مناسبت نسیانِ قرآن کے ساتھ یہ ہے کہ قرآن ایسا نور ہے کہ اس کے ذریعہ نفس ہشاش بشاش اور ظاہر وباطن دونوں کے لحاظ سے اس کے ذریعہ آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور اہلِ قرآن کی پیشانیوں میں نورانی نشان نمایاں ہوتا ہے، لہٰذا جو آدمی قرآن پاک کو بھول گیا اُس کو اس کی ضد کے ذریعہ سزا دی گئی کہ اس کا چہرہ کالا سیاہ ہو جائے گا اور اس کے اعضاء بگڑ جائیں گے، تاکہ لوگ اس سے خوب گھِن کریں اور نفرت کی وجہ سے اس سے دُور بھاگیں۔ جُذام ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے جسم کے جوڑ پہلے سُرخ، پھر سیاہ ہو جاتے ہیں اور گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر جاتا ہے۔ [3]

۸۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا [4]

اور رسول نے کہا اے میرے ربّ! میری قوم نے اس قرآن کو متروک ٹھہرایا ہے۔

[1] ابوالعالیہ۔ [2] ابن سیرین، الکلمات الحسان، ص: ۲۲۲۔ [3] حواشی فضائل ابی عبید، ص: ۱۰۳۔ [4] الفرقان: ۳۰۔

Marfat.com

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

آیت میں اگرچہ صرف کافروں کا ذکر ہے تاہم قرآن کی تصدیق نہ کرنا، اس میں تدبر نہ کرنا، اس پر عمل نہ کرنا، اس کی تلاوت نہ کرنا، اس کی تصحیح قرأت کی طرف توجہ نہ کرنا، اُس سے اعراض کر کے دوسری لغویات یا حقیر چیزوں کی طرف متوجہ ہونا، یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجرانِ قرآن کے تحت داخل ہوسکتی ہیں۔

حفظِ قرآن کے بعد دوسرے کام میں لگنا

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ اپنے بچّوں کو حفظ کرا دیتے ہیں اور اس کو فخریہ بیان کرتے ہیں، مگر اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ یہ بچہ اس دولت کی قدر و قیمت بھی کر سکے گا یا نہیں؟ حفظ کرانے کے بعد ایسی تعلیم دلواتے ہیں کہ وہ اس سب محنت پر پانی پھیر دیتا ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی قورمہ اچھا تیار کرے اور اس کو چینی کے پیالہ میں بڑے تکلّف سے نکالے، پھر گوبر یا کسی نجس چیز کو پیس کر اس پر چھڑک دے، تو کیا یہ سب غارت نہیں چلا جائے گا؟ حفظِ قرآن کے بعد جو زندگی اختیار کی جاتی ہے اُس کو اِس سے کوئی مناسبت نہیں ہوتی۔ [1]

دنیا میں چار غرباء

اَلْغُرَبَآءُ فِی الدُّنْیَا اَرْبَعَةٌ قُرْاٰنٌ فِیْ جَوْفِ ظَالِمٍ وَمَسْجِدٌ فِیْ نَادِیْ قَوْمٍ لَا یُصَلّٰی فِیْهِ وَمُصْحَفٌ فِیْ بَیْتٍ لَا یُقْرَأُ فِیْهِ وَرَجُلٌ صَالِحٌ مَعَ قَوْمِ سُوْءٍ [2]

”دنیا میں چار چیزیں غریب اور بے چاری ہیں: (۱) قرآن، ظالم کے پیٹ میں۔ (۲) مسجد، بے نمازیوں کے محلے میں۔ (۳) قرآن کا نسخہ، بغیر تلاوت والے گھر میں۔ (۴) نیک آدمی، بُروں کی رفاقت میں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1] صُحبتِ با اہل دل، ص:۱۸۶۔ [2] التیسیر بشرح الجامع الصغیر، ج:۲، ص:۱۶۲۔

Marfat.com

حُفّاظِ قرآن کے فضائل

حفاظِ قرآن اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نائب وخلیفہ ہیں

ایک زیر وزبر یا معمولی نقطے کے فرق کے بغیر مِن وعَن پورا قرآن بیشمار حفاظ کے سینوں میں منقوش ومحفوظ ہے، یہ چیز کسی بھی آسمانی کتاب کو بدوں قرآن کے قطعی حاصل نہیں ہوئی، قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ یوں تو اللہ تعالیٰ نے خود لے رکھا ہے لیکن عالَمِ اسباب میں جن نیک دل مسلمانوں نے اس صحیفہ آسمانی کو حفظ کر کے حرزِ جان بنا رکھا ہے، یہ ہستیاں مشیت کے نظامِ حفاظتِ قرآن ہی کی کڑیاں ہیں، گویا حفاظِ قرآن حفاظتِ قرآن میں اللہ تعالیٰ کے نائب وخلیفہ ہیں۔

حافظ کا لفظ فی الواقع بہت بڑا لفظ ہے، کیونکہ درحقیقت حافظ اللہ تعالیٰ ہیں، اُسی کے ذمہ قرآن کی حفاظت ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ مگر عالَمِ ظاہری میں چونکہ حفاظِ قرآن، حفاظتِ قرآن میں اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں اس لئے یہ لفظ ان پر بھی مستعمل ہوگیا۔

نابیناؤں کے حفظ کی زیادہ پختگی کا اصل راز

دل کی طرف آنکھ کے راستے کے مقابلہ میں کان کا راستہ زیادہ مضبوط ہے اور نابینا آدمی صرف کان سے سُن کر یاد کرتا ہے، اس لئے بیناؤں کے مقابلہ میں نابیناؤں کا حفظ زیادہ قوی وپختہ ہوتا ہے، مزید غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ بولنے اور ادا کرنے کا دارومدار ہی کانوں کے ذریعہ آواز کے سننے پر ہے، معلوم ہوا کہ تعلیم وتعلّم میں اصل کان ہیں، چنانچہ جو مادرزاد بہرا ہوتا ہے وہ گونگا بھی ہوجاتا ہے، اس لئے کہ بچہ سُن سُن کر آوازیں نکالتا ہے اور جلد ہی زبان پر قابو حاصل کرلیتا ہے، مگر جب اس کے کان میں آواز ہی نہیں پہنچتی، تو پھر وہ اپنے منہ سے نقل بھی نہیں کرتا، اس لئے گونگا ہوجاتا ہے، اس کا یہ گونگا پن ماہرینِ فن کی مدد سے دور کیا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

قرآن کے حفاظ، اولیاء اللہ ہیں

رَوَی ابْنُ النَّجَّارِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ اَوْلِیَاءُ اللهِ فَمَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ عَادَی اللهَ وَمَنْ وَّالَاهُمْ فَقَدْ وَالَی اللهَ تَعَالٰی [1]

ابن النجار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کیا ہے کہ قرآن کے باعمل حفاظ وخُدّام اللہ کے اولیاء ہیں، پس جس نے اُن سے دشمنی کی اُس نے اللہ سے دشمنی کی اور جس نے اُن سے دوستی رکھی یقیناً اُس نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دوستی رکھی۔

قرآن کے حفاظ، اہلِ جنت کے سردار

رُوِیَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمْ قَالُوْا، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ عُرَفَاءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ [2]

علی بن ابی طالب، ابوہریرہ اور ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کے باعمل حفاظ، قیامت کے روز اہل جنّت کے سردار ہوں گے۔

حفاظِ قرآن، اُمتِ محمدیہ کے باعزت لوگ ہیں

اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ [3]

''میری امت کے شرفاء اور باعزت لوگ، حفاظِ قرآن اور تہجد گزار حضرات ہیں''۔

حافظِ قرآن کے ساتھ گویا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکلّم فرما ہیں

اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدُوَیْهِ وَ اَبُوْنُعَیْمٍ وَ الْخَطِیْبُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ بَلَغَهُ الْقُرْاٰنُ فَكَاَنَّمَا شَافَهْتُهُ بِهٖ، اَیْ كَلَّمْتُهُ،

[1] ابن النجار حلیۂ ابی نعیم مسندِ دیلمی عن عبداللہ بن عمرؓ، تلاوۃ القرآن المجید، ص: ۶۴۔ [2] اخرجہ الحافظ ابوالعلاء الھمذانی والطبرانی، ابراز المعانی، ص: ۲۲، تلاوۃ القران المجید، ص: ۶۶۔ [3] طبرانی وابوالعلاء الھمدانی عن ابن عباسؓ

Marfat.com

ثُمَّ قَرَأَ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ [1]

ابن مردُوَیہ، ابونعیم اور خطیب نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد عالی نقل کیا ہے کہ جس شخص کو قرآن پاک کی دولت پہنچ جائے گویا اُس سے میں نے خود کلام کی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے تا کہ اس قرآن کے ذریعہ سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے سب کو ڈراؤں۔

حافظِ قرآن کو قبر سے نکلنے کے بعد دو پروانے عطا کئے جائیں گے

عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: اِنَّ الْقُرْاٰنَ يَلْقٰى صَاحِبَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِيْنَ يَنْشَقُّ عَنْهُ قَبْرُهٗ كَالرَّجُلِ الشَّاحِبِ فَيَقُوْلُ: اَيِ الْقُرْاٰنُ لِصَاحِبِهٖ، هَلْ تَعْرِفُنِيْ؟ فَيَقُوْلُ مَا اَعْرِفُكَ، فَيَقُوْلُ اَنَا صَاحِبُكَ الْقُرْاٰنُ الَّذِيْ اَظْمَأْتُكَ فِي الْهَوَاجِرِ وَاَسْهَرْتُ لَيْلَكَ، وَاِنَّ كُلَّ تَاجِرٍ مِّنْ وَّرَاءِ تِجَارَتِهٖ اَيْ يَطْلُبُ رِبْحَهَا، وَاِنَّكَ الْيَوْمَ مِنْ وَّرَاءِ كُلِّ تِجَارَةٍ اَعْظَمُ رِبْحًا فَيُعْطٰى، اَيْ صَاحِبُ الْقُرْاٰنِ، الْمُلْكَ بِيَمِيْنِهٖ وَالْخُلْدَ بِشِمَالِهٖ وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ وَيُكْسٰى وَالِدَاهُ حُلَّتَيْنِ لَا تُقَوَّمُ لَهُمَا اَيْ لَا تُقَدَّرُ بِهِمَا الدُّنْيَا، فَيَقُوْلَانِ بِمَ كُسِيْنَا هٰذَا؟ فَيُقَالُ بِاَخْذِ وَلَدِكُمَا الْقُرْاٰنَ، ثُمَّ يُقَالُ، اَيْ لِلْقَارِيءِ، اِقْرَاْ وَاصْعَدْ فِيْ دَرَجِ الْجَنَّةِ وَغُرَفِهَا فَهُوَ فِيْ صُعُوْدٍ مَّا دَامَ يَقْرَاُ هَذًّا كَانَ اَوْ تَرْتِيْلًا [2]

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب صاحبِ قرآن اپنی قبر سے نکلے گا تو قرآن مجید ایک

[1] تلاوت القرآن المجید، ص: ۱۲۸۔ [2] اخلاق حملۃ القرآن، ص: ۱۴۷، تلاوۃ القرآن المجید، ص: ۱۰۱۔

Marfat.com

دُبلے تھکے ماندے آدمی کی شکل میں قاری کو ملے گا (یہ شکل اس لئے ہوگی کہ قاری بھی دُنیا میں شب بیداری اور روزوں کی وجہ سے اسی طرح کمزور اور بیمار سی صورت میں رہتا تھا، نیز ایسی قابلِ رحم شکل مقامِ شفاعت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو زیادہ متوجہ کرے گی)۔

اور اُس قاری سے قرآن کہے گا کہ تم مجھے پہچانتے ہو؟ قاری کہے گا میں تو آپ کو نہیں پہچان رہا ہوں، اِس پر قرآن کہے گا کہ میں آپ کا ساتھی وہ قرآن ہوں جس نے تمہیں گرمی کی دوپہروں میں پیاسا کیا اور راتوں کو تمہیں بے خواب کیا، آج ہر تاجر کو اُس کی تجارت کی قیمت اور معاوضہ ونفع ملے گا اور آج تمہاری اُخروی تجارت سب سے اونچی اور زیادہ منافع والی تجارت ہے، آج تمہیں تمہاری محنت کی قیمت ملے گی۔

اِس پر قاری کے دائیں ہاتھ میں جنت کی سلطنت وبادشاہت اور بائیں ہاتھ میں اَبدی اور لازوال نعمتوں کا پروانہ تھما دیا جائے گا اور اس کے سر پر وقار وعزت کا تاج رکھا جائے گا۔

اور اس کے والدین کو جنت کے دو دو ایسے ایسے جوڑے پہنا دیئے جائیں گے کہ اُن کی قیمت کل کائنات سے بھی پوری نہیں ہوسکتی، حافظ کے والدین کہیں گے ہمیں یہ پوشاک کس عمل کے بدلے میں پہنائی گئی ہے؟ فرشتے کہیں گے تمہارے بچے اور بچی کے حفظِ قرآن اور تعلیمِ قرآن کے بدلے میں، پھر قاری قرآن سے کہا جائے گا، اب تم قرآن پڑھتے جاؤ اور جنت کے درجوں اور بالا خانوں پر چڑھتے جاؤ، اِس پر وہ برابر چڑھتا جائے گا (یہاں تک کہ آخری آیت ختم کرلے گا) خواہ وہ تیزی وسرعت سے تلاوت کرے، خواہ ٹھہر ٹھہر کر اور اطمینان وتحقیق سے تلاوت کرے، بہر صورت اس کو یہ فضیلت حاصل ہوگی۔

حافظِ قرآن کیلئے مونگے کا بنا ہوا ایک شہر

فِي الْجَنَّةِ نَهْرٌ يُقَالُ لَهٗ رَيَّانُ عَلَيْهِ مَدِيْنَةٌ مِّنْ مَّرْجَانَ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ بَابٍ مِنْ

Marfat.com

ذَهَبٍ وَّفِضَّةٍ لِّحَامِلِ الْقُرْآنِ [1]

''جنت میں نہر ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے، اس کے ساحل پر مرجان سے ایک شہر تعمیر کیا گیا ہے جسکے ستر ہزار دروازے سونے چاندی کے ہیں اور یہ حافظ قرآن کا انعام ہے''۔

امام نافع مدنی رحمۃ اللہ کے منہ سے مشک وکستوری کی خوشبو

امام نافع مدنی رحمۃ اللہ جب قرآن پڑھتے یا بات کرتے تو منہ سے مشک وکستوری کی خوشبو آتی تھی، کسی نے دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! جب آپ لوگوں کو پڑھانے کے لئے بیٹھتے ہیں تو کیا خوشبو لگا کر بیٹھتے ہیں؟ فرمایا خوشبو کا استعمال تو کیا کرتا، میں تو اس کے قریب بھی نہیں جاتا ہوں، بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ میرے منہ سے منہ مبارک ملا کر قرآن مجید پڑھ رہے ہیں، اُسی وقت سے میرے منہ سے یہ خوشبو آتی ہے۔ سُبحان اللہ! آپ نے ستر سال سے زیادہ مسجد نبوی شریف میں قرآن پاک کی تعلیم دی اور امامت فرمائی۔

قراء کی عقلیں بڑھاپے میں بھی بے کار نہیں ہوتیں

عبدالملک بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

قراء قرآن کی عقلیں سب لوگوں سے زیادہ باقی اور صحیح وسالم رہتی ہیں (یعنی اُن کی عقلیں بڑھاپے میں بھی بحال رہتی ہیں)۔ [2]

قاری قرآن نکمّی عمر سے محفوظ رہتا ہے

رَوَيْنَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ لَمْ يُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا، قَالَ اِلَّا الَّذِيْنَ قَرَءُوا الْقُرْاٰنَ [3]

[1] رواہ ابن عساکر فی تاریخہ عن انس، کنز العمال، ج:۱، ص:۳۶۶۔ [2] نشرِ کبیر۔ [3] النشر الکبیر، ج:۱، ص:۴۔

Marfat.com

محقق جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُن کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو قرآن مجید پڑھے وہ اُس اَرْذَل عمر سے محفوظ رہتا ہے جس میں انسان علم کے بعد بے علم ہوجاتا ہے۔

قرآن مجید پڑھے ہوئے کی دوسروں پر ترجیح

حضرت عبداللہ بن مسعود انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: امام قوم کا وہ شخص ہو جو قرآن مجید بہتر پڑھتا ہو۔ [1]

فائدہ: امامت اس کو کرنی چاہئے جو عالم ہو اور مسائلِ نماز سے اچھی طرح واقف ہو، بشرطیکہ اس کے اعمال بھی اچھے ہوں، اس کے بعد جسے قرآن زیادہ یاد ہو اور اچھا پڑھتا ہو، اس کے بعد جو زیادہ متقی پرہیزگار ہو، اس کے بعد جو زیادہ عمر والا ہو، اس کے بعد جو خوش اخلاق ہو اور شرافت ذاتی رکھتا ہو، اس کے بعد جو زیادہ وجیہ اور صاحبِ وقار ہو، وغیرہ۔

امامت کے لئے اچھے اور افضل کا انتخاب ہونا چاہئے، اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے کہ قوم کی امامت ایسا شخص کرے جو سب میں افضل ہو، اگر اس کے ہوتے ہوئے کسی ادنیٰ کو امام بنایا گیا تو وہ قوم ہمیشہ پستی میں رہے گی۔

ادبِ قرآن کا ایک واقعہ

ایک بادشاہ سیر و شکار کی غرض سے نکلا، رات کو تنہا رہ گیا تو ایک بستی میں ایک دیہاتی کا مہمان ہوا، رات کو جس دالان میں قیام کیا، اس کے ایک طاقچہ میں قرآن شریف کا ایک نسخہ رکھا ہوا تھا، یہ دیکھ کر بادشاہ کے دل و دماغ پر کلامِ الٰہی کی عظمت چھا گئی اور ساری رات ایک گوشہ میں بیٹھ کر جاگتے ہوئے گزار دی، لیٹا یا سویا اس لئے نہیں کہ قرآن مجید کا ادب مانع رہا اور یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ اپنے آرام کی وجہ سے اس عظیم المرتبت وحی الٰہی کو

[1] مسلم۔

Marfat.com

کسی دوسرے کمرہ میں منتقل کرادے۔

اس بادشاہ کے مرنے کے بعد سلطان الاولیاء خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہ کو خواب میں دیکھا، پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ بخش دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اُس رات کا میرا جاگنا اور قرآن مجید کا اس قدر احترام کرنا پسند آ گیا۔ [1]

امام ابوجعفر مدنی رحمۃ اللہ کا اعزاز واکرام

امام ابوجعفر مدنی رحمۃ اللہ جو آٹھویں امام القرأۃ ہیں، جب آپ کو غسل دیا گیا تو لوگوں نے آپ کے سینہ اور دل کے درمیان میں قرآن کے ورق کی مانند ایک سفید حلقہ اور گول دائرہ دودھ کی طرح دیکھا، اس سے حاضرین نے بلاشک جان لیا کہ یہ قرآن کا نور ہے، سلیمان بن ابی سلیمان عمری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے وفات کے بعد ابوجعفر کو خواب میں دیکھا تو فرمایا کہ مجھے حق تعالیٰ نے شہیدوں میں سے بنا دیا۔

قرآن کریم کی وجہ سے امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ پر انعامات کی بارش

امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا کہ مجھے بخش دیا اور میرے ربّ نے قرآن کی وجہ سے مجھ پر رحم فرمایا۔

ایک روایت میں ہے کہ اُس شخص نے آپ سے پوچھا آپ کا انجام کیا ہوا؟ کہا جنّت مل گئی، اُس نے پوچھا امام حمزہ زیّات اور سفیان ثوری کا معاملہ کیا ہوا؟ جواب دیا وہ ہم سے اوپر کے درجہ میں ہیں، ہم اُنہیں ایسے ہی دیکھتے ہیں جیسے چمکدار ستارہ کی طرف نظر کرتے ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور مجھے اعزاز واکرام سے نوازا، مجھے اور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمع فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا تم علی بن حمزہ کسائی نہیں ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا حضرت! آپ نے فرمایا قرآن پڑھو، میں نے سورۂ وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا پڑھی، یہاں

[1] انوار الباری شرح صحیح بخاری۔

Marfat.com

تک کہ شِهَابٌ ثَاقِبٌ تک پہنچا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے کسائی! میں قیامت کے روز تمہارے ذریعہ امتوں پر فخر کروں گا۔ [1]

قاری قرآن کے بارے میں امام شاطبیؒ کے سنہری کلمات

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

بِنَفْسِی مَنِ اسْتَهْدٰی اِلَی اللهِ وَحْدَهٗ . . . وَ كَانَ لَهُ الْقُرْآنُ شِرْبًا وَّ مَغْسَلًا
هُوَ الْمُجْتَبٰی يَغْدُوْ عَلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ . . . قَرِيْبًا غَرِيْبًا مُسْتَمَالًا مُؤَمَّلًا

میری جان ایسے شخص پر قربان ہو جو صرف اور صرف اللہ وحدہ سے ہدایت طلب کرتا ہے، قرآن مجید اس کا مشروب اور پاکیزگی کا سامان ہے، وہ اللہ کے ہاں مقبول اور لوگوں کے درمیان چل پھر رہا ہوتا ہے، اجنبی لوگ اس کی توجہ کے طالب اور وہ لوگوں کیلئے آرزوؤں کی اُمیدگاہ ہوتا ہے۔

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے روضہ شریفہ (ریاض الجنہ) میں مسلسل دس راتیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور خواب میں آپ کو قرآن کریم سنایا، جب مکمل کرلیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا: حَمَاكَ اللهُ مِنَ الشُّبَهِ اللہ تعالیٰ شُبہات اور مُتشابہات سے آپ کی حفاظت فرمائے۔

امام شاطبی علیہ السلام عموماً نمازِ فجر کے وضو سے نماز ظہر ادا فرمایا کرتے تھے، آپ کی یہ کرامت خوب مشہور ہے کہ جامع عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ میں آپ کے کئی شاگردوں نے زوال کے وقت بغیر مؤذنین کے، محض غیبی طور پر متعدد مرتبہ اذان کی آوازیں سنیں۔

پہلے امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی بستی شاطبہ میں پڑھاتے رہے، پھر مصر کی وطنیت اختیار فرمالی اور وہاں جامعہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ میں شعبہ قرآت وافتاء کے صدر مقرر ہوئے، وہیں بنی حمیری خاندان میں شادی کی، کچھ عرصہ کے

[1] ابراز المعانی، ص:۶، مطبوعہ مصر۔ مقدمہ کشف النظر، ج:۲، ص:۱۰۴۔

Marfat.com

بعد قاضی فضل عبدالرحیم بن علی بن سعید لخمی بیسانی رحمۃ اللہ علیہ نے (جو سلطان صلاح الدین ایوبی کے وزیر تھے) قاہرۂ مُعِزّ یہ اپنے قائم کردہ مدرسہ فاضلیہ میں آپ کا تبادلہ کر دیا (یہ مدرسہ قاضی موصوف نے اپنے گھر کے پڑوس میں ۵۸۰ھ کو درب ملوخیہ میں قائم کیا تھا اور اُسے فقہاء شافعیہ و مالکیہ پر وقف کر دیا تھا اور ایک کمرہ تعلیم قراآت کے لئے مخصوص کر دیا تھا)۔

حضرت امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اُس وقت فقر و تنگدستی میں مبتلا تھے مگر بایں ہمہ قاضی فاضل موصوف کی یہ پیشکش چند کڑی شرائط پر قبول فرمائی، مدرسہ میں داخل ہوتے ہوئے صدر دروازہ کی بائیں جانب آپ کی ذات گرامی کے لئے سنگِ رُخام کا ایک بہت نفیس مخصوص حجرہ تعمیر کرایا، جس میں آپ تعلیم قرآت اور اِفتاء کے لئے تشریف فرما ہوتے، نیز وہاں آپ نے لُغت وغیرہ کئی علوم کی تعلیم دی اور بیرون مدرسہ ایک مستقل حجرہ آپ کے اہل خانہ کے لئے تعمیر کرایا، یہاں آپ کو بے حد شہرت حاصل ہوئی اور روئے زمین کے ہر ہر خطہ سے جوق در جوق طلبہ کرام آپ کے پاس کسبِ فیض کیلئے آنے لگے۔

قرآت کی صدارت اُس وقت آپ ہی پر منتہی ہوتی تھی، اس مدرسہ میں آپ تا وفات برابر تعلیمی خدمات سر انجام دیتے رہے، اسی مدرسہ میں آپ کی وفات کے بعد آپ کے شاگرد ابوعبداللہ قرطبی وغیرہ نے تعلیمی فرائض انجام دیئے ہیں، اس عرصہ میں جب سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس فتح کیا تو ۵۸۹ھ میں ان کے ہمراہ حضرت امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ بھی زیارتِ بیت المقدس کے لئے تشریف لے گئے، وہیں رمضان المبارک کے روزے بھی رکھے، اسی سال زیارت سے واپسی پر مدرسہ فاضلیہ میں حسب سابق تعلیمی خدمات سرانجام دینے میں مصروف ہو گئے۔

ایک مرتبہ علامہ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی فقہی مسئلہ کے متعلق گفتگو چل پڑی، تو حضرت موصوف نے اس کی بابت ایک فقہی کتاب کی عبارت پڑھ دی، پھر وہ کتاب منگوائی اور ہاتھ سے اس کے صفحات کا حجم بتا بتا کر فرماتے رہے کہ اتنے اور اتنے صفحات کے اندر اندر اس عبارت کو تلاش کرو، بالآخر جس صفحہ کی سب سے اخیر میں نشاندہی فرمائی، اُسی میں وہ عبارت مل گئی، اس پر حاضرین نے متعجب ہو کر دریافت کیا، کیا آپ کو فقہ بھی

Marfat.com

حفظ ہے؟ فرمایا مجھے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر فقہی کتابیں حفظ ہیں، حاضرین نے عرض کیا تو پھر آپ ان کتابوں کی تعلیم کیونکر نہیں دیتے ہیں؟ فرمایا لَیْسَ لِلْعُمْیَانِ اِلَّا الْقُرْاٰنُ نابیناؤں کو صرف قرآن کی مشغولیت ہی زیب دیتی ہے۔

امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد ابوالحسن علی بن سالم بن شجاع جو خود بھی نابینا تھے اور حضرت موصوف ہی سے قرأتیں بھی پڑھی تھیں، فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا ارادہ ہوا کہ ابن الوراق سے اُصولِ فقہ کی تعلیم حاصل کروں، حضرت موصوف کو اس کا علم ہوا تو مجھے بلوا بھیجا، میں حاضر خدمت ہوا تو میرا کان پکڑ کر پوچھا اَتَقْرَأُ الْاُصُوْلَ کیا تم اُصولِ فقہ پڑھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! اس پر میرا کان کھینچ کر فرمایا مِنَ الْفُضُوْلِ اَعْمٰی یَقْرَأُ الْاُصُوْلَ یعنی یہ فضول بات ہے کہ کوئی نابینا آدمی اُصول فقہ پڑھے، کیونکہ اس کو کما حَقُّہٗ اس پر عُبور حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔

ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ علامہ ابوالحسن علی بن محمد السخاوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ اپنا وطن شاطبہ چھوڑ کر مصری شہروں میں امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ کے آنے کا سبب یہ ہوا کہ حکومت نے آپ کو شاطبہ کی جامع مسجد کی خطابت کا عہدہ سپرد کرنے کا فیصلہ کیا، اس پر امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ نے باوجود شدید فقر و فاقہ کے یہ عُذر پیش کر دیا کہ مجھ پر حج فرض ہے اور میں عازمِ حج ہوں اور حج پر روانہ ہوگئے اور دوبارہ اپنے وطن لوٹ کر ہی نہ آئے، کیونکہ اُس وقت خوشامدانہ طریقہ پر خوب مبالغہ آمیزی کے ساتھ خُطباء کو منبروں پر بادشاہوں کی غیر واقعی تعریف کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا اور آپ بوجہ ورع و تقویٰ کے اس بات کو پسند نہ فرماتے تھے، اس لئے خطابت کے مقابلہ میں فقر و فاقہ کو ترجیح دے کر اُسی کو اپنائے رہے، پھر کچھ عرصہ کے بعد مصر میں قاضی فاضل نے آپ کو مدرسہ فاضلیہ کی پیشکش کی جسے آپ نے قبول فرمالیا اور وہاں خوب شان و شوکت اور عزت و خوشحالی سے زندگی بسر کرنے لگے اور انتہائی دینی خدمات سرانجام دیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حفاظِ قرآن کیلئے نصائح

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نصائح برائے حفاظِ قرآن

يَنْبَغِيْ لِحَامِلِ الْقُرْاٰنِ اَنْ يُّعْرَفَ بِلَيْلِهٖ اِذَا النَّاسُ نَائِمُوْنَ ، وَبِنَهَارِهٖ اِذَا النَّاسُ مُفْطِرُوْنَ ، وَبِحُزْنِهٖ اِذَا النَّاسُ يَفْرَحُوْنَ ، وَبِبُكَائِهٖ اِذَا النَّاسُ يَضْحَكُوْنَ ، وَبِصَمْتِهٖ اِذَا النَّاسُ يَخُوْضُوْنَ ، وَبِخُشُوْعِهٖ اِذَا النَّاسُ يَخْتَالُوْنَ ، وَيَنْبَغِيْ لِحَامِلِ الْقُرْاٰنِ اَنْ يَّكُوْنَ بَاكِيًا مَحْزُوْنًا حَكِيْمًا حَلِيْمًا عَلِيْمًا سَكِيْنًا ، وَلَا يَنْبَغِيْ لِحَامِلِ الْقُرْاٰنِ اَنْ يَّكُوْنَ جَافِيًا وَّلَا غَافِلًا وَّلَا صَخَّابًا وَّلَا صَيَّاحًا وَّلَا حَدِيْدًا [1]

حافظ قرآن کے لئے لائق ومناسب ہے کہ ان باتوں کو اپنا شعار بنالے کہ لوگ انہی باتوں کے ذریعہ اس کو پہچاننے لگیں : (۱) اس کی رات (کی عبادت) کے ذریعہ، جبکہ لوگ سو رہے ہوں، (۲) اُس کے دن کے (روزہ کے) ذریعہ، جبکہ لوگ بے روزہ ہوں، (۳) اس کے رنج وفکر آخرت کے ذریعہ، جبکہ لوگ خوش ہورہے ہوں، (۴) اس کے رونے کے ذریعہ، جبکہ لوگ ہنس رہے ہوں، (۵) اُس کی خاموشی کے ذریعہ، جبکہ لوگ ادھر ادھر کی باتوں میں لگے ہوئے ہوں، (۶) اس کی تواضع ونیازمندی کے ذریعہ، جبکہ لوگ تکبر میں مبتلا ہوں، اور حافظِ قرآن کے لئے لائق ہے کہ رونے والا، غمگین، حکیم، بردبار، جاننے والا، پرسکون و باسکینت رہے، اور حافظ قرآن کے لئے لائق نہیں کہ سخت دل، غافل، شور مچانے والا، چلّانے والا اور تیز مزاج ہو۔

[1] حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء عن المسیب بن رافع عن عبداللہ بن مسعودؓ، ج:۱، ص:۱۲۹۔

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مکتوب گرامی بنام حفاظ وقراءِ قرآن کریم

ابو کنانہ عدوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اجناد کے حکام کو خط لکھا کہ جتنے لوگوں نے قرآن مجید حفظ کیا ہے اُن کے نام میرے پاس روانہ کرو تا کہ میں ان کو خصوصی وظیفہ والوں میں شامل کردوں اور لوگوں کو قرآن پاک کی تعلیم دینے کے لئے ان کو مختلف علاقوں میں بھیج دوں، اس خط کے جواب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ میرے پاس کچھ اوپر تین سو آدمیوں نے قرآن پاک حفظ کیا ہے، اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں درج ذیل مکتوب گرامی روانہ فرمایا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اللہ کے بندے عمر کی جانب سے عبداللہ بن قیس اور ان کے ساتھیوں کے لئے ہے جو قرآن کے حافظ ہیں۔ السلام علیکم، امّا بعد: یہ قرآن شریف تم لوگوں کے لئے اجر ہوگا اور تمہارے لئے شرافت اور ذخیرہ ہوگا، تم اس کی اتباع کرنا، قرآن تمہاری اتباع نہ کرے، اس لئے کہ جس شخص کا اتباع قرآن نے کیا، قرآن اس کو گدّی میں زور سے دھکّا مار کر اُوندھا کر دے گا، حتیٰ کہ اس شخص کو جہنم میں پھینک دے گا، اور جس شخص نے قرآن کا اتباع کیا، قرآن اس کو فردوس کے باغات میں پہنچائے گا، اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرلو کہ قرآن تمہارے لئے سفارش کرنے والا ہو اور تمہاری شکایت کرنے والا نہ ہو، اس لئے کہ قرآن جس کی شفاعت کرے گا وہ جنّت میں داخل ہوگا اور جس کی قرآن شکایت کرے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ قرآن ہدایت کے چشمے اور علم کی کلیاں ہے، اس قرآن کا رحمٰن کے پاس سے آنے کا نیا زمانہ ہے، اس کے ذریعہ اللہ پاک اندھی آنکھوں کو بینا اور بہرے کانوں کو سننے والا اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کو کھول دیتا ہے، اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ بندہ جب رات کو کھڑا ہوتا ہے اور مسواک اور وضو کرتا ہے، پھر اللہ اکبر کہتا ہے اور قرآن پڑھتا

Marfat.com

ہے تو فرشتہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ تلاوت کر، تلاوت کر، تو اچھا ہے اور تیرے لئے اچھائی ہے، اور اگر فقط وضو کرتا ہے اور مسواک نہیں کرتا تو اس کی حفاظت کرتا ہے، لیکن ویسا معاملہ نہیں کرتا۔

سُن لو! کہ قرآن کا نماز کے ساتھ پڑھنا ایک محفوظ خزانہ ہے اور رکھی ہوئی خیر ہے، جہاں تک تم سے ہو سکے اس کی کثرت کرو، اس لئے کہ نماز نور ہے اور زکوٰۃ دلیل ہے اور صبر روشنی ہے اور روزہ ڈھال ہے، اور قرآن یا تمہارے نفع کے لئے حجت ہے یا تمہارے نقصان کے لئے حجت ہے، سو تم قرآن کی تعظیم کرو اور اس کی اہانت نہ کرو، اس لئے کہ ''اللہ جل شانہٗ اُس کا اکرام کرے گا جو قرآن کا اکرام کرے گا'' اور ''اُس کی اہانت کرے گا جو قرآن کی اہانت کرے گا''۔

اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ جس نے اس کی تلاوت کی اور اسے حفظ کیا، اور اس پر عمل کیا، اور جو کچھ اس میں ہے اس کا اتباع کیا، اس کی دعا اللہ عزوجل کے نزدیک مقبول ہے۔ اگر اللہ چاہے تو اس کو دنیا میں جلدی دے دے اور نہیں تو اس کے لئے آخرت میں ذخیرہ ہے۔ اور تمہیں معلوم ہونا چاہئے جو کچھ اللہ کے پاس ہے، بہتر ہے اور اُن لوگوں کے لئے باقی رہنے والا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے ربّ پر توکل کیا۔ [1]

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی نصائح برائے حفاظ قرآن

يَامَعْشَرَ الْقُرَّاءِ اِرْفَعُوْا رُءُوْسَكُمْ فَقَدْ وَضَحَ لَكُمُ الطَّرِيْقُ فَاسْتَبِقُوْا الْخَيْرَاتِ، لَاتَكُوْنُوْا عِيَالًا عَلَى النَّاسِ [2]

''اے قراء کے گروہ! اپنے سروں کو اُٹھاؤ (توجہ کرو) تمہارے سامنے دین کا راستہ واضح ہو چکا ہے، لہٰذا خیر کی باتوں میں سبقت کر جاؤ اور لوگوں پر بوجھ نہ بنو، (اپنی کمائی کرو)''۔

[1] کنز العمال، ج:۱، ص:۳۶۸۔ [2] تبیان۔

Marfat.com

فُضَیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی نصائح

یَنْبَغِیْ لِحَامِلِ الْقُرْاٰنِ اَنْ لَّا تَکُوْنَ لَہٗ حَاجَۃٌ اِلٰی اَحَدٍ مِّنَ الْخُلَفَاءِ فَمَنْ دُوْنَہُمْ (وَیَنْبَغِیْ اَنْ تَکُوْنَ حَوَائِجُ الْخَلْقِ اِلَیْہِ) وَحَامِلُ الْقُرْاٰنِ حَامِلُ رَایَۃِ الْاِسْلَامِ لَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَّلْھُوَ مَعَ مَنْ یَّلْھُوْ وَلَا یَسْھُوَ مَعَ مَنْ یَّسْھُوْ وَلَا یَلْغُوَ مَعَ مَنْ یَّلْغُوْ تَعْظِیْمًا لِّحَقِّ الْقُرْاٰنِ [1]

حافظِ قرآن کو زیب نہیں دیتا کہ وہ خُلفاء میں سے کسی کے پاس یا ان کے علاوہ دیگر اُمراء کے پاس اپنی کوئی ضرورت لے کر جائے، (بلکہ مناسب ولائق یہ ہے کہ لوگوں کی ضرورتیں حافظِ قرآن کی طرف آئیں)۔ حافظِ قرآن اسلام کا جھنڈا اُٹھانے والا ہے، پس قرآن کے حق کی عظمت کے پیش نظر اس کو لائق نہیں کہ کھیلنے والوں کے ساتھ شامل ہو کر یہ بھی کھیلنے لگے، اور اللہ جل جلالہ کو بھولنے والوں کے ساتھ یہ بھی بھول جائے، اور لغو کام کرنے والوں کے ساتھ یہ بھی لغو کام کرنے لگ جائے۔

ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلزَّبَانِیَۃُ اَسْرَعُ اِلٰی حَمَلَۃِ الْقُرْاٰنِ الَّذِیْنَ یَعْصُوْنَ اللہَ تَعَالٰی مِنْھُمْ اِلٰی عَبَدَۃِ الْاَوْثَانِ

اللہ جل جلالہ کے نافرمان حافظِ قرآن کو جہنم کے فرشتے، بُت پرستوں سے بھی بہت جلدی عذاب کریں گے۔

ابن الرماح رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ابن الرماح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[1] التبیان مع اضافۃ۔

Marfat.com

نَدِمْتُ عَلَى اسْتِظْهَارِيْ الْقُرْاٰنَ اَيْ حِفْظِيْ لَهٗ غَيْبًا لِاَنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ اَصْحَابَ الْقُرْاٰنِ يُسَاَلُوْنَ عَمَّا يُسْاَلُ عَنْهُ الْاَنْبِيَآءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

''میں اپنے حفظِ قرآن پر افسوس کرتا ہوں کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حفاظ قرآن سے قیامت کے دن اُن چیزوں کا سوال ہوگا جن کا انبیاء سے سوال ہوگا (کیونکہ جس نے قرآن حفظ کیا اُس نے علمِ نبوت کو اپنی دو پسلیوں کے درمیان میں جمع کرلیا)''۔

میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کا قول

میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَوْ صَلُحَ اَهْلُ الْقُرْاٰنِ صَلُحَ النَّاسُ [1]

یعنی اگر قرآن والے درست ہوجائیں تو سب لوگ درست ہوجائیں۔

ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يَنْبَغِيْ لِلْعَالِمِ اَنْ يَّضَعَ الرَّمَادَ وَالتُّرَابَ عَلٰى رَاْسِهٖ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ

''عالم کو زیبا ہے کہ اپنے سر پر راکھ اور مٹی ڈالے رکھے یعنی اللہ عزوجل کی خوشنودی کی خاطر لوگوں کے سامنے تواضع اور مسکنت اختیار کئے رکھے''۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَاَوُا الْقُرْاٰنَ رَسَآئِلَ مِنْ رَّبِّهِمْ فَكَانُوْا يَتَدَبَّرُوْنَهَا بِاللَّيْلِ وَيَتَفَقَّدُوْنَهَا فِي النَّهَارِ [2]

[1] اخلاق حملۃ القرآن، ص: ۱۶۳۔ [2] التبیان۔

Marfat.com

''تم سے پہلے لوگ قرآن شریف کو اللہ کا پیغام سمجھتے تھے، سورات بھر اس میں غور وتدبر کرتے تھے اور دن کو اس پر عمل کی تگ ودو کرتے تھے''۔

فہم وتدبّرِ قرآنی واخلاقِ قرآنی

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

آج اس قرآن کو غلام اور بچے پڑھتے ہیں جنہیں معنی کا کوئی علم نہیں اور وہ شروع ہی سے لاپرواہی کے عادی ہوجاتے ہیں، حالانکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ [1] یہ وہ کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف اتاری ہے، بابرکت ہے تاکہ وہ اس کی آیتوں میں غور وفکر کریں اور درحقیقت اس میں غور وفکر کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اس کے متبع ہیں۔

اللہ جل جلالہ میری اس بات کو جانتے ہیں خوب سُن لو! واللہ! قرآن صرف حروف حفظ کرنے کا نام نہیں جبکہ اس کی حدود ضائع کی جارہی ہوں، حتیٰ کہ بعض اوقات ایک حافظ وقاری فخریہ انداز میں کہنے لگتا ہے میں نے پورا قرآن پڑھا ہے اور اس میں غلطی سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑا ہے، جبکہ واللہ! اُس نے پورے کا پورا قرآن چھوڑ دیا ہے کہ تم اس میں نہ کوئی قرآنی اخلاق دیکھتے ہو اور نہ کوئی قرآنی عمل، اُن کے غرور کا یہ حال ہے کہ کوئی یوں کہنے لگتا ہے میں پوری سورت ایک ہی سانس میں پڑھ لیتا ہوں، واللہ! ایسے حفاظ نہ قراء ہیں، نہ حکماء اور اتقیاء، جب تک ایسے متکبر قُراء موجود ہوں اللہ کرے لوگوں میں مزید اس قسم کے حفاظ وقراء کا اضافہ نہ ہو۔ [2]

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریین سے فرمایا:

تمہاری مثال نمک کی طرح ہے، اگر کوئی اور چیز خراب ہوجائے تو نمک کے ذریعہ اس کی اصلاح ہوسکتی ہے لیکن اگر نمک ہی خراب ہوجائے تو اس کی اصلاح کس طرح ہوسکتی ہے۔

---

[1] ص:۲۹۔ [2] اخلاق حملۃ القرآن، ص:۱۶۰۔

Marfat.com

نیز فرمایا: تم میں دو باتیں جہالت کی ہیں، ایک بغیر تعجب کے خوامخواہ ہنسنا، دوسری صبح تک سوتے رہنا۔ [1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بردباری

عبداللہ بن بُریدہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کچھ سخت سست کہا، تو فرمایا تم مجھے سخت سست کہتے ہو، باوجود یہ کہ میرے اندر تین خصلتیں پائی جاتی ہیں:

ایک یہ کہ جب میں کسی مسلمان حاکم کے متعلق سنتا ہوں کہ وہ عدل وانصاف کر رہا ہے تو مجھے بیحد فرحت ہوتی ہے، لیکن اس کے باوجود مجھے یہ ہرگز گوارا نہیں ہوتا کہ اس کے پاس اپنی کوئی ذاتی شکایت لے کر جاؤں۔

دوسری یہ کہ جب میں کسی اسلامی شہر میں بارش ہونے کی خبر سنتا ہوں تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے ، باوجودیکہ میرا اپنا کوئی جانور چرنے والا نہیں ہے۔

تیسری یہ کہ جب میں کتاب اللہ کی کسی بھی آیت کی تلاوت کرتا ہوں تو یہ تمنا کرتا ہوں کہ کاش! اس آیت کے متعلق جو علوم مجھے حاصل ہیں وہ تمام لوگوں کو حاصل ہو جائیں۔ [2]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بُردباری ودانائی کا عجیب واقعہ

ایک قریشی نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کبھی کسی چیز نے غضبناک نہیں کیا۔ ایک شخص کہنے لگا اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ماں کی گالی دی جائے تو وہ غضبناک ہو جائیں گے۔ مالک بن اسماء المُنٰی قریشی بولا! اگر تم لوگ مجھے انعام دو تو میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو غضبناک کرتا ہوں، لوگوں نے انعام مقرر کر دیا، وہ شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا امیر المؤمنین! آپ کی آنکھیں آپ کی والدہ کی آنکھوں سے مشابہت رکھتی ہیں، فرمایا! ہاں! یہ دونوں آنکھیں عرصہ دراز تک ابوسفیان (میرے والد گرامی) کو بھاتی رہی

[1] حاشیہ اخلاق حملۃ القرآن، ص: ۱۸۰۔ [2] فضائل ابی عبیدہ، ص: ۴۵۔

Marfat.com

ہیں۔ پھر اپنے غلام شقران کو بلا کر فرمایا: مالک کی والدہ اسماء المُنٰی کے لئے اُن کے بیٹے مالک کا خون بہا گن کر رکھ دو، کیونکہ مالک کو احساس ہی نہیں ہوا اور میں نے اُسے قتل کر ڈالا ہے۔

مالک نے لوگوں کے پاس واپس آ کر اپنا انعام وصول کر لیا، کسی نے اس سے کہا اگر تم عمر بن زبیر کے پاس جا کر انہیں بھی ویسی ہی گالی دو جیسی تم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو دی ہے تو ہم تمہیں اتنا اور مزید انعام دیں گے۔ چنانچہ وہ عمر بن زبیر کے پاس آیا اور انہیں بھی ویسی ہی گالی دیدی، اس پر ابن زبیر نے اُس کے قتل کا حکم دیدیا، چنانچہ وہ قتل کر دیا گیا۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا، واللہ! میرے حلم نے اُسے قتل کر ڈالا ہے اور پھر وہ خون بہا اُس کی والدہ اسماء کے پاس بھیج دیا اور یہ شعر پڑھا: اَلَا قُلْ لِّاَسْمَاءِ الْمُنٰی اُمِّ مَالِكٍ ... فَاِنِّیْ لَعَمْرُ اللّٰهِ اَهْلَكْتُ مَالِكًا سنو! اسماء المُنٰی اُم مالک سے کہہ دو کہ اللہ کی دی ہوئی عمر کی قسم! میں نے مالک کو قتل کر ڈالا ہے۔ [1]

احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کی بُردباری

ایک شخص احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اُن کے منہ پر طمانچہ رسید کر دیا، احنف نے کہا: بسم اللہ! بھتیجے! یہ حرکت تم نے کس بناء پر کی ہے؟ کہنے لگا میں نے قسم اُٹھائی تھی کہ بنی تمیم قبیلہ میں جو سردارِ عرب ہے اُسے طمانچہ رسید کروں گا۔ فرمایا: اپنی قسم پوری کرو، کیونکہ میں تو سردار نہیں ہوں، بنی تمیم کے سردار تو حارثہ بن قدامہ ہیں، اُنہیں جا کر طمانچہ رسید کرو۔

چنانچہ وہ حارثہ کے پاس آیا اور انہیں طمانچہ رسید کر دیا، اس پر حارثہ تلوار لے کر اُٹھے اور اس کا دایاں ہاتھ کاٹ ڈالا، جب احنف کو خبر پہنچی تو فرمایا، واللہ! میں نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ [2]

بردباری کے متعلق احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

كُنَّا نَخْتَلِفُ اِلٰى قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ نَتَعَلَّمُ مِنْهُ الْحِلْمَ كَمَا نَتَعَلَّمُ الْفِقْهَ [3]

---

[1] المحاسن والمساوی، ص: ۵۷۹، ۸۸۔ [2] المحاسن والمساوی، ص: ۸۸۔ [3] العفو والاعتذار لابن الرقام البصری، ص: ۵۱۳۔

Marfat.com

''ہم قیس بن عاصم کے پاس آیا جایا کرتے تھے اور جس طرح اُن سے فقہ سیکھتے تھے اسی طرح حلم بھی سیکھتے تھے''۔

بدخُلقی کا بڑا سبب

بدخُلقی کا بڑا سبب اپنے ذاتی عیوب سے غفلت ہے، چنانچہ ماوردی کہتے ہیں:

هَذِّبْ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ نَفْسَكَ بِافْتِكَارِ عُيُوْبِكَ فَاِنَّ مَنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ مِنْ نَفْسِهٖ وَاعِظٌ لَّمْ تَنْفَعْهُ الْمَوَاعِظُ [1]

اے انسان! اپنے ذاتی عیوب میں غور وفکر کر کے اپنے نفس کو مہذب وشائستہ بنا، کیونکہ جس کے لئے اُس کے اندرونِ نفس میں کوئی چیز واعظ نہ ہو، اس کو بیرونی مواعظ ونصائح نفع نہیں دے سکتی ہیں۔

بدخلقی کا ایک بڑا مظہر حسد ہے

بدخلقی کا ایک بڑا مظہر حسد ہے، اسی لئے بعض حضرات کا ارشاد ہے:

مَا خَلَا جَسَدٌ مِّنْ حَسَدٍ وَلٰكِنَّ اللَّئِيْمَ يُبْدِيْهِ وَالْكَرِيْمَ يُخْفِيْهِ [2]

کوئی جسد بھی حسد سے خالی نہیں ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ کمینہ تو اس کا اظہار کر دیتا ہے اور شریف اس کو دبائے رکھتا ہے (اور عملی جامہ نہیں پہناتا)۔

دوزخ کی آگ کا ایندھن

يَأْتِيْ قَوْمٌ يَّقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَيَقُوْلُوْنَ مَنْ اَقْرَاُ مِنَّا فَمَنْ اَعْلَمُ مِنَّا ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ فِيْ اُولٰئِكَ مِنْ خَيْرٍ قَالُوْا لَا، قَالَ فَاُولٰئِكَ مِنْكُمْ وَاُولٰئِكَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاُولٰئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ۔ [3]

[1] ادب الدنیا والدین، ص: ۳۵۸۔ [2] امراض القلوب وشفاءھا لابن تیمیۃ، ص: ۱۳۴۔ [3] ابویعلیٰ وغیرہ عن العباسؓ۔

Marfat.com

کچھ عرصہ کے بعد ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو قرآن پڑھیں گے اور ڈینگیں ماریں گے کہ ہم سے بڑا قاری کون ہے، ہم سے بڑا عالم کون ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر دریافت فرمایا: کیا ایسے لوگوں میں کچھ خیر تم محسوس کرتے ہو؟ عرض کیا نہیں، فرمایا! یہ لوگ تم میں سے ہوں گے، اِس اُمت میں سے ہونگے، لیکن دوزخ کی آگ کا ایندھن ہونگے۔

اہلِ دنیا کی تعظیم، قاریِ قرآن کے شایانِ شان نہیں

لَا خَيْرَ فِي الْقَارِئِ يُعَظِّمُ اَهْلَ الدُّنْيَا [1]

اُس قاری قرآن میں خیر و برکت نہیں جو دنیاداروں کی تعظیم کرے۔

علماءِ سوء اور اصحاب اہواء

اَكْثَرُ مُنَافِقِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قُرَّاؤُهَا [2]

''اس امت کے اکثر و بیشتر منافقین، قراء قرآن ہیں''۔

قراء سے وہ علماء سوء اور اصحاب اہواء مراد ہیں جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتے ہیں، مثلاً داڑھی منڈواتے ہیں، تہبند کو ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں، سگریٹ یا تمباکو نوشی کرتے ہیں، اصحاب مناصب کے ساتھ مداہنت کے مرتکب ہوتے ہیں، منصب یا عزت و جاہ یا مال کی خاطر اُن کے پاس چکر لگاتے ہیں، حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دیتے ہیں، رِبا کو نفع کا نام دیتے ہیں، پردہ کو بدعت کہتے ہیں۔ [3]

اصل چیز تو عمل ہے

اِنَّ اَحَدَكُمْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ مِنْ فَاتِحَتِهٖ اِلٰى خَاتِمَتِهٖ مَا يُسْقِطُ مِنْهُ حَرْفًا وَقَدْ اَسْقَطَ الْعَمَلَ بِهٖ [4]

[1] سفیان ثوریؒ۔ [2] رواہ احمد فی مسندہ والطبرانی فی الکبیر والبیہقی فی الشعب عن عبداللہ بن عمرؓ۔ [3] الکلمات الحسان، ص: ۱۲۲۔ [4] ابن مسعودؓ۔

Marfat.com

''تم میں سے کوئی قاری فاتحہ سے ناس تک پورا قرآن پڑھ ڈالتا ہے اور اس میں ایک غلطی بھی نہیں کرتا مگر عمل میں بالکل صفر ہوتا ہے (گویا اس نے پورا قرآن ہی غلط پڑھا ہے)۔

ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب آرزو

اَهْلُ اللَّيْلِ فِيْ لَيْلِهِمْ اَلَذُّ مِنْ اَهْلِ اللَّهْوِ فِيْ لَهْوِهِمْ وَلَوْلَا اللَّيْلُ مَا اَحْبَبْتُ الْبَقَاءَ فِي الدُّنْيَا [1]

''جو لذّت شب بیداروں کو شب بیداری میں نصیب ہوتی ہے اس کے مقابلہ میں لہو ولعب میں مشغول لوگوں کی لذّت ہیچ در ہیچ ہے اور اگر رات کا لطف نہ ہوتا تو میں دنیا میں رہنے ہی کو پسند نہ کرتا''۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

[1] ابوسلیمان، الکلمات، ص:۱۰۸۔

Marfat.com

استاذ اور معلّم کیلئے نصائح

قرآن پڑھانے اور پڑھنے کا مقصد

قرآن پڑھانے اور پڑھنے سے مقصود رضاء الٰہی ہو، استاد اور شاگرد دونوں کو چاہئے کہ سب سے پہلے قرآن کو اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقصد بنائیں، اس میں سب سے پہلے تصحیحِ نیت ہے، اس لئے کہ آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق دیا جاتا ہے۔

اخلاص

امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ اخلاص کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ اخلاص عبادت میں اکیلے اللہ تعالیٰ کو قصد کرنے کا نام ہے، حضرت حذیفہ مرعشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اخلاص نام ہے بندے کے ظاہر و باطن میں عمل کے یکساں ہونے کا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اخلاص کی پہچان ہے عام لوگوں کی مدح وذم یعنی تعریف اور مذمت آدمی کی نظر میں یکساں ہو جائے، یعنی نہ تو تعریف سے خوش ہو اور نہ برائی سے رنجیدہ ہو، اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کے استغراق میں اور ثواب اخروی کی امید پر اعمال درمیان سے فراموش ہو جائیں، حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے لئے عمل کا چھوڑ دینا، ریا ہے اور لوگوں کے لئے عمل کرنا، شرک ہے، اخلاص تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو ان دونوں باتوں سے محفوظ رکھے۔

فائدہ: شیخ الحرم حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کی تفسیر میں آب زر سے لکھنے کے قابل نکتہ ارشاد فرماتے ہیں: فَالْخَالِصُ اِذَا کَانَ لِلّٰہِ وَالصَّوَابُ اِذَا کَانَتْ عَلَی السُّنَّۃِ یعنی عمل میں ریا کا قطعی دخل نہ ہو بلکہ اللہ کے لئے ہو، دوسرے مطابق سنت کے ہو۔ مقبولیتِ اعمال کو اسی کسوٹی پر جانچنا چاہئے۔

حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صدیق وہ ہے کہ اپنے قلب کی اصلاح کی فکر میں مخلوقات کی نگاہوں سے

Marfat.com

گر جانے کی کوئی پرواہ نہ ہو، اور ذرہ برابر اپنے حُسنِ عمل کو اچھا نہ سمجھے، اور نہ اس کو دوسروں کے بُرے اعمال سے کراہیت پیدا ہو، کیونکہ برا سمجھنے کے معنی یہ ہیں کہ وہ ان کے اندر زیادتی کو پسند کرتا ہے اور صدیقین کے یہ بات شایان شان نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ بندہ جب سچائی ہی طلب کرے گا تو اللہ اس کو روشن ضمیری عطا فرمائے گا، جس سے وہ عجائبات دین و دنیا کا مشاہدہ و ملاحظہ فرمائے گا۔ [1]

دنیاوی شہرت مقصود نہ ہو

اس بات سے لوگوں کو پوری احتیاط برتنی چاہئے کہ قرآن مجید کے پڑھانے میں یہ ارادہ نہ ہو کہ صرف طلبہ کی کثرت ہو اور اس سے دنیاوی فائدہ ہو، اور نہ یہ خیال معلمِ قرآن کو ہو کہ اگر کوئی اور بھی یہ کام کرتا ہو اور اس کے طلبہ اس سے فائدہ اٹھائیں اور پڑھیں تو اس سے اس کو تکلیف ہو، یہ اکثر جاہل معلموں کا طریقہ ہوتا ہے، اس سے ان کی نیتوں کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ مقصد دین نہیں بلکہ دنیاوی شہرت وغیرہ ہے، اس سے بچنا چاہئے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے یہ کام ہوتا تو ہرگز اس کو تکلیف نہ ہوتی اور وہ اپنے دل کو سمجھا لیتا کہ مقصد اللہ کی رضامندی ہے، سو اس صورت میں وہ حاصل ہو رہی ہے اور دوسرا بھی وہی کام کر رہا ہے اور قرآن مجید کا علم بڑھ رہا ہے۔

سند صحیح کے ساتھ یہ بات حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی موجود ہے، آپ نے فرمایا:

وَدِدْتُّ اَنَّ الْخَلْقَ تَعَلَّمُوْا هٰذَا الْعِلْمَ يَعْنِيْ عِلْمَهٗ وَ كُتُبَهٗ عَلٰى اَنْ لَّا يُنْسَبَ اِلَيَّ حَرْفٌ مِّنْهُ [2] میں اس کو دل سے پسند کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے مجھ سے پڑھا ہے اگر وہ میری طرف ایک حرف کی بھی نسبت نہ کریں تو مجھے رنج ہرگز نہ ہوگا۔

اس سے ان ائمہ کرام کی صحیح نیتوں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس درجہ اُن بزرگوں پر اللہ جل جلالہ کا ڈر غالب رہا کرتا تھا۔ سب سے اہم جو بات مامور بہ ہے، وہ یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو قرآن مجید کو ذریعہ گذر اوقات کا نہ بنائے، حضرت عبدالرحمٰن بن شبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب

[1] شرح المذہب۔ [2] تبیان، ص:۳۶۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھو اور قرآن کو ذریعہ معاش نہ بناؤ اور قرآن کے ساتھ بُرا سلوک نہ کرو اور نہ قرآن میں غلو کرو۔

معلّمِ دین کے اخلاق

علمِ دین کے معلمین اور استادوں کیلئے مناسب ہے کہ وہ ان اخلاق سے موصوف ہوں جو شریعت میں آئے ہیں، مثلاً:

''معلم بہترین اخلاق اور پسندیدہ عادات والا ہو، دنیا میں رغبت نہ ہو اور نہ دنیا کی اس کو پرواہ ہو، طبیعت میں سخاوت ہو، چہرہ پر بشاشت اور طمانینت ہو اور بُرے اخلاق سے نفرت ہو اور ذلیل طریقہ پر روزی حاصل کرنے سے بچتا ہو، صابر اور بردبار ہو، شبہ تک کی چیز سے پرہیز کرتا ہو، متواضع اور منکسر مزاج ہو، وقار اور سکونِ قلب رکھتا ہو، ہنسی و مذاق اس حد تک کرتا ہو جس کی اجازت حدیث سے ثابت ہوتی ہے، ہنسنے میں زیادتی نہ ہو، معمولات اور وظائف شرعی کا پابند ہو، پاک و صاف رہتا ہو، ناخن بڑھے نہ ہوں اور جن بالوں کو شریعت نے مونڈنے اور دور کرنے کا حکم دیا ہے اُن کو دور کرتا ہو، مونچھوں کو کتراتا ہو اور داڑھی کو بڑھاتا ہو، اوچھے یعنی ایسے لباس جو مکروہ ہوں یا اُن سے بدبو آتی ہو اس کو استعمال نہ کرتا ہو اور پوری طرح حسد اور ریاکاری سے بچتا ہو، غرور اور گھمنڈ نہ ہو، اور دوسروں کی تذلیل نہ کرتا ہو یعنی بری طرح یاد نہ کرتا ہو اگرچہ وہ ان سے کم درجہ کا ہو، اور جن احادیث میں تسبیح و تقدیس اور ذکر و اذکار وارد ہوئے ہیں ان پر عمل پیرا ہو اور اللہ تعالیٰ کی جانب ظاہر اور باطن سے متوجہ ہو اور ہر کام میں ان ہی کی طرف توجہ کرتا ہو''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''میرے نزدیک لوگوں میں سب سے محترم وہ طالب علم دین ہے جو لوگوں سے گزر کر مجھ تک

Marfat.com

آتا ہے، اگر میں اس کی طاقت رکھتا ہوں کہ اس کے چہرے پر مکھی نہ بیٹھنے پائے کہ اس سے اس کو تکلیف ہوتی ہو تو میں ضرور ایسا کروں گا''۔

ساتھ ہی معلم پر یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی بڑائی اور عظمت کا رعب طالب علم پر نہ ڈالے بلکہ نرمی اور تواضع سے پیش آئے، تواضع جب عام لوگوں کے ساتھ کی جاتی ہے تو جو شخص قرآن مجید کی تحصیل میں لگا ہوا ہے وہ اس سے بدرجہا تواضع کا مستحق ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تعلیم دینے اور حاصل کرنے میں نرمی اختیار کرو۔ حضرت ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم کیلئے زیبا ہے کہ اپنے سر پر مٹی ڈالے، اللہ سے تواضع کی خاطر۔

معلم کے آدابِ تعلیم

معلم کے آداب تعلیم میں جس پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے اور اس کی جانب شدت سے توجہ کی گئی ہے، یہ ہے کہ پڑھانے کے وقت اس کے دونوں ہاتھ اِدھر اُدھر بیکار نہ جاتے ہوں اور بلاضرورت اس کی دونوں آنکھیں بھی اِدھر اُدھر نہ ہوتی ہوں، معلم پاک وصاف ہو کر صاف اور ستھرے لباس پہن کر قبلہ رو، وقار سے بیٹھ جائے، اگر ہو سکے بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے، اگر مسجد میں ہے تو نماز کا پہلے پڑھنا اور زیادہ بہتر ہوگا، چار زانوں ہو کر بیٹھنا اور بغیر اس کے بھی جائز ہے۔ ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ بسند روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں پڑھانے کے وقت زانوں پر بیٹھ کر پڑھاتے تھے۔

معلّم کیلئے چند اہم گزارشات

۱۔ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ ''لوگوں سے اپنا رخسار مت پھیرو''۔ ای یَکُوْنُ الْغَنِیُّ وَالْفَقِیْرُ عِنْدَكَ فِی الْعِلْمِ سَوَاءً یعنی تدریسِ علم میں مالدار اور فقیر وتنگدست دونوں تمہاری نظر میں برابر ہونے چاہئیں۔ [1]

[1] ابوالعالیہ تابعی۔

Marfat.com

۲۔ عَلِّمُوْا وَلَا تُعَنِّفُوْا فَاِنَّ الْمُعَلِّمَ خَيْرٌ مِّنَ الْمُعَنِّفِ ''تم تعلیم دو مگر سختی نہ کرو، کیونکہ تعلیم دینے والا سختی کرنے والے سے بہتر ہے''۔ [۱]

۳۔ اِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُّيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ ''تم لوگ آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو اور تنگی ومشکل میں ڈالنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے ہو''۔ [۲]

۴۔ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا ''آسانی کرو، تنگی نہ کرو، اور راغب کرو، متنفر نہ کرو''۔ [۳]

۵۔ يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا ''آسانی کرو، تنگی نہ کرو، بشارت دو، نفرت مت پھیلاؤ''۔ [۴]

۶۔ اگر طالبِ علم پر مکھی بھی بیٹھتی ہے تو اس سے بھی مجھے اذیت وکوفت ہوتی ہے۔ [۵]

۷۔ بُری نیّت سے بے رِیش بچے کو صرف دیکھنا یا اس سے مصافحہ کرنا بھی بالاتفاق حرام ہے، چہ جائیکہ اس کے ساتھ تخلیہ کیا جائے کہ یہ مدرس کے لئے زہر قاتل ہے۔ [۶]

۸۔ ابوعبداللہ زرّاد کو کسی نے خواب میں دیکھا اور اُن سے حال پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو جواب دیا کہ دنیا میں مَیں نے جتنے بھی گناہ کئے اور اُن کا میں نے اقرار کرلیا تھا (اور انہیں گناہ سمجھا تھا) اللہ تعالیٰ نے وہ سب مجھے بخش دیئے، صرف ایک گناہ ایسا تھا جس کے اقرار کرنے سے میں نے دنیا میں شرم محسوس کی تھی (اور اُسے کوئی خاص اہمیت نہ دی تھی) اُس کی سزا میں مجھے پسینے میں کھڑا فرمایا، جس کی وجہ سے میرے چہرے کا سارا گوشت گر گیا۔ خواب دیکھنے والے نے پوچھا وہ کون سا گناہ ہے؟ کہا میں نے ایک مرتبہ ایک خوبصورت آدمی کی طرف نظر کی تھی۔ [۷]

---

[۱] شعب الایمان عن ابی ہریرۃؓ، اخلاق حملۃ القرآن مع التعلیق، ص:۱۷۶۔ [۲] صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب صب الماء علی البول فی المسجد عن ابی ہریرۃؓ، اخلاق، ص:۱۷۶۔ [۳] کتاب الادب للبخاری عن انس بن مالکؓ، اخلاق حملۃ القرآن، ص:۱۷۷۔ [۴] صحیح البخاری۔ [۵] ابن عباسؓ۔ [۶] فتاوی نوویہ۔ [۷] تلبیس ابلیس لابن الجوزی، بحوالہ حاشیۂ تبیان، ص:۹۵۔

Marfat.com

حسین اَمْرَد (بے ریش) کے ساتھ تخلیہ

اَمْرَدوں کے ساتھ تخلیہ، بدنظری سے بھی زیادہ سنگین وخطرناک ہے کیونکہ اس میں بدکاری واقع ہوجانے کا بہت زیادہ امکان ہے، تخلیہ کرنے والا صالح ہوخواہ غیر صالح دونوں کا حکم برابر ہے۔[1]

مصافحہ

بے ریش بچے کے ساتھ شہوت کے ساتھ مصافحہ کرنا حرام ہے کیونکہ وہ فتنے کے لحاظ سے عورتوں سے سخت تر ہے۔[2]

اَمرد کے خطرناک ہونے کے متعلق علماء کے ارشادات

۱۔ بعض تابعین کا قول ہے:

مَا اَنَا بِاَخْوَفَ عَلَى الشَّابِّ النَّاسِكِ مِنْ سَبُعٍ ضَارٍ مِنَ الْغِلْمَانِ الْاَمْرَدِ يَقْعُدُ اِلَيْهِ [3]

''مجھے کسی نوجوان عابد کے متعلق کسی چیر پھاڑ دینے والے درندے سے اتنا خطرہ نہیں جتنا خطرہ کسی بے ریش بچے سے ہے جو اُس کے پاس (تخلیہ وغیرہ میں) بیٹھا ہو۔

۲۔ ایک شاعر کہتا ہے:

لَاتَصْحَبَنَّ اَمْرَدًا يَّا ذَاالنُّهٰى ..... فَهُوَ مَحِلُّ النَّقْصِ دَوْمًا وَّالْبَلَا

اے ذی عقل! تو کسی بھی امرد کی صحبت مت اختیار کر، کیونکہ امرد ہمیشہ نقصان وتباہ کاری کا ذریعہ ہوتا ہے۔

وَاتْرُكْ هَوَاهُ وَارْتَجِعْ عَنْ صُحْبَتِهٖ ..... كُلُّ الْبَلَاءِ اَصْلُهٗ مِنْ فِتْنَتِهٖ

اَمرد کی شہوت وعشق بازی کو چھوڑ دے اور اس کے ساتھ بیٹھنے سے باز آجا کیونکہ تمام تباہ کاریوں کی جڑ فتنۂ اَمرد ہی ہے۔[4]

۳۔ منقول ہے کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حمام میں تھے کہ اتنے میں ایک اَمرد وہاں آیا تو فرمایا کہ اس

[1] فتاویٰ نوویہ بحوالہ حاشیہ تبیان، ص: ۹۳۔ [2] حاشیہ تبیان، ص: ۹۴۔ [3] حاشیہ تبیان، ص: ۹۴۔ [4] حاشیہ تبیان، ص: ۹۴۔

Marfat.com

کو میرے پاس سے باہر نکال دو، کیونکہ میں ہر عورت کے ساتھ تو صرف ایک شیطان دیکھتا ہوں مگر ہر اَمرد کے ہمراہ ستر شیاطین دیکھ رہا ہوں۔ [1]

۴۔ عطاء بن مسلم کہتے ہیں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کسی بھی اَمرد بچے کو اپنے پاس قطعاً نہیں بیٹھنے دیتے تھے۔ [2]

۵۔ صاحب ملتقط کہتے ہیں کہ جب بچہ بالغ ہو جائے اور صبیح وخوبصورت ہو تو اُس کا حکم عورتوں جیسا ہے کہ وہ سر کی چوٹی سے لے کر قدم تک، پورے کا پورا ستر اور محل پردہ ہے، لہٰذا شہوت کے ساتھ اُس کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے۔ [3]

فائدہ: صبیح ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دیکھنے والے کی طبیعت ومزاج کے لحاظ سے وہ حسین وجمیل ہو، اگرچہ کالا کلوٹا ہی ہو کیونکہ طبائع کے فرق سے حسن وجمال کا معاملہ بھی بدلتا رہتا ہے۔

۶۔ حاشیہ ابن عابدین، ج:۱، ص: ۲۷۳ میں ہے کہ ''حسن وجمال کی خوبیوں سے لطف اندوز ہونے اور چسکے لینے کی نیت سے بے ریش بچے کو دیکھنے کے حرام ہونے پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے، البتہ لذت و مزے کی نیت کے بغیر دیکھنا بالاتفاق جائز ہے لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ دیکھنے والے کو اپنے متعلق کسی قسم کے فتنہ کا قطعی خطرہ نہ ہو (ورنہ بغیر شہوت کے بھی دیکھنا حرام ہے)۔ [4]

۷۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ہم قرآن کے ایک استاد کے پاس بیٹھے تھے جو بچوں کو قرآن کریم پڑھا رہے تھے، جب اُن کے پاس ایک بچہ رہ گیا جو اُن کو قرآن سنا رہا تھا، تو میں نے واپس ہونے کا ارادہ کیا، اس پر اُس اُستاد نے میرا کپڑا پکڑ کر کہا، تھوڑا صبر کرو حتیٰ کہ یہ بچہ بھی فارغ ہو کر چلا جائے (پھر اس کے بعد آپ تشریف لے جانا) اور اُس استاد نے بخوفِ فتنہ اُس بچے کے ساتھ اپنے تخلیہ کو گوارا نہ کیا، (باوجود یکہ وہ صالح تھے)۔ [5]

---

[1] حاشیہ تبیان، ص: ۹۴۔ [2] حاشیۂ تبیان، ص: ۹۵۔ [3] حاشیہ تبیان، ص: ۹۴۔ [4] حاشیۂ تبیان، ص: ۹۵۔ [5] حاشیہ تبیان، ص: ۹۵۔

Marfat.com

شاگردوں سے خدمت طلبی اور حاجت برآری کی مذمت

۱۔ حسن بن ربیع بورانی کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن ادریس شافعی کے پاس حاضر تھا، جب میں واپسی کے لئے اُٹھا تو مجھ سے فرمایا پرانے خشک چمڑوں کا بھاؤ پوچھ کر آنا، جب میں چل پڑا تو مجھے واپس بلایا اور فرمایا بھاؤ مت پوچھنا، کیونکہ تم مجھ سے حدیث لکھتے ہو اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ کسی ایسے شخص سے کسی حاجت کا سوال کروں جو مجھ سے حدیث لکھتا ہو۔[۱]

۲۔ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ''حافظ قرآن کی شان نہیں کہ کسی بھی آدمی کے پاس اپنی ضرورت لے کر جائے، خلیفہ ہو یا اور کوئی۔ البتہ یہ لائق شان ہے کہ مخلوق کی حاجتیں حافظِ قرآن کے پاس آئیں''۔[۲]

۳۔ ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے: عَلِّمْ مَجَّانًا كَمَا عُلِّمْتَ مَجَّانًا تم بھی اُسی طرح مفت علم سکھاؤ جس طرح تمہیں مفت علم سکھلایا گیا ہے۔[۳]

۴۔ عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مبارک ارشاد نقل کیا ہے: اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ وَلَا تَغْلُوْا فِيْهِ وَلَا تَجْفُوْا عَنْهُ وَلَا تَأْكُلُوْا بِهٖ وَلَا تَسْتَكْبِرُوْا قرآن پڑھو، اس میں تحریف و وسوسہ نہ کرو، اس سے دُور مت ہوؤ، اُس کے ذریعہ مت کھاؤ اور تکبر و بڑائی مت اختیار کرو۔[۴]

۵۔ خلف بن تمیم کہتے ہیں میرے والد گرامی فوت ہو گئے اور وہ مقروض تھے، میں نے امام حمزہ زیّات رحمۃ اللہ سے عرض کیا کہ آپ قرض خواہ سے کچھ تخفیف کی سفارش کر دیں؟ فرمایا تیرا ناس ہو! وہ تو میرے پاس قرآن پڑھتا ہے اور مجھے تو کسی شاگرد کے گھر سے پانی پینا بھی گوارا نہیں ہے۔ (چہ جائیکہ قرض کی تخفیف کی سفارش کروں)۔[۵]

۶۔ ایک مرتبہ امام حمزہ رحمۃ اللہ بتقدیرِ خداوندی کنویں میں گر گئے، جو آدمی بھی نکالنے کیلئے آتا اُسی سے پوچھتے کیا تم نے مجھ سے قرآن شریف تو نہیں پڑھا؟ چونکہ پورا کوفہ ہی آپ کا شاگرد تھا اسلئے ہر ایک یہی

[۱] اخلاق حملۃ القرآن، ص:۱۷۸۔ [۲] اخلاق، ص:۱۷۹۔ [۳] اخلاق، ص:۱۸۰۔ [۴] اخلاق، ص:۱۸۱۔ [۵] اخلاق حملۃ القرآن للآجری۔

Marfat.com

کہتا جی ہاں! میں نے آپ سے قرآن شریف پڑھا ہے۔تو آپ اس جواب پر اُس کے ذریعہ کنویں سے باہر نکلنے سے انکار فرمادیتے (تاکہ کسی شاگرد سے کوئی خدمت و مدد حاصل نہ ہو)۔

تمام اہلِ کوفہ حد درجہ پریشان ہوئے، آخر اُن کی نظر ایک دیہاتی پر پڑی، وہ نکالنے کے لئے آیا، اس سے بھی امام حمزہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہی سوال کیا، اُس نے نفی میں جواب دیا کہ مَیں نے نہ تو آپ سے پڑھا ہے اور نہ آپ کے کسی شاگرد سے، تب جا کر اُس کے سہارے کی مدد سے نکلنے پر آمادہ ہوئے۔

سبحان اللہ! یہ ہے کمالِ تقویٰ۔[1]

اساتذہ علمِ دین کے لئے حضور علیہ السلام کی دعا

رَوَى الضَّحَّاكُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُعَلِّمِيْنَ وَاَطِلْ اَعْمَارَهُمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْ كَسْبِهِمْ وَمَعَاشِهِمْ"، قَالَ الْفَقِيْهُ يَعْنِيْ قُوْتَ يَوْمٍ بِيَوْمٍ۔

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! اساتذۂ دین کی بخشش فرمادے اور اُن کی عمریں لمبی فرما دے اور اُن کی کمائی اور ذریعہ معاش میں برکت نصیب فرمادے''، فقیہ کہتے ہیں یعنی اُن کو یومیہ روزی عطا فرما۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اَغْنِ الْعُلَمَاءَ وَاَفْقِرِ الْمُعَلِّمِيْنَ" يَعْنِيْ لَاتُكْثِرْ اَمْوَالَهُمْ لِاَنَّهُ لَوْ كَثُرَتْ اَمْوَالُهُمْ تَرَكُوا التَّعْلِيْمَ [2]

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! علماء کو غنی فرمادے اور اساتذہ علمِ دین کو فقیر بنادے'' یعنی اُن کو مال کی فراوانی نصیب نہ فرمانا، کیونکہ اگر اُن کو مال کی فراوانی عطا ہوجائے گی تو وہ تعلیم و تدریس کا مشغلہ ترک کردیں گے''۔

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ، ج:۱۰،ص:۷۔ [2] بُستانُ العارِفین۔

Marfat.com

فِي النَّفَحَاتِ النَّبَوِيَّةِ رُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُعَلِّمِيْنَ وَاَطِلْ اَعْمَارَهُمْ وَاَظِلَّهُمْ تَحْتَ ظِلِّكَ فَاِنَّهُمْ يُعَلِّمُوْنَ كِتَابَكَ الْمُنَزَّلَ [1]

نفحاتِ نبویّہ میں ہے کہ حسن بن محمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مرفوع دعا نقل کی ہے: ''اے اللہ! اساتذہ کو بخش دے، اُن کی عمریں دراز فرمادے اور اُن کو اپنے (عرش کے) سایہ کے نیچے سایہ نصیب فرمادے، کیونکہ وہ تیری نازل کردہ کتاب کی تعلیم دیتے ہیں''۔

تجوید وحفظِ قرآن، بغیر اُخروی ثواب کی نیت کے بیکار محض ہے

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نَقْتَرِئُ اِذَا خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كِتَابٌ وَاحِدٌ وَفِيْكُمُ الْاَخْيَارُ وَفِيْكُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَسْوَدُ، اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَ اَقْوَامٌ يَقْرَءُوْنَهٗ يُقِيْمُوْنَ حُرُوْفَهٗ كَمَا يُقَامُ السَّهْمُ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَتَعَجَّلُوْنَ اَجْرَهٗ وَلَا يَتَاَجَّلُوْنَهٗ [2]

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ ہم قرآن پاک پڑھ پڑھا رہے تھے کہ اچانک ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے اور فرمایا، الحمدللہ! کتاب ایک ہے مگر تم پڑھنے والوں میں بعض اشراف ہیں، بعض سُرخ ہیں، بعض کالے ہیں۔ قرآن پڑھو اِس سے پہلے پہلے کہ ایسے لوگ آجائیں جو اس کو پڑھیں گے اور اس کے حروف کو اِس طرح سیدھا کریں گے جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے، مگر قرآن اُن کے حلق سے تجاوز نہ کرے گا، وہ لوگ دنیا ہی میں اس کا نقد معاوضہ طلب کریں گے اور آخرت کے اُدھار معاوضہ سے اُن کو کوئی سروکار نہیں ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1] نھایۃ القول المفید، ص:۳۲۱۔ [2] کتاب الزھد، ص:۲۸۰۔ ابوداؤد، باب مایجزی الامی والاعجمی من القراءۃ، ج:۱، ص:۱۹۱۔ اخلاق حملۃ القران مع تعلیقہ

Marfat.com

متعلّم کیلئے نصائح

۱۔ علم ایسے باکمال سے حاصل کیا جائے جس کی اہلیت کامل طور پر مسلّم ہو اور اس کی دیانت وراست بازی اور معرفتِ علم پورے طور پر سب کے نزدیک مشہور ہو چکی ہو، جیسا کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے، ارشاد ہوتا ہے کہ کتاب وسنت کا علم، دین کا علم ہے، پس خوب اچھی طرح دیکھ لو کہ اس علم کو کس سے حاصل کر رہے ہو۔

۲۔ شاگرد پر واجب ہے کہ اپنے استاد کا غیر معمولی احترام پیش نظر رکھے اور اس کی اہلیت وصلاحیت کا اعتراف اس کے مماثل واقران کے مقابل کرتا رہے اور یہ خیال راسخ کر لے کہ یہ استاد ہم کو پوری طرح فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

۳۔ سلف صالحین کے زمانے میں یہ دستور رہا ہے کہ جب شاگرد استاد کے پاس جاتے تو کچھ ہدیہ پیش کرتے اور یہ دعا بھی اپنے استاد کے حق میں کرتے کہ اے اللہ میرے استاذ کے عیب کو میری نظروں سے اوجھل کر دے اور اس کے علم کی برکت کو مجھ سے دور نہ رکھ۔

۴۔ ربیع رحمۃ اللہ علیہ جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو پانی پینے کی جرأت اور ہمت نہ کی، اس درجہ ان کی ہیبت کا ان پر غلبہ تھا۔

۵۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اے شاگرد! تجھ پر استاد کا یہ حق ہے کہ جب تو اس کے پاس جائے تو عام سلام کے علاوہ استاد کو تحیت و مبارکباد دے اور اس کے سامنے ادب سے بیٹھ جا اور اس کے سامنے اشارہ وکنایہ کرنے سے احتراز کر، اور یہ بھی نہ کہو کہ آپ کے قول کے خلاف یہ قول ہے اور اس کے سامنے ہرگز کسی کی غیبت بھی نہ کرنا اور اگر وہ پڑھا کر کھڑا ہو جائے تو اس کے کپڑے کو پکڑ کر نہ کھینچنا کہ اور پڑھا دیجئے اور اگر اس کو کسل اور

Marfat.com

سستی پڑھانے میں کسی وجہ سے آجائے تو اصرار نہ کرنا اور استاد کی طویل صحبت سے گھبرا نہ اٹھنا۔

۶۔ شاگرد کو چاہئے کہ شیخ سے دن کے ابتدائی حصہ میں پڑھنے جائے، کیونکہ حدیث نبوی میں ہے کہ اے اللہ! میری اُمت میں صبح کے پہر برکت دے۔

۷۔ اور جو چیز شاگرد پر بہت زیادہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اپنے ساتھیوں پر ہرگز حسد نہ کیا جائے اور نہ دوسروں پر کسی خاص فضیلت کی بنا پر جو اللہ نے اس کو عنایت فرمایا ہے فخر کیا جائے، عجب اور تکبر کے دور ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کو اس طرح سمجھے کہ مجھ کو جو کچھ حاصل ہوا ہے اللہ کی بخشش و کرم اور اس کے فضل کی بنا پر ہوا ہے اور حسد کے دور ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضہ ہوا کہ وہ فضیلت اس کو دے دی تو پھر اعتراض کرنا اور اس کی حکمت کو برا سمجھنا کہاں کی دانائی ہے بلکہ سخت خراب بات ہے۔

۸۔ **زمانہ طالب علمی کو غنیمت سمجھیں:**

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: تَفَقَّهُوْا قَبْلَ اَنْ تُسَوَّدُوْا تم دین کی فقاہت اور علمیت حاصل کرو اس سے پہلے پہلے کہ تم سردار اور اُستاد بن جاؤ۔ (ورنہ پھر اپنے درجہ کی بلندی اور کثرتِ مشغولیت کی وجہ سے علم حاصل کرنے کا موقع نہ مل سکے گا)۔[1]

یعنی کم عمری ہی میں علم حاصل کرلو کیونکہ جب تم بڑے ہو کر کسی منصب پر فائز ہو جاؤ گے تو اُس وقت علم حاصل کرنے میں تمہیں شرم وحیا محسوس ہوگی اور اس طرح تم جاہل ہی رہ جاؤ گے۔

۹۔ **امام شافعی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:**

تَفَقَّهْ قَبْلَ اَنْ تَرْاِسَ فَاِذَا رَاَسْتَ فَلَا سَبِيْلَ اِلَى التَّفَقُّهِ اس سے پہلے فقہ حاصل کرو کہ تم سردار بن جاؤ کیونکہ جب تم سردار اور بڑے آدمی بن جاؤ گے تو پھر حصول فقہ کی کوئی صورت وتدبیر ممکن نہ ہوگی۔[2]

[1] حاشیۂ تبیان، ص:۵۰۔ [2] تبیان، ص:۵۱۔

Marfat.com

۱۰۔ اساتذہ کی عظمت:

مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

كُنَّا نَهَابُ اِبْرَاهِيْمَ كَمَا يُهَابُ الْاَمِيْرُ [1]

ہم اپنے استاد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح ڈرتے تھے جس طرح حاکم سے لوگ ڈرتے ہیں۔

۱۱۔ علمِ الٰہی کیلئے مجاہدہ:

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ (جو جرح وتعدیل کے امام ہیں) فرماتے ہیں:

ہم زمانۂ تحصیلِ علم میں مصر میں سات مہینے تک اس حالت میں رہے کہ شوربا استعمال کرنے کی فرصت نہ ملی، ہمارا پورا دن اساتذہ کی مجالس درس کے لئے اور پوری رات تکرار ومطالعہ کے لئے وقف تھی، ایک روز میں اور میرا ساتھی ایک استاذ صاحب کی خدمت میں سبق کے لئے حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ آج وہ بیمار ہیں، واپسی پر ہم نے راستے میں ایک مچھلی دیکھی جو ہمیں اچھی لگی، ہم نے وہ مچھلی خرید لی، گھر پہنچے تو ایک اور استاذ صاحب کے درس کا وقت ہو گیا، مچھلی تیار کرنے کا موقع ہمیں نہ مل سکا اور مجلس درس میں چلے گئے، اسی طرح مسلسل تین دن گزر گئے حتیٰ کہ مچھلی خراب ہونے کو ہو گئی، بالآخر ہم نے وہ مچھلی کچی ہی کھالی، اس کو تیار کرنے اور بھوننے کی فرصت ہمیں نہ مل سکی۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ یہ واقعہ نقل کر کے فرماتے ہیں: لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجَسَدِ تن آسانی وراحت طلبی سے علم کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ [2]

۱۲۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ میں نے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں رات میں قیام کیا اور صبح تک نماز پڑھتا رہا، لیکن امام محمد رات بھر پہلو پر لیٹے رہے اور صبح ہونے پر بلا تجدید وضو نمازِ فجر ادا کر آئے، مجھے یہ بات کھٹکی

[1] حاشیہ اخلاق حملۃ القرآن، ص: ۱۱۲۔ [2] تذکرۃ الحفاظ، سیر أعلام النبلاء بحوالہ زاد المتقین، ج: ۱، ص: ۲۷۸۔

Marfat.com

تو میں نے آپ سے اس کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا کیا آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں سو گیا تھا، نہیں بلکہ میں نے کتاب اللہ سے تقریباً ایک ہزار مسائل کا استنباط کیا ہے پس آپ نے رات بھر اپنے لئے کام کیا اور میں نے پوری امت کیلئے۔ [1]

۱۳۔ **طلبِ علم کی حرص اور ایک طالب علم کی ذہانت کا واقعہ:**

حُمَیدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہم سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سبق پڑھ رہے تھے۔ حضرت موصوف نے مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ [2] (زمزم کا پانی اُس غرض کے لئے ہے جس کے لئے اُس کو پیا جائے) والی حدیث بیان کی، اُسی وقت مجلس درس میں سے ایک طالب علم اُٹھا اور پھر کچھ دیر کے بعد واپس آ کر حضرت سفیان سے عرض کرنے لگا ابو محمد! کیا آپ نے مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهٗ والی جو حدیث ابھی بیان کی ہے، وہ صحیح حدیث ہے؟ سفیان نے فرمایا ہاں! صحیح حدیث ہے، کہنے لگا تو پھر میں ابھی زمزم کا ایک ڈول اس غرض کے لئے پی کر آیا ہوں کہ آپ مجھے سو حدیثیں بیان فرمائیں، حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا بیٹھ جاؤ اور پھر پوری سو حدیثیں اُس کے سامنے بیان فرما دیں۔ [3]

۱۴۔ **حرصِ علم کا ایک اور واقعہ:**

ابن ابی ذر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حُجاجِ کرام حج سے واپس آیا کرتے تو حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ ان کی زیارت کی غرض سے بابِ بنی ہاشم میں کسی اُونچی جگہ بیٹھ جایا کرتے، ایک محدث حج سے واپس آئے تو سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے ابو محمد! مجھے حدیث بیان کیجئے سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے چند احادیث بیان فرما دیں، وہ کہنے لگے اور احادیث سنایئے، سفیان نے اور سنا دیں، اُس محدث نے کہا اور سنایئے، اس پر سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے سینے میں ایک ٹھونسا مارا اور وہ محدث نیچے وادی میں جا گرا، یہ خبر پھیل گئی، سب حجاج اکٹھے ہو گئے اور شور مچ گیا کہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حاجی کو قتل کر ڈالا۔

---

[1] ظفر المحصلین، ص:۸۹۔ [2] سنن ابن ماجہ، ۱۰۱۸/۲۔ [3] فراسۃ المؤمن، ج:۱، ص:۱۰۸۔

Marfat.com

جب شور بہت زیادہ ہو گیا اور حضرت سفیان کو کچھ خوف سا لاحق ہونے لگا تو نیچے اُتر کر اُس محدث حاجی کے پاس آئے اور اُس کے سر کو اپنی گود میں رکھ کر فرمانے لگے بھائی! تمہیں کیا ہو گیا، کہاں چوٹ لگ گئی، یہ باتیں سن کر وہ حاجی محدث مزید اپنے پاؤں زمین پر مارنے اور منہ سے جھاگ نکالنے لگا، لوگوں نے بھی زیادہ شور وغوغا شروع کر دیا کہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے ایک حاجی کو مار ڈالا، سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ یہ مکر کر رہا ہے، اُس کے کان میں فرمانے لگے اللہ کے بندے! تو دیکھتا نہیں کہ لوگ میرے بارے میں کیا کیا باتیں کر رہے ہیں، اب تُو اُٹھ بھی جا، تیری ہلاکت ہو، وہ دَبی آواز سے بولا واللہ! جب تک آپ مجھے زہری اور عمرو بن دینار کی سو حدیثیں نہیں سنا دیں گے میں ہرگز نہ اُٹھوں گا، بالآخر حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے سو حدیثیں سنائیں، تب وہ محدث حاجی اُٹھا (اس ترکیب سے اُس محدث نے اپنی طلب علم کی پیاس بجھائی)۔[1]

۱۵۔ مِفْتَاحُ الْعِلْمِ حُسْنُ السُّؤَالِ وَحُسْنُ الْاِصْغَاءِ یعنی علم کی کنجی بہترین سوال اور کامل توجہ سے سننا ہے۔

محاسبہ نفس اور صدقِ نیت کی اہمیت وضرورت

۱۔ امام ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پورے دین کا جامع خلاصہ صرف دو چیزیں ہیں: ایک خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت کرنا، دوم اُس کی عبادت بھی صرف مشروع طریقہ ہی کے موافق کرنا۔ کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا مدلول ومفہوم بھی یہی ہے، یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنی ہیں عبادت صرف ذاتِ خداوندی کی، کی جائے۔ نیز اُس عبادت سے مقصود صرف ذاتِ خداوندی کی رضا کا حصول ہو اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے معنی یہ ہیں کہ اُس عبادت میں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی پیروی کی جائے۔

---

[1] فراسۃ المؤمن، ج:۱، ص:۱۰۸۔

Marfat.com

۲۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اے لوگو! تم اس شرک سے بچو کیونکہ وہ چیونٹی کی چال سے زیادہ باریک ومخفی ہے۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ شرک میری اُمّت میں سیاہ پتھر پر چیونٹی کی رفتار سے زیادہ پوشیدہ ہے)۔ [1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! ایسی نازک چیز سے ہم کیونکر بچ سکتے ہیں؟ فرمایا یہ دعا پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ نُّشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَّعْلَمُ وَنَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُ اے اللہ! جو چیز ہم جانتے ہیں اس کو آپ کا شریک ٹھہرانے سے ہم آپ کی پناہ مانگتے ہیں اور جو نہیں جانتے ہیں اُس کی آپ سے بخشش ومعافی مانگتے ہیں۔ [2]

اخلاص وخشیتِ الٰہی کے متعلق چند زرّیں اقوال

ایک مرفوع حدیث میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

لَا تَتَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ لِتُبَاهُوْا بِهِ الْعُلَمَاءَ، وَلَا لِتُمَارُوْا بِهِ السُّفَهَاءَ، وَلَا لِتَحْتَازُوْا بِهِ الْمَجَالِسَ، فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَالنَّارُ فَالنَّارُ [3]

علم اس لئے نہ سیکھو کہ اُس کے ذریعہ علماء پر فخر کرو، یا کم علم لوگوں سے اُس کے ذریعہ تکرار کرو، یا مجلسوں میں اُس کے ذریعہ نمایاں مقام حاصل کرو، جس نے ایسا کیا وہ سمجھ لے کہ اُس کا ٹھکانہ بس دوزخ ہی دوزخ ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اُن کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

لَيْسَ الْعِلْمُ عَنْ كَثْرَةِ الْحَدِيْثِ وَلٰكِنَّ الْعِلْمَ عَنْ كَثْرَةِ الْخَشْيَةِ [4]

"علم زیادہ باتیں کرنے کا نام نہیں بلکہ اللہ سے زیادہ ڈرنے کا نام ہے"۔

اہلِ خشیت اہلِ کرامت ہیں، چنانچہ ارشادِ باری ہے:

[1] کنزالعمال، ج:۱، ص:۸۱۶۔ [2] احمد وطبرانی۔ [3] اخرجہ ابن ماجۃ وابن حبان فی صحیحہ والحاکم فی المستدرک۔ [4] تفسیر ابن کثیر، ۵۴۵/۶۔

Marfat.com

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ [1]

''اللہ اُن سے اور وہ لوگ اللہ سے راضی، یہ مقام اُس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرا''۔

تحصیلِ علم کے بعد، تعلیم اور نشر واشاعت کی اہمیت

۱۔ ابو منصور محمد خیاط زاہد نے ستر نابیناؤں کو قرآن پاک کی تعلیم دی، اس سے اُن کی ہمت ومحنت کا اندازہ کریں، کیونکہ نابینا لوگ خود تو پڑھ نہیں سکتے ہیں اور ان کی تعلیم کا مدار دوسروں سے سننے اور ان کی تلقین پر ہوتا ہے۔ حضرت موصوف نے محض عظیم اَجر وثواب کی خاطر ستر نابیناؤں کو کس اخلاص ومحنت، کاوش و جان فشانی سے قرآن پاک کی تعلیم دی ہوگی؟ یقیناً یہ ایک قابل قدر بہترین نمونہ ہے۔

۲۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ کا قول ہے: اس علم کو سیکھو، پھر یاد کرو، پھر عمل کرو، پھر پھیلاؤ۔

۳۔ ابن شہاب زُہری رحمہ اللہ دیہاتیوں کو اکٹھا کر کے انہیں حدیث بیان کیا کرتے، اس سے اُن کا مقصود یہ ہوتا تھا کہ خود انہیں احادیث خوب ازبر اور نوکِ زبان ہو جائیں۔

۴۔ امام زُہری رحمہ اللہ جب عُروہ وغیرہ سے حدیث سنتے تو اپنی باندی کے پاس آیا کرتے، اگر باندی سوئی ہوئی ہوتی تو اس کو بیدار کر کے اپنے سامنے بٹھا لیا کرتے اور فرماتے سنو! مجھے فلاں نے اس طرح حدیث بیان کی، فلاں نے اس طرح، باندی کہتی حضرت! مجھے سنانے سے آپ کو کیا فائدہ حاصل ہو رہا ہے (میں تو سمجھتی ہی نہیں ہوں) فرماتے مجھے معلوم ہے کہ تمہیں اس سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو رہا ہے، لیکن میں ابھی ابھی یہ حدیثیں سن کر آرہا ہوں اور اس سنانے سے میرا مقصد یہ ہے کہ مجھے یہ حدیثیں خوب یاد ہو جائیں۔ [2]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1] البینۃ: ۸۔ [2] الجامع فی الحث علی حفظ العلم، ص: ۱۹۸۔

Marfat.com

عمل بِالعِلم کی ضرورت واہمیت

۱۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلَوْ قَرَأْتَ الْعِلْمَ مِائَةَ سَنَةٍ وَجَمَعْتَ اَلْفَ كِتَابٍ لَاتَكُوْنُ مُسْتَعِدًّا لِّرَحْمَةِ اللهِ تَعَالٰى اِلَّا بِالْعَمَلِ [1]

''اگر تم سو سال تک بھی علم پڑھتے رہو اور ہزاروں کتابیں بھی جمع کر لو، تب بھی کبھی رحمتِ خداوندی کے موردو مستحق نہ قرار پاؤ گے جب تک کہ عمل نہ کرو''۔

۲۔ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کا یہ قول سُنا ہے:

اِذَا لَمْ تَجِدْ لِلْعَمَلِ حَلَاوَةً فِيْ قَلْبِكَ وَانْشِرَاحًا فَاتَّهِمْهُ فَاِنَّ الرَّبَّ تَعَالٰى شَكُوْرٌ يَعْنِيْ اَنَّهٗ لَا بُدَّ اَنْ يُّثِيْبَ الْعَامِلَ عَلٰى عَمَلِهٖ فِي الدُّنْيَا مِنْ حَلَاوَةٍ يَّجِدُهَا فِيْ قَلْبِهٖ وَقُوَّةِ انْشِرَاحٍ وَقُرَّةِ عَيْنٍ فَحَيْثُ لَمْ يَجِدْ ذٰلِكَ فَعَمَلُهٗ مَدْخُوْلٌ [2]

''جب تم اپنے دل میں عمل کی شیرینی اور بشاشت محسوس نہ کرو تو اپنے عمل کو تہمت زدہ اور ناقص تصور کرو، کیونکہ اللہ کی ذات قدردان ہے، ضروری ہے کہ وہ عامل کو اُس کے عمل پر دنیا میں بھی بدلہ دیں کہ اس کو اپنے دل میں حلاوت اور خوب انبساط وفرحت اور آنکھوں میں ٹھنڈک محسوس ہو، اگر اُس کو یہ کیفیت حاصل نہیں تو سمجھ لے کہ ضرور اُس کے عمل میں کوئی خامی اور کھوٹ پائی جاتی ہے''۔

اعمال سفارش کریں گے

اعمال اپنے صاحب کی عنداللہ سفارش کریں گے اور اگر وہ دنیا کی سختیوں میں مبتلا ہوا تو وہاں اُس کے کام آئیں

[1] ایہاالولد للغزالی، ص:۹۹۔ [2] مدارج السالکین بین منازل ایاک نعبد وایاک نستعین، ۶۸/۲۔

Marfat.com

گے۔ دیکھو! اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ اگر یونس علیہ السلام تسبیح بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے [1]۔ معلوم ہوا کہ عمل سے دنیا اور آخرت دونوں کی خیر ونیکی حاصل ہوتی ہے۔

(۱) ابوعبید قاسم بن سَلَّام رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل قرآن میں يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ کی تفسیر میں مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے اَیْ يَتَّبِعُوْنَهٗ حَقَّ اتِّبَاعِهٖ یعنی وہ حضراتِ اہل کتاب، کما حَقُّہٗ کتاب کی پیروی کرتے ہیں۔

(۲) ابوعبدالرحمٰن سُلَمِیْ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں ہمارے اساتذۂ کرام عُثمان بن عفّان رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرھما نے یہ بات بیان کی کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دس آیتیں سیکھتے تو اُس وقت تک آگے نہ پڑھتے جب تک کہ اُن دس آیتوں کا علم اور عمل دونوں ہی نہ سیکھ لیتے، تو ہم نے علم اور عمل دونوں ہی کو سیکھا ہے۔

(۳) ہم حفظِ حدیث پر عمل کے ذریعہ مدد طلب کرتے تھے۔ [2]

(۴) اَجْهَلُ النَّاسِ مَنْ تَرَكَ مَا يَعْلَمُ وَاَعْلَمُ النَّاسِ مَنْ عَمِلَ بِمَا يَعْلَمُ وَاَفْضَلُ النَّاسِ اَخْشَعُهُمْ لِلّٰهِ سب لوگوں میں بڑا جاہل وہ ہے جس نے علم پر عمل کرنا چھوڑ دیا، اور سب لوگوں میں بڑا عالم وہ ہے جس نے اپنے علم پر عمل کیا اور سب لوگوں میں زیادہ فضیلت والا اللہ کے سامنے زیادہ خُشوع کرنے والا ہے۔ [3]

(۵) عالم اپنے علم کے بارے میں ہمیشہ جاہل رہتا ہے حتیٰ کہ اُس پر عمل کر لے، اس کے بعد ہی وہ عالم بنتا ہے۔ [4]

(۶) شَعْبی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے یَا عَالِمُ کہہ کر پکارا، فرمایا میں تو عالم نہیں ہوں، عالم تو وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی خشیت حاصل ہو، پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ [5]

---

[1] الصّٰفّٰت: ۱۴۳، ۱۴۴۔ [2] اسماعیل بن ابراہیم۔ [3] سُفیان بن عُیَیْنَہ۔ [4] فُضَیْلِ بن عیاضؒ۔ [5] الفاطر: ۲۸۔

Marfat.com

(۷) ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے یہ مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ قیامت کے دن آدمی کے قدم اُس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹیں گے جب تک کہ اُس سے چار چیزوں کے متعلق سوال نہ ہو جائے، عمر کس مشغلہ میں گزاری، علم پر کیا عمل کیا، مال کہاں سے کمایا اور کس جگہ خرچ کیا، جسم کو کس چیز میں بوسیدہ کیا۔ [۱]

(۸) بندہ جب علم کو عمل کے لئے حاصل کرتا ہے تو علم اس کی نفسانیت کو توڑ دیتا ہے اور اگر عمل کے لئے نہیں حاصل کرتا تو علم کی وجہ سے اس کے فسق و فجور اور تفاخر و غُرور میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ [۲]

(۹) بعض دفعہ آدمی پڑھنے میں ایک لفظ میں بھی غلطی نہیں کرتا ہے مگر عمل اُس کا پورے کا پورا غلط ہی ہوتا ہے۔ [۳]

(۱۰) تمہیں قاریِ قرآن کی فقط تلاوت ہرگز دھوکے میں نہ ڈالنے پائے کیونکہ وہ تو ایک کلام کے ساتھ تکلُّم کر رہا ہے، البتہ ایسے شخص کو دیکھو جو قرآن پر عمل بھی کرتا ہو۔ [۴]

(۱۱) هَتَفَ الْعِلْمُ بِالْعَمَلِ، فَإِنْ أَجَابَهُ وَإِلَّا ارْتَحَلَ علم، عمل کو پکارتا ہے، اگر عمل نے اس کو لبیک کہہ دیا تو ٹھیک ورنہ علمِ حقیقی بھی رخصت ہو جاتا ہے (یعنی بغیر عمل کے علم نہ محفوظ رہتا ہے نہ اس میں برکت ہوتی ہے)۔ [۵]

(۱۲) مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ جس کسی نے اپنے علم پر عمل کیا، اللہ تعالیٰ اس کو ایسے علوم کا وارث بنا دیتے ہیں جو اُس نے حاصل ہی نہیں کئے ہوتے ہیں (یعنی عمل و تقویٰ سے وہبی علوم عطا ہوتے ہیں)۔ [۶]

(۱۳) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاتَّقُوا اللهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللهُ ''اور اللہ سے ڈرتے رہو اور اللہ تمہیں سکھلاتے ہیں''۔ [۷]

(۱۴) ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور علم کی زکوٰۃ عمل ہے، جس چیز کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی ہو اس میں برکت ہوتی

[۱] دارمی و ترمذی۔ [۲] مالک بن دینار۔ [۳] مالک بن دینار۔ [۴] عمر بن خطابؓ۔ [۵] علی بن ابی طالبؓ۔ [۶] بحر الفوائد المسمی بمعانی الاخبار للکلاباذی، ص: ۱۰۰۔ [۷] البقرہ: ۲۸۲۔

Marfat.com

ہے، اسی طرح جس علم پر عمل کیا جائے اس کے ذریعہ نفع عام حاصل ہوتا ہے، وگرنہ اُس کی برکت مٹا دی جاتی ہے۔

(۱۵) اے نوجوانوں کے گروہ! عمل کرو کیونکہ اصل عمل تو نوجوانی ہی میں ہوتا ہے۔ [1]

(۱۶) اے اہل قرآن! اپنے علم پر عمل کرو کیونکہ اگر تم اپنے علم پر عمل کرو گے تو اللہ کی قسم! میں کسی کو تم سے افضل نہیں جانتا ہوں۔ [2]

چند سنہری نصیحتیں

۱۔ اِجْعَلُوا الْعِلْمَ مِلْحًا وَّالْعَمَلَ دَقِيْقًا ''علم نمک کے برابر اور عمل آٹے کے برابر حاصل کرو''۔

۲۔ اَلْوَقْتُ مِنْ ذَهَبٍ ''فرصت، سونے سے بنی ہوئی ہے''۔

۳۔ اَلسَّبَقُ حَرْفٌ وَّالتَّكْرَارُ اَلْفٌ ''سبق ایک حرف ہے اور تکرار ایک اَلف (ہزار) مرتبہ ہے''۔

۴۔ مَنْ لَّمْ تَكُنْ لَّهٗ بِدَايَةٌ مُّحْرِقَةٌ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ نِهَايَةٌ مُّشْرِقَةٌ ''جس کی ابتداء، سوزش و کاوش والی نہیں ہے، اُس کی انتہاء ضیا پاش اور مستقبل تابناک نہیں ہے''۔

گناہوں سے بچنے کی اہمیت

۱۔ حدیث میں ہے کہ آدمی کو گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رزق جس طرح بدن کا ہوتا ہے اسی طرح دل کا بھی ہوتا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے جسمانی رزق کے لئے بادلوں اور بارشوں پر فرشتے مقرر ہیں اسی طرح روحانی و دلی رزق کے لئے ہدایت وعلم پر بھی فرشتے مقرر ہیں۔ [3]

۲۔ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ دنیا اور آخرت دونوں میں دل اور بدن، ہر دو کو نقصان پہنچانے والے گناہوں کے اتنے بے شمار برے اثرات ہیں کہ اللہ کے سوا اُنہیں کوئی نہیں جانتا، منجملہ

---

[1] حفصہ بنت سیرینؒ۔ [2] عمر فاروقؓ، الکلمات، ص: ۸۲ تا ۸۸۔ [3] فتاویٰ، ج: ۲، ص: ۴۲، طبع دوم۔

Marfat.com

مَضَرَّاتِ گناہ کے محرومی علم بھی ہے، کیونکہ علم ایک ایسا نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ دِل میں ڈالتے ہیں اور معصیت اُس نور کو بجھا دیتی ہے۔

۳۔ جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمُّذ طے کرنے لگے تو امام مالک رحمۃ اللہ حضرت موصوف کی کثرتِ ذہانت اور کمالِ فہم سے بے حد متاثر ہوئے اور فرمایا: میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل پر نُور کا فیضان فرمایا ہے، لہٰذا تم اس نور کو گناہوں کی ظلمت سے بجھا نہ دینا۔ [1]

ابن جوزی رحمۃ اللہ صیدالخاطر میں کہتے ہیں:

اِنَّ لِلْخَلْوَةِ تَأْثِيْرَاتٍ تَبِيْنُ فِي الْجَلْوَةِ كَمْ مِّنْ مُّؤْمِنٍ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ يَحْتَرِمُهُ عِنْدَ الْخَلَوَاتِ فَيَتْرُكُ مَا يَشْتَهِيْ حَذِرًا مِّنْ عِقَابِهٖ اَوْرَجَاءً لِّثَوَابِهٖ اَوْ اِجْلَالًا لَّهُ فَيَكُوْنُ بِذٰلِكَ الْفِعْلِ كَاَنَّهُ طَرَحَ عُوْدًا هِنْدِيًّا عَلٰى مِجْمَرٍ فَيَفُوْحُ طِيْبُهُ فَيَسْتَنْشِقُهُ الْخَلَائِقُ وَلَا يَدْرُوْنَ مِنْ اَيْنَ هُوَ فَتَرٰى عُيُوْنَ الْخَلْقِ تُعَظِّمُ هٰذَا الشَّخْصَ وَاَلْسِنَتَهُمْ تَمْدَحُهُ وَلَا يَعْرِفُوْنَ لِمَ؟ وَعَلٰى عَكْسِ هٰذَا مَنْ هَابَ الْخَلْقَ وَلَمْ يَحْتَرِمْ خَلْوَتَهُ بِالْحَقِّ فَاِنَّهُ عَلٰى قَدْرِ مُبَارَزَتِهٖ بِالذُّنُوْبِ يَفُوْحُ مِنْهُ رِيْحُ الْكَرَاهَةِ فَتَمْقُتُهُ الْقُلُوْبُ۔

خلوت کی تاثیرات جلوت میں ظاہر ہو کر رہتی ہیں، سو انسان بسا اوقات تنہائی میں اللہ کے عذاب کے خوف سے یا اُس کے ثواب کی امید سے یا اس کی عظمت کی بناء پر اپنی شہوتوں اور لذتوں کو چھوڑ دیتا ہے تو اُس کی مثال ایسی ہوتی ہے گویا اُس نے انگیٹھی میں عُود ہندی ڈال دی ہے، جس کی خوشبو مہک رہی ہے اور سب مخلوق اُس خوشبو کو سونگھ رہی ہے، مگر اُنہیں یہ ہرگز معلوم نہیں ہو رہا کہ یہ خوشبو آ کہاں سے رہی ہے۔ اسی طرح تم دیکھو گے کہ اُس شخص کے خفیہ تقویٰ کی وجہ سے مخلوق کی آنکھیں اُسے عظمت کی نگاہ سے دیکھ رہی ہیں، اور لوگوں کی زبانیں

[1] الکلمات، ص:۱۱۹۔

Marfat.com

اُس کی مدح سرائی کررہی ہیں، جبکہ انہیں خود بھی معلوم نہیں کہ ہم یہ محبت وتعریف کیوں کررہے ہیں؟ لیکن اس کے برعکس جو شخص خلوت میں گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے تو اُس کے گناہوں کی مقدار کے برابر اُس سے عفونت اور گندی بدبو اُٹھتی ہوئی محسوس ہوتی ہے، جس کے نتیجہ میں سب مخلوق کے قلوب اُس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔

نیز فرماتے ہیں:

وَرُبَّ خَالٍ بِذَنْبٍ كَانَ سَبَبَ وُقُوْعِهٖ فِيْ هَوَّةِ شِقْوَةٍ فِيْ عَيْشِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

''بہت سے در پردہ گناہ کرنے والے ایسے ہیں کہ اس گناہ کے سبب وہ دنیا اور آخرت کی ہر دو زندگانی میں، بدبختی کے گڑھے میں جا گرتے ہیں''۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ الْعَبْدَ لَيَخْلُوْ بِمَعْصِيَةِ اللهِ تَعَالٰى فَيُلْقِى اللهُ بُغْضَهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُ [1]

''بعض اوقات بندہ، خلوت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مؤمنوں کے دلوں میں اُس کی طرف سے نفرت ڈال دیتے ہیں اور اُس کو معلوم بھی نہیں ہوتا (کہ میرے اس خفیہ گناہ کی وجہ سے میرے ساتھ یہ معاملہ ہو رہا ہے)۔

تلاوت مع اتباع وعمل کی اہمیت

۱۔ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ ''سو اہلِ کتاب نے کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا'' [2] اس آیت کی تفسیر میں علامہ شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ تو اہلِ کتاب کے سامنے موجود تھی، لیکن اس کے باوجود جو یہ ارشاد ہوا ہے کہ انہوں نے کتاب کو پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا تو اس سے مراد بدعملی ہے۔

[1] اقتباسات از محاضرہ شیخ ابراہیم الدویش حفظہ اللہ۔ [2] آل عمران: ۱۸۷۔

Marfat.com

لہٰذا معلوم ہوا کہ جس کسی نے عمل کو ترک کر دیا گویا اُس نے کتاب کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔

۲۔ ایک مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کا ہجوم دیکھا تو اپنے شاگرد عامر بن مطر سے فرمایا اے عامر! جب لوگ ایک راستہ اختیار کر لیں گے اور قرآن کا راستہ اس کے برخلاف دوسرا ہوگا تو تم کس کے ساتھ چلو گے؟ انہوں نے عرض کیا میں تو قرآن پاک ہی کے ساتھ رہوں گا، اُسی کے ساتھ جیوؤں گا، اُسی پر مَروں گا۔ فرمایا: بس اب تم کامل انسان ہو، بس اب تم کامل انسان ہو۔

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے زید بن صُوحان سے فرمایا: جب کسی بادشاہ اور قرآن کی باہمی لڑائی ہوگی (کہ بادشاہ قرآن کے برخلاف چلے گا) تو تم کیا کرو گے؟ زید نے عرض کیا میں تو قرآن کا ساتھ دوں گا، فرمایا ابن اُم زید! بس اب تم کامل انسان ہو۔

۴۔ ایک شخص حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بیٹے کو لیکر حاضر ہوا اور عرض کیا حضرت! اس نے قرآن مجید حفظ کر لیا ہے، فرمایا: اے اللہ! ہم بخشش کے طلبگار ہیں، قرآن مجید تو حقیقۃً اُس نے حفظ کیا جس نے اُسے سُنا اور اُس کی اطاعت کی۔

۵۔ اِقْرَاِ الْقُرْاٰنَ مَا نَهَاكَ فَاِنْ لَّمْ يَنْهَكَ فَلَسْتَ تَقْرَؤُهٗ اَوْقَالَ فَلَا تَقْرَاْهُ ''قرآن کریم اس وقت تک تلاوت کرو جب تک وہ تمہیں گناہوں سے روکتا رہے، پس اگر وہ تمہیں نہیں روکتا ہے (یعنی تم عمل نہیں کرتے ہو) تو پھر پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے''۔ [1]

۶۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یقیناً اِس قرآن کا سب سے قریبی دوست وہ ہے جس نے اس کی پیروی کی، گو ظاہری تلاوت نہ کرتا ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

[1] مسند الفردوس للدیلمی وابونعیم والطبرانی عن نافع ابی سھیل۔

Marfat.com

وہ سعید وگرامی قدر حضرات جو قرآن کریم سنتے ہی مسلمان ہو گئے

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک تعداد صرف قرآن سُن کر مسلمان ہوئی تھی، ذیل میں اس کی کچھ تفصیل ذکر کی جاتی ہے:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قرآن سن کر اسلام لانا

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قرآن سن کر مسلمان ہوئے تھے، ان کے اسلام لانے کا واقعہ اس طرح ہے:

اسلام کے دشمن ابوجہل نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرے گا، میں اسے ایک سو اونٹ اور ایک ہزار اوقیہ چاندی انعام دوں گا۔ اسی انعام کے لالچ میں حضرت عمر گلے میں برہنہ تلوار ڈال کر اس ارادے کے ساتھ گھر سے نکلے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر کے انعام حاصل کریں، لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا، راستے میں بنی زہرہ کے حضرت نعیم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات ہوگئی، تو انہوں نے پوچھا کدھر کا ارادہ ہے؟ جواب ملا اسلام کا چراغ بجھانے جا رہا ہوں۔

حضرت نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم یہ کام کر گزرو گے تو بنی ہاشم اور بنی زہرہ تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑیں گے، پہلے اپنے گھر کی خبر لو، تمہاری بہن (فاطمہؓ) اور بہنوئی (سعید بن زید رضی اللہ عنہ) مسلمان ہو چکے ہیں، یہ سُن کر وہ غصے سے بے قابو ہو گئے اور سیدھے بہن کے گھر پہنچے، گھر کے اندر سے ایسی آواز آ رہی تھی جیسے کوئی کسی کو کچھ پڑھا رہا ہو، دروازہ کھٹکھٹایا تو خاموشی ہو گئی۔

Marfat.com

اصل بات یہ تھی کہ جب کوئی غریب شخص مسلمان ہوتا تو حضور نبی کریم ﷺ اسے کسی خوشحال صحابی کے سپرد کر دیتے تا کہ وہ اس کی کفالت کرے، حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ ایک غلام تھے، جب وہ ایمان لائے تو انہیں سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا گیا تھا، یہ دونوں میاں بیوی ان سے اس وقت قرآن سیکھ رہے تھے۔

جب دروازہ کھولا گیا تو پوچھا یہ کیسی آوزیں آ رہی تھیں؟ جواب دیا گیا کہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ کہا چھپاؤ نہیں، مجھے پتہ چل گیا ہے، تم دونوں گمراہ ہو چکے ہو۔ بہنوئی حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بولے: ''اگر گمراہی کا وہ دین ہو، جس پر تم چل رہے ہو؟ یہ سننا تھا کہ عمر آپے سے باہر ہو گئے، ان کو بے تحاشا مارنا پیٹنا شروع کر دیا، اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا بچانے آئیں تو ان کو لہولہان کر دیا، زخمی بہن نے ثابت قدمی سے کہا: ''عمر! جو چاہو کر لو، اب اسلام دِل سے نہیں نکل سکتا''۔

بہن کے یہ الفاظ بھائی کے دِل میں تیر کی طرح نشانے پر جا بیٹھے، سخت مزاج بھائی کا غصہ کم ہو گیا، اس کے ہاتھ رُک گئے۔ پوچھا: ''تم لوگ کیا پڑھ رہے تھے؟'' جواب ملا: ''اللہ جل جلالہ کا کلام، اس کی وحی''۔ کہا: ''مجھے بھی دکھاؤ''۔ فرمایا: ''جب تک پاک نہ ہو جاؤ، ہاتھ نہیں لگا سکتے''۔

وہ نہا دھو کر سامنے آئے تو بہن نے سورۂ طٰہٰ پیش کی، جس کی دونوں میاں بیوی حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے سامنے تلاوت کر رہے تھے، پڑھنے لگے، تو حضرت عمر کی کائنات بدل گئی، جب یہ آیت آئی: اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ [1] بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، لہٰذا میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

[1] طٰہٰ: ۱۴۔

Marfat.com

تو بے اختیار پکار اُٹھے: ''کیسا عمدہ اور عظیم کلام ہے''، ان کا پتھر دِل موم ہو چکا تھا، بولے: ''مجھے حضرت محمد ﷺ کے پاس فوراً لے چلو''۔

یہ سن کر حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ جو چھپے ہوئے تھے، باہر آ گئے اور فرمانے لگے: ''ابھی جمعرات کی بات ہے، رسول اللہ ﷺ نے کوہِ صفا کے دامن میں یہ دعا مانگی تھی: ''اے اللہ! عمرو بن ہشام (ابوجہل) اور عمر بن الخطاب میں سے جسے تو عزیز رکھتا ہے، اس کے ذریعے سے اسلام کی مدد فرما''۔

ابن عساکر رحمہ اللہ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے قلبِ مبارک پر وحی کی کہ ابوجہل ایمان نہیں لائے گا، اس پر حضور ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ: ''اے اللہ! عمر بن الخطاب سے اسلام کو قوت دے''۔

اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''اس وقت حضور ﷺ کہاں ہیں؟'' بتایا گیا کہ دارِ ارقم میں ہیں، عمر رضی اللہ عنہ سیدھے دارِ ارقم پہنچے، دروازے پر دستک دی اور اندر آنے کی اجازت مانگی، خفیہ طور پر دیکھا گیا تو عمر رضی اللہ عنہ گلے میں ننگی تلوار کے ساتھ دروازے پر کھڑے ہیں۔

اس صورتِ حال پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں گھبراہٹ پیدا ہو گئی، لیکن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو ابھی تین دِن پہلے مسلمان ہوئے تھے، فرمانے لگے: ''آتا ہے تو آنے دو، اگر ادب سے پیش آیا تو عزت ملے گی، اگر گستاخی کرتا ہے تو اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا''، دو آدمیوں نے عمر کے دونوں بازو پکڑ کر حضور ﷺ کے سامنے کھڑا کر دیا، حضور ﷺ فرمانے لگے: ''اسے چھوڑ دو''، آپ ﷺ نے عمر کا کرتا پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور فرمایا: ''اے عمر! کیا تم باز نہیں آؤ گے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تم پر کوئی آفت نازل کرے، جس طرح اس نے ولید بن مغیرہ پر عذاب نازل کیا''۔ پھر حضور ﷺ نے دعا فرمائی:

Marfat.com

''اے اللہ! عمر میرے دروازے پر آ گیا ہے، اسے ہدایت دینا تیرا کام ہے''۔ ادھر دعا کے الفاظ مکمل ہوئے، ادھر عمر کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہوگیا، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بے اختیار زور سے ''اللہ اکبر'' کا نعرہ لگایا، جس میں اللہ جل جلالہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز بھی شامل تھی، اس نعرے سے بطحا کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! کافر لوگ تو لات اور عزّیٰ کی علانیہ پوجا کریں اور ہم ایک اللہ جل جلالہ کی عبادت چھپ کر کریں، یہ نہیں ہوسکتا، اب تو بیت اللہ میں عبادت ہوگی''، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دارِ ارقم سے نکل کر خانہ کعبہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ ان کے درمیان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے، دائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تلوار لئے آگے آگے چل رہے تھے۔

کفار و مشرکین کو کسی اور خبر کا انتظار تھا، انہیں یہ سارا منظر دیکھ کر اپنی آنکھوں پر یقین نہ آتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے کہا: ''خبردار! جس نے کوئی حرکت کی اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے گا''۔ اس وقت قریش کو جتنی تکلیف ہوئی، پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔

اس موقع پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں مسلمانوں نے علانیہ باجماعت نماز ادا کی، اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد چالیس ہوگئی، اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ''فاروق'' کا خطاب دیا (مسلمانوں اور کفار میں فرق کرنے والا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد مظلوم مسلمانوں میں اتنی ہمت پیدا ہوئی کہ وہ خانہ کعبہ کے صحن میں حلقہ بنا کر بیٹھنے لگے، کعبے کا طواف کرنے لگے، کوئی کافر برا بھلا کہتا تو اس کا جواب دینے لگے۔

نجاشی کا قرآن سُن کر اسلام لانا

حبشہ کے عیسائی بادشاہ اصحمہ نجاشی کے ایمان لانے کا واقعہ اِس طرح ہے:

Marfat.com

جب مکہ میں قریش نے مسلمانوں پر ظلم وتشدد کی انتہا کردی تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت دی اور فرمایا: ''وہ عدل وانصاف کی سرزمین ہے''۔

اس پر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہجرت کر کے حبشہ پہنچ گئے، جہاں وہ امن وچین سے رہنے لگے، لیکن قریش کو یہ صورتِ حال گوارا نہ تھی، انہوں نے ایک وفد کو تحفے تحائف دے کر نجاشی کے پاس بھیجا، تاکہ وہ مسلمانوں کو پناہ نہ دے اور اپنے ملک سے نکال باہر کرے، قریش کا یہ وفد جب نجاشی کے پاس پہنچا تو اس سے کہا:

''اے بادشاہ! ہمارے کچھ نادانوں نے اپنے باپ دادا کا دِین چھوڑ دیا ہے اور ایک نیا مذہب گھڑ لیا ہے، انہوں نے آپ کا مذہب بھی اختیار نہیں کیا، اب انہوں نے آپ کے ہاں پناہ لے رکھی ہے، ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ انہیں ہمارے حوالے کر دیا جائے۔

یہ سن کر نجاشی نے اصل صورتِ حال جاننے کے لئے مسلمانوں کو طلب کیا، انہوں نے حضور ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنا نمائندہ بنایا، جنہوں نے نجاشی کے سامنے ایک زبردست تقریر کی، جس میں اپنا موقف بڑے موثر انداز میں پیش کیا۔

تقریر سن کر نجاشی نے کہا: ''مجھے وہ کلام بھی سناؤ جو تمہارے رسول پر اترا ہے''۔ اس پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے سورۂ مریم کا ابتدائی حصہ تلاوت کیا، نجاشی نے جب قرآن سنا تو اس پر اس کا بہت اثر ہوا اور اس نے کہا: ''اللہ جل جلالہ کی قسم! یہ کلام اور انجیل تو ایک ہی چیز ہیں، محمد ﷺ وہی رسول ہیں، جن کی خبر، یسوع مسیح علیہ السلام نے دی تھی، اللہ جل جلالہ کا شکر ہے کہ مجھے اس رسول کا زمانہ ملا، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ جل جلالہ کے رسول ہیں، پھر اس نے قریش کے سفیروں سے کہا تم واپس چلے جاؤ، میں ان مسلمانوں کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا، اور مسلمانوں سے کہا: ''جاؤ تم لوگ میری حکومت میں امن سے زندگی گزارو''۔

Marfat.com

جب ۹ ہجری میں نجاشی کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینے میں اس کی غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی۔

حضرت طفیل دوسی رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا

حضرت طفیل ابن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ یوں ہے:

آپ یمن کے قبیلہ دوس کے سردار تھے، خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے آئے تو قریش نے کان بھرے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زبان میں جادو ہے، طفیل رضی اللہ عنہ نے اس خیال سے کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کانوں میں نہ پڑ جائے، اپنے دونوں کانوں میں روئی ٹھونس لی، ایک دِن انہوں نے حرم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تو انہیں یہ منظر اچھا لگا، دِل میں خیال آیا کہ سنوں تو سہی وہ کیا پڑھتے ہیں؟ میں خود شاعر ہوں، ہر قسم کے کلام کو پرکھ سکتا ہوں، یہ خیال آتے ہی کانوں سے روئی نکال پھینکی اور قراءت سننے لگے، قرآن نے دِل پر اثر کیا۔

جب نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر تشریف لے جا رہے تھے تو یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چل دیئے، ملاقات پر عرض کیا کہ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کچھ اور باتیں کہی تھیں، آپ اپنی تعلیمات بیان فرمائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآنِ مجید کی تلاوت شروع کر دی، قرآن سن کر کہنے لگے: ''میرے کانوں نے اس سے بہتر کلام آج تک نہیں سنا''، اس کے بعد وہ ایمان لے آئے۔

حضرت ضماد رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا

مکہ مکرمہ سے کافی دور قبیلہ ازدشنوہ آباد تھا، حضرت ضماد اسی قبیلے کے تھے، اور پاگلوں کا علاج کرتے تھے، ان کے پاس کوئی دم تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ بے شمار لوگوں کو شفا عطا فرمائی، اس نے سنا کہ کعبۃ اللہ کے متولیوں میں سے کسی ایک کا بیٹا نعوذ باللہ پاگل ہو گیا ہے، اور اس کا کوئی علاج کرانے والا نہیں ہے، اس لئے کہ

[1]۔

Marfat.com

آپ ﷺ کے والد، والدہ، دادا اور دادی سب فوت ہو گئے تھے۔ چنانچہ وہ علاج کی غرض سے آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا:

آپ ﷺ نے قبیلہ ازدشنوہ کا نام بھی سنا ہوگا اور اس قبیلے کے ضماد نامی آدمی کا نام بھی سنا ہوگا جو پاگلوں اور مجنوں کا بذریعہ دم علاج کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں سنا ہے، کہنے لگا وہ میں ہوں، میں نے سنا ہے کہ آپ پاگل ہو گئے ہیں، معاذ اللہ۔ میں نے انسانی ہمدردی کے تحت آپ کا علاج کرنا ہے، مسلم شریف کی روایت میں ہے: لَعَلَّ اللهَ يَشْفِيكَ عَلٰى يَدِىْ شاید کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میرے ہاتھ پر شفا دیدے۔

آپ ﷺ مسکرائے اور فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجنون نہیں ہوں، اس نے کہا لوگ کہتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کی زبانیں ان کے منہ میں ہیں، وہ جانیں اور ان کا کام جانے، ضماد نے کہا آپ کہتے کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے پہلے خطبہ پڑھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ ... پھر آپ ﷺ نے سورۂ طارق پڑھ کر سنائی، چونکہ عربی تھا، قرآن پاک کی فصاحت وبلاغت کو سمجھ رہا تھا، جیسے جیسے آپ ﷺ پڑھتے گئے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے گئے، جب آپ ﷺ نے سورۃ مکمل پڑھ لی تو وہ کہنے لگا کہ میں خود شاعر ہوں، خطیب اور مقرر بھی ہوں، لیکن یہ کلام انسانوں کا نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا

اسعد بن زرارہ مدینہ میں قبیلہ بنو عبدالاشہل کا مشہور سردار تھا، ایک دن وہ گھر سے مسلح ہو کر نکلا تاکہ اسلام کے مبلغ اوّل حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہر سے باہر نکال دے، اس نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی زبان سے قرآن کی چند آیتیں سنیں اور ان کے ہاتھ پر اسلام لے آیا۔

Marfat.com

ثمامہ بن اُثال رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا

ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میرے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی قابل نفرت نہ تھا، مگر جب اس نے دو دن کسی سے قرآن مجید سنا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

خالد بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا

عرب کے ایک مشہور شاعر خالد بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے جب قرآن سنا تو حیران رہ گیا، اس نے قرآن کے بارے میں یہ کہا:

''اللہ جل جلالہ کی قسم! اس میں عجیب شیرینی ہے، اس میں عجیب تازگی ہے، اس کی جڑیں سیراب ہیں، اس کی شاخیں پھل سے لدی ہوئی ہیں، یہ کسی بشر کا کلام نہیں۔

لبید بن ربیعہ عامری رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا

یہ عرب کا چوٹی کا شاعر تھا، یہ معلقہ کا شاعر ہے، اس نے بھی قرآن سن کر اسلام قبول کیا تھا۔ ایک بار وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی دلجوئی کے لئے ان سے کچھ اشعار سننے کی فرمائش کی، اس پر لبید رضی اللہ عنہ بولے: اَبَعْدَ الْقُرْآنِ؟ کیا قرآن کے بعد بھی اس کی ضرورت ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر ان کے سالانہ وظیفے میں اضافہ کر دیا۔

نیز: مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت انیس رضی اللہ عنہ جو بہت اچھے شاعر تھے، حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ اور حضرت حماد ازدی رضی اللہ عنہ جو یمن کے مشہور جادوگر تھے، یہ سب حضرات بھی قرآن سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے تھے۔

Marfat.com

سورۂ رحمٰن سن کر قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کا واقعہ

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ قیس بن عاصم منقری رضی اللہ عنہ نے (جو اُس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا آپ پر جو قرآن نازل ہوا ہے اُس میں سے میرے سامنے کچھ تلاوت کیجئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے سامنے سورۃ الرحمٰن تلاوت فرمائی، کہنے لگا دوبارہ پڑھیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ اس سورت کا اعادہ فرمایا، قیس بول اُٹھا:

وَاللّٰهِ اِنَّ لَهٗ لَطَلَاوَةً وَاِنَّ عَلَيْهِ لَحَلَاوَةً وَاَسْفَلَهٗ لَمُغْدِقٌ وَاَعْلَاهُ مُثْمِرٌ وَمَا يَقُوْلُ هٰذَا بَشَرٌ وَاَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ [1]

''اللہ کی قسم! اس کلام میں طراوت و تازگی ہے، اس پر شیرینی کے آثار نمایاں ہیں، اس کی مثال اُس درخت کی سی ہے جس کے نچلے حصہ میں کثیر پانی بہہ رہا ہو اور اُس کا بالائی حصہ بار آور ہو، یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہوسکتا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا

حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسلمان ہونے سے پہلے ایک مرتبہ مدینہ طیبہ آیا اور میرا مقصد یہ تھا کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بدر کے قیدیوں کے متعلق گفتگو کروں، جب میں مدینہ پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغرب کی نماز پڑھ رہے تھے، نماز میں سورۂ طور پڑھ رہے تھے:

وَالطُّوْرِ، وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ، فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ، وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ، وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ، وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ، اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ [2]

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت پر پہنچے تو اچانک میری یہ حالت ہوئی کہ اب میرا دل خوف سے پھٹ

---

[1] تفسیر قرطبی، ج:۱۷، ص:۹۹۔ [2] الطور:۱ تا ۷۔

Marfat.com

جائے گا اور مجھے اس وقت یہ محسوس ہو رہا تھا کہ میں اس جگہ سے ہٹ نہیں سکوں گا یہاں تک کہ مجھ پر عذاب آجائے گا، اس کے بعد میں نے فوراً اسلام کو قبول کر لیا، فرماتے ہیں کہ یہ پہلا موقع تھا کہ اسلام کی صداقت میرے دل میں جاگزیں ہوئی۔ [1]

حضرت خالد عدوانی رضی اللہ عنہ کا قرآن سُن کر اسلام لانا

حضرت خالد عدوانی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ آیت سنی: وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ، وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ، النَّجْمُ الثَّاقِبُ،

پھر اس کے بعد اسی وقت پوری سورۃ کو یاد کر لیا اور آخر اس سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ [2]

حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ

ایک روایت میں بنی سلمہ کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ جب میرے قبیلے کے لوگ اسلام لائے تو عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ آپ نے جو کلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، اس میں سے کچھ مجھے بھی سناؤ، تو بیٹے نے عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ کو یہ کلام پڑھ کر سنایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ، مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ، اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ، اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

یہاں تک پڑھ کر سنایا تو سننے کے بعد حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ کلام کس قدر حسین و جمیل ہے، پھر کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سارا کلام ایسا ہی ہے؟ تو بیٹے نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ ابا جان ایسا ہی ہے۔ [3]

---

[1] بخاری۔ [2] اسوہ صحابہ۔ [3] خصائص کبریٰ۔

Marfat.com

ایمان نہ لانے والوں پر قرآن کا اثر

کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو مسلمان تو نہیں ہوئے، لیکن قرآن مجید سے بہت متاثر تھے، ان میں سے چند ایک کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ قریش کے بڑے بڑے سردار جو دوسرے لوگوں کو قرآن سننے سے منع کرتے تھے، خود چھپ چھپ کر قرآن سنا کرتے تھے۔ ابوجہل بن ہشام، ابوسفیان بن حرب اور اخنس بن شریق، تینوں قریش کے سردار تھے، ان میں سے ہر ایک نے لگاتار تین راتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن پڑھتے سنا اور ہر بار راستے سے ایک دوسرے کو پہچان کر شرمندہ ہوتے رہے۔

۲۔ ولید بن مغیرہ قریش کا بڑا سردار تھا، جس کا ذکر سورۂ مدثر میں بھی آیا ہے، اسے اسلام سے سخت دشمنی تھی، اس کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کی تلاوت کی تھی، جس سے متاثر ہو کر اس نے یہ کہا تھا کہ: ''یہ شاعری نہیں ہے، نہ یہ کہانت ہے، اس کلام میں حلاوت اور لذت ہے، اس کی جڑیں گہری ہیں اور ڈالیاں پھل دار ہیں''۔

۳۔ عتبہ بن امیہ بھی قریش کا بڑا خرانٹ اور جہاں دیدہ سردار تھا، اس کے قرآن سے متاثر ہونے کا واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے: ایک دن قریش کے تمام سردار خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھے تھے، سب نے اسے اپنا نمائندہ بنا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت خانہ کعبہ میں تشریف فرما تھے، عتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا:

اے بھتیجے! تمہارا تعلق ایک اچھے خاندان سے ہے، لیکن تم نے اپنی قوم کے لئے کیا مصیبت کھڑی کر دی ہے؟ تم نے قریش کے گھر گھر میں جدائی ڈال دی، تم ہمارے معبودوں کو بُرا کہتے ہو، ہمارے باپ دادا کے دین کو غلط قرار دیتے ہو، آخر تم چاہتے کیا ہو؟

Marfat.com

بھتیجے! اگر تمہیں مال و دولت چاہیے تو ہم سب مل کر تمہیں مالا مال کر دیں، بادشاہی چاہیے تو ہم تمہیں اپنا سردار مان لیتے ہیں، کوئی حسین عورت چاہیے تو وہ بھی حاضر کر سکتے ہیں، اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز نہیں تو پھر اگر تمہیں کسی جن یا آسیب کا سایہ ہے تو ہم جھاڑ پھونک سے علاج بھی کرا دیتے ہیں۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں سورۂ حم السجدہ کی تلاوت شروع فرما دی، عتبہ غور سے سنتا رہا، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سورت کی بارہویں آیت پر پہنچے، جس میں عاد و ثمود پر عذاب کا ذکر ہے تو عتبہ نے بے اختیار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا: ''اللہ کے لئے اپنی قوم پر رحم کرو''۔

بعد میں اس نے قریش سے بیان کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ پوری ہو کر رہتی ہے، میں قرآن سن کر ڈر گیا تھا کہ کہیں ہم پر اچانک عذاب نہ ٹوٹ پڑے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ حم السجدہ کی کل ۳۸ آیات کی تلاوت فرمائی اور آخر میں سجدۂ تلاوت کیا۔

تلاوت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ سے فرمایا:

اے ابوالولید! تم نے میرا جواب سن لیا ہے، اب تم جانو اور تمہارا کام''۔ عتبہ واپس قریش کے سرداروں کے پاس آیا اور خاموشی سے ان کے پاس بیٹھ گیا، سرداروں نے پوچھا: کیا بات چیت ہوئی؟ عتبہ نے صاف صاف کہہ دیا: ''اے قریش کے فرزندو! میں نے جو کلام سنا ہے، اس جیسا پہلے کبھی نہیں سنا۔ اللہ جل جلالہ کی قسم! وہ کلام نہ تو شاعری ہے اور نہ جادوگری، اور نہ کہانت، میں ان سب چیزوں سے واقف ہوں، اگر میری مانو تو اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور اس کے پیچھے نہ پڑو، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلام اثر کئے بغیر نہ رہے گا، اگر اس شخص پر عرب غالب آ گئے تو اس کا خاتمہ ہو جائے گا اور اگر یہ ان پر غالب آ گیا تو اس میں اس کی عزت تمہاری عزت ہوگی، مگر سرداروں نے عتبہ کی اس بات کو مذاق میں اُڑا دیا۔

Marfat.com

ایک آیت سننے سے ذوالنون مصری کی زندگی کا نقشہ بدل گیا

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ مشہور بزرگانِ دین میں سے ہیں، جوانی کے دنوں میں ایک عیش پرست عرب کے ہاں ملازم تھے جہاں دورِ جام چلتا رہتا، ایک دن انہوں نے کسی شخص سے قرآن پاک کی یہ آیت سنی اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ [1] ''کیا ابھی تک ایمان لانے والوں کے لئے وہ گھڑی نہیں آئی کہ اُن کے دل ذکر الٰہی کے لئے گداز ہو کر جھک جائیں''، اسے سنتے ہی نہ صرف تمام مَناہِی سے توبہ کر لی بلکہ زندگی کا رخ ہی بدل دیا اور اللہ کے پسندیدہ بندوں میں درجہ پایا۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا اثر دربارِ بغداد پر بہت تھا، خلیفہ متوکل آپ کی تشریف آوری پر تعظیم کے لئے خود اُٹھ کھڑا ہوتا اور وزراء اور درباری سبھی حد درجہ احترام کرتے، ایسی صورت حال میں بالعموم حاسد بھی اُبھر آتے ہیں، چنانچہ کچھ لوگوں نے حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بدگوئی کی اور خلیفہ کے کان بھرے، باتیں ایسی تھیں کہ خلیفہ نے حضرت کو مصر سے بلوایا، آپ دربار میں داخل ہوئے تو سرِ مجلس اس مختصر سی آیت کی تفسیر نہایت ہی پُرسوز انداز میں بیان کی، اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ''بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں''، اندازِ کلام ایسا پُرسوز تھا کہ جس کے اثر سے خلیفہ کا دِل پگھل گیا اور وہ بے اختیار سرِ دربار رونے لگا، ظاہر بات ہے کہ اس سیلِ گریہ میں وہ تمام چغلیاں بہہ گئیں جو بعض لوگوں نے کان میں ڈالی تھیں۔

قرآن سے فیصلے کا عجیب طریقہ

حضرت شیخ مجدّد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان ''مکتوبات'' کے سلسلے میں کچھ نزاع چل رہا تھا، شیخ عبدالخالق سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ میں ایک دن شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا اور گفتگو کے دوران میں یہ کہا کہ ''بزرگانِ دین میں عداوت ٹھیک نہیں، ہمارا آپ کا منصف، قرآن ہے، آیئے وضو کریں اور قرآن پاک کو کھولیں، پھر جو آیت آغازِ صفحہ میں نکل آئے اُس کو شیخ احمد مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے حال کی فال سمجھ لیجئے''۔

---

[1] الحدید:۱۶۔

Marfat.com

مولانا نے یہ تجویز قبول کر لی اور ہم دونوں نے وضو کر کے دوگانہ ادا کیا، اور پھر نہایت ادب واحترام سے قرآن پاک کھولا، صفحے کی پہلی آیت یہ نکلی: رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللهِ [1] ''وہ ایسے مرد ہیں کہ جنہیں کوئی کاروبار اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی''، مولانا نے اس آیت کے پڑھتے ہی حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت سے توبہ کر لی اور آخر عمر تک اس پر قائم رہے۔

آیت کی ہیبت سے روح پرواز کرنے کو ہوگئی

عبداللہ بن حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک شخص نے یہ آیت پڑھی:

لَهُم مِّن جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِن فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ [2]

''اُن (یعنی کفار) کیلئے دوزخ ہی (کی آگ) کا بچھونا ہے اور اسی سے اوڑھنے کا سامان''

حضرت عبداللہ بن حنظلہ رحمۃ اللہ علیہ پر گریہ طاری ہوگیا، پھر یوں معلوم ہوا کہ ان کی روح پرواز کرنے کو ہے، پھر وہ یکا یک اُٹھ کھڑے ہوئے، حاضرین نے کہا کہ آپ بیٹھ جائیں، کہنے لگے کہ اس آیت کی ہیبت مجھے بیٹھنے سے روکے ہوئے ہے۔

قرآن میں سب کا تذکرہ ہے

قرآن میں ہر انسان اپنا چہرہ دیکھ سکتا ہے کہ میں کیسا ہوں، میرے عقائد کیا ہیں، میرے اعمال کیا ہیں، میرے اخلاق کیا ہیں، کسی انسان کا تذکرہ صراحۃً ملے گا، کسی انسان کا تذکرہ اشارۃً ملے گا اور کسی انسان کا ذکر پچھلی قوموں کے حالات میں ملے گا، قرآن کہتا ہے:

لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ [3]

''ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ موجود ہے، تم غور و فکر سے کام نہیں لیتے''۔

[1] النور: ۳۷۔ [2] اعراف: ۴۱۔ [3] الانبیاء: ۱۰۔

Marfat.com

احنف بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور قصہ

احنف بن قیس رحمۃ اللہ ایک بڑے عرب سردار تھے، مشہور تھا کہ اگر احنف کو غصہ آتا ہے تو ایک لاکھ تلواروں کو غصہ آجاتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت تو انہوں نے نہیں کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے والوں کی زیارت کی اور اُن کے ساتھ رہے، خاص طور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بڑے معتمد اور مخلص تھے، ایک دن کسی قاری نے یہ آیت تلاوت کی:

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ [1]

''ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا تذکرہ موجود ہے، تم غور و فکر سے کام نہیں لیتے؟

عربی اُن کی زبان تھی، سُن کر چونک پڑے، گویا نئی بات سنی، کہنے لگے ''ہمارا تذکرہ! ذرا قرآن تو لاؤ، دیکھوں میرا کیا تذکرہ ہے اور میں کن لوگوں کے ساتھ ہوں!''۔ قرآن مجید آیا اور لوگوں کی صورتیں ان کے سامنے سے گزرنے لگیں، ایک گروہ آیا جس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ، وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ، وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ [2]

وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور آخر شب میں استغفار کیا کرتے تھے اور ان کے مال میں سائل اور محروم کا حق تھا۔

پھر کچھ لوگ ایسے آئے جن کا حال یہ تھا کہ:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ [3]

ان لوگوں کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں وہ لوگ اپنے ربّ کو امید سے اور خوف

---

[1] الانبیاء:۱۰۔ [2] الذاریات:۱۷،۱۸،۱۹۔ [3] السجدہ:۱۶۔

Marfat.com

سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں سے خرچ کرتے ہیں۔

پھر کچھ ایسے ہیں کہ:

يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا [1]

راتوں کو اپنے ربّ کے آگے سجدے اور قیام میں لگے رہتے ہیں۔

پھر ایسا قافلہ گزرا جس کی شان یہ تھی کہ:

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ [2]

خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں غصے کے ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور اللہ ایسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

ابھی نظر بھر کر ان کو دیکھ نہیں سکتے تھے کہ کچھ ایسے جوان مرد سامنے آگئے جن کا عالم یہ تھا:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ [3]

دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان کو تنگی و فاقہ ہو اور واقعی جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے وہ بڑا کامیاب ہے۔

ابھی ہٹے ہی تھے کہ ایک دوسرا نمونہ سامنے آیا:

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ، وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ [4]

بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو

[1] الفرقان: ۶۴۔ [2] آل عمران: ۱۳۴۔ [3] الحشر: ۹۔ [4] الشوریٰ: ۳۷، ۳۸۔

Marfat.com

معاف کر دیتے ہیں اور جن لوگوں نے اپنے ربّ کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور ان کا کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے، اور ہم نے جو کچھ دیا اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حضرت احنف رحمہ اللہ اپنے کو پہچانتے تھے، کہنے لگے ''خدایا! میں تو ان میں کہیں نظر نہیں آتا''۔ اب انہوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا، اس راستے میں ان کو اور طرح طرح کے آدمی نظر آنے لگے، ایک جماعت ملی، جس کا حال یہ تھا:

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ [1]

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کیا کرتے اور کہتے کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کہ وجہ سے چھوڑ دیں۔

آگے بڑھے تو کچھ ایسے لوگ ملے کہ:

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ [2]

جب فقط اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل منقبض ہو جاتے ہیں، اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر آتا ہے تو اسی وقت وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں۔

کچھ ایسے بدقسمت بھی ہیں کہ ان سے کہا جائے گا:

مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ''تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا؟'' [3]

تو وہ جواب دیں گے:

قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۙ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ۙ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ

---

[1] الصّٰفّٰت: ۳۵، ۳۶۔ [2] الزمر: ۴۵۔ [3] المدثر، ۴۲۔

Marfat.com

الْخَآئِضِيْنَ ، وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ، حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ [1]

ہم نہ تو نماز پڑھتے تھے اور نہ غریبوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور باتیں بنانے والوں کے ساتھ خود بھی مشغول ہو جاتے تھے، اور ہم آخرت کا انکار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کو موت آ گئی۔

احنف بن قیس رحمہ اللہ یہ صورتیں دیکھ کر گھبرا گئے، کہنے لگے ''خدایا! ایسے لوگوں سے تیری پناہ! میں ان سے بیزار ہوں اور مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں''۔ وہ اپنے متعلق نہ تو دھوکے میں تھے اور نہ ایسے بدگمان کہ اپنے کو مشرکوں اور باغیوں میں سمجھ لیں، وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی دولت دی ہے، ان کا مقام بہت بلند نہ سہی مگر ان کی جگہ مسلمانوں ہی میں ہے۔ ان کو ایسی صورت کی تلاش تھی جس کو وہ اپنی کہہ سکیں، ان کو اپنے ایمان کا یقین بھی تھا اور اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کا علم بھی اور اللہ کی رحمت اور مغفرت پر بھروسہ بھی۔ نہ ان کو اعمال پر غرور تھا نہ خدا کی رحمت سے مایوسی، ان کو اس ملی جُلی صورت کی تلاش تھی اور اس کا یقین تھا کہ وہ صورت اس جامع و مکمل، زندہ و تازہ کتاب میں ضرور ملے گی۔

کیا ایسے خدا کے بندے نہیں ہیں جو ایمان کی دولت بھی رکھتے ہیں، اپنے گناہوں اور تقصیروں پر شرمندہ بھی ہیں؟ کیا اللہ جل جلالہ کی رحمت ان کو محروم رکھے گی؟ کیا اس کتاب میں جو سارے انسانوں کے لئے ہے، ان کی صورت اور اُن کا تذکرہ نہیں ملے گا؟ ایسا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ احنف بن قیس رحمہ اللہ کو اپنی تلاش میں کامیابی ہوئی، انہوں نے اللہ کی اس پاک کتاب میں اپنے کو ڈھونڈ نکالا:

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [2]

اور کچھ اور لوگ ہیں جن کو اپنی خطاؤں کا اقرار ہے انہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے کچھ بھلے کچھ برے، اللہ سے امید ہے کہ ان کے حال پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائے، بلاشبہ اللہ بڑی مغفرت والا، بڑی رحمت والا ہے۔

[1] المدثر، ۴۳ تا ۴۷۔ [2] التوبۃ: ۱۰۲۔

Marfat.com

انہوں نے کہا بس بس میں مل گیا، میں نے اپنے آپ کو پالیا، مجھے اپنے گناہوں کا اعتراف ہے، مجھ سے اللہ کی توفیق سے جو کچھ ٹھیک اعمال ہوئے ان کا انکار نہیں، ان کی ناقدری نہیں، ناشکری نہیں، مجھے اللہ جل جلالہٗ کی رحمت سے ناامیدی نہیں، وَمَنْ يَّقْنَطُ مِن رَّحْمَةِ رَبِّهٖ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ''اللہ ربُّ العزت کی رحمت سے وہی مایوس ہوسکتے ہیں جو گمراہ ہیں''۔ [1]

ان سب سے مل جل کر جو صورت تیار ہوئی وہ میری صورت ہے، اس آیت میں میرا اور میرے جلیسوں کا حال بیان کیا گیا ہے اور ان کا نقشہ کھینچا گیا ہے، قربان اپنے ربّ کے جس نے اپنے گنہگار بندوں کو فراموش نہیں فرمایا۔

حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ کی تلاش کا یہ قصہ ختم ہوگیا، حضرت احنف بھی دنیا سے چلے گئے، اپنے پیدا کرنے والے کے پاس پہنچ گئے، مگر یہ کتاب موجود ہے اور قیامت تک رہے گی۔ قومیں اگر اپنے کو اس میں تلاش کریں گی تو پالیں گی، جماعتیں اور مختلف طبقے اگر اپنے کو اس آئینہ میں دیکھنا چاہیں گے تو دیکھ لیں گے۔ اَفراد، ہم اور آپ، اگر اپنے کو تلاش کرنے نکلیں گے تو انشاء اللہ ناکام واپس نہیں ہوں گے۔ حضرت احنف رحمہ اللہ نے ہم کو سچی تلاش کا ایک نمونہ دکھلایا اور قرآن پڑھنے اور اس پر غور کرنے کا صحیح طریقہ سکھا گئے، ہمیں اس نمونے اور تعلیم سے فائدہ اُٹھا کر قرآن مجید کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ [2]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

[1] حجر:۵۶۔ [2] ماخوذ از فضائل حفاظ قرآن، حصہ دوم، ص: ۱۱۳۴۔

Marfat.com

قرآنی سورتوں کے فضائل

سب سے زیادہ فضائل سورۂ اخلاص کے، اس کے بعد آیۃ الکرسی کے، پھر تیسرے نمبر پر سورۂ ملک کے آئے ہیں۔ اب ایک فقہی وشرعی بحث یہاں پر ''تفاضلِ بعضِ قرآن علی البعض'' کی ہے کہ جن بعض سور و آیات کے خصوصی فضائل احادیث مبارکہ میں وارد ہوئے ہیں، آیا وہ سُوَر وآیات، باقی قرآن پاک سے افضل ہیں یا نہیں؟

جمہور حضرات اہل علم، تفاضل کے اور بعض علماء تساوی وعدمِ تفاضل کے قائل ہیں، بعض قراء کی رائے کے مطابق اس بارے میں قول فیصل یہ ہے کہ نفسِ کلامِ الٰہی کے لحاظ سے تو ہرگز کسی جزءِ قرآن کو دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں کیونکہ سارا قرآن کلام اللہ ہے، مثلاً شیطان اور فرعون کا لفظ فی حدذاتہٖ بُرا ہے، اور دونوں اپنی جگہ بدبخت ہیں، لیکن جب اللہ پاک کے کلام مبارک میں اِن دونوں کا نام آگیا، تو اب کلام مقدس کی نسبت سے ان ناموں اور لفظوں کی عظمت قائم ہوگئی، اسی لئے قرآن کریم میں شیطان اور فرعون کا لفظ پڑھنے پر بوجہ کلام الٰہی ہونے کے پچاس پچاس نیکیاں ہیں، البتہ بعض خواص ومضامین اور تاثیرات کے اعتبار سے بعض کلام الٰہی کو دوسرے بعض پر یقیناً فضیلت وبرتری حاصل ہے۔

اس بحث کی مزید تشریح یہ ہے کہ اس بات میں اختلاف ہوا ہے کہ قرآن کریم کی بعض سُوَر یا آیات کو دوسری سور یا آیات پر فضیلت حاصل ہے یا نہیں، امام ابوالحسن اشعری، قاضی ابوبکر باقلانی اور ابنِ حبّان وغیرہ بعض حضرات نے تفضیل کا انکار کیا ہے، لیکن جمہور کی رائے یہ ہے کہ قرآن کی بعض سورتوں یا آیتوں کو دوسری سورتوں یا آیتوں پر فضیلت حاصل ہے، ظواہر احادیث کا تقاضا بھی یہی ہے، احادیث صحیحہ کثیرہ میں قرآن کریم کی بعض سورتوں یا آیتوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے جو دوسروں کو حاصل نہیں۔

جو حضرات عدمِ تفضیل کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ سارا قرآن کلام اللہ ہے، نیز بعض کو بعض پر فضیلت

Marfat.com

دینے سے مفضول کا ناقص ہونا لازم آئے گا، اس کا جواب یہ ہے کہ ان سور میں یہ تفاضل کامل اور ناقص کا نہیں بلکہ کامل اور اکمل کا ہے نیز نصوص صریحہ کے مقابلہ میں اس قسم کے عقلی دلائل سے استنباط نہیں کیا جا سکتا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اگر تمہارے پاس اتنا نورِ بصیرت نہ ہو کہ تم آیۃ الکرسی اور آیۃ المداینہ میں اور سورۂ اخلاص اور سورۂ تبت میں فرق محسوس کر سکو، تو تم صاحبِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی تقلید کر کے مان لو کہ آپ پر یہ قرآن نازل ہوا ہے اور آپ ہی نے ان آیات وسُوَر میں تفاضل بیان فرمایا ہے۔ [1]

ہر سورت وآیت کی فضیلت کی نوعیت مختلف ہے

آیۃ المداینہ جس میں اُدھار، مالی لین دین میں دستاویز لکھ لینے اور اس پر دو گواہ قائم کر لینے کا ذکر ہے، اُس کی فضیلت یہ ہے کہ اِس دستاویز واستشہاد کے تین فائدے ہیں:

اوّل یہ کہ ایک کا حق دوسرے کے پاس نہ جائے، نہ اُس کے ذمہ واجب الادا رہے گا، حقوق العباد سے حفاظت رہے گی، دوسرے یہ کہ گواہوں کو آسانی ہوگی، تیسرے یہ کہ اہلِ معاملہ کا دل صاف رہے گا، طبیعت کو راحت رہے گی، دوسرے سے طبیعت میں کدورت نہ ہوگی اور بھول چوک اور کسی کے حق کے ضیاع سے اطمینان رہے گا۔

ایسے بے شمار معاملات جو اصحابِ معاملہ کو پیش آئے اور اس آیت کی بدولت انہیں معاملات کی صفائی اور دلی راحت میسر آئی اور اُن کو باہمی تکرار ومخاصمت سے اس آیت کی وجہ سے تحفظ حاصل ہوا، یہ اس آیت کی اتنی بڑی فضیلت ہے کہ عدّ واحصاء اور احاطہ سے وراء الوراء ہے، اسی طرح دیگر آیات وسُوَر کے فوائد، فضائل اور منافع کو تصور کریں، لہٰذا اس لحاظ سے بھی سب آیات وسُوَر برابر درجہ میں افضل، ارفع، اعلیٰ اور اشرف ثابت ہوئیں، البتہ نوعیتِ مضامین میں تفاوت مسلّم ہے، مثلاً جن آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید، تمجید، تسبیح، صفات، حمد وثناء اور قدرت وغیرہ کا ذکر ہے، وہ اول درجہ میں افضل ہیں، وعلیٰ ہٰذا القیاس۔

---

[1] از مرقات، ج:۴۔

Marfat.com

بسم اللہ کے فضائل

۱۔ رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَوْلُہٗ (مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّنَجِّیَہُ اللّٰہُ مِنَ الزَّبَانِیَۃِ التِّسْعَۃَ عَشَرَ الَّذِیْنَ ھُمْ خَزَنَۃُ جَھَنَّمَ فَلْیَقْرَأْ (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) لِیَجْعَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ بِکُلِّ حَرْفٍ مِّنْھَا جُنَّۃً مِّنْ کُلِّ وَاحِدٍ (اَیْ وِقَایَۃً) فَالْبَسْمَلَۃُ تِسْعَۃَ عَشَرَ حَرْفًا عَلٰی عَدَدِ مَلَائِکَۃِ النَّارِ الَّذِیْنَ قَالَ اللّٰہُ فِیْھِمْ (عَلَیْھَا تِسْعَۃَ عَشَرَ) وَھُمْ یَقُوْلُوْنَ فِیْ کُلِّ اَفْعَالِھِمْ (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) فَمِنْ ھُنَالِکَ ھِیَ قُوَّتُھُمْ وَبِبِسْمِ اللّٰہِ اسْتَضْلَعُوْا) [۱]

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو انیس زبانیہ فرشتوں سے نجات دے دیں، جو دوزخ کے داروغے ہیں، اس کو چاہئے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھے، تاکہ اللہ تعالیٰ ان انیس حرفوں میں سے ایک ایک حرف کو اُس کے لئے ایک ایک فرشتے سے ڈھال بنادیں، وہ فرشتے اپنے تمام افعال میں بسم اللہ پڑھتے ہیں، بسم اللہ ہی کے ذریعہ سے اُن کے اندر قوت آتی ہے اور اسی کے ذریعہ وہ عذاب دینے پر طاقت رکھتے ہیں۔

۲۔ مَنْ کَتَبَ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَجَوَّدَ غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ [۲]

جس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو لکھا اور خوب خوشخطی سے لکھا، اللہ تعالیٰ اُس کی بخشش فرمادیں گے۔

سورۃ الفاتحہ کے فضائل

۱۔ فاتحہ کے ساتھ سات لاکھ فرشتے جبرائیل امین کے جِلَو میں اِس طرح اُترے کہ زمین آسمان کی پوری درمیانی فضا اُن سے بھر گئی اور تمام کائنات اُن فرشتوں کی تسبیح سے گونج اُٹھی، اور ایسا پُرہیبت حال دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ فرماتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔ [۳]

[۱] تفسیر القرطبیا زقولِ ابن مسعودؓ، ج:۱،ص:۶۵۔ [۲] ابونعیم فی تاریخ اصبہان وابن اشتہ فی کتاب المصاحف عن انسؓ۔ [۳] بصائر ذوی التمیز۔

Marfat.com

۲۔ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور یکا یک اوپر ایک دھماکے کی سی آواز سنی، جبرائیل امین نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھا کر عرض کیا یہ آسمان کے اُس دروازے کے کھلنے کی آواز ہے جو آج ہی کھولا گیا ہے، آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا، پھر اس دروازے میں سے ایک فرشتہ اُترا ہے جو آج ہی زمین کی طرف اُترا ہے اس سے پہلے کبھی نہ اُترا تھا، پھر اُس فرشتے نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور کہا آپ ایسے دو نوروں کی بشارت لیجئے جو آپ سے پہلے کسی نبی کو بھی عطا نہیں ہوئے، ایک فاتحہ، دوسرا خواتیم بقرہ (بقرہ کی آخری دو آیتیں) آپ ان میں سے جو کچھ بھی مانگیں گے وہی عطا ہوگا۔ [1]

۳۔ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ قَوْلِهٖ وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ قَالَ هِيَ اُمُّ الْقُرْاٰنِ اِسْتَثْنَاهَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِاُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَرَهَا لَهُمْ حَتّٰى اَخْرَجَهَا لَهُمْ وَلَمْ يُعْطِهَا اَحَدًا قَبْلَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [2]

سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں! میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ کے متعلق سوال کیا تو فرمایا: سبع مثانی، اُمُّ القرآن (فاتحہ) ہے، جس کو اللہ عزوجل نے اُمتِ محمدیہ کے لئے مستثنیٰ کر کے بطور ذخیرہ کے رکھا ہوا تھا، اُمت محمدیہ سے پہلے کسی اُمت کو بھی یہ سورت عطا نہیں فرمائی۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے فاتحہ، آیۃ الکرسی، شَهِدَ اللّٰهُ [3] اور قُلِ اللّٰهُمَّ تابِغَيْرِ حِسَابٍ [4]، اِن چاروں کو مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: قسم ہے مجھے اپنی عزت وعظمتِ شان کی جو شخص ہر فرض نماز کے بعد تمہاری تلاوت کرے گا، میں اُس کے سب گناہ بخش دوں گا اور جنت الفردوس میں اس کو جگہ دوں گا، اور ہر روز اپنی باطنی نگاہ سے اس کی طرف ستر (۷۰) مرتبہ نظرِ رحمت کروں گا، اور روزانہ اس کی ستر (۷۰) حاجتیں پوری کروں گا، جن میں سے ادنیٰ درجہ کی حاجت، گناہوں کی بخشش ہے۔ [5]

---

[1] مسلم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث: ۱۸۷۷۔ [2] ابن جریر طبری، ابن منذر وحاکم وفضائل ابی عبید، ص: ۱۱۸۔ [3] آل عمران: ۱۸۔ [4] آل عمران: ۲۶، ۲۷۔ [5] مسند الفردوس عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

۵۔ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَاٰيَةُ الْكُرْسِيِّ لَايَقْرَؤُهُمَا عَبْدٌ فِيْ دَارٍ فَتُصِيْبَهُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ عَيْنُ اِنْسٍ اَوْجِنٍّ [1]

فاتحہ الکتاب اور آیۃ الکرسی کو کوئی شخص بھی گھر میں نہیں پڑھنے پاتا کہ پھر اس گھر کے افراد کو اس پورے دن میں کسی انسان یا کسی جن کی نظر بد لگ سکے۔

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھے گا، اس سے تنگدستی دور ہو جائے گی اور فراوانی اور خوشحالی آجائے گی، یہاں تک کہ اپنے پڑوسیوں پر بھی بہائے گا۔

۷۔ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنَ السَّمِّ ''فاتحہ الکتاب زہر کا تریاق ہے'' [2]

۸۔ فِيْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ ''سورۂ فاتحہ میں ہر بیماری سے شفاء ہے''۔ [3]

۹۔ **مشائخ کا ندھلہ کا عمل:**

جس کسی کو کوئی مہم پیش آجائے اور مشکل ہو تو ہر فرض نماز کے بعد پانچ یا سات مرتبہ سورۃ الفاتحہ کو اس طرح پڑھے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کی میم کو ''الحمد'' کے ساتھ ملا کر پڑھے اور آخر میں تین دفعہ آمین کہے، حق تعالیٰ اس کی مہم کو پورا فرماتا ہے۔ [4]

۱۰۔ **دماغی توازن بگڑ جانے کا وظیفہ:**

حضرت خارجہ بن صلت رضی اللہ عنہ اپنے عمِّ بزرگوار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ:

ہم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے رخصت ہو کر جا رہے تھے کہ ہمارا گزر عرب کے ایک قبیلے پر ہوا، قبیلے والے کہنے لگے کیا تمہارے پاس کوئی علاج ہے؟ کیونکہ ہمارے یہاں بیڑیوں میں جکڑا ہوا ایک دیوانہ ہے، وہ اس کو لے آئے تو میں نے تین دن صبح و شام اُس پر

[1] مسند الفردوس عن عمران بن حصینؓ۔ [2] سنن سعید بن منصور وشعب للبیہقی۔ [3] دارمی وبیہقی عن عبدالملک بن عمیرؒ مرسلا۔ [4] بحوالہ فوائد الفواد، ص:۲۶۷۔

Marfat.com

سورۃ الفاتحہ پڑھی، اس طرح کہ پڑھنے کے بعد منہ میں اپنا تھوک جمع کرتا اور اس پر پھونک مار دیتا، وہ ایسا تندرست ہوگیا گویا رسّی سے آزاد کر دیا گیا ہے، اس پر انہوں نے مجھے معاوضہ دیا، میں نے ساتھیوں سے کہا میں اس کو قبول نہیں کرتا، انہوں نے مشورہ دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرلو، میں نے دریافت کیا تو ارشاد فرمایا کھاؤ پیئو، میری زندگی کی قسم! جس نے ناجائز دَم کے ذریعہ کھایا اس پر اس کا گناہ اور بوجھ ہے مگر تم تو جائز اور حق دَم کے ذریعہ کھا رہے ہو (تم پر کوئی الزام اور گناہ نہیں ہے)۔ [1]

سورۃ البقرہ کے فضائل

۱۔ اَلْبَقَرَةُ سَنَامُ الْقُرْاٰنِ وَذِرْوَتُهٗ نَزَلَ مَعَ كُلِّ اٰيَةٍ مِّنْهَا ثَمَانُوْنَ مَلَكًا [2] سورۂ بقرہ، قرآن کی کوہان اور بلندی ہے، اُس کی ہر آیت کے ساتھ اسی (۸۰) فرشتے اُترے ہیں۔

۲۔ اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَ لَاتَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ سورۂ بقرہ پڑھا کرو، کیونکہ اس سورت کو مضبوط پکڑ لینا باعثِ برکت ہے اور اس کو چھوڑ دینا باعثِ افسوس ہے، کسل منداور جادوگر لوگ سورۂ بقرہ کو پڑھنے اور پکڑنے کی طاقت وہمت نہیں رکھتے ہیں۔ [3]

۳۔ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهَا فِيْ بَيْتِهٖ لَيْلًا لَمْ يَدْخُلْهُ شَيْطَانٌ ثَلَاثَ لَيَالٍ وَمَنْ قَرَاَهَا فِيْ بَيْتِهٖ نَهَارًا لَمْ يَدْخُلْهُ الشَّيْطَانُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ [4]

جس شخص نے سورۂ بقرہ اپنے گھر میں رات کے وقت پڑھی، اُس کے گھر میں تین رات تک شیطان اور آسیب داخل نہیں ہوسکتا اور جس نے اُس کو دن کے وقت اپنے گھر میں پڑھا، اُس کے گھر میں تین دن تک شیطان اور آسیب داخل نہیں ہوسکتا۔

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! کیا آپ کو علم ہوا کہ گزشتہ رات ثابت بن قیس بن شمّاس رضی اللہ عنہ

---

[1] ابن السنی، ص: ۵۸۴۔ [2] مسند احمد عن معقل بن یسارؓ۔ [3] صحیح مسلم، عن ابی اُمامہؓ، رقم الحدیث: ۱۸۷۴، مشکوٰۃ، ج:۱، ص: ۱۸۴۔ [4] مسند ابی یعلیٰ وصحیح ابن حبان عن سہل بن سعدؓ۔

Marfat.com

کا گھر برابر پوری رات چراغوں اور کہکشاؤں سے جگمگا تا رہا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شاید انہوں نے تہجد میں سورۂ بقرہ تلاوت کی ہوگی؟ ثابت رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا واقعی میں نے سورۂ بقرہ ہی تلاوت کی تھی۔[1]

۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارہ سال میں اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے آٹھ سال میں سورۂ بقرہ سیکھی ہے۔[2]

۶۔ اپنے گھروں میں نفل نماز پڑھا کرو، انہیں قبرستان مت بناؤ اور اپنی آوازوں کو قرآن کے ذریعہ مزین کرو، کیونکہ جس گھر میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے اس میں سے شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔[3]

۷۔ مَنْ اَخَذَ السَّبْعَ الطِّوَالَ فَهُوَ حَبْرٌ ''جس نے سات لمبی سورتیں بقرہ سے انفال مع برأت تک بامعنی حاصل کرلیں، وہ زبردست عالم وفاضل ہے''۔[4]

سورۂ آل عمران کے فضائل

۱۔ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ آلِ عِمْرَانَ فَهُوَ غَنِيٌّ جو سورۂ آل عمران پڑھے وہ غنی اور مالدار ہے۔[5]

۲۔ نِعْمَ كَنْزُ الصُّعْلُوْكِ سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ يَقُوْمُ بِهَا الرَّجُلُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ [6]
سورۂ آل عمران فقیر وتنگدست آدمی کا کتنا اچھا خزانہ ہے جس کو وہ شخص رات کے آخری حصہ میں نماز تہجد میں پڑھے۔

۳۔ ابو سَلِیْل سے منقول ہے کہ ایک شخص سے کسی کا قتل ہوگیا، اُس نے وادی مجنّہ میں جا کر پناہ لی، یہ ایسی وادی تھی کہ جس کا بھی اُس سے گزر ہوتا اُسی کو سانپ ڈس کر مار دیتے تھے، اُس وادی کے راستہ پر دو راہب رہتے تھے، جب اُس قاتل کو وہاں شام ہوگئی تو ایک راہب نے دوسرے سے کہا اللہ کی قسم! یہ آدمی تو سمجھو کہ مارا گیا۔ اُس آدمی نے ''سورۂ آل عمران'' شروع کردی، دونوں راہب کہنے لگے، اس نے ''سورۂ طیبہ'' پڑھنی شروع کردی، اب شاید یہ بچ نکلے، صبح ہوئی تو وہ آدمی اُسی طرح صحیح وسلامت زندہ تھا۔[7]

---

[1] مراسیلِ ابی داؤد۔ [2] تفسیر قرطبی، خطیب، مؤطا مالک۔ [3] مسلم ترمذی وغیرھما عن ابی ہریرۃؓ۔ [4] مسند احمد وحاکم عن عائشہؓ۔ [5] دارمی وابو عبید عن ابن مسعودؓ۔ [6] دارمی، ابوعبید، بیہقی عن ابن مسعودؓ، درمنثور، ج:۲، ص:۳۔ [7] تفسیر قرطبی، ج:۴، ص:۴۔

Marfat.com

بقرہ وآل عمران کے فضائل

۱۔ اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَاٰلَ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا [1]

تم دو روشن سورتیں بقرہ وآل عمران پڑھا کرو، کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن (عامل قاری کے آگے آگے) دو گہرے سیاہ بادلوں یا دو سائبانوں یا صف بستہ پرندوں کی دو ٹولیوں کی شکل میں آئیں گی (ان دونوں صورتوں کے درمیان ایک روشنی اور چمک حدِّ فاصل ہوگی جس سے بسم اللہ کے فاصلہ کی طرف اشارہ ہوگا) یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والوں کی زبردست سفارش کریں گی۔

سبعِ طوال کے فضائل

۱۔ ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ تکلیف اور بیماری کی شکایت ہوگئی، صبح ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج آپ کے چہرۂ انور پر دَرد و بیماری کے آثار واضح محسوس ہو رہے ہیں، فرمایا سنو! اس دَرد کے باوجود جو تم محسوس کر رہے ہو بحمدہٖ تعالیٰ آج رات کو میں نے تہجد میں سات لمبی سورتیں پڑھی ہیں۔ [2]

۲۔ جس نے سات لمبی سورتیں (از بقرہ تا انفال مع برأت) بامعنی حاصل کرلیں، وہ زبردست عالم ہے۔ [3]

۳۔ مجھے تورات کی جگہ سَبْعِ طِوَال، انجیل کی جگہ مِئِین، زبور کی جگہ مَثَانِیْ والی سورتیں ملی ہیں اور مفصل سورتیں خاص مجھے ہی فضیلۃً عطا کی گئی ہیں۔ [4]

سورۂ انعام کے فضائل

۱۔ سورۃ الانعام کی ہمراہی میں ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے:

اَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

---

[1] مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۲۱۴۶، صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۸۷۴ [2] ابن جریر عن انسؓ [3] مسند احمد و حاکم عن عائشہؓ [4] مسند احمد و جامع ترمذی عن واثلۃ بن الاسقعؓ

Marfat.com

نَزَلَتْ عَلَیَّ سُوْرَۃُ الْاَنْعَامِ جُمْلَۃً وَّاحِدَۃً یُشَیِّعُھَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ لَّھُمْ زَجَلٌ بِالتَّسْبِیْحِ وَالتَّحْمِیْدِ [1]

طبرانی اور ابن مردُویہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر سورۂ انعام پوری ایک ہی مرتبہ میں اُتری، اُس کی مشایعت میں ستر ہزار فرشتے تھے، جن کی تسبیح اور تحمید کا ایک غلغلہ تھا۔

۲۔ مستدرکِ حاکم کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب سورۃ الانعام نازل ہوئی تو آپ نے سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھی، پھر فرمایا کہ اس سورت کی مُشایعت اور ہمراہی میں اتنے فرشتے آئے کہ انہوں نے آسمان کے کنارے بند کر دیئے ہیں (یعنی پورے آسمان پر کناروں تک چھا گئے ہیں)۔

۳۔ ابن مردویہ کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد عالی منقول ہے:

سورۃ الانعام اس شان سے اُتری ہے کہ اُس کے ساتھ فرشتوں کی اتنی کثیر جماعت تھی کہ اُس نے آسمان کے دونوں کناروں کو بند کر دیا تھا، اُن کی تسبیح کی گونج سے زمین پر ایک ہنگامہ اور غلغلہ برپا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ نظارہ دیکھ کر خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ پڑھنے لگ گئے۔ [2]

۴۔ اکثر قرآن پانچ پانچ آیتیں کر کے اُترا ہے، جو شخص پانچ پانچ آیتیں کر کے قرآن حفظ کرے وہ قرآن کو کبھی نہ بھولے گا، البتہ سورۃ الانعام مکمل ایک ہی مرتبہ میں ایک ہزار مقرب فرشتوں کی حفاظت میں اُتری ہے، جن کے ساتھ ہر ہر آسمان میں سے مزید ستر ستر فرشتے شامل ہوتے گئے، اس سورت کو جس مریض پر بھی پڑھ کر دم کر دیا جائے اس کو شفائے کُلی حاصل ہوگی۔ [3]

[1] الدر المنثور، ج: ۳، ص: ۳۔ [2] تفسیر ابن کثیر، تلاوۃ القرآن المجید، ص: ۱۶۳۔ [3] خطیب، بیہقی، در منثور عن علیؓ۔

Marfat.com

سورۂ توبہ کے فضائل

۱۔ ابوعطیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ تم مَردسورۂ توبہ سیکھا کرواور اپنی خواتین کو سورۂ نور سکھایا کرو۔

۲۔ ابوراشد حُبرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حمص میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کو ایک صَرّاف کی دکان پر خوب لحیم شحیم حالت میں دیکھا تو میں نے کہا اے ابوالاسود! آپ کے لئے تو اللہ کی طرف سے، موٹاپے کے سبب جہاد چھوڑ دینے کی اجازت ورخصت ہوگی؟ فرمایا ہم پر سورۂ برأت نازل ہوئی ہے جس میں یہ ارشاد ہے: اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا [1] (نکلو ہلکے اور بوجھل یعنی نفیرِ عام کے وقت پیادہ اور سوار، فقیر اور غنی، جوان اور بوڑھے سب کو نکلنے کا حکم ہے)۔

۳۔ ابراہیم کہتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقع پر عبدالرحمن بن یزید نے اپنی جگہ کسی دوسرے آدمی کو اُجرت دے کر جہاد پر بھیجنے کا قصد کیا، لیکن صبح ہوئی تو خود تیاری شروع کردی، میں نے عرض کیا کہ آپ نے تو اپنی جگہ دوسرے آدمی کو اُجرت دے کر بھیجنے کا قصد کیا تھا؟ فرمایا! میرا ارادہ تو یہی تھا لیکن آج رات کو میں نے سورۂ برأت کی تلاوت کی اور دیکھا کہ یہ سورت جہاد پر آمادہ کررہی ہے، اس لئے بذاتِ خود جارہا ہوں۔ [2]

سورۂ رعد کی فضیلت

ابن ابی شیبہ اور مَرْوَزِی نے جنائز میں حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ کا یہ قول روایت کیا ہے کہ:

جب میّت قریب المرگ ہوتی تو ہمارے یہاں یہ بات محمود اور اچھی سمجھی جاتی تھی کہ اُس کے پاس سورۂ رعد پڑھی جائے، کیونکہ اس سے میّت پر تخفیف ہوجاتی ہے، اس طرح کہ اس کی جان بہت آسانی سے نکل جاتی ہے اور موت کی سختیوں وغیرہ میں میّت کو بہت سہولت میسر آجاتی ہے۔ [3]

---

[1] التوبۃ:۴۱۔ [2] فضائلِ ابی عُبید، ص:۱۲۹۔ [3] دُرمنثور، ج:۴، ص:۸۰۔

Marfat.com

سبعِ مُسَبِّحات کی فضیلت

عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ الْمُسَبِّحَاتِ قَبْلَ اَنْ يَّرْقُدَ، يَقُوْلُ اِنَّ فِيْهِنَّ اٰيَةً خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ اٰيَةٍ [1]

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے تسبیح والی (سات) سورتیں (اِسراء، حدید، حشر، صَفّ، جمعہ، تغابُن، اعلیٰ) پڑھا کرتے تھے، فرماتے تھے کہ ان سورتوں میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے، (بعض کہتے ہیں کہ وہ آیت لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ یا هُوَ الْاَوَّلُ والی آیت ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ شب قدر اور جمعہ کی ساعتِ قبولیت کی طرح وہ آیت بھی مخفی ہے)۔

سورۂ کہف کے فضائل

۱۔ سُوْرَةُ الْكَهْفِ تُدْعٰى فِي التَّوْرٰةِ الْحَائِلَةَ تَحُوْلُ بَيْنَ قَارِئِهَا وَبَيْنَ النَّارِ [2]

تورات میں سورۂ کہف کو حائلہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، یعنی جو اپنے قاری اور جہنم کے درمیان رُکاوٹ بن جائے گی۔

۲۔ جمعہ کی رات سورۂ کہف پڑھنے کے فوائد و برکات

رَوٰى اَبُوْ مُحَمَّدٍ الدَّارِمِيُّ بِاِسْنَادِهٖ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا قَالَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهٗ مِنَ النُّوْرِ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ [3]

ابو محمد دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ذریعہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ جو جمعہ کی رات میں سورۂ کہف کی تلاوت کرے، اُس کیلئے اُس کے اور بیت

[1] رواہ الترمذی وابوداؤد ورواہ الدارمی عن خالد بن معدان مرسلاً، مشکوٰۃ المصابیح، ج:۱، ص:۱۸۷۔ [2] بیہقی فی الشعب عن ابن عباسؓ۔ [3] تعلیق علی البیان، ص:۱۷۹۔

Marfat.com

اللہ کے درمیانی پورے علاقہ میں ایک خاص قسم کا نور روشن ہوجاتا ہے۔

۳۔ **جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کے فوائد وبرکات**

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَطَعَ لَهٗ نُوْرٌ مِّنْ تَحْتِ قَدَمِهٖ اِلٰى عَنَانِ السَّمَاءِ يُضِيْءُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَغُفِرَ لَهٗ مَابَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ، أَيْ مِنَ الصَّغَائِرِ [1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اُس کے واسطے اس کے قدموں کے نیچے سے لے کر آسمان کی بلندی تک ایک ایسا نور ظہور پذیر ہوگا جو اُس قاری کے لئے قیامت کے دن روشنی اور چمک پیدا کرے گا، اور دو جمعوں کی درمیانی مدت میں اُس شخص سے جتنے بھی صغیرہ گناہ سرزد ہوں گے وہ سب معاف کردیئے جائیں گے۔

۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص سورہ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا اس کے لئے دونوں جمعہ کے درمیان نور روشن کر دیا جائے گا۔ [2]

۵۔ **فتنہ دجال سے حفاظت اور نور**

اسحاق بن عبداللہ بن فروہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم کو میں ایسی سورت نہ بتادوں کہ (نزول کے وقت) جن کی مشایعت میں ستر ہزار فرشتے آئے، جس سے آسمان وزمین کا بیشتر حصہ بھر گیا، لوگوں نے کہا ہاں اللہ کے رسول، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بلکہ تین دن زائد تک کے گناہوں کی مغفرت ہوجائے گی، اور ایسے نور سے نوازا جائے گا جس کا سلسلہ آسمان

[1] تفسیر ابن مردویہ، تلاوۃ القرآن المجید، ص: ۱۵۰۔ [2] ترغیب، ص: ۵۱۲۔

Marfat.com

تک ہوگا اور دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ [1]

۶۔ ایک ہفتہ تک فتنے سے حفاظت

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جو شخص سورۃ کہف جمعہ کے دن پڑھے گا وہ آٹھ دن تک فتنوں سے محفوظ رہے گا، اگر دجال (اس کی موجودگی میں) نکلے گا تو اس کے فتنہ سے بھی محفوظ رہے گا۔

سورۂ طٰہٰ کے فضائل

۱۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَرَاَ طٰہٰ و یٰسٓ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِاَلْفِ عَامٍ فَلَمَّا سَمِعَتِ الْمَلَائِکَۃُ الْقُرْاٰنَ قَالَتْ طُوْبٰی لِاُمَّۃٍ یُّنَزَّلُ ھٰذَا عَلَیْھَا وَطُوْبٰی لِاَجْوَافٍ تَحْمِلُ ھٰذَا وَطُوْبٰی لِاَلْسِنَۃٍ تَتَکَلَّمُ بِھٰذَا [2]

اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے (فرشتوں کے سامنے) سورۂ طٰہٰ اور یٰسٓ پڑھی، جب فرشتوں نے قرآن کی یہ سورتیں سنیں تو بول اُٹھے خوشحالی و مبارکبادی ہے اُس اُمت کے لئے جس پر یہ قرآن اُتارا جائے گا، اور خوش حالی ہے اُن سینوں کے لئے جو اس کو اٹھائیں گے (یعنی اُن سینوں میں قرآن پتھر کی لکیر کی طرح نقش اور محفوظ ہوگا)، اور خوشحالی ہے اُن زبانوں کے لئے جو اس کی تلاوت کریں گی۔

۲۔ یُرْفَعُ الْقُرْاٰنُ عَنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا طٰہٰ وَیٰسٓ [3]

بجز طٰہٰ و یٰسٓ کے باقی سب قرآن اہل جنت سے اُٹھالیا جائے گا۔

سورۂ نور کی فضیلت

اَخْرَجَ الْحَاکِمُ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَابْنُ مَرْدُوَیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ مَرْفُوْعًا لَا

[1] کنز العمال، ج:۱، ص:۵۷۴۔ [2] دارمی عن ابی ہریرۃؓ، مشکوٰۃ المصابیح، ج:۱، ص:۱۸۷۔ [3] ابن مردویہ وابوعبید فی الفضائل عن شہر بن حوشبؓ۔

Marfat.com

تُنَزِّلُوْهُنَّ الْغُرَفَ وَلَا تُعَلِّمُوْهُنَّ الْكِتَابَةَ يَعْنِي النِّسَاءَ وَعَلِّمُوْهُنَّ الْغَزْلَ وَسُوْرَةَ النُّوْرِ [1]

حاکم وابن مردویہ نے نیز شعب الایمان میں بیہقی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ خواتین کو بالا خانوں میں نہ ٹھہراؤ (تاکہ ان کی عادتیں خراب نہ ہوں) اور اُن کو لکھنا پڑھنا (ضرورت سے زیادہ) مت سکھاؤ، بلکہ خواتین کو چرخا کاتنا سکھاؤ اور سورۂ نُور سکھاؤ۔

سورۂ الم سجدہ کے فضائل

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورۂ الم سجدہ اور سورۂ ملک پڑھے بغیر نہ سوتے تھے:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنَامُ حَتّٰى يَقْرَأَ الٓمّٓ تَنْزِيْلُ السَّجْدَةَ وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ [2]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک الٓمّٓ السَّجْدَةَ اور سورۂ ملک نہیں پڑھ لیتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک سورۂ الٓمٓ سجدہ اور سورۂ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ نہ پڑھ لیتے تھے، یہ عذاب قبر سے نجات کا سبب ہیں۔ [3]

سورۂ یٰسین کے فضائل

۱۔ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ يٰسٓ وَمَنْ قَرَأَ يٰسٓ كَتَبَ اللهُ لَهٗ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ [4]

---

[1] الدر المنثور، ج۵، ص:۳۶ [2] مسند دارمی عن جابرؓ، تفسیر قرطبی، ج:۱۴، ص:۵۷ [3] ترمذی شریف [4] دارمی عن انسؓ، کنز العمال، ج:۱، ص:۳۷۹

Marfat.com

ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل یٰسٓ ہے اور جو شخص یٰسٓ پڑھتا ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا ثواب لکھتے ہیں۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے، قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے، جس نے یٰسین (ایک مرتبہ) پڑھی، اللہ اس کے پڑھنے کی وجہ سے اس کیلئے دس مرتبہ قرآن شریف پڑھنے کا ثواب لکھ دے گا۔ [1]

۳۔ مَنْ کَتَبَ یٰسٓ وَشَرِبَهَا اَدْخَلَتْ جَوْفَهٗ اَلْفَ یَقِیْنٍ وَّ اَلْفَ نُوْرٍ وَّ اَلْفَ بَرَکَةٍ وَّاَلْفَ رِزْقٍ وَّنَزَعَتْ عَنْهُ کُلَّ غِلٍّ وَّدَاءٍ [2]

جو یٰسٓ کو لکھے اور پی لے، اُس کے پیٹ میں یہ سورت ہزار یقین، ہزار نور، ہزار برکت اور ہزار رزق داخل کرتی ہے اور اُس کے باطن سے ہر کینے اور ہر بیماری کو دور کر دیتی ہے۔

۴۔ دل کی سختی دُور کرنے کا عمل

ابو جعفر محمد بن علی کا قول ہے:

جو اپنے دل میں سختی محسوس کرے، کسی جام اور پیالہ میں پانی اور زعفران سے یٰسین لکھ کر پی لے۔ [3]

۵۔ اِنَّ فِی الْقُرْاٰنِ لَسُوْرَةً تُدْعٰی "اَلْعَظِیْمَةُ عِنْدَ اللّٰهِ" یُدْعٰی صَاحِبُهَا "اَلشَّرِیْفُ عِنْدَ اللّٰهِ" تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْ اَکْثَرَ مِنْ رَبِیْعَةَ وَ مُضَرَ وَهِیَ سُوْرَةُ یٰسٓ [4]

یقیناً قرآن میں ایک ایسی سورت ہے جو "اَلْعَظِیْمَةُ عِنْدَ اللّٰهِ" (اللہ کے یہاں عظمت والی) پکاری جاتی ہے، اس کا قاری "اَلشَّرِیْفُ عِنْدَ اللّٰهِ" (اللہ کے یہاں صاحبِ شرف) کے نام سے پکارا جاتا ہے، قیامت کے دن وہ سورت اپنے قاری کے قبیلہ ربیعہ اور مضر سے زیادہ افرادِ خانہ کے متعلق سفارش کریگی اور وہ سورۂ یٰسٓ ہے۔

۶۔ مرض الموت میں سورۂ یٰسین پڑھنے کا انعام

[1] مشکوٰۃ شریف۔ [2] خطیب عن علیؓ، درمنثور، ج:۵، ص:۴۸۱۔ [3] مستدرک، ص:۹۸۔ [4] ابانہ ابی نصر السجزی عن عائشہؓ، دُرمنثور، ج:۵، ص:۴۸۳۔

Marfat.com

جو مریض موت کی سختیوں میں سورۂ یٰسٓ پڑھ لے، ملک الموت اُس وقت تک اُس کی روح قبض نہیں کرتے جب تک کہ رضوان، داروغۂ جنت اُس کے پاس جنتی مشروب نہ لے آئے اور وہ اپنے بسترِ مرگ پر اس کو پی نہ لے، پھر وہ سیراب ہونے کی حالت میں وفات پاتا ہے اور اُس کو کسی نبی کے حوض کی ضرورت پیش نہیں آتی حتّٰی کہ سیراب ہونے ہی کی حالت میں وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔[1]

۷۔ قریب المرگ آدمی پر سورۂ یٰسٓ پڑھنے کا فائدہ

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان مبارک روایت کیا ہے کہ:

قرآن کا دِل یٰسٓ ہے، جو آدمی خالص اللہ کو اور عالَم آخرت کو چاہتا ہو اور رضاءِ الٰہی کے لئے یہ سورت پڑھے گا اللہ تعالیٰ اُس کی بخشش فرما دیں گے، تم اپنے قریب المرگ لوگوں پر یہ سورت پڑھا کرو۔[2]

۸۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جس نے سورۂ یٰسٓ شریف اللہ کی رضا کی نیت سے پڑھی، اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے، لہٰذا تم اسے اپنے مرنے والے کے پاس پڑھا کرو۔[3]

یعنی جس کا موت کا وقت قریب ہو، اس کے پاس بیٹھ کر پڑھو۔

۹۔ جب کسی مسلمان کے پاس موت کا فرشتہ اُتر آئے اور اُس کے سامنے سورۂ یٰسٓ پڑھی جائے تو اس سورت کے ہر حرف کے بدلے میں دس فرشتے اُترتے ہیں، جو میّت کے سامنے صَف بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور اُس کی بخشش کے لئے دعا کرتے ہیں۔ پھر اُس کے غُسل کے وقت حاضر رہتے ہیں اور اُس کے جنازہ کے پیچھے جاتے ہیں اور اُس پر رحمت بھیجتے ہیں، پھر اُس میّت کے دفن میں حاضر رہتے ہیں اور برابر اُس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اُس کی بخشش کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔[4]

۱۰۔ آسانی کیسے حاصل کی جائے؟

---

[1] بصائر ذوی التمییز عن بریدہؓ۔ [2] احمد وابوداؤد ونسائی وغیرھم، تعلیق التبیان، ص:۱۷۷۔ [3] مشکوٰۃ شریف۔ [4] تفسیر الجمل، ج:۲، ص:۵۰۲۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

جو شخص سورۂ یٰسٓ صبح کے وقت پڑھے اُس کو اُس دن کی آسانی عطا کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ شام کر لے اور جو شخص یہ سورت رات کے شروع حصہ میں پڑھ لے اُس کو اُس رات کی آسانی و کشائش عطا کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ صبح کر لے۔ [1]

۱۱۔ سورۂ یٰسین پڑھنے سے دن بھر کی تمام حاجتیں پوری ہو جاتی ہیں

عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ یٰسٓ فِیْ صَدْرِ النَّھَارِ قُضِیَتْ حَوَائِجُہٗ [2]

حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے معتبر ذرائع سے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سورۂ یٰسین کو شروع دن میں پڑھ لے، اُس کی تمام دن کی حوائج اور ضروریات پوری ہو جاتی ہیں۔

۱۲۔ رات کو سورۂ یٰسین پڑھنے سے مغفرت ہو جاتی ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَأَ یٰسٓ فِیْ لَیْلَۃٍ ابْتِغَاءَ وَجْہِ اللّٰہِ غُفِرَ لَہٗ فِیْ تِلْکَ اللَّیْلَۃِ [3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی رات میں اللہ رب العزت کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کرے اُس کی اُس رات میں مغفرت کر دی جاتی ہے۔

۱۳۔ جس نے رات کے وقت یٰسٓ پڑھی، اس کو قرآن کی دوسری تلاوتوں کے مقابلہ میں دس گنا زیادہ درجہ حاصل ہوگا، اور جس نے دن کے شروع حصہ میں اپنی کسی حاجت کیلئے جانے سے پہلے پڑھا، اُس کی وہ حاجت اور ضرورت پوری کر دی جائے گی۔ [4]

---

[1] دارمی، ابواب الفرج، ص: ۱۳۰۔ [2] رواہ الدارمی مرسلاً، ابواب الفرج، ص: ۱۳۰۔ [3] رواہ الدارمی، ابواب الفرج، ص: ۱۳۰۔ [4] ابوالشیخ عن ابن عباسؓ، کنز العمال، ج: ۱، ص: ۳۸۱۔

Marfat.com

۱۴۔ جو شخص سورۂ یٰسٓ مداومت و پابندی کے ساتھ رات کو پڑھنے کا معمول بنالے اور پھر وہ رات میں مر جائے تو شہید ہو کر مرے گا۔ [1]

۱۵۔ غم دور ہونے اور دلی خوشی حاصل ہونے کا عمل

اَخْرَجَ ابْنُ الضُّرَيْسِ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ "مَنْ قَرَأَ يٰسٓ اِذَا اَصْبَحَ لَمْ يَزَلْ فِيْ فَرَحٍ حَتّٰى يُمْسِيَ وَمَنْ قَرَأَهَا اِذَا اَمْسٰى لَمْ يَزَلْ فِيْ فَرَحٍ حَتّٰى يُصْبِحَ . اَخْبَرَنَا مَنْ جَرَّبَ ذٰلِكَ"۔ [2]

جس نے صبح کے وقت یٰسین پڑھی، شام تک برابر خوشی میں رہے گا اور جس نے شام کے وقت یٰسین پڑھی، صبح تک برابر خوشی میں رہے گا، ہمیں یہ بات اُن لوگوں نے بتائی جنہوں نے بذات خود اس کا تجربہ کیا۔

۱۶۔ دشمن کی نگاہ سے پردۂ خداوندی کی حفاظت میں مستور ہونے کا عمل

عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ:

ایک دفعہ مشرکین قریش کے چند لوگ آپس میں کہنے لگے، اگر ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھ لیں تو اُن کے ساتھ ایسا ایسا معاملہ، اذیّت رسانی اور گستاخی کا کرینگے، اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی اُن کے ایک حلقہ پر آکر کھڑے ہو گئے، جو مسجد حرام میں لگا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے سامنے سورۂ یٰسٓ پڑھنی شروع فرمادی، حتیٰ کہ لَا يُبْصِرُوْنَ تک پہنچ گئے، پھر تھوڑی سی مٹی اُٹھا کر اُن کے سروں پر پھونکنی شروع فرمائی اور اُن میں سے کسی آدمی کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نگاہ اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی اپنی زبان سے کوئی کلمہ نکال سکا۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور اب وہ لوگ اپنے سروں سے اور اپنی داڑھیوں سے مٹی جھاڑنے لگے اور شرمساری مٹانے کے لئے یوں بھی کہتے جارہے تھے، واللہ! ہم نے تو کچھ سنا

---

[1] طبرانی عن انسؓ۔ [2] ابن الضریس از یحییٰ بن ابی کثیر، ص:۱۰۰۔

Marfat.com

ہی نہیں، واللہ ہم نے تو کچھ دیکھا ہی نہیں، واللہ ہماری سمجھ میں تو کچھ بھی نہ آسکا (کہ ہم کیا معاملہ اور کیا بدتمیزی کریں)۔[1]

سورۂ زمر کے فضائل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں سوتے تھے جب تک کہ سورۂ زُمر اور سورۂ بنی اسرائیل نہ پڑھ لیتے تھے۔[2]

حوامیم سبعہ کی فضیلت

اَلْحَوَامِيْمُ سَبْعٌ وَّاَبْوَابُ جَهَنَّمَ سَبْعَةٌ تَجِيْءُ كُلُّ حَامِيْمٍ مِنْهَا تَقِفُ عَلٰى بَابٍ مِّنْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَا تُدْخِلْ مِنْ هٰذَا الْبَابِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِيْ وَيَقْرَؤُنِيْ[3]

حوامیم سات ہیں (مومن سے احقاف تک) اور دوزخ کے دروازے بھی سات ہیں، ان حوامیم میں سے ایک ایک حامیم اُن دروازوں میں سے ایک ایک دروازہ پر کھڑی ہوگی اور دعا کررہی ہوگی اے مولیٰ! اِس دروازے سے اُس آدمی کو داخل نہ فرما جو مجھ پر ایمان رکھتا تھا اور مجھے پڑھا کرتا تھا۔

سورۂ فتح کی فضیلت

لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَهِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا[4]

آج رات مجھ پر ایسی سورت اتاری گئی ہے جو مجھے اُس پوری کائنات سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے یعنی اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔

[1] درمنثور، ج:۵، ص:۴۸۷۔ [2] ترمذی۔ [3] بیہقی عن الخلیل بن مرۃ مرسلاً۔ [4] مسند احمد و بخاری و ترمذی عن عمر الفاروقؓ، کنز العمال، ج:۱، ص:۳۷۹۔

Marfat.com

سورۂ حم الدخان کے فضائل

۷۰ ہزار فرشتوں کا رات بھر دعائے مغفرت کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ:

جو شخص رات کو سورۂ حٰمٓ الدُّخان پڑھ کر سوئے، اُس کے لئے ستر ہزار فرشتے رات بھر دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ [1]

شب جمعہ میں سورۂ دخان پڑھنے کا انعام

دارمی اور محمد بن نصر نے ابو رافع رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد روایت کیا کہ:

جس نے جمعہ کی رات میں دُخان پڑھی، وہ صبح اس حال میں کرے گا کہ اُس کی بخشش ہو چکی ہو گی، نیز جنت میں حور عین سے اس کی شادی کی جائے گی۔ [2]

تمام آفات سے تحفظ کا نسخہ

جس نے شام کے وقت پوری دُخان اور شروع غافر سے اِلَیہِ الْمَصِیْرُ تک اور آیۃ الکرسی پڑھ لی، اِن کی برکت سے صبح تک وہ محفوظ ہو جائے گا اور جس نے صبح کے وقت یہ آیات پڑھیں، شام تک ان کی برکت سے محفوظ ہو جائے گا۔ [3]

سورۂ رحمٰن کے فضائل

۱۔ ہر چیز کی ایک دُلہن ہوتی ہے اور قرآن کی دُلہن سورۂ رحمٰن ہے۔ [4]

۲۔ ایک مرتبہ قیس بن عاصم منقری نے بحالتِ کفر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ پر جو قرآن نازل ہوا ہے، اُس میں سے میرے سامنے کچھ تلاوت کیجئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے سامنے سورۂ رحمٰن کی

[1] ترمذی، فضائل القرآن وبرکاتہٗ، ص:۷۳۔ [2] درمنثور، ج:۵، ص:۷۳۔ [3] ترمذی بروایت ابی ہریرہؓ۔ [4] تفسیر قرطبی، ج:۱۷، ص:۹۹۔

Marfat.com

تلاوت فرمائی، کہنے لگا دوبارہ پڑھیے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ سورۂ رحمٰن تلاوت فرمائی، قیس بول اُٹھا:

وَاللّٰہِ اِنَّ لَہٗ لَطَلَاوَۃً وَاِنَّ عَلَیْہِ لَحَلَاوَۃً وَاَسْفَلَہٗ لَمُغْدِقٌ وَاَعْلَاہُ مُثْمِرٌ وَمَا یَقُوْلُ ھٰذَا بَشَرٌ وَاَنَا اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ [1]

قسم بخدا، اس کلام میں طراوت وتازگی ہے، اس پر شیرینی کے آثار نمایاں ہیں، اس کی مثال اُس درخت کی سی ہے جس کے نچلے حصے میں کثیر پانی بہہ رہا ہو اور اس کا بالائی حصہ بارآور ہو، یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہوسکتا، اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

سورۂ واقعہ کے فضائل

۱۔ سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃِ سُوْرَۃُ الْغِنٰی فَاقْرَءُوْھَا وَعَلِّمُوْھَا اَوْلَادَکُمْ [2]

سورۂ واقعہ سورۃ الغنی یعنی دولت مندی کی سورت ہے، لہٰذا تم خود بھی اس کو پڑھا کرو اور اپنی اولادوں کو (اور بیویوں کو) بھی سکھایا کرو۔

۲۔ تم میں سے کوئی خاتون اتنی بے ہمت نہ بن جائے کہ وہ رات کو سورۂ واقعہ نہ پڑھے۔ [3]

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھے، اس کو کبھی فاقہ نہیں ہوگا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہر شب میں اس سورت کو پڑھیں۔ [4]

۴۔ فقر وفاقہ سے محفوظ رہنے کا نسخہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اُن کی طبع پُرسی کے لئے تشریف لائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کو کیا شکایت و بیماری ہے؟ حضرت عبداللہ بن

[1] تفسیر قرطبی، ج:۱۷، ص:۹۹۔ [2] ابن مردویہ عن انسؓ۔ [3] درمنثور۔ [4] البیہقی، مشکوٰۃ، ج:۱، ص:۱۸۹۔

Marfat.com

مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے گناہوں کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر آپ کیا خواہش رکھتے ہیں؟ فرمایا اپنے پروردگار کی رحمت کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں کسی طبیب کے بارے آپ کیلئے حکم نہ دے دوں؟ فرمایا طبیب (یعنی حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات) ہی نے تو مجھے اس بیماری میں مبتلا فرمایا ہے (تو پھر اور کسی طبیب کو کیا چاہوں)۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں آپ کیلئے بیت المال سے کسی عطیہ کا حکم دیدوں؟ فرمایا مجھے عطیہ کی ضرورت نہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کے بعد آپ کی بیٹیوں کے کام آجائے گا، فرمایا کیا آپ کو میری بیٹیوں کے متعلق فقر وفاقہ کا اندیشہ ہے، میں نے تو انہیں حکم دے رکھا ہے ہر رات سورۂ واقعہ پڑھ لیا کریں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے روزانہ رات کو سورۂ واقعہ پڑھی اُس کو کبھی فقر وفاقہ نہ پہنچے گا۔ [1]

فائدہ

رزق اور معاش کی سختی اور تنگی کے وقت سورۂ واقعہ پڑھنے کے متعلق سلفِ صالحین سے متعدد اقوال و ارشادات وارد ہوئے ہیں، یہاں تک کہ جب بعض حضرات نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں ناراضگی وخفگی کا اظہار کیا کہ وہ اپنی اولاد کے لئے کچھ ترکہ چھوڑ کر نہیں جارہے ہیں تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ میں اپنی اولاد کے لئے سورۂ واقعہ کو ترکہ میں چھوڑ کر جارہا ہوں۔

سورۂ حدید، واقعہ اور رحمٰن کے فضائل

۱۔ قَارِئُ الْحَدِیْدِ وَاِذَا وَقَعَتِ وَالرَّحْمٰنِ یُدْعٰی فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ سَاکِنَ الْفِرْدَوْسِ [2]

سورۂ حدید، واقعہ اور رحمٰن کی تلاوت کرنے والا شخص زمین وآسمان کے عالَمِ ملکوت میں ساکن

---

[1] ابن عساکر، حاشیۃ القرآن الشافی، ص: ۱۰۴۔ [2] بیہقی ودیلمی عن فاطمۃ الزہراءؓ۔

Marfat.com

الفردوس (جنت الفردوس کے رہائشی) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

سورۃ الصّف کے فضائل

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب سورۃ الصّف نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سورت ہمیں پڑھ کر سنائی، اور ابوسلمہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہ سورت پڑھ کر سنائی، اور یحیی بن ابی کثیر کہتے ہیں کہ ابوسلمہ نے یہ سورت پڑھ کر سنائی، اور اوزاعی کہتے ہیں کہ ہمیں یحییٰ بن ابی کثیر نے یہ سورت پڑھ کر سنائی، اور محمد بن کثیر کہتے ہیں کہ ہمیں امام اوزاعی نے یہ سورت پڑھ کر سنائی، اور امام دارمی کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن کثیر نے یہ سورت پڑھ کر سنائی۔

پھر اسی طرح سورۃ الصّف سنانے کا یہ سلسلہ چلتا رہا، تا آنکہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ نے ۱۳۸۳ھ میں اپنے تلامذہ کو یہ سورت پڑھ کر سنائی (اور درمیانی سند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کے رسالہ مسلسلات میں ہے) اور مسلسلات میں یہ صحیح ترین مسلسل حدیث ہے، جس کا تسلسل تا امروز چلا آرہا ہے۔

فائدہ

جاننا چاہئے کہ تمام مسلسلات میں ضعف در آیا ہے، ابن الصلاح فرماتے ہیں:

قَلَّمَا تَسْلَمُ الْمُسَلْسَلَاتُ مِنْ ضُعْفٍ، اَعْنِیْ فِیْ وَصْفِ التَّسَلْسُلِ، لَا فِیْ اَصْلِ الْمَتَنِ [1]

بہت کم مسلسلات، ضعف سے محفوظ ہیں، مطلب یہ ہے کہ ان کے وصف تسلسل میں ضعف ہے نہ کہ اصل متن میں۔

البتہ سورت الصّف سنانے کا تسلسل جاری ہے:

[1] ظفر الامانی، ص: ۲۶۸۔

Marfat.com

قَالَ فِي الْمِنَحِ هٰذَا صَحِيْحٌ مُتَّصِلُ الْاَسْنَادِ وَالتَّسَلْسُلِ، وَرِجَالُهٗ ثِقَاتٌ، وَهُوَ اَصَحُّ مُسَلْسَلٍ رُوِيَ فِي الدُّنْيَا، رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِيْ "جَامِعِهٖ" وَالْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرِكِهٖ، مُسَلْسَلًا وَصَحَّحَهٗ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَرَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَالطَّبْرَانِيُّ وَغَيْرُهُمْ۔ [1]

منح الحدیث میں ہے کہ یہ متصل الاسناد اور متصل التسلسل ہے اور اس کے راوی، ثقات ہیں اور یہ دنیا کی تمام مسلسلات سے صحیح ترین ہے، اس کو ترمذی اپنی جامع میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں مسلسلاً روایت کیا ہے اور حاکم نے شرطِ شیخین پر اس کی تصحیح کی ہے، اسی طرح ابو یعلی اور طبرانی وغیرہ محدثین نے بھی اس کی روایت کی ہے۔

سورۃ الملک کے فضائل

۱۔ سوتے وقت سورۂ ملک پڑھنے کا فائدہ

اِنِّيْ لَاَجِدُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ سُوْرَةً هِيَ ثَلَاثُوْنَ اٰيَةً مَنْ قَرَاَهَا عِنْدَ نَوْمٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا ثَلَاثِيْنَ حَسَنَةً وَمَحَا عَنْهُ ثَلَاثِيْنَ سَيِّئَةً وَرَفَعَ لَهٗ ثَلَاثِيْنَ دَرَجَةً وَبَعَثَ اِلَيْهِ مَلَكًا مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ لِيَبْسُطَ عَلَيْهِ جَنَاحَهٗ وَيَحْفَظَهٗ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَهِيَ الْمُجَادِلَةُ تُجَادِلُ عَنْ صَاحِبِهَا فِي الْقَبْرِ وَهِيَ تَبَارَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ [2]

میں کتاب اللہ میں ایک ایسی سورت پاتا ہوں جس کی تیس آیات ہیں، جو شخص سوتے وقت اس کو پڑھ لے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تیس نیکیاں لکھیں گے، تیس گناہ مٹائیں گے، تیس درجات اس کے بلند فرمائیں گے اور مرنے کے بعد اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجیں گے تاکہ وہ اس پر اپنے پَر پھیلا دے اور اس کو ہر عذاب اور تکلیف سے محفوظ کر دے حتیٰ کہ وہ قبر سے اُٹھے، وہ سورت قبر میں اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑا بھی کرے گی، اور یہ سورۂ ملک ہے۔

---

[1] ظفر الامانی، ص:۲۸۵۔ [2] کنز العمال، ج:۱، ص:۳۸۲۔

Marfat.com

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

اِنَّ سُوْرَةً فِی الْقُرْاٰنِ ثَلَاثُوْنَ اٰیَةً شَفَعَتْ لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَلَهٗ وَهِیَ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ [1]

قرآن میں ایک ایسی سورت ہے جس کی تیس آیتیں ہیں، اُس نے ایک شخص کی سفارش کی حتیٰ کہ اُس کی بخشش ہوگئی اور وہ سورۂ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔

۳۔ یُبْعَثُ رَجُلٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَمْ یَتْرُكْ شَیْئًا مِّنَ الْمَعَاصِیْ اِلَّا رَكِبَهَا اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ یُوَحِّدُ اللّٰهَ وَلَمْ یَكُنْ یَقْرَأُ مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا سُوْرَةً وَّاحِدَةً فَیُؤْمَرُ بِهٖ اِلَی النَّارِ فَطَارَ مِنْ جَوْفِهٖ شَیْءٌ كَالشِّهَابِ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ مِمَّا اَنْزَلْتَ عَلٰی نَبِیِّكَ وَكَانَ عَبْدُكَ هٰذَا یَقْرَؤُنِیْ فَمَا زَالَتْ تَشْفَعُ حَتّٰی اَدْخَلَتْهُ الْجَنَّةَ وَهِیَ الْمُنْجِیَةُ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ [2]

قیامت کے دن ایک شخص اُٹھایا جائے گا، جس نے کوئی گناہ ایسا نہ چھوڑا ہوگا جس کا ارتکاب نہ کیا ہو، مگر بایں ہمہ اللہ کو یکتا مانتا تھا اور پورے قرآن میں صرف ایک سورت ہی پڑھا کرتا تھا، اُس کے متعلق جہنم میں لے جانے کا حکم ہوجائے گا، تو اس کے پیٹ میں سے شعلہ کی طرح کی ایک چیز اُڑ کر باہر نکل آئے گی اور کہنے لگے گی اے اللہ! میں اُن چیزوں میں سے ہوں جنہیں آپ نے اپنے نبی پر نازل فرمایا ہے، اور آپ کا یہ بندہ مجھے پڑھا کرتا تھا، اسی طرح برابر اس کی سفارش کرتی رہے گی حتی کہ اس کو جنت میں داخل کرادے گی، اور یہ چیز نجات دلانے والی سورت تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ہوگی۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ایک آدمی مرگیا اُس نے قرآن میں سے سوائے سورۂ تبارک الذی کے اور کچھ یاد نہ کیا تھا، جب وہ قبر میں اُتارا گیا، عذاب کے فرشتے آئے اور اس سورت نے فرشتوں کو عذاب کرنے

[1] سُنن اربعہ، مسند احمد، مستدرک حاکم، صحیح ابن حبان عن ابی ہریرۃؓ، کنز العمال، ج:۱، ص:۳۸۰۔ [2] الدیلمی عن انسؓ، کنز العمال، ج:۱، ص:۳۸۴۔

Marfat.com

سے منع کیا تو فرشتوں نے کہا تُو قرآن میں سے ہے، ہم تجھ کو رنج دینا ناپسند کرتے ہیں، ہم کو قدرت نہیں کہ تجھ کو یا مُردہ کو یا اپنے کو نفع ونقصان پہنچائیں، اگر تُو اس مُردہ کو عذاب سے بچانا چاہتی ہے تو پروردگار کے دربار میں جا کر اُس کی سفارش کر، یہ سورت پروردگار کے دربار میں جا کر کہے گی یارب! یہ مُردہ دنیا میں مجھ کو پڑھا کرتا تھا، میں اس کے دل میں ہوں، اگر تُو عذاب کرنا چاہتا ہے تو مجھ کو قرآن پاک سے مٹا دے۔

پروردگار کہے گا تُو غصہ میں آگئی ہے؟ وہ سورت کہے گی اس کے بارے میں مجھے غصہ آنے کا حق ہے، حکم ہوگا کہ جا میں نے میّت کو تیرے حوالے کیا اور تیری شفاعت قبول کی۔ سو وہ فرشتہ کے پاس آئے گی اور اس کو دفع کرے گی، فرشتہ ناامید ہو کر چلا جائے گا تو یہ میّت کے پاس آکر خوشخبری دے گی کہ مبارک ہو تیرا منہ جس سے مجھ کو پڑھا، اور مبارک ہو تیرا سینہ جس میں مَیں ہوں، اور مبارک ہوں تیرے دونوں پاؤں جن سے کھڑے ہو کر مجھ کو نماز میں پڑھا۔ پھر یہ سورت اس کی قبر میں رہا کرے گی تا کہ کبھی وہ خوف نہ کرے۔[1]

۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب کوئی میّت قبر میں دفن ہوتی ہے تو اُس کے اردگرد آگ جلا دی جاتی ہے اور وہ آگ اپنے سامنے والی چیز کو کھا لیتی ہے، بشرطیکہ اُس میّت کا کوئی ایسا عمل نہ ہو جو اس کے اور آگ کے درمیان رکاوٹ بن جائے۔

ایک شخص فوت ہوا جو صرف تیس آیتوں والی سورت یعنی سورۂ ملک ہی پڑھا کرتا تھا، اُس کے سَر کی طرف سے آگ آئی تو سورۂ ملک کہنے لگی یہ مجھے پڑھا کرتا تھا، پھر اس کے پاؤں کی طرف سے آئی تو کہنے لگی یہ میرے ساتھ قیام کیا کرتا تھا، پھر پیٹ کی طرف سے آئی تو کہنے لگی اس نے مجھے حفظ کیا تھا، اس طریقہ سے سورۂ ملک نے اُس شخص کی نجات کرا دی۔[2]

---

[1] ترجمہ اُردو شرح الصدور، ص: ۱۰۴۔ [2] ابن ضُریس، بصائر ذوی التمیز، درمنثور۔

Marfat.com

۶۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک قبر پر اپنا خیمہ لگایا، ان کو معلوم نہ تھا کہ یہ قبر ہے، پھر دیکھتے کیا ہیں کہ وہ کسی آدمی کی قبر ہے جو سورۃ الملک پڑھ رہا ہے حتیٰ کہ اس نے یہ سورت ختم کر دی، اس صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ سورت (عذاب کو) روکنے والی ہے، نجات دلانے والی ہے، یہ اس کو عذابِ قبر سے بچا رہی ہے۔ [1]

سورۂ قِیٰمَۃ کی فضیلت

مَنْ قَرَأَ کُلَّ لَیْلَۃٍ لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَوَجْھُہٗ کَالْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ [2]

جس نے روزانہ رات کو سورۂ قیمہ باقاعدگی سے پڑھی، وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ اُس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا۔

سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ کی فضیلت

پنجگانہ فرض نمازوں کے بعد باقاعدگی سے سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ پڑھنے سے پریشانی رفع اور رزق وسیع ہو جاتا ہے، اور جو آدمی خلوصِ دل سے روزانہ سترہ سو مرتبہ سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ پڑھے، اس کا رزق آسان، سینہ کشادہ، تمام کام آسان، تمام عبادتیں بانشاط و فرحت اور تمام کاروباری رکاوٹیں رفع ہو جاتی ہیں۔ [3]

سورۃ القدر کی فضیلت

میّت کو دفن کرنے سے پہلے سورۃ القدر سات مرتبہ (اول و آخر درود شریف سات سات مرتبہ) پڑھ کر مٹی پر پھونک کر قبر پر چھڑک دی جائے تو اس کی برکت سے عذاب قبر سے

[1] ترمذی عن ابن عباسؓ۔ [2] ابن عساکر عن ابن عباسؓ، کنز، ج:۱، ص:۳۸۲۔ [3] ابواب الفرج، ص:۱۴۸۔

Marfat.com

آدمی محفوظ ہوجاتا ہے۔[1]

سورۂ بَیِّنَة کے فضائل

۱۔ اِنَّ اللّٰہَ یَسْمَعُ قِرَاءَۃَ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَقُوْلُ اَبْشِرْ عَبْدِیْ فَوَعِزَّتِیْ لَا اُنْسَاكَ عَلٰی حَالٍ مِّنْ اَحْوَالِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَلَاُمَکِّنَنَّ لَكَ مِنَ الْجَنَّۃِ حَتّٰی تَرْضٰی [2]

بیشک اللہ ربّ العزت جب کسی بندے سے سورۂ بیّنہ کی تلاوت سنتے ہیں تو فرماتے ہیں میرے بندے خوش ہوجا، قسم ہے مجھے میری عزت کی! میں تجھے دنیا اور آخرت کے حالات میں سے کسی حال میں بھی نہیں بھولوں گا اور تجھے جنّت میں ایسا خاطر خواہ ٹھکانہ دوں گا کہ تو خوش ہوجائے گا۔

۲۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ: اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَقْرَاَ عَلَیْكَ لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِیْ قَالَ نَعَمْ فَبَکٰی [3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے سامنے لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا والی سورت پڑھوں، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے میرا نام لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ یہ سُن کر (غلبہ خوشی میں) رونے لگے (کہ اچھا! رب العالمین کی بارگاہ میں میرا ذکر ہوا اور میرا نام لیا گیا ہے۔ سبحان اللہ! کیا ٹھکانہ ہے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبوبیت ومقبولیت کا)۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سنانا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو تعلیم دینا تھا، ساتھ ہی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی بھی فضیلت ظاہر ہوگئی۔

---

[1] از وصایا حضرت مولانا رسول خان صاحبؒ۔ [2] حافظ ابوموسیٰ مدینی و ابن اثیر عن مطر المزنیؓ، تفسیر ابن کثیر بحوالہ تلاوۃ القرآن، ص:۱۵۵۔

[3] متفق علیہ، مشکوٰۃ المصابیح، ج:۱، ص:۱۹۰۔

Marfat.com

سورۂ زلزال کے فضائل

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ:

جو شخص اِذَا زُلْزِلَتِ والی سورت پڑھے، اس کے لئے یہ سورت آدھے قرآن کے برابر ہوگی (یعنی یہ سورت آدھے قرآن کا ثواب رکھتی ہے)۔ [1]

۲۔ سورۂ زلزال، سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سورۂ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ نصف قرآن کے برابر ہے اور سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے، اور سورۂ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ [2]

۳۔ حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا، اُس نے سنا کہ آپ نے یہ آیتیں تلاوت کیں: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ، وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ (سو جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ اُسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ اُسے دیکھ لے گا) کہنے لگا یا رسول اللہ! کیا ذرہ کے برابر چیزوں کا بھی حساب کتاب ہوگا؟ فرمایا ہاں، اس پر وہ اعرابی بولا ہائے میرے گناہ! کئی مرتبہ ایسے ہی کہا اور یہی کہتے ہوئے اُٹھ کر چل پڑا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیکھو، دیکھو! اس اعرابی کے دل میں ایمان سرایت کر گیا ہے۔ [3]

۴۔ ایک مُعمَّر صحابی رضی اللہ عنہ کا قصہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک شخص جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کچھ

[1] ترمذی، فضائل القرآن وبرکاتہٗ، ص: ۸۲۔ [2] ترمذی شریف۔ [3] تفسیر القرطبی۔

Marfat.com

قرآن سکھایئے فرمایا الٓرٰ اور الٓمّٓرٰ سے شروع ہونے والی سورتوں (یونس، ہود، یوسف، رعد، ابراہیم، الحجر) میں سے تین سورتیں پڑھا کرو، اُس نے کہا میری عمر زیادہ ہو چکی، قوت حافظہ کمزور پڑ گئی اور زبان پوری طرح نہیں چلتی ہے، فرمایا اچھا! تو پھر حٰمٓ سے شروع ہونے والی صورتوں (مومن، فصلت، شوریٰ، زخرف، دُخان، جاثیہ، احقاف) میں سے تین پڑھا کرو، اُس نے پھر پہلے والی بات کہی اور عرض کیا یارسول اللہ! مجھے تو کوئی مختصر سی جامع سورت پڑھا دیجئے، اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اِذَا زُلْزِلَتْ والی سورت پڑھا دی، وہ آدمی کہنے لگا اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا، میں تو اب اس پر کبھی زیادتی نہ کروں گا (بس یہی سورت پڑھا کروں گا)۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی یہ بات سن کر ارشاد فرمایا یہ چھوٹا سا پیارا آدمی کامیاب ہو گیا۔ [1]

سورۂ تکاثر کے فضائل

۱۔ قَارِئُ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ يُدْعٰى فِي الْمَلَكُوْتِ مُؤَدِّيَ الشُّكْرِ [2]

سورۂ تکاثر کے پڑھنے والے کو عالم ملکوت میں مُؤَدِّیُ الشُّکْرِ (شکر بجالانے والے) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

۲۔ حاکم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً یہ حدیث تخریج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی شخص اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کون اس کی طاقت رکھتا ہے کہ روزانہ (باقاعدگی سے) ایک ہزار آیتیں پڑھے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس بات کی طاقت نہیں رکھتا (یعنی ضرور طاقت رکھتا ہے) کہ روزانہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھے (کہ اس کے ذریعہ جو دنیا

---

[1] مشکوٰۃ، ج:۱، ص:۱۹۰۔ [2] مسند الفردوس عن اسماء بنت عمیسؓ، کنز، ج:۱، ص:۳۸۰۔

Marfat.com

سے بے رغبتی اور آخرت کی رغبت حاصل ہوگی وہ ہزار آیتوں سے حاصل ہونے والی کیفیت کے برابر ہوگی)۔[1]

سورۂ عصر کی فضیلت

اَخرَجَ الطَّبرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ اَبِیْ مُلَیْکَةَ وَکَانَتْ لَهٗ صُحْبَةٌ قَالَ کَانَ الرَّجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا الْتَقَیَا لَمْ یَتَفَرَّقَا حَتّٰی یَقْرَاَ اَحَدُهُمَا عَلَی الْاٰخَرِ سُوْرَةَ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلٰی اٰخِرِهَا، ثُمَّ یُسَلِّمُ اَحَدُهُمَا عَلَی الْاٰخَرِ [2]

طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اُن کو درجہ صحابیت حاصل ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو صحابی جب آپس میں ملاقات کرتے تو اُس وقت تک جدا نہ ہوتے جب تک کہ اُن میں سے ہر ایک دوسرے کو سورۂ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اخیر تک نہ سنا لیتا، اس کے بعد ہی ایک دوسرے کو سلام کر کے رخصت ہوتے تھے۔

سورۂ کافرون کی فضیلت

ابویعلیٰ نے بحدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کیا میں تمہیں ایک ایسے کلام کی رہنمائی نہ کردوں جو تمہیں اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے چھٹکارا دیدے؟ تم ایسا کیا کرو کہ سونے کے وقت قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھ لیا کرو (اس کی بدولت تم شرک سے محفوظ ہوجاؤ گے)۔[3]

[1] مستدرک حاکم، ج:۱،ص:۵۶۷۔ [2] الدرالمنثور، ج:۶،ص:۶۶۷۔ [3] ابویعلی، فضائل القرآن وبرکاتہٗ،ص:۸۵۔

Marfat.com

بچھو کے ڈسنے کا علاج

۱۔ نبی کریم ﷺ کو ایک بار بچھو نے ڈس لیا تو پانی اور نمک طلب فرمایا، پھر اُس نمکین پانی کو اُس مقام پر پھیرنے لگے اور ساتھ ساتھ سورۂ کٰفرون اور فلق وناس بھی پڑھتے جاتے تھے۔[۱]

۲۔ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے، سجدے میں گئے تو انگلی پر بچھو نے کاٹ لیا، رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اللہ لعنت کرے بچھو پر کہ وہ نہ نبی کو چھوڑتا ہے اور نہ غیر نبی کو۔ پھر آپ ﷺ نے پانی اور نمک طلب فرمایا اور یہ عمل شروع فرمایا: کہ ڈسی ہوئی انگلی کے اُس خاص مقام کو اُس نمکین پانی میں بار بار ڈبوتے اور ساتھ ساتھ سورۂ اخلاص اور معوذتین بھی تلاوت فرماتے حتیٰ کہ درد ٹھہر گیا۔[۲]

سفر میں آخری پانچ سورتیں پڑھنے کی فضیلت

رَوٰی اَبُوْ یَعْلٰی وَالضِّیَاءُ الْمُقَدَّسِیُّ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ: اَتُحِبُّ یَا جُبَیْرُ اِذَا خَرَجْتَ سَفَرًا اَنْ تَکُوْنَ مِنْ اَمْثَلِ اَصْحَابِكَ هَیْئَةً وَّاَکْثَرِهِمْ زَادًا؟ اِقْرَأْ هٰذِهِ السُّوَرَ الْخَمْسَ: قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ، وَاِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ، وَقُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، وَافْتَحْ کُلَّ سُوْرَةٍ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاخْتِمْ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ [۳]

ابو یعلیٰ اور ضیا مقدسی نے جُبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُن سے فرمایا: اے جُبیر! کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جب سفر میں جاؤ تو ظاہری پوشاک وصورت اور توشہ وخرچہ کے لحاظ سے اپنے ساتھیوں کے مقابلہ میں زیادہ اچھی حالت میں اور خوب لُطف ووسعت میں رہو؟ (انہوں نے عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا) تم یہ پانچ سورتیں پڑھ لیا کرو:

---

[۱] طبرانی، القرآن الشافی، ص: ۱۱۲۔ [۲] اخرجه البیهقی فی شعب الایمان، حواشی القرآن الشافی، ص: ۱۱۳۔ [۳] کما فی الفتح الکبیر، تلاوة القرآن المجید، ص: ۱۵۶۔

Marfat.com

۱۔سورۃ الکافرون، ۲۔سورۃ النصر، ۳۔سورۃ الاخلاص، ۴۔سورۃ الفلق، ۵۔سورۃ الناس اور ہر سورت کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر شروع، اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر ہی ختم کرو۔

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے میرا یہ حال تھا کہ جب میں سفر شروع کرتا تو اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ تنگ حال اور مفلس ہوتا تھا، لیکن جب سے میں نے یہ سورتیں پڑھنا شروع کی ہیں تو سفر سے واپسی تک اپنے سب دوستوں سے زیادہ خوشحال اور دولت مند رہنے لگا ہوں۔

سورۂ اخلاص کے فضائل

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اکٹھے ہو جاؤ کیونکہ میں عنقریب تمہیں تہائی قرآن پڑھ کر سناؤں گا (آپ اندر تشریف لے گئے) اتنے میں جن حضرات نے اکٹھا ہونا تھا اکٹھے ہو گئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور سورۂ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھ کر سنائی، پھر اندر تشریف لے گئے۔
پس ہم میں سے بعض، بعض سے کہنے لگے ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ آسمان سے خبر آئی ہے جس کی وجہ سے آپ اندر تشریف لے گئے ہیں، پھر دوسری مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا میں نے تم سے کہا تھا کہ میں عنقریب تمہیں تہائی قرآن پڑھ کر سناؤں گا، خوب سن لو! کہ یہ سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہے۔ [1]

فوائد مہمہ

(۱) سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر اس لئے ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا خاص نام "الصَّمَدُ" ہے جو اور کسی بھی سورت میں نہیں ہے، اسی طرح "اَحَدٌ" بھی اخلاص ہی میں ہے، بقولِ بعض یہ

[1] مسلم و ترمذی۔

Marfat.com

توجیہ ہے کہ قرآن تین حصوں میں اُترا ہے، ایک میں احکام کا، دوسرے میں وعد و وعید کا اور تیسرے میں اسماء وصفات کا ذکر ہے، اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ میں ایک تہائی یعنی اسماء وصفات کا تذکرہ ہے، اسی وجہ سے اس سورت کا ایک نام سورۃ الاخلاص بھی ہے۔ [1]

(۲) قرآنی مضامین کی تین قسمیں ہیں:

(الف) وہ خبر جو خالق عزوجل سے متعلق ہے۔

(ب) وہ جو اس کی مخلوق سے متعلق ہے۔

(ج) اِنشاء یعنی امر، نہی اور اِباحت وغیرہ، اور یہ سورت پہلی قسم کے مضمون پر مشتمل ہے، یعنی توحیدِ اعتقادی اور وہ چیز جس کا اِثبات حق تعالیٰ کے لئے ضروری ہے، یعنی احدیت، صمدیت، نفیٔ ولادت اور نفیٔ کُفو، اس بناء پر یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔

(۳) قرآن میں حق تعالیٰ کے وُجود اور اس کی وحدانیت کے قطعی دلائل کا، نیز اُن کی صفات کا ذکر ہے اور صفات کی دو قسمیں ہیں:

(الف) صفاتِ ذاتیہ حقیقیہ: جیسے حیات، قدرت، علم، سمع، بصر، کلام۔

(ب) صفاتِ فعلیہ: جیسے خَلق، رزق، اِحیاء، اِماتت، عفو، عقوبت۔

یہ سورت حق تعالیٰ کی ذاتی صفات پر مشتمل ہے، کیونکہ اس میں حق تعالیٰ کے ناموں میں سے دو ایسے نام مذکور ہیں جو دوسری سورتوں میں موجود نہیں، نیز وہ دونوں حق تعالیٰ کی تمام صفات کمالیہ کو متضمن ہیں اور وہ دو نام اَحَدٌ اور الصَّمَدُ ہیں۔

تفصیل یہ ہے کہ اَحَدٌ کے معنی ہیں وہ یکتا ذات جس کا کوئی شریک نہ ہو، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ اُس ذات میں تمام اوصافِ کمال موجود ہوں اور اَلصَّمَدُ کے معنی ہیں وہ بے نیاز ذات جس پر سرداری ختم ہو اور سب اس کے محتاج و طالب ہوں لیکن وہ کسی کی محتاج نہ ہو، ظاہر ہے کہ یہ بات مکمل و محقق طور پر تب

---

[1] تفسیر قرطبی، ج:۲۰، ص:۱۶۹۔

Marfat.com

ہی ممکن ہے جبکہ وہ ذات تمام خِصَالِ کمالیّہ کی جامع ہو، پس یہ سورت ''حق تعالیٰ کی معرفتِ تامّہ'' کی نسبت سے ثُلُثِ قرآن ہے۔[1]

اس دوسرے جواب کی تائید و تحسین اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن کے تین حصے کئے ہیں اور سورۂ اخلاص کو اُن میں سے ایک حصہ قرار دیا ہے''۔[2]

(۴) قرآن مجید میں جو مطالب بیان کئے گئے ہیں ان میں سے معظم صرف اُصولِ ثلٰثہ ہیں، جن کے حصول سے ہی اسلام کی صحت اور ایمان کی درستی نصیب ہوتی ہے اور وہ یہ ہیں:

(الف) حق تعالیٰ کی معرفت۔

(ب) اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا اعتراف۔

(ج) مَعَاد یعنی یہ اعتقاد کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ کے رُوبرو کھڑے ہو کر حساب دینا ہے اور یہ سورت اِقرارِ توحید پر مشتمل ہے۔

۲۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم کوئی بھی سورت شروع کرو اور (کسی عارضہ کی وجہ سے) اُس سے منتقل ہو کر کوئی دوسری سورت شروع کرنا چاہو تو ایسا کر سکتے ہو، لیکن سورۂ اخلاص شروع کرو تو بغیر مکمل کئے اس کو چھوڑ کر کوئی دوسری سورت ہرگز شروع نہ کرو۔[3]

۳۔ مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ خَمْسِيْنَ مَرَّةً، نُوْدِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ قَبْرِهٖ قُمْ يَا مَادِحَ اللّٰهِ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ [4]

جو شخص روزانہ پچاس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے، اسکو قیامت کے دن اُسکی قبر سے اُٹھنے کے وقت ندا دی جائے گی، اے اللہ کے مدح خواں! اُٹھ اور سیدھا جنّت میں داخل ہو جا۔

۴۔ سورۂ اخلاص کی برکت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

[1] قرطبی و غزالی۔ [2] مسلم و ابوعبید عن ابی الدرداءؓ۔ [3] در منثور عن فضائل، ص: ۱۴۴۔ [4] طبرانی اوسط و صغیر عن جابر بن عبداللہؓ۔

Marfat.com

مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ حِيْنَ يَدْخُلُ مَنْزِلَهٗ نَفَتِ الْفَقْرَ عَنْ اَهْلِ ذٰلِكَ الْمَنْزِلِ وَالْجِيْرَانِ۔ [1]

جو شخص اپنے گھر میں داخلہ کے وقت سورۂ اخلاص پڑھ لے تو یہ سورت اُس گھر کے افراد سے بھی اور پڑوسیوں سے بھی فقر و فاقہ کو دُور کر دے گی۔

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

جس نے روزانہ دو مرتبہ سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لی، اس کے پچاس سال کے گناہ (صغیرہ) اعمال نامہ سے مٹا دیئے جائیں گے، ہاں اگر اس کے اوپر کسی کا قرض ہو تو وہ معاف نہ ہوگا۔ [2]

۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص بستر پر سونے کا ارادہ کرے اور داہنی کروٹ پر لیٹ کر سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لے تو قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہوگا اے میرے بندے! تو اپنی دائیں جانب سے جنت میں داخل ہو جا۔ [3]

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے سن لیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اس کے لئے) واجب ہو گئی، میں نے پوچھا کیا؟ فرمایا: جنت۔ [4]

۸۔ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد دس دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے اُس کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی رضا مندی اور مغفرت واجب کر دیتے ہیں۔ [5]

۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

جو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ایک مرتبہ پڑھے اُس پر برکت نازل کی جاتی ہے، جو دو مرتبہ پڑھے اُس پر اور اُس کے اہل و عیال پر برکت ہوتی ہے، جو تین مرتبہ پڑھے اُس کو اور اُس کے تمام پڑوسیوں کو برکت

---

[1] طبرانی عن جریر بن عبداللہؓ، تلاوۃ القرآن بالمجید: ص۱۵۹۔ [2] ترمذی۔ [3] ترمذی شریف۔ [4] ترمذی شریف۔ [5] ابن النجار، کنز العمال، ج:۱، ص:۳۸۳۔

Marfat.com

حاصل ہوتی ہے، جو بارہ مرتبہ پڑھے اُس کے لئے اللہ تعالیٰ جنّت میں بارہ محل تعمیر فرماتے ہیں اور محافظ فرشتے کہتے ہیں چلو! ذرا ہم اپنے بھائی کا محل تو دیکھیں۔

اگر سو مرتبہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے پچاس سال کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں، لیکن قتل نا حق اور مالی حقوق معاف نہیں ہوتے ہیں، اگر چار سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اُس کے ایک سو برس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں، اگر ایک ہزار مرتبہ پڑھ لے تو اُس وقت تک فوت نہیں ہوگا جب تک کہ وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ خود نہ دیکھ لے گا، یا اور کسی کو نہ دکھا دیا جائے گا۔ [1]

۱۰۔ اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَاَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَتَیْ مَرَّۃٍ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ مَحَا اللّٰہُ عَنْہُ ذُنُوْبَ خَمْسِیْنَ سَنَۃً اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ عَلَیْہِ دَیْنٌ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص روزانہ دو سو مرتبہ سورۂ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تلاوت کرے، اللہ تعالیٰ اُس کے پچاس سال کے گناہ مٹا دیتے ہیں لیکن اگر اس پر قرضہ ہوگا تو وہ ہرگز معاف نہ ہوگا۔

۱۱۔ احمد رحمہ اللہ اور طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ:

جو شخص دس مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ والی سورت پڑھے، اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں ایک محل تیار فرما دیتے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر تو ہم بہت زیادہ محلات تیار کرا لیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا: اللہ جل جلالہ کی رحمت تو مقدار میں بھی کہیں زیادہ ہے اور کیفیت میں بھی کہیں عمدہ اور اچھی ہے (وہ تو اس سے بھی زیادہ اور بہتر دے سکتے ہیں)۔

۱۲۔ طبرانی کی معجم اوسط میں ضعیف سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد عالی مروی ہے:

[1] تفسیر القرطبی، ج:۲۰، ص:۱۷۰۔ [2] جامع ترمذی، ابواب الفرج، ص:۱۵۴۔

Marfat.com

جوشخص قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ دس مرتبہ پڑھے، اللہ تعالیٰ اُس کے لئے بہشت میں ایک محل تعمیر فرما دیتے ہیں، جوبیس مرتبہ پڑھے اُس کے لئے دو محل، اور جوتیس مرتبہ پڑھے اُس کے لئے تین محل تعمیر کر دیتے ہیں، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم! اس طرح تو ہم جنت میں بہت سے محلات تعمیر کرالیں گے (اور خوب کثرت سے یہ سورۂ اخلاص پڑھا کریں گے) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب عنایت فرمایا کہ اللہ کی رحمت تو اس سے بھی وسیع وفراخ ہے (وہ تو ہر دس کے مقابلے میں ایک محل سے زیادہ بھی عطا فرما سکتے ہیں، ایک محل تو کیا ہے، لہٰذا خوب پڑھا کرو)۔[1]

۱۳۔ جوشخص ایمان کی حالت میں تین باتیں بجالائے وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے اور جس حور سے چاہے گا اس کی شادی کر دی جائے گی، ایک یہ کہ اپنے مقتول کے قاتل کو معاف کر دے، دوسرے یہ کہ نامعلوم قرض ادا کر دے (یعنی خفیہ امانت محض خوفِ خداوندی کی وجہ سے ہو بہو ادا کر دے) تیسری یہ کہ ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! خواہ ان تین میں سے ایک ہی بات بجالائے؟ فرمایا ٹھیک ہے، خواہ ایک ہی بات بجا لائے تب بھی اس کو یہی مقام حاصل ہوگا۔[2]

۱۴۔ **مرض الموت میں سورۂ اخلاص پڑھنے کا ثمرہ**

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ "عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّیْرِ" عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ یَمُوْتُ فِیْهِ لَمْ یُفْتَنْ فِیْ قَبْرِهٖ وَاَمِنَ مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ وَحَمَلَتْهُ الْمَلَائِکَةُ بِاَکُفِّهَا حَتّٰی تُجِیْزَهٗ مِنَ الصِّرَاطِ اِلَی الْجَنَّةِ[3]

طبرانی رحمہ اللہ اور ابونعیم رحمہ اللہ نے عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد عالی نقل کیا ہے کہ جوشخص اپنے مرض الوفاۃ میں قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ والی سورت پڑھے، وہ قبر کے

---

[1] احمد وطبرانی، ابواب الفرج، ص: ۱۵۲۔ [2] ابویعلیٰ موصلی عن جابرؓ، ابن السنی عن ابن عباسؓ۔ [3] ابواب الفرج: ص ۱۵۲۔

Marfat.com

عذاب میں مبتلا نہ ہوگا اور قبر کے بھینچنے سے بھی محفوظ رہے گا اور قیامت کے دِن فرشتے اس کو اپنی ہتھیلیوں سے اُٹھائیں گے، حتیٰ کہ اُس کو پُل صراط سے گزار کر جنت تک پہنچادیں گے۔

۱۵۔ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالی میں حاضر ہوا اور فقر و فاقہ اور تنگی معاش کی شکایت کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ جب تو اپنے گھر میں داخل ہوا کرے تو اُس میں خواہ کوئی آدمی موجود ہو یا موجود نہ ہو، بہر حال سلام کیا کر، اس کے بعد میرے اوپر صلوٰۃ وسلام بھیجا کر اور ایک مرتبہ سورۂ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھا کر، اُس شخص نے اس پر عمل کرنا شروع کیا تو اُس پر رزق کے دروازے بارش کی طرح اللہ تعالیٰ نے کھول دیئے، حتیٰ کہ اُس نے اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں پر بھی پانی کی طرح مال بہایا۔ [1]

۱۶۔ سورۂ اخلاص کا ورد رکھنے کی عظیم فضیلت

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اَتٰی رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَهُوَ بِتَبُوْكٍ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِشْهَدْ جَنَازَةَ مُعَاوِیَةَ الْمُزَنِیِّ قَالَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فَوَضَعَ جَنَاحَهُ الْاَیْمَنَ عَلٰی رُءُوْسِ الْجِبَالِ فَتَوَاضَعَتْ وَوَضَعَ جَنَاحَهُ الْاَیْسَرَ عَلَی الْاَرْضِیْنَ فَتَوَاضَعَتْ حَتّٰی نَظَرَ مَكَّةَ وَالْمَدِیْنَةَ فَصَلّٰی عَلَیْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجِبْرِیْلُ وَالْمَلَائِكَةُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ یَا جِبْرِیْلُ بِمَ بَلَغَ مُعَاوِیَةُ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةَ قَالَ بِقِرَاءَتِهٖ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ قَائِمًا وَّقَاعِدًا وَّرَاكِبًا وَّمَاشِیًا [2]

حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے جبکہ آپ تبوک میں تشریف فرما تھے، عرض کیا اے محمد! معاویہ

[1] ابو موسیٰ مدینی عن سہل بن سعدؓ، ابواب الفرج، ص: ۱۵۳۔ [2] ابن السنی باب قراءۃ قل ھو اللہ احد فی الطریق اذا مشی، ص: ۱۴۸۔

Marfat.com

مزنی رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں شرکت فرمایئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے چلے اور جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ اُترے، انہوں نے اپنا دایاں پَر پہاڑوں پر رکھا تو وہ دب گئے اور اپنا بایاں پَر زمین کی دوسری چیزوں پر رکھا تو وہ بھی دب گئیں، حتیٰ کہ مکہ اور مدینہ نظر آنے لگے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جبرائیل اور ملائکہ علیہم السلام سب نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی، جب فارغ ہوگئے تو پوچھا اے جبرائیل! معاویہ رضی اللہ عنہ اس مقام پر کیونکر پہنچے؟ عرض کیا اُن کے اُٹھتے بیٹھتے، سوار پیدل، ہر حال میں سورۂ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پڑھنے کی بدولت۔

۱۷۔ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک تمام شرور وحوادث سے حفاظت

اَخْرَجَ ابْنُ السُّنِّيِّ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ مَنْ قَرَاَ بَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَعَاذَهُ اللهُ مِنَ السُّوْءِ اِلَى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى [1]

ابن سنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ مرفوع حدیث تخریج کی ہے کہ جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد سات سات مرتبہ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کی تلاوت کرے، اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک آفات وحوادث سے پناہ دے دیں گے۔

۱۸۔ سورۂ اخلاص کو ہمیشہ پڑھنے کے متعلق ایک صحابی کا قصہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ:

انصار میں سے ایک شخص مسجد قباء میں لوگوں کی امامت کرتے تھے، وہ جب بھی نماز میں (فاتحہ کے بعد) کوئی سورت پڑھتے تو اُس سے پہلے قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ والی پوری سورت ضرور پڑھتے، اُس کے بعد اور کسی سورت کی قرأت کرتے اور ہر رکعت میں ایسا ہی کرتے

[1] فضائل القرآن وبرکاتہ، ص: ۹۳۔

Marfat.com

تھے، ساتھیوں نے اس بارے میں اُن سے بات چیت کی اور کہا کہ آپ سورۂ اخلاص کی قرأت کرتے ہیں اور جب تک اُس کے ساتھ اور کوئی سورت نہیں پڑھ لیتے اُس کو کافی خیال نہیں کرتے ،تو آپ یا تو سورۂ اخلاص ہی پڑھا کریں یا اُس کو چھوڑ دیں اور کوئی دوسری سورت ہی قرأت کیا کریں، انہوں نے جواباً کہا میں تو سورۂ اخلاص نہیں چھوڑ سکتا ہوں (بلکہ اس کے ساتھ ہی کسی دوسری سورت کی قرأت کروں گا) اگر آپ حضرات کو رغبت ہے کہ میں اسی طرح آپ حضرات کی امامت کروں تو امامت کے لئے آمادہ ہوں اور اگر آپ لوگوں کو یہ گوارا نہیں ہے تو پھر میں امامت کو چھوڑ دیتا ہوں، لیکن اہلِ قباء انہی صحابی رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل خیال کرتے تھے اور کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ کی امامت کو (اُن کی موجودگی میں) ناپسند کرتے تھے۔

حتیٰ کہ جب ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن حضرات کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ صورت حال عرض کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے فلاں! آپ کے رُفقاء جو مشورہ آپ کو دے رہے ہیں اُس پر عمل کرنے سے آپ کو کیا چیز مانع ہے؟ اور ہر رکعت میں سورۂ اخلاص کے لُزوم کا آپ کے لئے کیا باعث ہے؟ انہوں نے عرض کیا میں اس سورت کو بہت محبوب رکھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیری اس سورت کے ساتھ محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔ [1]

۱۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی کو لشکر کا سردار بنا کر بھیجا اور وہ اپنے ساتھیوں کی نماز میں امامت بھی کرتے تھے، پس وہ نماز میں قرأت کو قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ پر ختم کر دیتے تھے (کوئی اور سورت نہ پڑھتے تھے)۔ جب لوگ واپس آئے تو اس کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا، آپ نے فرمایا

[1] بخاری، الفوائد الحسان، ص: ۶۳۔

Marfat.com

اُن سے پوچھو وہ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اُن سے سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا اس لئے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ میں اللہ رحمٰن کی صفت ہے اور میں صفت خداوندی والی سورت کو پڑھنا پسند کرتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس شخص کو آگاہ کردو کہ اللہ کو بھی اُس سے محبت ہے۔ [1]

۲۰۔ایک سال کے گناہ معاف ہونے کا عمل

عَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ ثُمَّ قَرَاَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مِائَةَ مَرَّةٍ قَبْلَ اَنْ يَّتَكَلَّمَ فَكُلَّمَا قَرَاَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مِائَةَ مَرَّةٍ غَفَرَ لَهٗ ذَنْبَ سَنَةٍ۔ [2]

جس نے صبح کی نماز پڑھی، پھر بات کرنے سے پہلے سو مرتبہ سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی، تو ہر سینکڑے کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اُس کے سو سال کے گناہ بخش دیں گے۔

۲۱۔کھانا کھانے کے بعد یاد آیا کہ بسم اللہ بھول گیا تھا

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَّسِيَ اَنْ يُّسَمِّيَ عَلٰى طَعَامِهٖ فَلْيَقْرَءْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِذَا فَرَغَ [3]

جو شخص اپنے کھانے کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا بھول جائے، وہ جب فارغ ہو جائے تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لے۔

۲۲۔ نظر بد، حسد اور ہر شر و آفت سے محفوظ رہنے کا وظیفہ

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اٰوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيْهِمَا فَقَرَاَ فِيْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ يَبْدَاُ بِهِمَا عَلٰى رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ يَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ [4]

---

[1] بخاری و مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، ج:۱، ص:۱۸۵۔ [2] ذکرہ الہیثمی فی الزوائد، ج:۱۰، ص:۱۰۹۔ [3] ابن السنی باب مایقول اذا نسی التسمیۃ فی اول طعامہ، ص:۴۰۹۔
[4] متفق علیہ۔ مشکوٰۃ المصابیح: ج۱، ص۱۸۶۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بخاری اور مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو سونے کے لئے اپنے بستر پر جاتے تو دونوں ہاتھوں کو ملاتے، پھر اُن پر سورۂ اخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھ کر پھونکتے اور پھر دونوں ہاتھوں کو سارے جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچتے پھیرتے اور سر اور چہرہ سے ہاتھوں کو پھیرنا شروع کرتے اور بدن کے اگلے حصے پر پھیرتے ہوئے سارے جسم پر پھیرتے، اور تین مرتبہ اسی طرح کرتے (یعنی تین مرتبہ پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرتے اور جسم پر ہاتھوں کو پھیرتے)۔

معوذتین یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کے فضائل

یہ سورتیں قرآن مجید کی آخری دو سورتیں ہیں، ان کو معوذتین کہتے ہیں، ان کی بڑی فضیلت آئی ہے، تکلیف دینے والی چیزوں اور ہر قسم کی مخلوق کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لئے ان کا پڑھنا بہت ہی زیادہ نافع اور مفید ہے۔

۱۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھا کہ اچانک آندھی آگئی اور سخت اندھیرا ہو گیا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے ذریعہ اس مصیبت سے اللہ کی پناہ مانگنے لگے۔ یعنی ان کو پڑھنے لگے اور مجھ سے فرمایا کہ عقبہ ان سورتوں کے ذریعہ اللہ کی پناہ حاصل کرو، کیونکہ ان جیسی اور کوئی چیز نہیں ہے جس کے ذریعہ کوئی پناہ لینے والا پناہ حاصل کرے۔ [1]

۲۔ حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ ہم ایسی رات میں جس میں بارش ہو رہی تھی اور سخت اندھیری بھی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

[1] ابوداؤد شریف۔

Marfat.com

تلاش کرنے کے لئے نکلے، چنانچہ ہم نے آپ کو پالیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہو، میں نے عرض کیا، کیا کہوں، فرمایا جب صبح ہو اور شام ہو "سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین تین بار پڑھ لو، یہ عمل کرلو گے تو ہر ایسی چیز سے تمہاری حفاظت ہوجائے گی جس سے پناہ لی جاتی ہے (یعنی ہر موذی اور ہر شر اور ہر بلا سے محفوظ ہوجاؤ گے)۔ [1]

بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھتا ہے تو ہر اس چیز کے شر سے اللہ کی پناہ لیتا ہے جو اللہ نے پیدا کی ہے اور رات کے شر سے بھی پناہ لیتا ہے اور ان عورتوں کے شر سے بھی پناہ لیتا ہے جو جادو کرتی ہیں اور حسد کرنے والے کے شر سے بھی پناہ لیتا ہے، اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھنے والا سینوں میں وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے پناہ لیتا ہے، اتنی چیزوں کے شر سے بچنے کے لئے دعا کی جاتی ہے، اسی لئے یہ دونوں سورتیں ہر طرح کے شر، بلا، مصیبت، جادو اور ٹونہ ٹوٹکا سے محفوظ رہنے کے لئے مفید اور مجرب ہیں۔

ان دونوں سورتوں کو اور سورۃ الاخلاص کو صبح وشام تین تین بار پڑھے اور دیگر اوقات میں بھی وردر کھے، کسی بچے کو تکلیف ہو، نظر لگ جائے تو ان دونوں کو پڑھ کر دم کرے، بچوں کو یاد کرادیں، دکھ تکلیف میں ان سے بھی پڑھوائیں، ان شاء اللہ بہت مفید ہوگا۔

۳۔ اِسْتَكْثِرُوْا مِنَ السُّوْرَتَيْنِ يَبْلُغْكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا فِي الْاٰخِرَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ يُنَوِّرَانِ الْقَبْرَ وَ يَطْرُدَانِ الشَّيْطَانَ وَيَزِيْدَانِ فِي الْحَسَنَاتِ وَالدَّرَجَاتِ وَيُثَقِّلَانِ الْمِيْزَانَ وَيَدُلَّانِ صَاحِبَهُمَا اِلَى الْجَنَّةِ [2]

معوذتین کی دوسورتیں (فلق اور ناس) خوب کثرت سے پڑھا کرو، اِن کی برکت سے آخرت میں تمہیں اللہ کی خصوصی توجہ ورحمت حاصل ہوگی، یہ دونوں سورتیں قبر کو منور کردیتی ہیں، شیطان کو دفع کردیتی ہیں، نیکیوں اور درجوں میں اضافہ کردیتی ہیں، ترازو کو بھاری بنادیتی ہیں اور

[1] جامع الترمذی وسنن ابی داؤد عن عبداللہ بن خبیبؓ۔ [2] الدیلمی عن ابن مسعودؓ، کنز العمال، ج:۱، ص:۳۸۴۔

Marfat.com

اپنے پڑھنے والے کی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔

۴۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اُمّ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اللہ اُن سے اور اُن کے والد گرامی صدیق اکبر دونوں سے راضی ہو، کہ جس بیماری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات مبارک ہوئی ہے، اُس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفسِ نفیس معوذتین سورتوں کے ذریعہ اپنے اوپر دم فرمایا کرتے تھے، لیکن جب مرض شدّت اختیار کر گیا تو پھر میں اُن سورتوں کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دم کیا کرتی تھی، مگر جسم اقدس پر خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ہاتھ پھیرا کرتی تھی، کیونکہ میرے ہاتھ کے مقابلے میں دست اقدس میں زیادہ برکت تھی۔ [1]

۶۔ نظر بد لگ جائے تو سورۂ فلق وناس کے ذریعہ دم کیا جائے

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے جن اور انسان کی نظر لگنے سے مختلف دعاؤں کے ذریعہ پناہ مانگا کرتے تھے، لیکن جب دو معوذہ سورتیں نازل ہوگئیں تو انہیں کو پکڑ لیا اور ان کے علاوہ اور دعاؤں کو چھوڑ دیا۔ [2]

۷۔ ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھنے کا ارشاد مبارک

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اَمَرَ نِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَنْ اَقْرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔ [3]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نماز کے بعد معوذہ سورتوں کے پڑھنے کا حکم فرمایا۔

فائدہ: معوذتین کو معوذات، جمع کے صیغہ سے تشریفاً فرمایا، گویا یہ دو سورتیں فضیلت وشرافت کے لحاظ سے کئی سورتوں کے قائم مقام ہیں۔

[1] بخاری، تفسیر القرطبی، ج:۱۰، ص:۲۰۶۔ [2] نسائی، ابن ماجہ، ترمذی، الفوائد الحسان، ص:۶۵۔ [3] ابن السنی، باب مایقول دبر صلوٰۃ الصبح، ص:۱۰۹۔

Marfat.com

مُعَوِّذَتَیْن کے متعلّق ایک سوال اوراس کے جوابات

سوال: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ اپنے مُصحَف میں مُعَوِّذَتَیْن یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کو نہ لکھتے تھے۔[1]

نیز وہ ان دونوں صورتوں کو اپنے قرآنوں میں سے چھیلا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ دونوں سورتیں کتابِ الٰہی میں سے نہیں ہیں[2]

نیز ثابت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم فرمایا ہے کہ اِن دونوں سورتوں کے ذریعہ پناہ طلب کی جائے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں سورتوں کو پڑھتے نہ تھے۔[3]

ان آثار کی بنا پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مَعَوِّذَتَیْن کے قرآن ہونے کا انکار کرتے تھے حالانکہ ان کی قرآنیت متفق علیہ اور متواتر و قطعی ہے اور متواتر چیز کا انکار کرنے سے کفر لازم آجاتا ہے، اگر یہ کہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان دوسورتوں کے قرآن ہونے کا تواتر حاصل نہ ہوا تھا تو لازم آتا ہے کہ قرآن کا بعض حصہ متواتر نہ ہوا، اور یہ خلافِ واقعہ ہے۔

جوابِ اوّل

چونکہ ان دونوں سورتوں کا نزول نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دفعِ سحر کے لئے ہوا تھا (جو لبید بن اعصم یہودی نے بال، کنگھی اور کھجور کی چھال میں کیا تھا اور پھر ان چیزوں کو بِیرِ ذیٔ اَرَوَان میں ڈال دیا تھا، کما فی صحیح البخاری)، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں سورتوں کے ذریعہ بکثرت جھاڑ پھونک اور طلب پناہ فرمایا کرتے تھے۔[4]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ذریعہ حضراتِ حسنین کریمین کے لئے تعویذ فرماتے تھے، اس بنا پر شروع شروع میں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر ان کا حال و حکم مشتبہ رہا، آپ نے اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ خیال کرلیا کہ شاید ان دو

[1] احمد و ابن حبان۔ [2] عبداللہ بن احمد فی زیادات المسند والطبرانی و ابن مردویہ من طریق الاعمش عن ابی اسحٰق عن عبدالرحمن بن یزید النخعی۔ [3] بزار و طبرانی۔ [4] رُوح البیان۔

Marfat.com

سورتوں کا نزول، دعا وتعوذ اور دفعِ شر کی حیثیت سے ہوا ہے نہ کہ قرآن ہونے کی حیثیت سے، لیکن پھر جب کچھ عرصہ کے بعد ان سورتوں کی قرآنیت کی حیثیت ان بعض حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بھی ثابت وقطعی و متواتر ہوگئی تو انہوں نے بھی جماعت ہی کے قول کی طرف رجوع کرلیا تھا، اور رجوع کے قرائن ودلائل یہ ہیں:

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کو نماز کے اندر پڑھا ہے۔ [1]

اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکابرین واصحاب الرائے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ امر فرمایا ہوا تھا کہ نماز میں وہ لوگ میرے قریب (پہلی صف میں) کھڑے ہوا کریں (تاکہ وہ حضرات نماز کے مسائل پوری طرح سمجھ کر دوسروں تک پہنچادیں) اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی انہی اکابرینِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں تو اب ناممکن ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز کے اندر یہ دونوں سورتیں پڑھتے ہوئے سنا ہو اور پھر بھی اپنا اعتقاد یہی رکھا ہو کہ یہ سورتیں قرآن میں سے نہیں ہیں۔

۲۔ امام عاصم نے زِرّ بن حُبَیش سے انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن پڑھا ہے اور ان کی روایت میں یہ دو سورتیں بھی ثابت ہیں۔

۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بارہ ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ان دو سورتوں کی قرآنیت پر اتفاق واقع ہوا ہے، ناممکن ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس اجماع کے بعد بھی ابن مسعود رضی اللہ عنہ منفرد ہی رہے ہوں۔

خلاصہ یہ کہ مُعَوِّذَتَیْن کی قرآنیت کے تواتر کے متعلق مذکورۂ بالا اسباب کی بنا پر شروع زمانہ میں تو کسی قدر اختلاف پایا جاتا تھا لیکن پھر اخیر زمانہ میں تمام صحابہ کا انکی قرآنیت کے تواتر پر اجماع ہوگیا، اور ان کی عدمِ قرآنیت کا خدشہ زائل ہوگیا، یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع سے پہلے تو ان کے منکر کو کافر نہیں کہہ سکتے تھے (اس لئے کہ کفر تو ایسی سورت کے انکار سے لازم آتا ہے جس کی قرآنیت کا تواتر واعتقاد قطعی ومسلم اور متفق علیہ ہو اور صحابہ کے اجماع سے پہلے ان دو سورتوں کا تواتر غیر قطعی وغیر متفق علیہ تھا) البتہ اجماع کے انعقاد

[1] اتقان۔

Marfat.com

کے بعد انکار کرنے والے کی تکفیر کی جائے گی، کیونکہ اجماع کے بعد ان کی قرآنیت کا تواتر قطعی و متفق علیہ اور مسلم ہو چکا ہے۔

اس کی مثال زکوٰۃ کی سی ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مانعینِ زکوٰۃ سے صرف قتال ہی کیا تھا، ان کو کافر اور مرتد قرار نہ دیا تھا کیونکہ اُس وقت تک زکوٰۃ کی فرضیت کا رواج وشہرہ تمام مسلمانوں میں اور سب مقامات پر عام تام نہ ہوا تھا، نیز اُس وقت تک تمام مسلمانوں کے اجماع نے عالمگیر صورت بھی اختیار نہ کی تھی، لیکن اب چونکہ اس کی فرضیت قطعی و متواتر و مجمع علیہ ہو چکی ہے، اس لئے اب اس کے منکر اور مانع کو کافر قرار دیا جائے گا۔

یہاں سے یہ عقدہ بھی حل ہو گیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اگر مُعَوِّذَتَین کو متواتر مانیں تو اُن کے انکار سے کُفر لازم آتا ہے اور متواتر نہ مانیں تو قرآن کے بعض حصہ کا غیر متواتر ہونا لازم آتا ہے اور دونوں ہی باتیں ناممکن ہیں اور حل کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مُعَوِّذَتَین فی نفسہٖ تو متواتر تھیں لیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک متواتر نہ تھیں اور یہ غیر متواتر ہونا بھی محض قرآنیت ہی کے لحاظ سے تھا جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے نہ کہ نزول، اعجاز اور کلام اللہ ہونے کے لحاظ سے بھی، کیونکہ ان وُجوہ کے لحاظ سے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ان سورتوں کو متواتر اور قطعی سمجھتے تھے۔ [1]

جوابِ دوم

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سورتوں کی قرآنیت کا قطعاً انکار نہیں کیا (کیونکہ یہ بات اُن کی شان سے انتہائی بعید ہے کہ وہ ان سورتوں کی اصل ہی کا انکار کر دیں، نیز انکار کی صورت میں باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُن سے اس بارے میں ضرور مناظرہ مباحثہ کرتے اور یہ بات پورے عرب میں مشہور ہو جاتی، اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تو اس سے بہت معمولی اُمور میں بھی مناظرہ کیا ہے اور یہ امر تو بہت ہی اہم تھا کہ اس سے کُفر و ضلال لازم آجاتا ہے، تو اس میں وہ حضرات کیونکر تسامح سے کام لے سکتے تھے)۔ [2]

---

[1] مُلَخَّصًا من روح المعانی وروح البیان وشرح المواقف وکلام ابن الصباغ ومشکل القرآن لابن قتیبۃ۔ [2] ملخصًا من طبقات الشافعیۃ للتاج السبکی ومن اعجاز القرآن للقاضی ابوبکر الباقلانی۔

Marfat.com

بلکہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان سورتوں کی کتابت ورسم کا انکار کیا ہے اور ان سورتوں کے چھیلنے کا منشا بھی یہی تھا اور یہ اس لئے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا طریقہ ونظریہ یہ تھا کہ فقط اُسی سورت کو لکھا جائے جس کے لکھنے کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرما چکے ہیں اور مُعَوِّذَتَین کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نہ تو کسی جگہ لکھا ہوا پایا تھا اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے لکھنے کا امر سنا تھا۔ [1]

اس لئے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان دونوں سورتوں کو نہیں لکھتے تھے، باقی جس روایت میں یہ آتا ہے ''کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ دونوں سورتیں کتاب اللہ میں سے نہیں ہیں'' اُس کا جواب یہ ہے کہ کتاب اللہ سے مُصحَفِ مکتوب مراد ہے نہ کہ قرآن کریم۔ [2]

جوابِ سوم

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بعض سورتوں کے متعلق اختلاف، اخبارِ آحاد سے مروی ہے جو ظن کا فائدہ دیتی ہیں اور مجموعہ قرآن، خبر متواتر سے منقول ہے جو یقین وقطعیت کا فائدہ دیتی ہے اور یقین کے مقابلہ میں ظن کا کوئی اعتبار نہیں لہٰذا یہ آحاد قطعاً قابل التفات نہیں۔ [3]

جوابِ چہارم

یہ روایت ہی کاذب، باطل، موضوع، غیر صحیح اور ناقل کی خطا ہے جس سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ بَری ہیں۔ [4]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

[1] قاضی ابوبکر باقلانی۔ [2] ابن حجر عسقلانی۔ [3] شرح مواقف، اعجاز القرآن للباقلانی۔ [4] شرح المہذب للنووی، القدح المُعلّٰی تتمیم المُحلّٰی لابی محمد بن حزم، تفسیر کبیر للفخر الرازی، انتصار القرآن للقاضی ابی بکر الباقلانی۔

Marfat.com

قرآنی آیات کے فضائل

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا کی فضیلت

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدِ رَجُلٍ فَفَارَقَهٗ حَتّٰی قَالَ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ [1]

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بھی شخص کا ہاتھ پکڑ کر اُس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک کہ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ نہ پڑھ لیتے۔

آیۃ الکرسی کے فضائل

آیۃ الکرسی سورۂ بقرہ کی ایک آیت ہے جو تیسرے پارے کے پہلے صفحہ پر ہے، اس کے پڑھنے کی بہت فضیلت آئی ہے، درج ذیل صفحات میں اس کے کچھ فضائل بیان کیے جا رہے ہیں:

۱۔ بقرہ قرآن کی کوہان اور اس کی بلندی ہے، اُس کی ہر آیت کے ساتھ اَسّی (۸۰) فرشتے اُترے ہیں اور آیۃ الکرسی کو خصوصیت سے عرش کے نیچے سے نکال کر بقرہ میں شامل کیا گیا ہے۔ [2]

۲۔ کلاموں کا سردار قرآن اور قرآن کی سردار بقرہ اور بقرہ کی سردار آیۃ الکرسی ہے، آیۃ الکرسی میں پچاس کلمے ہیں اور ہر کلمے پر پچاس برکتیں ہیں۔ [3]

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں افضل آیت، آیۃ الکرسی ہے، بعض علماء نے اس کی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ آیۃ الکرسی میں اسم مضمر اور اسم ظاہر دونوں کو ملا کر اللہ تعالیٰ کا ذکر اٹھارہ مرتبہ واقع ہوا ہے۔ [4]

---

[1] ابن السنی باب مایقول اذا اخذ بید اخیہ ثم فارقہ، ص: ۱۶۷۔ [2] مسند احمد عن معقل بن یسارؓ۔ [3] مسند الفردوس عن علیؓ۔ [4] تفسیر قرطبی۔

Marfat.com

۴۔ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اِنَّ لِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ لِسَانًا وَّ شَفَتَیْنِ تُقَدِّسُ الْمَلِكَ عِنْدَ سَاقِ الْعَرْشِ [1]

قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے، اِس آیۃ الکرسی کی ایک زبان ہے اور دو ہونٹ ہیں جن کے ذریعہ وہ عرش کی پنڈلی کے پاس کھڑی ہوئی اللہ کی تقدیس و بزرگی بیان کر رہی ہے۔

۵۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ:

بتاؤ اللہ کی کتاب میں کون سی آیت سب سے زیادہ بڑی ہے؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ و رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر یہی سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ سب سے بڑی آیت یہ ہے: اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (آخر تک)، یہ سن کر ان کی تصدیق فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: تم کو علم مبارک ہو۔

۶۔ بعض احادیث میں آیۃ الکرسی کو تمام آیاتِ قرآنیہ کی سردار فرمایا ہے۔ [2]

۷۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین، جنت، نار وغیرہ کوئی مخلوق بھی آیۃ الکرسی سے بڑی پیدا نہیں فرمائی''۔ اس کی تشریح میں سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ آیۃ الکرسی، کلام اللہ ہے اور کلامِ الٰہی، آسمان و زمین وغیرہ تمام مخلوق چیزوں سے بڑھ کر ہے، کیونکہ کلام الٰہی غیر مخلوق ہے۔ [3]

۸۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ گھر میں داخلہ کے وقت چاروں کونوں میں آیۃ الکرسی پڑھتے تھے تاکہ ہر کونہ میں سے شیاطین دفع ہو جائیں۔

۹۔ مسندِ دارمی میں وارد ہوا ہے شعبی کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب کی جنات میں سے ایک جن مرد سے ملاقات ہوئی، تو انسان نے جن کو پچھاڑ دیا، اور پھر وہ انسان اُس جن سے کہنے لگا میں تمہیں بہت لاغر اور کمزور دیکھ رہا ہوں، گویا

[1] مسلم و ابوداؤد، عن ابی بن کعبؓ۔ [2] حصن حصین۔ [3] ترمذی فی فضائل القرآن، حواشی فضائل ابی عبید، ص: ۱۲۲۔

Marfat.com

تمہاری پتلی پتلی کلائیاں کتے کی کلائیاں ہیں، تو تم سب گروہ جن اسی طرح ہوتے ہو یا صرف تو ہی اُن میں سے اس طرح کا ہے؟ جن کہنے لگا سنو! اللہ کی قسم! میں تو اُن میں سے ایک قوی اور مضبوط جن ہوں (کئی تو میرے سے بھی دبلے پتلے اور نحیف ولاغر ہیں) مگر (یہ تو میں اتفاقاً گر گیا ہوں لہٰذا) تم مجھ سے دوسری مرتبہ کشتی کرو، اگر تم نے اس مرتبہ بھی مجھے پچھاڑ دیا تو میں تمہیں ایک ایسی چیز سکھاؤں گا جو تمہیں فائدہ پہنچائے گی، انسان نے کہا بہت اچھا اور پھر دوبارہ بھی اُس کو پچھاڑ دیا۔

جن نے کہا تم آیۃ الکرسی اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ پڑھا کرتے ہو؟ کہنے لگا تم جس گھر میں بھی (رات کے وقت) آیۃ الکرسی پڑھو گے اُس میں سے شیطان اس ذلت سے نکل کھڑا ہوگا کہ گدھے کے گوز کی طرح گوز مارتا ہوگا، اور پھر صُبح تک اُس گھر میں ہرگز داخل نہ ہو سکے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ یہ کشتی کرنے والے صحابی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے؟ کہنے لگے میرا خیال بھی یہی ہے کہ ایسے شخص عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی ہو سکتے ہیں۔

۱۰۔ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب آیۃ الکرسی نازل ہوئی تو پوری دنیا میں تمام بُت گر گئے، تمام بادشاہ گر گئے، اُن کے سروں سے تاج گر گئے، شیاطین ہڑبونگ میں ایک دوسرے کو مارتے پیٹتے ہوئے بھاگ پڑے، اور ابلیس کو آکر یہ واقعہ بتایا، اُس نے حکم کیا کہ وہ سب جا کر تحقیق کریں کہ دُنیا میں کون سا واقعہ نیا پیش آیا ہے جس کی وجہ سے یہ صورتحال پیدا ہوئی، شیاطین، مدینہ منورہ پہنچے تو اُنہیں معلوم ہوا کہ آیت الکرسی نازل ہوئی ہے اور اسی وجہ سے یہ ساری ہلچل مچ گئی ہے۔ [1]

۱۱۔ آیۃ الکرسی پڑھنے والے کے لئے جنت کا وعدہ

مَنْ قَرَاَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ لَمْ یَمْنَعْہُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا اَنْ یَّمُوْتَ [2]
جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اُس کیلئے دخولِ جنّت سے کوئی چیز مانع نہیں، سوائے اس کے کہ وہ فوت ہو جائے (اور پھر سیدھا جنت میں داخل ہو جائے)۔

[1] تفسیر قرطبی۔ [2] نسائی وابن حبان عن ابی امامۃؓ، کنز العمال، ج:۱، ص:۳۷۴۔

Marfat.com

۱۲۔ آیۃ الکرسی پڑھنے والے پر ایک محافظ مقرر ہو جاتا ہے

اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ اٰیَةَ الْكُرْسِیِّ فَاِنَّكَ لَنْ یَّزَالَ عَلَیْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا یَقْرَبُكَ شَیْطٰنٌ حَتّٰی تُصْبِحَ [1]

جب تم بستر پر لیٹنے لگو تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، صبح تک تم پر منجانب اللہ تمام گھر بار، جان، مال، اولاد اور اسباب کی شیطانی حملے اور ہر قسم کی چوری ڈکیتی سے حفاظت کے لئے ایک محافظ اور نگہبان مقرر ہو جائے گا، جو شیطان کو تمہارے قریب بھی نہ بھٹکنے دے گا۔

۱۳۔ شیطان، ناگوار امور کے دفعیہ اور مجنون کے افاقہ کیلئے عمل

جس نے بقرہ کی شروع والی چار آیتیں اور آیۃ الکرسی اور اس کے بعد والی دو آیتیں اور بقرہ کی اخیر والی تین آیتیں، پڑھ لیں اُس دن شیطان اور کوئی بھی ناگوار چیز اُس کے اور اُس کے اہل خانہ کے قریب بھی نہیں پھٹک سکے گی، اور دیوانہ پر یہ آیتیں پڑھی جائیں تو لامحالہ اس کو افاقہ حاصل ہو۔ [2]

۱۴۔ جان، مال، اولاد اور پڑوسیوں کی حفاظت کیلئے عمل

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ایسی چیز سکھا دیجئے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مجھے نفع پہنچائیں؟ فرمایا آیۃ الکرسی پڑھا کر کیونکہ وہ تیری بھی حفاظت کرے گی اور تیری اولاد کی بھی، تیرے گھر کو بھی محفوظ کر دے گی اور تیرے گھر کے ارد گرد والے کئی گھروں کو بھی۔ [3]

۱۵۔ بچہ کی ولادت کی آسانی کیلئے عمل

اَخْرَجَ ابْنُ السُّنِّیِّ عَنْ فَاطِمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَنَا وِلَادَتُهَا اَمَرَ اُمَّ سَلِمَةَ وَزَیْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ اَنْ تَاْتِیَا فَتَقْرَاٰ عِنْدَهَا اٰیَةَ الْكُرْسِیِّ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الْاٰیَةَ وَتُعَوِّذَاهَا بِالْمُعَوِّذَتَیْنِ [4]

---

[1] صحیح البخاری، مشکوٰۃ المصابیح، ج:۱، ص:۱۸۵۔ [2] دارمی از ابن مسعودؓ موقوفاً، القرآن الشافی، ص:۵۱۔ [3] فوائدِ محاملی، ص:۵۷، بروایتِ ابن مسعودؓ۔ [4] ابن السُّنی از فاطمہؓ، القرآن الشافی، ص:۷۳۔

Marfat.com

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچہ جننے کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا کہ وہ دونوں اُن کے پاس بیٹھ کر آیۃ الکرسی اور اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ (سورۂ اعراف) والی آیت پڑھیں اور معوذتین کے ذریعہ اُن پر دم کریں۔

۱۶۔ نصرتِ الٰہیہ حاصل ہونے کا عمل

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَرَاَ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ وَخَوَاتِیْمَ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ عِنْدَ الْکَرْبِ اَعَانَہُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ۔ [1]

جس نے مصیبت کے وقت آیۃ الکرسی اور بقرہ کی آخری (تین) آیتیں پڑھ لیں، اُس کی اللہ عزوجل نصرت فرمائیں گے۔

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت

۱۔ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں (اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے لے کر ختم سورۃ تک) ان کے پڑھنے کی بھی بہت فضیلت آئی ہے۔ آخری آیت میں دعائیں ہیں جو بہت ضرورت کی دعائیں ہیں اور ان دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ بھی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ اس وقت آسمانوں کا ایک دروازہ کھولا گیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا، اس دروازے سے ایک فرشتہ نازل ہوا، آپ نے فرمایا یہ ایک فرشتہ نازل ہوا ہے جو آج سے پہلے زمین کی طرف کبھی نازل نہیں ہوا، اس فرشتہ نے آپ کو سلام کیا اور کہا آپ خوشخبری قبول فرمائیں ایسی دو چیزوں کی جو سراپا نور ہیں، آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں: (۱) فاتحۃ الکتاب (یعنی سورۂ الحمد شریف) (۲) سورۃ بقرہ کی آخری آیات (ان دونوں میں دعائیں ہیں) اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ ان میں سے دعا کا جو بھی حصہ آپ پڑھیں گے، اس کے مطابق اللہ تعالیٰ تم کو ضرور عطا فرمائیں گے۔ [2]

---

[1] ابن السنی باب مایقول اذا نزل بہ کرب او شدۃ، ص: ۳۰۵۔ [2] صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۸۷۷۔

Marfat.com

۲۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ ذُكِرَ لِيْ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثٌ فَسَأَلْتُهٗ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَاَ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ اٰيَتَيْنِ كَفَتَاهُ [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ میرے سامنے ابومسعود رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ایک حدیث ذکر کی گئی، میں نے موصوف سے براہ راست سوال کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث ذکر فرمائی کہ جو شخص کسی رات میں سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھ لے، وہ اس کو کافی ہو جائیں گی۔

فائدہ

بقرہ کی آخری دو آیتوں کے کافی ووافی ہونے کے تین معنی ہو سکتے ہیں:

(۱) قیام اللیل میں باقی قرآن کے پڑھنے سے کافی ہیں، چنانچہ بطریق عاصم از علقمہ از ابومسعود رضی اللہ عنہ ایک مرفوع حدیث میں صراحۃً وارد ہوا ہے: مَنْ قَرَأَ خَاتِمَةَ الْبَقَرَةِ اَجْزَاَتْهُ عَنْ قِيَامِ لَيْلَةٍ جس نے بقرہ کا اختتامی حصہ پڑھ لیا، اس کو وہ پورے قیام اللیل سے کافی ہے۔ [2]

(۲) شرِّ شیطان سے کافی ہے، چنانچہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں وارد ہوا ہے: اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ كِتَابًا وَاَنْزَلَ مِنْهُ اٰيَتَيْنِ خَتَمَ بِهِمَا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ لَا يُقْرَاٰنِ فِيْ دَارٍ فَيَقْرَبُهَا الشَّيْطَانُ ثَلَاثَ لَيَالٍ اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب لکھی جس میں سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں اُتاریں، یہ دونوں آیتیں جس گھر میں پڑھی جائیں گی تین رات تک شیطان اُس گھر کے قریب بھی نہیں پھٹک سکے گا۔ [3]

(۳) مزید خیر وثواب طلب کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہی دو آیتیں کافی ہیں، چنانچہ ایک حدیث پاک میں وارد ہوا ہے: اِنَّهٗ لَمْ يَنْزِلْ خَيْرٌ مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ هَاتَانِ الْاٰيَتَانِ یعنی دنیا اور آخرت کی بھلائی یہ ہے کہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ تک تمام کتابوں اور رسولوں پر ایمان لانے کا اور سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا میں ظاہری اعمال کا اور وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ

[1] ابن السنی باب قرأۃ الآیتین من سورۃ البقرۃ فی لیلۃ، ص: ۶۴۴، بخاری، مسلم وغیرہم۔ [2] فتح الباری لابن حجر، رقم الحدیث: ۵۰۱۰۔ [3] المستدرک علی الصحیحین للحاکم، رقم الحدیث: ۲۰۶۵۔

Marfat.com

میں دارِ آخرت میں جزاءِ اعمال کا ذکر ہے، دنیا کی بھلائی یہ ہے کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ سے آخرِ سورت تک ایسی دعاؤں کا بیان ہے جو تمام دنیوی منافع پر مشتمل ہیں، اسی لئے حدیث شریف میں آتا ہے کہ یہ دو آیتیں عرش کے نیچے والے خزانہ میں سے نازل کی گئی ہیں۔ [1]

۳۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَتَمَ سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃِ بِاٰیَتَیْنِ اَعْطَانِیْھِمَا مِنْ کَنْزِہِ الَّذِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَعَلَّمُوْھُنَّ وَعَلِّمُوْھُنَّ نِسَاءَ کُمْ وَاَبْنَاءَ کُمْ فَاِنَّھُمَا صَلَاۃٌ وَّقِرَاءَۃٌ وَّدُعَاءٌ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کو ایسی دو آیتوں پر ختم فرمایا ہے جو مجھے عرش کے نیچے والے اپنے خصوصی خزانہ سے عطا فرمائی ہیں، لہٰذا ان آیتوں کو تم خود بھی سیکھا کرو اور اپنی عورتوں اور بچوں کو بھی سکھایا کرو، کیونکہ قرآن کے علاوہ ان میں رحمت اور دعا کا پہلو بھی موجود ہے۔ [2]

۴۔ نماز پنجگانہ، بقرہ کی آخری آیتیں، غیر مشرک کے کبیرہ گناہوں کی بخشش، یہ تینوں چیزیں حضور علیہ السلام کو معراج کی رات میں ساتویں آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ کے قریب عطا کی گئی ہیں۔ [3]

۵۔ میّت کو دفن کرنے کے بعد سر کی طرف اولِ بقرہ سے اَلْمُفْلِحُوْنَ تک، اور پائنتی کی جانب اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے اخیر سورت تک پڑھنا، میّت کی مغفرت کا ذریعہ ہے۔ [4]

آل عمران کی آخری آیات پڑھنے پر پوری رات کی عبادت کا ثواب

اَخْرَجَ الْبَیْھَقِیُّ مِنْ حَدِیْثِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ مَنْ قَرَأَ اٰخِرَ اٰلِ عِمْرَانَ فِیْ لَیْلَۃٍ کُتِبَ لَہٗ قِیَامُ لَیْلَۃٍ [5]

بیہقی نے بروئے حدیث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ جو شخص آل عمران کی آخری (رکوع والی) آیتیں (اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے آخرِ سورت تک) پڑھے، اس کے لئے تمام رات کی عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔

---

[1] مناوی فی فیض القدیر، ج:۶، ص:۱۹۸۔ [2] مستدرک حاکم عن ابی ذرؓ۔ [3] مسلم عن عبداللہؓ۔ [4] در منثور عن ابن عمرؓ۔ [5] بیہقی، فضائل القرآن وبرکاتہ، ص:۶۳۔

Marfat.com

سورۂ آلِ عمران کی آیت شَهِدَ اللّٰهُ کے فضائل

۱۔ مَنْ قَرَاَ "شَهِدَ اللّٰهُ" اِلٰی "اَلْاِسْلَامِ" ثُمَّ قَالَ "وَاَنَا اَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَاَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِیَ لِیْ عِنْدَهٗ وَدِیْعَةٌ" جِیْءَ بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَقِیْلَ: عَبْدِیْ هٰذَا عَهِدَ اِلَیَّ عَهْدًا وَاَنَا اَحَقُّ مَنْ وَّفّٰی بِالْعَهْدِ اَدْخِلُوْا عَبْدِیَ الْجَنَّةَ [1]

جس نے "شَهِدَ اللّٰهُ" (اَلْاِسْلَامُ تک) پڑھا اور پھر یہ کہا "وَاَنَا اَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَاَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِیَ لِیْ عِنْدَهٗ وَدِیْعَةٌ" (اور جس چیز کی اللہ نے گواہی دی میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں اور اپنی اس گواہی کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور وہ اللہ کے یہاں میری امانت ہے)۔

اُس کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور ارشاد فرمایا جائے گا میرے اِس بندے نے میرے پاس ایک عہد کو امانت رکھوایا تھا اور میں اُس عہد کا حق ادا کرنے کا زیادہ حقدار ہوں، فرشتو! میرے اس بندے کو لے جاؤ اور جنت میں داخل کردو۔

۲۔ ایک صاحب جن کا نام غالب القطان تھا، بصرہ کے رہنے والے تھے، تجارت کرتے تھے، تجارت ہی کے سلسلہ میں ایک دفعہ کوفہ پہنچے، اگرچہ حدیث کے باضابطہ طالب علم نہ تھے لیکن اس علم کا گونہ ذوق رکھتے تھے، خیال گزرا کہ جب تک کوفہ میں قیام ہے محدثِ کوفہ اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں حدیث کے سننے کا اگر موقع مل جائے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے، یہی سوچ کر اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ میں آمد و رفت کرتے رہے، کہتے ہیں کہ جس کام کے لئے آیا تھا جب ختم ہوگیا تو جس دن صبح کو کوفہ سے روانگی کا ارادہ تھا، میں نے اس صبح کی رات اعمش رحمۃ اللہ علیہ ہی کے پاس گزاری، تہجد کے وقت میری بھی آنکھ کھل گئی، اُس وقت اعمش رحمۃ اللہ علیہ قرآن کی ایک آیت کا بار بار اعادہ کررہے تھے (یہ سورۂ آل عمران کی آیت شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ تھی، باضافہ وَاَنَا اَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَاَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ

[1] ابوالشیخ عن ابن مسعودؓ۔

Marfat.com

الشَّهَادَةَ وَهِيَ لِيْ عِنْدَ اللهِ وَدِيْعَةٌ وَإِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْإِسْلَامُ)۔

اوراس آیت کے متعلق کچھ کہتے بھی جارہے تھے جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ اس آیت کے سلسلے میں کوئی خاص علم (یعنی حدیث) ان کے پاس ہے، صبح مل کر جب رخصت ہونے کے لئے ان کے پاس حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت رات قرآن کی جس آیت کو بار بار دُہرا دُہرا کر آپ پڑھ رہے تھے اور اسی کے ساتھ کچھ فرماتے جاتے تھے، کیا اس باب میں آپ تک کوئی حدیث پہنچی ہے، میں آپ کے پاس قریب قریب ایک سال سے آجارہا ہوں لیکن اس حدیث کا ذکر آپ نے نہیں فرمایا! مطلب یہ تھا کہ اب میں جارہا ہوں یہ حدیث بھی سنا دیجئے۔

غالب کہتے ہیں کہ یہ سننے کے ساتھ ہی اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ فقرہ نکل گیا کہ ''اللہ کی قسم! ایک سال تک تو اس حدیث کو میں تم سے بیان نہیں کروں گا''۔ غالب القطان کہتے ہیں کہ:

فَاَقَمْتُ وَكَتَبْتُ عَلٰى بَابِهٖ ذٰلِكَ الْيَوْمَ ''میں ٹھہر گیا (وطن واپسی کا ارادہ ملتوی کر دیا) اور اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر اس دن کی جو تاریخ تھی اسے لکھ دیا''۔ اور ہفتے دو ہفتے، مہینہ دو مہینے نہیں، کامل ۱۲ مہینے اس انتظار میں گزرتے رہے کہ سال کے پورے ہونے کی تاریخ کب آتی ہے، وہی کہتے ہیں کہ:

فَلَمَّا مَضَتِ السَّنَةُ قُلْتُ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ قَدْ مَضَتِ السَّنَةُ جب سال گزر گیا تو میں نے عرض کیا کہ اے ابو محمد! (اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت تھی) سال گزر گیا (اب وعدہ پورا کیجئے)۔ آخر اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث کو سُن لینے کے بعد وہ گھر واپس لوٹے۔ [1]

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث مروی ہے کہ جو شخص سونے کے وقت شَهِدَ اللهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ والی آیت پڑھے، اُس کے لئے اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے پیدا فرماتے ہیں جو اُس کے لئے قیامت کے دن تک برابر بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

[1] جامع، ص:۹۹، ابو عمرو بن عبدالبر۔ علمائے احناف کے حیرت انگیز واقعات ملخصاً، ص:۱۵۸۔

Marfat.com

۴۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ کعبۃ اللہ کے گرد تین سو ساٹھ بُت رکھے ہوئے تھے، ہر قبیلہ کے لئے ایک یا دو بُت تھے، لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی تو سب کے سب بُت، اللہ عزوجل کے سامنے سر بسجود ہو کر زمین پر گر پڑے۔ [1]

سورۂ آلِ عمران کی آیت قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ کے فضائل

۱۔ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ مَرْفُوْعًا لَمَّا نَزَلَتْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاٰیَۃُ الْکُرْسِیِّ وَشَھِدَ اللّٰہُ وَقُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ اِلٰی بِغَیْرِ حِسَابٍ تَعَلَّقْنَ بِالْعَرْشِ وَقُلْنَ اَتُنَزِّلُنَا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْمَلُوْنَ بِمَعَاصِیْكَ فَقَالَ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِیْ لَایَتْلُوْكُنَّ عَبْدٌ دُبُرَ كُلِّ صَلَاۃٍ مَكْتُوْبَۃٍ اِلَّا غَفَرْتُ لَہٗ مَا كَانَ فِیْہِ وَاَسْكَنْتُہٗ جَنَّۃَ الْفِرْدَوْسِ وَنَظَرْتُ اِلَیْہِ كُلَّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً وَقَضَیْتُ لَہٗ سَبْعِیْنَ حَاجَۃً اَدْنَاھَا الْمَغْفِرَۃُ [2]

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی، شَھِدَ اللّٰہُ اور قُلِ اللّٰھُمَّ (تابِغَیْرِ حِسَابٍ) کو نازل کرنا چاہا تو یہ آیتیں عرشِ عظیم کے ساتھ (اس طرح) چمٹ گئیں (کہ اُن میں اور ذاتِ خداوندی میں کوئی پردہ اور فاصلہ نہ تھا) اور فریاد کرنے لگیں کہ بارِ الٰہا! کیا آپ ہمیں عالَمِ گناہ میں نافرمان لوگوں پر نازل فرمانے لگے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قسم ہے مجھے اپنی عزت اور عظمتِ شان کی جو شخص ہر فرض نماز کے بعد تمہاری تلاوت کرے گا، میں اس کے وہ سب ہی گناہ بخش دوں گا جو اُس میں موجود ہوں گے اور میں اُس کو جنت الفردوس میں جگہ دوں گا اور ہر روز اپنی باطنی نگاہ سے اس کی طرف ستر مرتبہ نظرِ رحمت کروں گا اور روزانہ اس کی ستر (۷۰) حاجتیں پوری کروں گا جن میں سے ادنیٰ درجہ کی حاجت، گناہوں کی بخشش ہے۔

[1] تفسیر قرطبی۔ [2] اخرجہ الدیلمی فی مسند الفردوس، اللآلی، ص: ۲۳۰۔

Marfat.com

۲۔زمین کے بھراؤ کے برابر سونا بھی کسی پر قرض ہوتو وہ بھی ادا ہوجائے گا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ جمعہ کو دشمن نے میرا محاصرہ کرلیا اور میں حضور علیہ السلام کے ساتھ نماز جمعہ میں شریک نہ ہوسکا۔حاضری پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! نمازِ جمعہ سے تمہیں کیا چیز مانع ہوئی؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! یوحنا بن بارِیا یہودی کا میرے اوپر ایک اوقیہ (آدھی چھٹانک) سونا قرض تھا، وہ دروازہ پر برابر گھیراؤ کئے ہوئے تھا، اُس کے خوف سے میں باہر نہ نکل سکا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے معاذ! کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ قرض ادا کرادیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا تو پھر روزانہ یہ پڑھا کرو:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ، تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ز وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ز وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ، رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مِنْهُمَا مَنْ تَشَآءُ وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَنْ تَشَآءُ اِقْضِ عَنِّيْ دَيْنِيْ

فرمایا اگر تم پر زمین کے بھراؤ کے برابر سونا بھی قرض ہوگا تو وہ بھی تم سے (اس آیت و دعا کی برکت سے) اللہ تعالیٰ ادا کرادیں گے۔[1]

سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیات کے فضائل

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ

[1] تفسیر القرطبی، ج:۴،ص:۳۴۔

Marfat.com

عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَةَ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی انْتَصَفَ اللَّیْلُ اَوْقَبْلَهٗ بِقَلِیْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِیْلٍ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ فَجَعَلَ یَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهٖ بِیَدِهٖ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْاٰیَاتِ الْاَوَاخِرَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ حَتّٰی خَتَمَ [1]

بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، نیز بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رات گزاری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری آدھی، یا اُس سے کچھ کم، یا کچھ زیادہ رات تک سوئے، پھر بیدار ہوکر بیٹھ گئے اور منہ پر ہاتھ پھیرنے لگے (تاکہ نیند کا اثر دُور ہوجائے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں جو اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے شروع ہوکر سورت کے اخیر تک ختم ہوتی ہیں۔

گیارہ آیتوں کو دس اس لئے کہہ دیا کہ عرب کے محاورہ میں کُسور یعنی دہائیوں سے زائد عدد کو شمار نہیں کرتے تھے۔

نمازِ تہجد کیلئے بیدار ہونے کے بعد کا مسنون عمل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس گزاری، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کے یہاں تھے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑی دیر تو اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ باتیں فرمائیں، پھر آرام فرما ہوگئے۔

جب رات کا آخری تہائی حصہ پُورا یا کچھ باقی رہ گیا تو آپ اُٹھ بیٹھے، آسمان کی طرف نظر فرمائی اور اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے تلاوت شروع فرمائی اور سورت کے ختم تک (مسلسل گیارہ آیتوں کی) تلاوت فرمائی، پھر مشکیزہ کی طرف کھڑے ہوئے، اس کا منہ کھولا اور پیالے میں پانی اُنڈیلا، پھر نہایت عمدہ ایک درمیانہ درجہ کا وضو فرمایا کہ نہ تو بہت کثرت سے پانی ڈالا اور نہ ہی اعضاء کے مکمل دھونے میں کوئی کمی فرمائی، اس کے بعد کھڑے ہوکر نماز ادا

[1] الدر المنثور: ج ۲، ص ۱۹۳۔

Marfat.com

فرمانے لگے۔[1]

تمام رات کی غفلت سے نکلنے کا عمل

مِمَّا یَدُلُّ عَلٰی حُصُوْلِہٖ بِالْقَلِیْلِ حَدِیْثُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ بِعَشْرِ اٰیَاتٍ لَمْ یُکْتَبْ مِنَ الْغَافِلِیْنَ وَمَنْ قَامَ بِمِائَۃِ اٰیَۃٍ کُتِبَ مِنَ الْقَانِتِیْنَ وَمَنْ قَامَ بِاَلْفِ اٰیَۃٍ کُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِیْنَ [2]

قیام اللیل کا ثواب معمولی مقدار سے بھی حاصل ہوجاتا ہے، اس کی ایک دلیل حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دس آیتوں کے ساتھ قیام کیا، وہ (اُس رات میں) غافلین سے شمار نہیں ہوگا اور جس نے سو آیتوں کے ساتھ قیام کیا، وہ عبادت گزاروں میں شمار ہوگا اور جس نے ہزار آیتوں کے ساتھ قیام کیا، وہ ذخیرہ اندوزوں میں لکھا جائے گا۔

سورۂ آل عمران اور سورۂ نساء کی دو آیات کی فضیلت

ابوالفرات مولیٰ صفیہ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قرآن کریم میں دو آیتیں ایسی ہیں کہ جو گنہگار بندہ بھی گناہ کر کے ان کی تلاوت کرلے اس کی بخشش ہوجائے گی، بصرہ کے دو آدمیوں کو یہ خبر پہنچی تو وہ دونوں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور استدعا کی کہ ہمیں وہ دو آیتیں بتادیں، فرمایا تم دونوں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ کیونکہ جو حدیثیں میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہیں لامحالہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی وہ حدیثیں آپ سے سنی ہیں (زیادہ اہتمام نیز تواضع وانکساری کی بنا پر اُن کے پاس بھیجا)۔

---

[1] بخاری ومسلم، مشکوٰۃ المصابیح، ج:۱، ص:۱۰۶۔ [2] ابوداؤد، تلاوۃ القرآن المجید: ص۱۰۹۔

Marfat.com

چنانچہ اُن دونوں نے اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن دو آیتوں کے متعلق سوال کیا، اُبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم دونوں قرآن پڑھنا شروع کر دو، اس طرح تمہیں وہ دونوں آیتیں معلوم ہو جائیں گی، چنانچہ انہوں نے قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ ان دو آیتوں تک پہنچ گئے (۱) وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً... الخ [1] (۲) وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ...الخ [2] کہنے لگے ہمیں وہ دو آیتیں معلوم ہو گئی ہیں، حضرت اُبی رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون سی ہیں؟ کہنے لگے آل عمران اور نسآء میں، فرمایا بالکل ٹھیک ہے، یہی وہ دو آیتیں ہیں۔ [3]

سورۂ نسآء کی آٹھ آیتوں کی فضیلت

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثَمَانُ آيَاتٍ فِيْ سُوْرَةِ النِّسَاءِ هُنَّ خَيْرٌ لِّهٰذِهِ الْاُمَّةِ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَغَرَبَتْ: يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ ، وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ، يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ، اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ، اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ، وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ، مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ [4]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ سورۂ نساء میں آٹھ آیتیں ایسی ہیں جو اس اُمت کے لئے اُس پوری دنیا سے افضل و بہتر ہیں جس پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے، وہ یہ ہیں:

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿۲۷﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿۲۸﴾ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ

[1] آل عمران:۱۳۵۔ [2] النساء:۱۱۰۔ [3] ابن ابی شیبہ، بیہقی، سعید بن منصور۔ [4] تفسیر القرطبی، ج:۵، ص:۱۰۶۔

Marfat.com

عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۱۰﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

سورۂ انعام کی پہلی تین آیات کی فضیلت

ذَكَرَ الثَّعْلَبِيُّ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَرَأَ ثَلَاثَ اٰيَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ۔ اِلٰى قَوْلِهٖ۔ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ، وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ اَرْبَعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يَكْتُبُوْنَ لَهٗ مِثْلَ عِبَادَتِهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَنْزِلُ مَلَكٌ مِّنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَمَعَهٗ مِرْزَبَةٌ مِّنْ حَدِيْدٍ فَاِذَا اَرَادَ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّوَسْوِسَ لَهٗ اَوْ يُوْحِيَ فِيْ قَلْبِهٖ شَيْئًا ضَرَبَهٗ ضَرْبَةً فَيَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ سَبْعُوْنَ حِجَابًا ، فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِمْشِ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ وَكُلْ مِنْ ثِمَارِ جَنَّتِيْ وَاشْرَبْ مِنْ مَّاءِ الْكَوْثَرِ وَاغْتَسِلْ مِنْ مَّاءِ السَّلْسَبِيْلِ فَاَنْتَ عَبْدِيْ وَاَنَا رَبُّكَ [1]

ثعلبی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ جو شخص سورۂ انعام کی شروع والی تین آیتیں وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ تک پڑھے، اُس پر اللہ تعالیٰ چالیس ہزار فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو اُس کے لئے قیامت کے دن تک اپنی عبادت کے برابر ثواب لکھتے رہتے ہیں، اور ساتویں آسمان سے ایک فرشتہ اُترتا ہے جس کے ہمراہ لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے، جب کبھی شیطان اس کو وسوسہ ڈالنے کا یا اُس کے دل میں کوئی برا خیال ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ

[1] تفسیر القرطبی، ج:۶، ص:۲۴۶۔

Marfat.com

فرشتہ اُس شیطان کو اس زور سے گُرز مارتا ہے کہ اُس آدمی کے اور شیطان کے درمیان ستر پردے حائل ہو جاتے ہیں، پھر جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ اُس آدمی سے فرمائیں گے اس دن تو میری رحمت اور نور کے زیر سایہ چل، جبکہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں اور میری جنت کے پھلوں میں سے کھا اور حوضِ کوثر سے پانی پی اور نہر سَلْسَبِیْل میں غسل کر، تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا ربّ ہوں۔ (اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ)۔

سورۂ توبہ کی ایک آیت سات مرتبہ پڑھنے سے تمام کام آسان ہو جائیں گے

رَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ وَحِیْنَ یُمْسِیْ: حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، سَبْعَ مَرَّاتٍ کَفَاہُ اللّٰہُ مَا اَھَمَّہٗ مِنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ وَرَوَاہُ ابْنُ السِّنِّیِّ مَرْفُوْعًا۔ [1]

ابوداؤد نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح وشام حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ سات مرتبہ پڑھ لیا کرے، اللہ تعالیٰ اُس کے دنیا اور آخرت کے تمام پریشان کُن اُمور میں اُسے کافی ہو جائیں گے (اور اُس کے تمام کام آسان فرما دیں گے)۔ ابن السّنّی نے یہ حدیث جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعًا روایت کی ہے۔

سورۂ ھود وغیرہ کی چار آیات کی فضیلت

حضرت ابو بُردہ عامر بن قیس اشعری کہتے ہیں:

چار آیتیں ایسی ہیں کہ اگر میں ان کو پڑھ لوں تو صبح وشام کو جو حالات بھی مجھے پیش آنے والے ہیں، مجھے ان کی ذرا بھی پرواہ نہیں، وہ یہ ہیں:

[1] ابوداؤد وابن السّنّی فی عمل الیوم واللیلۃ، ص: ۷۲، واسنادہٗ جَیِّدٌ، تلاوۃ القرآنِ المجید، ص: ۱۴۸۔

Marfat.com

۱۔ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ [۱]

۲۔ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ [۲]

۳۔ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا [۳]

۴۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا [۴]

کشتی میں سوار ہوتے وقت کی دعا

جب میری امت کے لوگ کشتیوں میں سوار ہوا کریں تو اُن کے لئے غرق ہونے سے امن کا ذریعہ یہ ہے کہ یوں پڑھا کریں:

بِسْمِ اللّٰهِ ، وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ [۵] بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ - [۶]

سورۂ بنی اسرائیل کی دو آیتیں پڑھ لینے سے دل مردہ نہیں ہوتا

مَنْ قَرَأَ فِيْ مَصْبَحٍ اَوْ مَمْسًى قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهٗ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَا فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ [۱]

جس نے صبح یا شام کو قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ سورت کے اخیر تک پڑھ لیا، اس کا دل اس پورے دن اور پوری رات میں روحانی طور پر مُردہ نہ ہوگا (بلکہ زندہ، تازہ اور ہشاش بشاش رہے گا)۔

[۱] فاطر: ۲۔ [۲] یونس: ۱۰۷۔ [۳] الطلاق: ۷۔ [۴] ہود: ۶۔ رواہ ابن المنذر وابن عساکر فی تاریخہ۔ [۵] سورۃ الزمر: ۶۷۔ [۶] دُرِّ منثور، ج: ۳، ص: ۲۰۶۔

Marfat.com

چوری سے امن وامان کیلئے نسخہ

اَخْرَجَ الصَّابُوْنِیُّ فِی الْمِائَتَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَّرْفُوْعًا هٰذِهِ الْاٰیَةُ اَمَانٌ مِّنَ السَّرَقِ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ اِلٰی آخِرِ السُّوْرَةِ [2]

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ سے اخیر سورۂ بنی اسرائیل تک والی دو آیتیں پڑھنے سے چوری سے امن وامان حاصل ہوجاتا ہے۔

آیۃُ العِزّ کے فضائل

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے جب بھی کسی کام میں مشکل اور پریشانی لاحق ہوئی، میرے سامنے جبرائیل علیہ السلام متشکل ہوکر آگئے اور انہوں نے کہا، اے محمد! یہ کلمات پڑھیے:

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔ [3]

۲۔ اٰیَۃُ الْعِزّ ہر بیماری اور ہر تنگدستی کا علاج ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ باہر نکلا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو بہت شکستہ حال اور پریشان تھا، فرمایا اے فلاں! تمہاری بیماری اور تنگدستی کی حالت، میں کتنی ناگفتہ بہ دیکھ رہا ہوں، کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ سکھا دوں جو تمہاری یہ بیماری اور تنگدستی کی حالت دُور کردیں، پڑھو:

تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَمُوْتُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ

---

[1] رواہ الدیلمی عن ابی موسیٰ، کنز العمال، ج:۱، ص:۳۷۸۔ [2] صابونی فی المائتین بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً، ص:۸۱۔ [3] ابن ابی الدنیا والبیہقی فی الاسماء والصفات۔

Marfat.com

يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ دوبارہ اُس طرف تشریف لے گئے تو اس کو اچھے حال میں پایا، فرمایا کیا ہی خوب حالت ہے، اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب سے آپ نے مجھے وہ کلمات سکھلائے ہیں میں برابر ان کا ورد کرتا رہا ہوں۔ [1]

۳۔ رَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِیْ مُصَنَّفِهٖ بِاِسْنَادِهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَلِّمُ الْغُلَامَ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ اِذَا اَفْصَحَ سَبْعَ مَرَّاتٍ (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا) الْاٰيَةَ ،وَرَوٰی نَحْوَ ذٰلِكَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَّابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ وَابْنُ السِّنِّیِّ [2]

عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں بسند (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے) یہ روایت کیا ہے کہ بنی ہاشم میں جب کوئی بچہ زبان کھولنے کے قابل ہو جاتا تو (سب سے پہلے) اُس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا والی آیت سات مرتبہ سکھاتے (اور پڑھواتے) تھے۔

فائدہ: اہلِ جنت کا اعزاز واکرام

تذکرۂ قُرطبی رحمہ اللہ میں ہے:

اہلِ جنت کو صبح کی شناخت عرش کے پردوں کے اٹھنے سے اور شام کی شناخت پردوں کے گرنے سے ہوا کرے گی اور کلمہ تکبیر وتحمید سے نماز کے اوقات کی شناخت کریں گے، اور اللہ تعالیٰ کی زیارت سے جمعہ کو پہچانیں گے اور مہینے کو اُن ہدیوں اور تحفوں سے پہچانیں گے جو حق تعالیٰ کے یہاں سے ہر مہینہ کی ابتدا میں فرشتے اُن کے پاس لائیں گے، اور سال کو فرشتوں کے اس قول سے پہچانیں گے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں کھانے کے لئے بلایا ہے، پس یہ اُن کی سالانہ عید ہوا کرے گی اور اُس روز حورعین سے ان کا نکاح ہوا کرے گا۔

---

[1] تلاوۃ القرآن المجید، ص:۱۴۹۔ [2] تلاوۃ القرآن المجید، ص:۱۴۹۔

Marfat.com

سورۂ کہف کی آخری آیات کے فضائل

۱۔ نیند سے بیداری کے لئے عمل

ابن مردُوَیہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ مرفوع حدیث روایت کی ہے:

کیا میں تمہیں ایک ایسی سورت نہ بتادوں جس کی عظمت نے آسمان وزمین کی درمیانی فضا کو بھر دیا ہے اور اُس سورت کے کاتب کو بھی اسی قدر اجر وثواب حاصل ہوتا ہے، اور جو شخص اس سورت کو جمعہ کے دن پڑھے گا اُس کی اگلے جمعہ تک بلکہ مزید تین دن کی بخشش کردی جاتی ہے، اور جو شخص سوتے وقت اس سورت کی آخری پانچ آیتیں (یعنی بسم اللہ کے بعد اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے اخیر سورت تک) پڑھ لے، اُس کو اللہ تعالیٰ رات کے جس حصے میں بھی وہ اُٹھنا چاہے گا اُسی حصے میں نیند سے بیدار فرمادیں گے؟ ایسی سورت، سورۃ الکہف ہے۔ [1]

۲۔ معین وقت پر جاگنے کیلئے عمل

زر بن حبیش رحمہ اللہ کہتے ہیں:

جو آدمی رات کی کسی بھی مقررہ گھڑی میں اٹھنے کے ارادہ سے سورۂ کہف کی آخری آیت پڑھ لے، وہ اُسی گھڑی میں اُٹھ جائے گا۔ عبدہ بن لبابہ کہتے ہیں ہم نے اس کا تجربہ کیا تو واقعی ایسا ہی پایا۔ [2]

۳۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو سورۂ کہف کے شروع کی دس آیتوں کو حفظ کرلے گا، وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آخر کی دس آیتوں کو جو یاد کرلے گا، وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ [1]

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ شروع اور آخر جو اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ سے ہے، دونوں کی خاصیت ہے کہ دجال کے فتنوں سے حفاظت کا باعث ہے۔

[1] ابن مردویہ، تلاوۃ القرآن المجید، ص:۱۵۰۔ [2] دارمی وغیرہ بطریق عبدہ بن لبابہ از زر بن حبیش، ص:۸۶۔

Marfat.com

۴۔ سر سے پیر تک ایمان سے پُر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

جو سورۃ کہف کی دس آیتوں کو پڑھے گا وہ سر سے لے کر پیر تک ایمان سے بھر جائے گا۔ [۲]

مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنے کی فضیلت

ابو یعلیٰ وابن مردویہ نے نیز شعب میں بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد عالی نقل فرمایا ہے کہ:

جس بندے کو اللہ نے اُس کے گھر بار، یا مال، یا اولاد کے متعلق کوئی نعمت عطا فرمائی اور پھر اُس نے وہ نعمت دیکھ کر مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا، اُس سے اللہ تعالیٰ اُس کی موت تک تمام آفتوں کو دُور فرما دیتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دلیل میں یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ''اور تو جس وقت اپنے باغ میں پہنچا تو تُو نے کیوں نہ کہا کہ جو اللہ کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور بدوں اللہ کی مدد کے (کسی میں) کوئی قوت نہیں''۔ [۳]

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰی شَیْئًا فَاَعْجَبَہٗ فَقَالَ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ لَمْ تُصِبْہُ الْعَیْنُ۔ [۴]

جو کسی چیز کو دیکھے اور وہ چیز اس کو اچھی لگے اور پھر وہ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھ لے تو اس چیز کو نظر بد نہ لگے گی۔

عدن سے مکہ تک فرشتوں سے بھرا ہوا نور

بزّار نے بروئے حدیثِ عمرو رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ:

جس نے رات میں یہ آیت پڑھی: فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا

---

[۱] مسلم، ص:۲۷۱۔ [۲] ابوالشیخ اتحاف، ص:۲۹۲۔ [۳] الدر المنثور، ج: ۴، ص:۴۰۵۔ [۴] ابن السنی باب مایقول اذا رای من نفسہ ومالہ مایعجبہ، ص:۱۷۱۔

Marfat.com

وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا اُس کے لئے عدن سے مکہ تک نور ہوگا اور اس نور میں فرشتے بھرے ہوئے ہوں گے۔ [1]

آیت کریمہ کے فضائل

۱۔ حاکم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا: فرمایا کیا میں تمہیں اللہ کا اسم اعظم بتادوں؟ وہ یونس علیہ السلام کی دعا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ہے، جس مسلمان نے اپنی بیماری میں چالیس مرتبہ یہ دعا پڑھ لی اور پھر وہ اپنی اسی بیماری میں فوت ہوگیا تو اس کو شہید کا ثواب عطا کیا جائے گا اور اگر وہ صحت یاب ہو گیا تو گناہ بخشا ہوا ہو کر صحت یاب ہوگا۔ [2]

۲۔ مصیبت زدہ کی مصیبت دُور کرنے کا عمل

عِنْدَ ابْنِ السُّنِّيِّ (مِنْ حَدِيْثِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ) اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَا يَقُوْلُهَا مَكْرُوْبٌ اِلَّا فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كَلِمَةُ اَخِيْ يُوْنُسَ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ [3]

میں ایک ایسا جملہ جانتا ہوں کہ جو مصیبت زدہ بھی اس کو پڑھ لے گا اللہ تعالیٰ اُس کی مصیبت و پریشانی دُور فرمادیں گے، وہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کی دعا: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ہے۔

۳۔ اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالْحَكِيْمُ فِيْ نَوَادِرِ الْاُصُوْلِ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَّابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ وَّالْبَزَّارُ وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ

[1] مسند بزار، فضائل القرآن وبرکاتہ، ص:۶۸۔ [2] مستدرک حاکم، الدر المنثور، ج:۴، ص:۳۳۴۔ [3] ابن سنی بروایت سعد بن ابی وقاص، القرآن الشافی، ص:۹۲۔

Marfat.com

اِذْهُوَ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" لَمْ یَدْعُ بِهَا مُسْلِمٌ رَبَّهٗ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اسْتَجَابَ لَهٗ [1]

احمد، ترمذی، نسائی، نیز نوادر الاصول میں حکیم، حاکم (اور انہوں نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بزار، ابن مردویہ، نیز شعب میں بیہقی، ان دس حضرات نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مچھلی والے (یونس علیہ السلام) کی دعاء جبکہ آپ مچھلی کے پیٹ میں تھے، یہ تھی: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الٰہی! آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، آپ پاک ہیں، میں بے شک قصوروراروں میں سے ہوں) جو مسلمان بھی اپنے کسی مقصد کے لئے یہ کلمات پڑھ کر ربّ تعالیٰ سے دعا کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس کی دعا کو ضرور قبول فرمائیں گے۔

سورۂ مومنون کی پہلی دس آیات کی فضیلت

اَخْرَجَ ابْنُ عَدِیٍّ وَّالْحَاكِمُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : خَلَقَ اللّٰهُ جَنَّةَ عَدْنٍ وَغَرَسَ اَشْجَارَهَا بِیَدِهٖ وَقَالَ لَهَا تَكَلَّمِیْ، فَقَالَتْ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (حَتّٰی خَتَمَتِ الْعَشْرَ)۔ [2]

ابن عدی و حاکم نے نیز اسماء و صفات میں بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ مبارک سے جَنَّةُ الْعَدْن کو تیار کیا اور اُس کے درختوں کو گاڑا، اور جنت سے فرمایا کچھ بولو؟ جنت نے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کی تلاوت کی، یہاں تک کہ دس آیتیں مکمل کر دیں۔

---

[1] ابواب الفرج، ص:۱۲۷۔ [2] الدر المنثور، ج:۵، ص:۲۔

Marfat.com

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ تا آخرِ سورۂ مؤمنون

حضرت ابراہیم تمیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

ہمیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنگ پر روانہ فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ صبح و شام اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا والی چار آیتیں پڑھا کرو، تو ہمیں اِس کی برکت سے خوب غنیمت اور سلامتی حاصل ہوئی۔ [1]

آسیب وغیرہ سے فوری طور پر افاقہ اور شِفاء

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ قَرَأَ فِيْ اُذُنِ مُبْتَلًى فَاَفَاقَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا قَرَأْتَ فِيْ اُذُنِهٖ؟ قَالَ قَرَأْتُ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا حَتّٰى فَرَغَ مِنَ السُّوْرَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَنَّ رَجُلًا مُّوْقِنًا قَرَأَ بِهَا عَلٰى جَبَلٍ لَزَالَ [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک آسیب زدہ کے کان میں کچھ قرآن شریف پڑھا تو اس کو فوری افاقہ ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے پوچھا کہ تم نے اس کے کان میں کیا پڑھا ہے؟ عرض کیا مَیں نے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا سے سورت کے اخیر تک چار آیتیں پڑھی ہیں! اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر یقین و ایمان والا کوئی آدمی یہ آیتیں پہاڑ پر بھی پڑھے گا تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہِل جائے گا۔

سورۂ روم کی تین آیات کی فضیلت

جس نے صبح کے وقت فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ سے تین آیتیں وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ تک پڑھیں، اس کو اُس دن کے اور جس نے شام کے وقت یہ تین آیتیں پڑھیں، اس کو اُس رات

[1] ابن السُّنّی۔ [2] اخرجہ ابویعلی واخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ وابن ابی حاتم فی تفسیرہ وابن مردویہ، اللآلی المصنوعۃ، ص: ۲۴۷۔

Marfat.com

کے فوت شدہ اَوْرَاد کی تلافی حاصل ہوجائے گی۔ [1]

دُشمن کی نگاہ سے پردۂ خداوندی کی حفاظت میں مستور ہونے کا عمل

عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ:

ایک دفعہ مشرکین قریش کے چند لوگ آپس میں کہنے لگے، اگر ہم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھ لیں تو اُن کے ساتھ ایسا ایسا معاملہ، اذیّت رسانی اور گستاخی کا کرینگے، اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی اُن کے ایک حلقہ پر آ کر کھڑے ہو گئے، جو مسجد حرام میں لگا ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے سامنے سورۂ یٰسٓ پڑھنی شروع فرمادی، حتیٰ کہ لَا یُبْصِرُوْنَ تک پہنچ گئے، پھر تھوڑی سی مٹی اُٹھا کر اُن کے سروں پر پھونکنی شروع فرمائی اور اُن میں سے کسی آدمی کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نگاہ اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی اور نہ ہی کوئی اپنی زبان سے کوئی کلمہ نکال سکا۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور اب وہ لوگ اپنے سروں سے اور اپنی داڑھیوں سے مٹی جھاڑنے لگے اور شرمساری مٹانے کے لئے یوں بھی کہتے جارہے تھے، واللہ! ہم نے تو کچھ سنا ہی نہیں، واللہ ہم نے تو کچھ دیکھا ہی نہیں، واللہ ہماری سمجھ میں تو کچھ بھی نہ آسکا (کہ ہم کیا معاملہ اور کیا بدتمیزی کریں)۔ [2]

فضیلت اواخر سورۂ الصّٰفّٰت

شعبی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

جس شخص کو یہ بات خوش آئند معلوم ہوتی ہو کہ اس کو قیامت کے دن بہت بڑے پیمانہ کے ذریعہ ثواب تول کر دیا جائے، وہ مجلس کے اختتام پر جب اُٹھنے کا ارادہ کرے تو یہ تین آیتیں پڑھا کرے: سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

[1] عمل الیوم واللیلہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً۔ [2] درمنثور، ج:۵، ص:۴۸۷۔

Marfat.com

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ [1]

ایک ایسی آیت جو حضور علیہ السلام کو پوری کائنات سے زیادہ محبوب تھی

مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ۔ [2]

مجھے یہ بات پسند نہیں کہ مجھے اس آیت کے بدلہ میں پوری دنیا اور اس کا سارا سامان مل جائے (بلکہ اسکے مقابلہ میں یہ آیت زیادہ محبوب ہے) یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں، تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہوؤ، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گزشتہ گناہوں کو معاف کردے گا، واقعی وہ بڑا بخشنے والا ہے، بڑی رحمت والا ہے)۔

فضیلت اواخرِ سورۂ زُمر

اِنِّیْ قَارِئٌ عَلَیْکُمْ اٰیَاتٍ مِّنْ اٰخِرِ الزُّمَرِ فَمَنْ بَکٰی مِنْکُمْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ مَنْ لَّمْ یَبْکِ فَلْیَتَبَاکَ فَقَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِلٰی اٰخِرِ السُّوْرَةِ [2]

میں تمہارے سامنے زُمر کی چند آخری آیتیں تلاوت کررہا ہوں سو تم میں سے جو یہ آیتیں سُن کر رو پڑے گا اس کے لئے جنت واجب ہوجائے گی اور جو رو نہ سکے وہ رونے کی سی شکل ہی بنا لے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ سے سورت کے اخیر تک تلاوت فرمائی۔

سواری پر سوار ہوتے وقت کی دعا اور اس کی فضیلت

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے سواری پیش کی گئی، آپ نے جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ تین مرتبہ، اَللّٰهُ اَکْبَرُ تین مرتبہ، سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا

[1] ثعلبی از علیؓ مرفوعاً۔ [2] رواہ احمد فی مسندہ عن ثوبان۔ کنز العمال، ج:۱، ص:۳۷۹۔ [3] طبرانی کبیر عن جریرؓ، کنز العمال، ج:۱، ص:۳۸۱۔

Marfat.com

لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ . سُبْحٰنَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْلِىْ ذُنُوْبِىْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ''وہ ذات پاک ہے جس نے اس کو ہمارے تابع کر دیا اور ہم تو اس کو قابو کرنے والے نہیں تھے اور ہم کو اپنے ربّ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ تو پاک ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، میرے گناہوں کو بخش دے، کیونکہ گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا مگر تو ہی''۔

پھر آپ ہنس پڑے، ساتھیوں نے عرض کیا امیر المؤمنین! آپ کس بنا پر ہنسے ہیں؟ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ویسا ہی کیا جیسا کہ میں نے کیا، پھر آپ ہنس پڑے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کس بناء پر ہنسے ہیں؟ فرمایا اللہ کے اپنے بندے پر متعجب اور خوش ہونے کی وجہ سے، جب بندہ کہتا ہے اے میرے ربّ مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کے گناہوں کو سوائے میرے کوئی بھی نہیں بخش سکتا ہے۔ [1]

دفعِ وسوسہ کا نسخہ

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِذَا وَجَدْتَّ فِىْ نَفْسِكَ شَيْئًا يَعْنِى الْوَسْوَسَةَ فَقُلْ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جب تم اپنے دل میں کسی وسوسہ کا احساس کرو تو یہ آیت پڑھ لیا کرو: هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ (پوری آیت)۔

بچہ کی ولادت کی آسانی کا عمل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ جس عورت پر بچہ کی ولادت مشکل ہو جائے اُس کو درج ذیل کلمات

[1] مسند احمد، الدر المنثور، ج:۵، ص:۱۶۷۔ [2] ابوداؤد، عن ابن عباس موقوفاً، ص:۱۱۔

Marfat.com

اور آیتیں کسی کاغذ پر لکھ کر پانی میں گھول کر پلائی جائیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَعَالٰى رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْضُحٰهَا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلٰغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ [1]

سورۃ الحشر کی آخری تین آیات کے فضائل

۱۔ جب جبرائیل امین علیہ السلام مجھ پر لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ والی آیت لیکر نازل ہوئے تو مجھ سے کہا: اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھئے کیونکہ یہ آیت سوائے موت کے ہر بیماری سے شفاء ہے۔ [2]

۲۔ اَخْرَجَ التِّرْمَذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ مَعْقَلِ بْنِ يَسَارٍ مَنْ قَرَأَ حِيْنَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ اٰيَاتٍ مِّنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَاِنْ مَّاتَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيْدًا وَمَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِيْ كَانَ بِتِلْكَ الْمَنْزِلَةِ [3]

ترمذی نے معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی حدیث کی رُو سے روایت کیا کہ جو شخص صبح کو سورۂ حشر کی آخری تین آیات پڑھے، اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو شام تک اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں اور اگر وہ اُس دِن میں مر جاتا ہے تو شہید مرتا ہے اور جو شخص یہ تینوں آیات شام کے وقت پڑھے وہ بھی اِسی مرتبہ سے سرفراز ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

[1] بیہقی فی الدعوات از ابن عباس رضی اللہ عنہ موقوفاً، ص: ۱۱۰۔ [2] در منثور عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ [3] فضائل القرآن و برکاتہ: ص: ۷۶۔

Marfat.com

خواص واعمالِ قرآنی

بہت سے علماء نے خواص واعمالِ قرآنی کے متعلق مستقل کتابیں تالیف کی ہیں، انہیں میں سے تیمیمی اور حجۃ الاسلام غزالی ہیں، اور متاخرین میں سے یافعی نے اس مبحث پر مستقل کتاب لکھی ہے اور اس بارہ میں جو باتیں ذکر کی جاتی ہیں ان میں سے بیشتر باتیں مستند، صالحین اور درویشوں کے تجربے ہیں:

۱۔ ابن ماجہ وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ تم کو دو شفائیں لازم لینا چاہیے عَسَل (شہد) اور قرآن۔

۲۔ اور اِسی راوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے تخریج کی ہے کہ بہترین دوا قرآن ہے۔

۳۔ ابوعبید رحمۃ اللہ علیہ نے طلحۃ بن مصرف سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا: کہا جاتا تھا کہ جس وقت مریض کے قریب قرآن پڑھا جائے تو وہ بیمار اس بات کے سبب سے کچھ تخفیف پاتا ہے۔

۴۔ بیہقی نے الشعب میں واثلۃ بن الاسقع سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اپنے حلق میں درد ہونے کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تو قرآن پڑھ''۔

۵۔ ابن مردویہ نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا مجھے کچھ سینہ کی شکایت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''تو قرآن شریف پڑھ، اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرماتا ہے وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ۔

۶۔ بیہقی وغیرہ نے عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث روایت کی ہے کہ فاتحۃ الکتاب میں ہر ایک بیماری کی شفا ہے۔

۷۔ اور خلعی نے اپنے فوائد میں انہی عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ فاتحۃ الکتاب ہر چیز

Marfat.com

سے شفا کا سبب ہے مگر سَام سے، اور سَام موت ہے۔

۸۔ سعید بن منصور اور بیہقی وغیرہ نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ فاتحۃ الکتاب سم (زہر) سے شفا ہے۔

۹۔ بخاری نے انہی ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم اپنے ایک سفر میں تھے کہ ہمارے پاس ایک بچی آئی اور اس نے کہا "قبیلہ (یا محلہ) کے سردار کو سانپ نے کاٹا ہے، آیا تم لوگوں میں کوئی جھاڑنے پھونکنے والا بھی ہے؟ یہ سن کر ہم میں سے ایک شخص اس کے ساتھ ہولیا اور اس نے جا کر اُس کو اُمُّ الْقُرْآن پڑھ کے جھاڑ دیا اور وہ شخص اچھا ہو گیا، پھر یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُس کو کیا معلوم تھا کہ یہ سورت رقیہ (منتر) ہے؟۔

۱۰۔ طبرانی نے الاوسط میں سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گندہ دہنی کی بیماری میں فاتحۃ الکتاب کو مجھے بطور تعویذ کے دیا تھا، یا بتایا تھا۔

۱۱۔ بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ جس وقت تو بستر پر لیٹے اور فاتحۃ الکتاب اور قل ھو اللہ احد پڑھ لے، تو بے شک تو موت کے سوا اور ہر ایک چیز سے محفوظ و مامون ہو جائے گا۔

۱۲۔ مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ جس گھر میں سورۃ البقرۃ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان نہیں داخل ہوتا۔

۱۳۔ عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کی ہے کہ اس نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا:

میرا ایک بھائی ہے اور اسے ایک دُکھ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا دکھ کیا ہے؟ اعرابی نے کہا: اس کے دماغ میں کچھ خلل ہے (یا اُسے آسیب ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا اس کو میرے پاس لے آ۔

Marfat.com

چنانچہ وہ اعرابی اپنے بیمار بھائی کو لے آیا، اور اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بٹھا دیا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاتحۃ الکتاب، سورۃ البقرۃ کے اوّل کی چار آیتیں۔ یہ دونوں آیتیں: وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اور آیۃ الکرسی۔ اور تین آیتیں سورۃ البقرہ کے آخر کی، ایک آیت سورۃ آلِ عمران کی شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ، ایک آیت سورۃ الاعراف کی: اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ، سورۃ المومنون کا آخر فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ، ایک آیت سورۃ الجن کی وَاَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا، دس آیتیں سورۃ الصّافات کے اوّل کی، تین آیتیں سورۃ الحشر کے آخر کی، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین کو پڑھ کر اس پر دم کر دیا تو وہ شخص یوں صحیح وسالم ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا کہ گویا اسے کبھی کوئی شکایت ہی نہیں ہوئی تھی۔

۱۴۔ دارمی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے کہ جو شخص سورۃ البقرۃ کے اوّل کی چار آیتیں، آیۃ الکرسی اور آیۃ الکرسی کے بعد کی دو آیتیں اور تین آیتیں سورۃ البقرۃ کے اخیر کی پڑھے گا، تو اس دن خود اس کے اور اس کے گھر والوں میں سے کسی کے نزدیک بھی شیطان نہ آسکے گا اور نہ ہی کوئی چیز اس کو رنج پہنچائے گی، اور یہ آیتیں جس مجنون پر پڑھ کر دم کی جائیں گی وہ تندرست ہو جائے گا۔

۱۵۔ بخاری نے صدقہ کے قصہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک جن نے ان سے کہا تھا جس وقت تم بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو، پس اس حالت میں تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے برابر ایک نگہبان مقرر ہو جائے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہ بھٹک سکے گا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یاد رکھو کہ اس جن نے تم سے سچ کہا ہے، حالانکہ وہ سخت جھوٹا ہے۔

۱۶۔ المحاملی نے اپنے فوائد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا: ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ مجھے کوئی ایسی چیز سکھایئے کہ اللہ پاک اس سے مجھ کو نفع پہنچائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو آیۃ الکرسی پڑھ، پس بے شک وہ تیری اور تیری ذرّیت کی حفاظت کرے گی اور تیرے گھر کی حفاظت رکھے گی یہاں تک کہ تیرے گھر کے گرد والے گھروں کی بھی۔

Marfat.com

۱۷۔ دینوری نے المجالسہ میں حسن رحمۃ اللہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ ایک عفریت، قومِ جن میں سے آپ کی تاک میں ہے، لہٰذا جب آپ بستر پر جائیں تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کریں۔

۱۸۔ کتاب الفردوس میں ابو قتادۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مروی ہے کہ جو شخص تکلیف اور سختی کے وقت آیۃ الکرسی پڑھے گا اللہ پاک جل جلالہ اس کی فریاد کو پہنچے گا۔

۱۹۔ دارمی نے مغیرہ بن سبیع سے جو کہ عبداللہ کے اصحاب میں سے تھا روایت کی ہے کہ اس نے کہا جو شخص سوتے وقت سورۃ البقرۃ کی دس آیتیں پڑھے گا وہ قرآن شریف کو نہ بھولے گا۔ چار آیتیں اس کے اوّل سے، آیۃ الکرسی اور اس کے بعد کی دو آیتیں، اور تین آیتیں اس سورۃ کے آخر کی۔

۲۰۔ دیلمی نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً روایت کی ہے، دو آیتیں ایسی ہیں کہ وہی دونوں قرآن ہیں، وہی شفا دیتی ہیں، وہی دونوں اللہ تعالیٰ کی محبوب چیزوں میں سے ہیں اور وہ سورۃ البقرۃ کے اخیر کی دو آیتیں ہیں۔

۲۱۔ طبرانی نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تجھ کو ایک ایسی دعا نہ سکھاؤں کہ تو اس کو پڑھے تو اگر تجھ پر ''ثبیر (مکہ کے ایک پہاڑ کا نام)'' کے برابر قرض ہو، اللہ پاک جل جلالہ اسے ضرور ادا کرادے گا:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ز وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ز وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ، رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِي مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِي رَحْمَةً تُغْنِنِي بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ۔ [1]

[1] تفسیر مظہری، ج:۱، ص:۳۱۔

Marfat.com

۲۲۔ بیہقی نے کتاب الدعوات میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جس وقت تم میں سے کسی شخص کی سواری کا جانور کچھ دنوں تک سواری نہ کئے جانے کے باعث شرارت اور بدی کرنے لگے تو اسے چاہیے کہ یہ آیت اس کے دونوں کانوں میں پڑھ کر دَم کردے: اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ۔[1]

۲۳۔ ابن السنی نے روایت کی ہے کہ حُسین بن علی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی ہے: میری اُمت کے لئے ڈوبنے سے امان ہے جب کہ وہ جہاز پر سوار ہوتے ہی یہ آیت پڑھ لیا کریں: بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [2] اور وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ... الآیۃ۔[3]

۲۴۔ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے لیث سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا: مجھ کو اطلاع ملی ہے کہ یہ آیتیں جادو سے شفا دینے والی ہیں، ان کو پڑھ کر پانی سے بھرے ہوئے ظرف میں دم کیا جائے اور پھر وہ پانی جادو کے مارے ہوئے شخص کے سر پر ڈالا جائے، ایک وہ آیت جو کہ سورۃ یونس میں ہے: فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ سے اَلْمُجْرِمُوْنَ تک [4] فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ [5] چار آیتوں کے اخیر تک اور اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ... الآیۃ۔[6]

۲۵۔ محاملی نے اپنی امالی میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ: جو شخص سورۃ یٰسین کو اپنی کسی حاجت کے آگے رکھے گا اس کی وہ حاجت پوری کردی جائے گی، اور اس حدیث کی شاہد ایک اور مُرسل حدیث دارمی کے پاس بھی ہے۔

۲۶۔ مستدرک میں ابوجعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے قلب میں کسی سختی کو محسوس کرتا ہو، اسے چاہیے کہ ایک کٹورہ میں زعفران اور گلاب سے سورہ یٰسین لکھ کر پی جائے۔

۲۷۔ ابن الفریس نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک دیوانہ آدمی کو سورۂ یٰسین پڑھ کر دم کی، پس وہ اچھا ہو گیا۔

---

[1] آل عمران: ۸۳۔ [2] ہود: ۴۱۔ [3] زمر: ۶۷۔ [4] یونس: ۸۲۔ [5] اعراف: ۱۱۸۔ [6] طٰہٰ: ۶۹۔

Marfat.com

۲۸۔ اسی راوی نے یحییٰ بن کثیر سے بھی روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ جو شخص صبح ہوتے وقت سورۂ یٰسین پڑھے گا وہ شام تک فرحت اور مسرت سے مالا مال رہے گا، اور جو شخص اس کو شام کے وقت پڑھ لے گا وہ صبح ہونے تک شاداں بنا رہے گا۔ ہم سے یہ بات اس شخص نے بیان کی ہے جو اس کا تجربہ کر چکا ہے۔

۲۹۔ ترمذی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ جو شخص سورۃ دخان کو پوری اور سورۂ غافر (مؤمن) شروع سے وَاِلَیْہِ الْمَصِیْرُ تک اور آیۃ الکرسی، شام کے وقت پڑھے گا وہ صبح ہونے تک ان کی حفاظت میں رہے گا اور ایسے ہی اگر صبح ہوتے وقت پڑھ لے گا تو شام تک محفوظ رہے گا۔ دارمی نے اسی حدیث کی روایت اس لفظ کے ساتھ کی ہے کہ ''اس کو کوئی مکروہ بات پیش نہ آئے گی''۔

۳۰۔ بیہقی رحمہ اللہ، حارث بن اسامۃ اور ابو عبید نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص ہر رات کو سورۃ الواقعہ پڑھتا رہے گا اس کو کبھی فاقہ کی آفت میں مبتلا نہ ہونا پڑے گا۔

۳۱۔ ابوداؤد، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجز معوذات کے اور کسی چیز کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا بُرا سمجھتے تھے۔

۳۲۔ ترمذی رحمہ اللہ اور نسائی رحمہ اللہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنوں اور انسانوں کی نظر بد سے مُعَوِّذات کے نزول کے وقت تک تعوذ کیا کرتے تھے، مگر جب یہ سورتیں نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہی کو اختیار کر لیا اور ان کے سوا اور باتوں کو ترک فرما دیا۔

۳۳۔ ابن بطال نے کہا ہے کہ معوذات میں وہ راز ہے جو کہ ان کے ماسوا قرآن شریف کی کسی سورۃ یا آیت میں نہیں پایا جاتا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان سورتوں کا اشتمال ایسی دعا کے جامع کلمات پر ہے جو کہ سحر، حسد، شیطان کے شر اور اس کے وسوسہ وغیرہ بُری باتوں کے لئے عام ہیں اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض انہی سورتوں پر اکتفا فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

جھاڑ پھونک کی شرعی حیثیت

قرطبی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اللہ پاک کے کلام اور اس کے اسماء کے ساتھ جھاڑ پھونک کرنا جائز ہے، پس اگر وہ ماثور قول ہو تو یہ فعل مستحب ہوگا۔

ربیع کا بیان ہے کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے جھاڑ پھونک کی بابت سوال کیا تھا تو انہوں نے کہا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اگر کتاب اللہ کے ساتھ جھاڑ پھونک کی جائے یا اس ذکر الٰہی کے ساتھ جو کہ معروف ہے۔

ابن القیم رحمہ اللہ سورۃ الفاتحہ کے ساتھ جھاڑ پھونک کئے جانے کی حدیث کے بارہ میں کہتے ہیں:

جس وقت بعض کلاموں میں خاصیتوں اور فوائد کا ہونا ثبوت کو پہنچ گیا ہے تو پھر رب العالمین کے کلام کے ساتھ کیا گمان ہے، اور خصوصاً سورۃ الفاتحہ کے بارہ میں جو ایسی سورت ہے کہ خود قرآن شریف ہی میں اور اس کے سوا دوسری آسمانی کتابوں میں کہیں اس کے مانند کوئی سورۃ نہیں نازل ہوئی، کیونکہ یہ سورت تمام کتاب کے معانی پر مشتمل ہے، اس میں اسماء الٰہی کے اصول اور مجامع (یعنی جامع اسم وصفت اسماء) معاد کا ثبوت، توحید کا ذکر، اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے میں اسی کی طرف محتاج ہونا اور ہدایت کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونا، یہ سب باتیں یکجا موجود ہیں۔

اور مزید بریں افضل ترین دعا کا بھی اس میں ذکر ہے، اور وہ صراطِ مستقیم کی جانب ہدایت طلب کرنا ہے جو کہ اس کی معرفت، توحید اور عبادت کے کمال پر متضمن ہے، یوں کہ جس بات کا اس نے حکم دیا ہے اسے کیا جائے، اور جس امر سے منع کیا ہے اس سے پرہیز رکھا جائے، اور اس راہ راست پر استقامت کی جائے۔

Marfat.com

اور اس میں اصناف خلائق کا ذکر ہے اور ان کی تقسیم متعدد قسموں پر ہوئی ہے۔ ایک وہ جن پر انعام کیا گیا ہے اور انعام ہونے کی وجہ اُن کی حق شناسی اور حق پر عمل کرنا ہے، دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جن پر غضب نازل ہوا ہے، اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لینے کے بعد بھی اس سے عدول کیا، اور تیسری قسم اس گمراہ شخص کی ہے جس نے معرفت حق سے بہرہ نہیں پایا۔

اور اسی کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ اس سورۃ میں قدر کا اثبات، شرع اسماء الٰہی، معاد، توبہ، تزکیہ نفس اور اصلاح قلب کا بیان اور تمام اہل بدعت کی تردید، یہ سب امور بھی شامل ہیں۔

پس جس سورت کی کچھ شان یہ ہو، جو کہ اوپر بیان ہوئی، وہ اس امر کی مستحق اور شایاں ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہر ایک بیماری کی شفا طلب کی جائے۔

ابن التین رحمۃ اللہ نے کہا ہے:

مُعوّذات وغیرہ اللہ تعالیٰ کے ناموں سے جھاڑ پھونک کرنا ہی روحانی طب ہے، جس وقت کہ یہ بات خلق خدا کے نیک لوگوں کی زبان سے ہو تو بحکم الٰہی شفا حاصل ہوتی ہے اور جب کہ اس نوع کا دستیاب ہونا دشوار ہوتا ہے تو اس وقت لوگ مجبوراً طب جسمانی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ''کاش اگر اس کو کوئی موقن (صاحبِ یقین) آدمی پڑھ کر پہاڑ پر دَم کر دیتا تو وہ بھی فنا ہو جاتا'' اسی بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے یعنی یہی بتاتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کے پاک بندوں کی ہی زبان سے ایسی جھاڑ پھونک میں اثر پیدا ہوتا ہے۔

مسئلہ

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مہذب کی شرح میں بیان کیا ہے کہ اگر کسی برتن میں قرآن شریف لکھ کر پھر اسے دھو کر کسی مریض کو پلا دیا جائے، تو اس کے بارے میں حسن بصری، مجاہد، ابو قلابہ اور اوزاعی رحمہم اللہ نے یہ کہا ہے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں۔

Marfat.com

اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو مکروہ مانا، اور نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ہمارے مذہب کا مقتضاء یہ ہے کہ اس میں کوئی نقصان نہیں، کیونکہ قاضی حسین اور بغوی وغیرہ کا قول ہے کہ اگر کسی شیرینی یا کھانے کی چیز پر کچھ قرآن لکھا جائے تو اس کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

دس سورتیں دس چیزوں سے بچاتی ہیں

حافظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دس سورتیں دس چیزوں سے بچاتی ہیں:

(۱) سورۃ فاتحہ، اللہ کے غضب سے بچاتی ہے۔

(۲) سورۃ یٰسین، قیامت کے دن پیاسے رہنے سے بچائے گی۔

(۳) سورۃ دخان، قیامت کی ہولناکیوں سے بچائے گی۔

(۴) سورۃ واقعہ، فقر وفاقہ سے بچاتی ہے۔

(۵) سورۃ ملک، عذاب قبر سے بچاتی ہے۔

(۶) سورۃ کوثر، دشمنوں کی دشمنی سے بچاتی ہے۔

(۷) سورۃ کافرون، موت کے وقت کفر سے بچائے گی۔

(۸) سورۃ اخلاص، منافقت سے بچاتی ہے۔

(۹) سورۃ فلق، حاسدوں کے حسد سے بچاتی ہے۔

(۱۰) سورۃ ناس، وسوسوں سے بچاتی ہے۔ [1]

مال ومتاع کی حفاظت

حروف مقطعات: الٓمٓ، الٓمٓصٓ، الٓرٰ، الٓمٓرٰ، کٓهٰیٰعٓصٓ، طٰهٰ، طٰسٓمٓ، طٰسٓ، یٰسٓ، صٓ، حٰمٓ، حٰمٓ عٓسٓقٓ، قٓ، نٓ۔

---

[1] جواہر پارے۔

Marfat.com

ان حرفوں کو لکھ کر اگر اپنے مال ومتاع یا کھیت یا گھر وغیرہ میں رکھے تو ہر بلا سے محفوظ رہے۔ یہ عمل صالحین نے بتلایا ہے۔

گمشدہ کی تلاش کے اعمال

(نوٹ: حدیث میں نہیں لیکن عمل صالحین ہے)

۱۔ اگر یہ آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھ کر گم ہوئی چیز تلاش کی جائے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور مل جائے گی، ورنہ غیب سے کوئی چیز اس سے عمدہ ملے گی۔

۲۔ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ [1] اس آیت کو کورے کپڑے کے گول کٹے ٹکڑے پر لکھ کر چور یا بھاگے ہوئے آدمی کا نام لکھ کر جس مکان میں چوری ہوئی ہے یا جس مکان سے کوئی بھاگا ہے، اس کی دیوار میں میخ سے گاڑ دیا جائے، ان شاء اللہ تعالیٰ مال مسروقہ یا بھاگا ہوا شخص واپس آجائے گا۔

۳۔ درج ذیل آیات روٹی یا کسی خوردنی چیز پر لکھ کر جس پر چوری کا شبہ ہو اس کو کھلائے، چور نہ کھا سکے گا:

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ [2] اور يَتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ [3] اور اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ، اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ [4] اور وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا [5] اور صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

۴۔ جس دروازے سے چوری کا مال یا بھاگا ہوا شخص نکلا ہے، اس میں کھڑے ہو کر سورۃ والطّارق پڑھنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ واپس آجائے گا یا اس کو خواب وغیرہ میں دیکھ لے گا۔

۵۔ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ [6] دو رکعت نفل پڑھ کر اس آیت کریمہ کو ایک سو

[1] بقرہ:۱۴۸۔ [2] بقرہ:۷۲۔ [3] ابراہیم:۱۷۔ [4] نمل:۲۶۔ [5] بنی اسرائیل:۱۰۵۔ [6] القصص:۸۵۔

Marfat.com

انیس مرتبہ چالیس روز تک پڑھے، اس کی برکت سے جو شخص بھاگ گیا ہو، واپس آجائے گا۔

۶۔ یٰبُنَیَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ [1] اس آیت کی برکت سے جو شخص بھاگ گیا ہو، واپس آجائے گا۔ درج بالا ترکیب عمل میں لائیں۔

برائے قدرتِ جماع

حسن بصری رحمۃ اللہ سے ذکر کیا گیا کہ فلاں شخص نے نکاح کیا مگر عورت پر قادر نہیں ہوا، آپ نے دو انڈے جوش دیئے ہوئے منگوائے اور چھلکا اُتار کر یہ آیت لکھی: وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ [2] اور مرد کو کھانے کے لئے دیدیا اور دوسرے پر یہ آیت لکھی وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ [3] اور وہ عورت کو کھانے کے لئے دیدیا، اور کہا کہ اب مطلب حاصل کرو، چنانچہ وہ کامیاب ہوا۔

اولاد کا زندہ نہ رہنا

اجوائن اور کالی مرچ پر پیر کی دوپہر کو چالیس مرتبہ سورۂ والشّمس پڑھے اور ہر مرتبہ دُرود شریف پڑھ کر شروع کرے اور اسی پر ختم کرے اور اس کو عورت حمل کے دن سے دودھ چھڑانے تک ہر روز کھایا کرے۔

حاکم کی ناراضگی دور کرنے کے لئے

۱۔ جس سے حاکم ناراض وخفا ہو وہ اس آیت ''فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ'' [4] کو پڑھا کرے، یا لکھ کر بازو پر باندھ لے، ان شاء اللہ تعالیٰ حاکم مہربان ہو جائے گا۔

۲۔ اگر حاکم خفا ہو تو اوّل تین مرتبہ بسم اللہ پڑھے بعدہٗ كٓهٰیٰعٓصٓ کے ہر حرف کو پڑھتا جائے اور داہنے ہاتھ کی انگلی کو ہر حرف پر بند کرتا جائے، اسی طرح حٰمٓ عٓسٓقٓ کے ہر حرف کو پڑھتا

---

[1] لقمان:۱۶۔ [2] ذاریات:۴۷۔ [3] ذاریات:۴۸۔ [4] البقرۃ:۱۳۷۔

Marfat.com

جائے اور بائیں ہاتھ کی انگلی کو بند کرتا جائے۔ پھر كٓهٰيٰعٓصٓ کے ہر حرف کو پڑھتا جائے اور داہنے ہاتھ کی انگلی کھولتا جائے، اسی طرح حٰمٓ عٓسٓقٓ کے ہر حرف کو پڑھتا جائے اور بائیں ہاتھ کی انگلی کھولتا جائے۔ اس ترکیب کے بعد نظر بچا کر حاکم کی طرف دم کرے ان شاء اللہ حاکم مہربان ہو جائے گا۔

زوجین میں محبت

۱۔ درج ذیل آیات شیرینی پر دم کر کے کھلائیں:

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ [1] هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ، وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ (تا) اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ [2] يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا، وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ (تا) اِنَّا لَنَرٰهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ [3] اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ، رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۚ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ [4]

۲۔ جس سے محبت ہو اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر سورۃ القدر پڑھے، تو کوئی امر ناگوار اس سے صادر نہ ہو۔

۳۔ سورۂ محمد آبِ زمزم سے دھو کر پینے سے لوگوں کی نظر میں محبوب ہو جائے، جو بات سنے یاد رہے، اس کے پانی سے غسل کرنا تمام امراض کا ازالہ کرتا ہے۔

دفعِ خوف وحصولِ حفاظت

ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جنگل میں ایک بکری دیکھی جس سے بھیڑیا کھیل رہا تھا، یہ پاس گئے تو بھیڑیا بھاگ گیا۔ دیکھتے کیا ہیں کہ اس بکری کے گلے میں کوئی تعویذ ہے، کھول کر دیکھا تو اس میں یہ آیتیں نکلیں:

وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ [5] فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ [6]

[1] مائدہ: ۵۴۔ [2] انفال: ۶۲، ۶۳۔ [3] یوسف: ۲۹، ۳۰۔ [4] ص: ۳۳۔ [5] بقرہ: ۲۵۵ [6] یوسف: ۶۴۔

Marfat.com

وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ [1] وَحِفْظًا ط ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ [2] اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ [3] اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ، اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ، وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ، ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ (تا) فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۔[4]

جو شخص ان کو لکھ کر اپنے پاس رکھے، اس کو کوئی گزند نہ پہنچے۔

اعمالِ دفعِ جادو

۱۔ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ج اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (تا) وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ [5]

یہ آیتیں زہر و چشم بد و سحر کے دفع کے لئے مفید ہیں، جو شخص ان کو سبز انگور کے عرق اور زعفران سے لکھ کر اَولے کے پانی سے دھو کر غسل کرے، چشم بد اور جادو اس سے دفع ہو، اور جو کھانے میں ملا کر کھائے تو زہر سے مامون رہے اور سحر و نظرِ بد سے بھی۔

۲۔ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ○ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ [6]

سخت جادو کے دفع کرنے کے لئے نافع ہے، ایک گھڑا بارش کے پانی کا لے کر ایسی جگہ جہاں برسنے کے وقت کسی کی نظر نہ پڑی ہو اور ایک گھڑا ایسے کنویں کا پانی لے جس میں سے کوئی پانی نہ بھرتا ہو، جمعہ کے روز ایسے درختوں کے سات پتے لے جن کا پھل نہ کھایا جاتا ہو۔ پھر دونوں پانی ملا کر ان میں ساتوں پتے ڈال دے، پھر ان آیتوں کو کاغذ پر لکھ کر اس پانی سے دھو کر مسحُور کو کنارۂ دریا پر لے جا کر پانی میں اس کو کھڑا کر کے رات کے وقت اس پانی سے اس کو غسل دیں، ان شاء اللہ تعالیٰ سحر باطل ہو جائے گا۔

---

[1] حجر:۱۷۔ [2] حٰم السجدہ:۱۲۔ [3] طارق:۴۔ [4] بروج۔ [5] اعراف:۳۱، ۳۲، ۳۳۔ [6] یونس:۸۰، ۸۱۔

Marfat.com

برائے دفعِ جِنّ

ابن قُتیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ کسی شخص نے ان سے بیان کیا کہ میں بصرہ خُرما کی تجارت کرنے گیا، کرایہ پر کوئی گھر نہ ملا، صرف ایک گھر ملا جس پر مکڑی نے جالے لگا رکھے تھے، میں نے اس کی وجہ پوچھی، لوگوں نے کہا کہ کیوں اپنی جان کھوتے ہو، اس میں بڑا بھاری جن ہے، جو شخص اس میں رہتا ہے اس کو مار ڈالتا ہے، میں نے کہا مجھے یہ گھر کرایہ پر دے دو، اللہ تعالیٰ مدد گار ہے، اس نے دے دیا، میں اس میں ٹھہر گیا۔

جب رات ہوئی، میری طرف ایک شخص سیاہ فام آیا جس کی آنکھیں شعلہ کی طرح روشن تھیں، میں نے آیۃ الکرسی پڑھنا شروع کی، وہ بھی برابر پڑھتا رہا، جب میں وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ پر پہنچا، وہ کہہ نہ سکا، میں نے اسی کو کہنا شروع کیا، بس وہ تاریکی جاتی رہی اور رات بھر آرام سے رہا۔ جب صبح ہوئی اُس جگہ نشان جلنے کا اور کچھ راکھ دیکھی اور کہنے والے کی آواز سنی کہ تُو نے بڑے بھاری جن کو جلایا، میں نے پوچھا کس چیز سے جل گیا؟ جواب دیا کہ اس کلمہ سے وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔

برائے دفعِ جِنّ از خانہ

چار لوہے کی کیلیں لیں، ہر کیل پر پچیس پچیس بار یہ آیات ''اِنَّھُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا وَّاَکِیْدُ کَیْدًا، فَمَھِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْھِلْھُمْ رُوَیْدًا'' [1] پڑھ کر، ان کو گھر کے چاروں کونوں میں دفن کر دیں، ان شاء اللہ گھر سے جنّ بھگانے کے لئے مفید ہوگا۔

خوف اور ڈر کے دفع کرنے کیلئے

جس کو کسی دشمن کا خوف ہو، یا اور کسی طرح کی بلا و مصیبت کا خوف ہو، وہ کثرت سے اس آیت

[1] الطارق۔

Marfat.com

''فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ'' [1] کو پڑھا کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ دشواری دور ہو جائے گی۔

دشمن سے مقابلہ، آیاتِ حِرز

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى (تا) وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ [2] لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ (تا) عَذَابَ الْحَرِيْقِ [3] اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ (تا) وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا [4] وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا (تا) مِنَ الْمُتَّقِيْنَ [5]

ان آیات کی خاصیت جاہ و منزلت اور غلبہ بمقابلہ اَعْدا ء ہے۔ اگر پرچم پر لکھ لیا جائے تو مقابلہ میں ہرگز شکست نہ ہو اور دشمنوں پر فتح اور کامیابی حاصل ہو اور اگر کاغذ میں لکھ کر سر میں رکھ کر اُمراء و حکام کے پاس جائے تو اس کی قدر و عظمت ان کی آنکھ میں ہو۔

آشوبِ چشم

ان حرفوں کو بحذفِ مکرّر نو چندی ہفتہ میں لکھ کر پیئے تو سال بھر تک آشوبِ چشم سے محفوظ رہے، وہ حروف یہ ہیں: الٓمٓ۔ الٓمٓصٓ۔ الٓمٓرٰ۔ الٓرٰ۔ كٓهٰيٰعٓصٓ۔ طٰهٰ۔ طٰسٓمٓ۔ طٰسٓ۔ يٰسٓ۔ صٓ۔ قٓ۔ نٓ۔

ذَاتُ الْجَنْب (پسلی کا درد، نمونیہ)

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ [6]

---

[1] یوسف: ۶۴۔ [2] بقرہ: ۲۴۶، ۲۴۷۔ [3] آل عمران: ۱۸۱۔ [4] نساء: ۷۷۔ [5] مائدہ: ۲۷۔ [6] انعام: ۱۸۔

Marfat.com

یہ آیتیں آخرِ شب میں کاغذ پر لکھ کر جس شخص کو ذَاتُ الجَنْب یا قلب یا ہاتھوں میں دَرْد ہو، اسکے باندھ دیں، ان شاء اللہ شفا ہوگی اور جس شخص کو کثرت سے رنج وغم ہو، ان آیتوں کو سوتے وقت سات مرتبہ پڑھ کر سو رہے جس وقت جاگے گا رنج وغم سب کا دفع ہونا معلوم ہوگا۔

آیاتِ شفا کے متعلق حضور علیہ السلام کے تلقین فرمانے کا واقعہ

شیخ ابوالقاسم قُشیری نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا: کیا بات ہے میں تمہیں غمگین دیکھ رہا ہوں؟ عرض کیا میرا بیٹا بیمار ہے اور اُس کی بہت بری حالت ہوگئی ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم آیاتِ شِفاء سے کہاں غافل ہو؟

(۱) وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۙ[۱] (۲) وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ[۲] (۳) فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۙ[۳] (۴) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ[۴] (۵) وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۙ[۵] (۶) قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ۙ[۶]

شیخ موصوف نے تین مرتبہ یہ آیات پڑھ کر بچہ پر دَم کیا تو بحکمِ الٰہی وہ بالکل تندرست اور صحت مند ہوگیا۔[۷]

قرآن شریف کی شفائیت کے متعلق پانچ مرفوع احادیث

۱۔ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا: خَيْرُ الدَّوَاءِ الْقُرْاٰنُ ''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث منقول ہے کہ بہترین دَوا قرآن ہے''۔[۸]

۲۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا، عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَيْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْاٰنِ ''ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع حدیث مروی ہے کہ تم دو شفاؤں کو لازم پکڑ لو، شہد اور قرآن''۔[۹]

[۱] التوبہ: ۱۴۔ [۲] الیونس: ۵۷۔ [۳] النحل: ۶۹۔ [۴] بنی اسرائیل: ۸۲۔ [۵] الشعراء: ۸۰۔ [۶] حٰمٓ السجدہ: ۴۴۔ [۷] الفوائد الحسان، ص: ۲۳۔
[۸] رواہ ابن ماجۃ۔ [۹] ابن ماجہ۔

Marfat.com

۳۔ عَنْ وَّاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ اَنَّ رَجُلًا اشْتَكَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَ حَلْقِهٖ قَالَ عَلَيْكَ بِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ ''واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے اپنے گلے کے درد کی شکایت کی تو فرمایا تم قرآن کی تلاوت کو لازم پکڑلو''۔ [1]

۴۔ قَالَ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَنْ لَّمْ يَشْتَفِ بِالْقُرْاٰنِ لَا شَفَاهُ اللهُ ''آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کے ذریعہ شفا طلب نہ کی، اللہ اُس کو شفاء عطا نہ فرمائیں گے''۔ [2]

۵۔ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ ِالْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّيْ اَشْتَكِيْ صَدْرِيْ قَالَ اِقْرَءِ الْقُرْآنَ، يَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ [3]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ! مجھے سینے میں درد کی شکایت ہے؟ فرمایا قرآن پاک پڑھو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ اور دلوں میں جو روگ ہیں قرآن اُن کے لئے شفاء ہے۔

خواص واعمالِ قرآنی کے چند شاہکار نمونے

۱۔ حُكِيَ عَنِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللهُ اَنَّهٗ شَكٰى اِلَيْهِ رَجُلٌ رَمَدًا فَكَتَبَ اِلَيْهِ فِي الرُّقْعَةِ "فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ" فَعَلَّقَ الرَّجُلُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَبَرِأَ

''امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے آنکھ کے درد کی شکایت کی تو موصوف نے ایک کاغذ پر فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ [4] لکھ کر دے دیا۔ اُس شخص نے یہ کاغذ آنکھ پر باندھ دیا تو شفایاب ہوگیا''۔

---

[1] رواہ البیہقی۔ ہذا کلہٗ من التفسیر المظہری: ج ۱۰، ص ۳۸۴۔ [2] نہایۃ القول المفید: ص ۳۱۷۔ [3] الفوائدۃ المزیدۃ علی التبیان، ص: ۲۳۷۔
[4] ق: ۲۲۔

Marfat.com

۲۔ كَانَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ يَكْتُبُ لِلْمُطَلَّقَةِ رُقْعَةً تُعَلَّقُ عَلٰى قَلْبِهَا اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَأَلْقَتْ مَافِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ مطلقہ عورت کو تسلی کے لئے کاغذ کے ایک پرزے پر یہ آیتیں لکھ کر دیتے تھے تاکہ وہ اس کاغذ کو اپنے دل کے بالمقابل سینے پر لٹکا لے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَافِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ [1] فَاخْرُجْ مِنْهَا فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ۔

۳۔ قَالَ الْغَزَالِيُّ وَكَانَ بَعْضُ الصَّالِحِيْنَ فِيْ اَصْبَهَانَ أَصَابَهٗ عَسْرُ الْبَوْلِ فَكَتَبَ فِيْ صَفْحَةٍ اَلْبَسْمَلَةُ وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً دَكًّا دَكًّا وَاَلْقٰى عَلَيْهِ الْمَاءَ وَشَرِبَهٗ فَيَسَّرَ عَلَيْهِ الْبَوْلَ وَاُتْقِيَ الْحَصٰى

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصبہان میں بعض صلحاء کو پیشاب کی تکلیف ہوگئی تو انہوں نے ایک کاغذ پر بسم اللہ کے علاوہ یہ آیتیں لکھیں وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا [2] وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً [3] دَكًّا دَكًّا پھر اس کاغذ پر پانی ڈالا اور وہ پانی پی گئے، اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے پیشاب کی تکلیف دُور فرمادی اور پتھری کو خارج فرمادیا۔

۴۔ حَكَى الثَّعْلَبِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ اَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰى: لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، يُكْتَبُ عَلٰى كَاغَذٍ وَيُوْضَعُ عَلٰى شَقِّ الضِّرْسِ الْوَجِعِ يَبْرَءُ بِاِذْنِ اللّٰهِ

ثعلبی رحمۃ اللہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ [4] والی آیت ایک کاغذ پر لکھ کر درد والی داڑھ پر وہ کاغذ رکھ دیا جائے تو بحکمِ خداوندی صحت یابی

[1] الانشقاق۔ [2] واقعہ: ۵، ۶۔ [3] الحاقۃ: ۱۴۔ [4] انعام: ۶۷۔

Marfat.com

حاصل ہوگی۔

۵۔ حَکَی ابْنُ الْجَوْزِیُّ عَنِ ابْنِ نَاصِرٍ عَنْ شُیُوْخِہٖ عَنْ مَیْمُوْنَۃَ بِنْتِ شَاقُوْلَۃَ الْبَغْدَادِیَّۃِ (وَکَانَتْ مِنَ الْمُتَعَبِّدَاتِ) رَحِمَھَا اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ آذَانَا جَارٌ لَّنَا فَصَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ وَ قَرَأْتُ مِنْ فَاتِحَۃِ کُلِّ سُوْرَۃٍ آیَۃً حَتّٰی خَتَمْتُ الْقُرْآنَ وَقُلْتُ: اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا أَمْرَہٗ ثُمَّ نِمْتُ وَفَتَحْتُ عَیْنِیْ وَإِذَابِہٖ قَدْ نَزَلَ وَقْتَ السَّحَرِ فَزَلَّتْ قَدَمَہٗ فَسَقَطَ وَمَاتَ [1]

ابن جوزی رحمہ اللہ نے ابن ناصر سے انہوں نے اپنے شیوخ کے واسطہ سے میمونہ بنت شاقولہ بغدادیہ رحمہا اللہ سے جو انتہائی عبادت گزار خواتین میں سے تھیں، یہ واقعہ نقل کیا، وہ فرماتی ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی تھا اُس نے ہمیں اذیت اور تکلیف پہنچائی تو میں نے دو رکعت نماز ادا کی اور اس میں ہر سورت کے شروع سے ایک ایک آیت پڑھی حتیٰ کہ اسی طرح پورا قرآن ختم کر لیا، اس کے بعد یہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا اَمْرَہٗ (اے اللہ! اس کے معاملے میں تو ہمیں کافی ہو جا؟)، پھر میں سو گئی جب آنکھ کھلی تو اچانک دیکھتی ہوں کہ وہ ہمارا پڑوسی سحری کے وقت چھت سے نیچے اُترنے لگا تو اس کا پاؤں پھسلا اور وہ گر کر مر گیا۔

فائدہ: بعض علماء نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ان نورانی حروف (مقطعات) کو چار سورتوں کے شروع میں جمع فرمایا ہے اور غالباً وہ اعراف رعد مریم شوریٰ ہیں۔ منقول ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنے جس مال واسباب اور اولاد کی حفاظت چاہتے تھے اس پر ان نورانی حروف کو لکھ دیتے تھے اور بعض حضرات جب دریا کا سفر کرتے تو ان کو پڑھ لیتے تھے اور ان کے ذریعہ حق تعالیٰ سے حفاظت چاہتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ حروف خشکی اور تری میں جس جگہ بھی پڑھے جاتے ہیں ان کے پڑھنے والے کی جان، اولاد اور اس کا مال سب چیزیں محفوظ رہتی ہیں اور ضائع ہونے سے اور وہ ڈوبنے سے مامون رہتا ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب خواص القرآن میں

[1] البرہان فی علوم القرآن، ۴۳۶/۱۔

Marfat.com

لکھتے ہیں کہ بعض عارفین کا دستور تھا کہ جب دریا میں طوفان آتا تو سورتوں کے شروع کے حروف مقطعات کو کسی ٹھیکری پر لکھ کر دریا میں ڈال دیتے تو حق تعالیٰ کے حکم سے دریا ٹھہر جاتا اور موج کو سکون ہو جاتا تھا۔ [1]

۶۔ حُكِيَ عَنِ ابْنِهَا اَنَّهٗ كَانَ فِيْ دَارِ هَا حَائِطٌ لَهٗ جَوْفٌ فَقَالَتْ هَاتِ رُقْعَةً وَ دَوَاةً فَنَاوَلْتُهَا فَكَتَبَتْ فِي الرُّقْعَةِ شَيْئًا وَقَالَتْ دَعْهُ فِيْ ثَقَبٍ مِنْهُ فَفَعَلْتُ فَبَقِيَ نَحْوًا مِنْ عِشْرِيْنَ سَنَةً فَلَمَّا مَاتَتْ ذَكَّرْتُ ذٰلِكَ الْقِرْطَاسَ فَقُمْتُ فَاَخَذْتُهٗ فَوَقَعَ الْحَائِطُ فَاِذَا فِي الرُّقْعَةِ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا يَا مُمْسِكَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَمْسِكْهُ [2]

میمونہ بنت شاقولہ کے صاحبزادہ سے منقول ہے کہ اُن کے گھر کی ایک دیوار میں بہت بڑا خلا تھا والدہ کہنے لگیں کاغذ اور دوات لاؤ میں نے دونوں چیزیں لا کر دے دیں، والدہ نے کاغذ میں کوئی چیز لکھی اور فرمایا جاؤ یہ کاغذ اُس دیوار کے سوراخ میں رکھ دو، میں نے اس پر عمل کیا، وہ کاغذ تقریباً بیس سال اسی طرح سوراخ میں رکھا رہا، جب والدہ فوت ہو گئیں تو مجھے وہ کاغذ یاد آیا، میں اُٹھا اور وہ کاغذ وہاں سے اُٹھا لیا، اُٹھاتے ہی فوراً دیوار دڑھم سے نیچے آ پڑی، میں نے کاغذ کھول کر دیکھا تو اس میں یہ آیت اور دعا لکھی ہوئی تھی: اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا يَا مُمْسِكَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَمْسِكْهُ یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اور زمین کو اس بات سے تھامے ہوئے ہیں کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں، اے آسمانوں اور زمین کو تھامنے والے اس دیوار کو تھام لے۔

★★★★★★★★★★★★★★★★★★★★

★★★★★★★★★★

★★★★

[1] مفتاح الکمال۔ [2] البرہان فی علم القرآن النوع السابع والعشرون خواص القرآن، ج:۱، ص:۴۳۴۔

Marfat.com

قرآن کریم کے متعلق معلوماتِ مفیدہ

لطائفِ قرآنیہ

حروفِ مقطعات:

قرآن مجید لطائف ومعارف کا بیش قیمت خزانہ ہے، قرآن مجید کی بعض سورتوں کے شروع میں حروفِ مقطعات لائے گئے ہیں، ان کے صحیح معانی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی معلوم ہیں، تاہم مفسرین کرام نے چند ایک کی نشاندہی بھی کی ہے، مثلاً:

- الٓمٓ میں الف سے مراد اللہ تعالیٰ، لام سے مراد جبرائیل علیہ السلام اور میم سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام جبرائیل علیہ السلام کی وساطت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے۔
- جن سورتوں کے شروع میں الف کا حرف ہے، ان کی ابتدائی آیات میں قرآن مجید کا تذکرہ کیا گیا ہے۔
- جن سورتوں کے شروع میں ط کا حرف ہے، ان سورتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ دیکھنے میں بھی حرفِ ط کی شکل ایسی ہے جیسے سانپ کنڈلی مار کر بیٹھا ہوتا ہے۔
- کفار ومشرکین کو یہ بات سمجھائی گئی کہ کلام اللہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے، اس کے الفاظ و کلمات انہیں حروف سے بنے ہیں جن حروف سے بنی ہوئی زبان میں تم لوگ گفتگو کرتے ہو، اگر تمہیں اس کے کلام اللہ ہونے میں شک ہے تو پھر اس جیسی چند آیات بنا کر دکھا دو، سارے انسان اور جن مل کر بھی آج تک قرآن کریم کے اس دعویٰ کا توڑ نہ کر سکے، یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن مجید کلامِ الٰہی ہے۔

Marfat.com

- حروفِ مقطعات کی تعداد بغیر تکرار کے گنی جائے تو چودہ بنتی ہے، جبکہ عربی زبان میں حروف الھجاء کی تعداد اٹھائیس ہے، اس میں اشارہ ہے کہ اے مشرکینِ مکہ! ہم نے آدھے حروف کے استعمال سے قرآن کو سجایا ہے، بقیہ آدھے حروف کو استعمال کر کے تم ایسا کلام بنا کر دکھاؤ۔
- حروف مقطعات کو ایک فقرے کی شکل میں جمع کیا جائے تو وہ فقرہ یوں بنے گا: ''نص حکیم قاطع لہ سر''۔
- بعض علمائے لغت نے ہمزہ اور الف کو الگ الگ شمار کیا ہے اور حروف الھجاء کی تعداد انتیس بتائی ہے، اگر حروفِ مقطعات والی سورتوں کی تعداد کو گنا جائے تو وہ بھی انتیس بنتی ہیں۔
- ایک حرف مقطع والی سورتوں کی تعداد تین ہے۔
- دو حروف مقطعات والی سورتوں کی تعداد نو ہے۔
- تین حروف مقطعات والی سورتوں کی تعداد تیرہ ہے۔
- چار حروف مقطعات والی سورتوں کی تعداد دو ہے۔
- پانچ حروف مقطعات والی سورتوں کی تعداد دو ہے۔
- الٓمٓ سے شروع ہونے والی سورتیں دو جگہ ترتیب سے آئی ہیں۔ پہلی جگہ البقرۃ، آل عمران، دوسری جگہ العنکبوت، الروم، لقمان، السجدہ۔
- الٓرٰ کے حروف والی سورتیں ایک ہی ترتیب سے آئی ہیں۔ یونس، ھود، یوسف، رعد، ابراھیم، حجر۔
- مجموعہ طواسین یعنی طس اور طسم ایک ہی جگہ ترتیب سے آئی ہیں۔ الشعراء، النمل، القصص۔
- حٰمٓ والی سورتیں (الحوامیم) ایک ہی جگہ ترتیب سے آئی ہیں۔ غافر، فصلت، الشوریٰ، الزخرف، الدخان، الجاثیۃ، الاحقاف۔

Marfat.com

- جن سورتوں کے نام حروفِ مقطعات پر رکھے گئے ہیں وہ چار ہیں۔طٰہٰ، یٰسٓ، صٓ، قٓ۔
- سورۃ القلم کی ابتداء حرفِ مقطعہ ن سے شروع ہوئی۔اس کی شکل دوات کی سی ہے، جس سے سیاہی لے کر قلم سے لکھا جاتا ہے۔عربی زبان میں نون سے مچھلی مراد لی جاتی ہے اور اس سورۃ میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر بھی ہے۔
- سورۃ مریم کے حروفِ مقطعات کھیعص ہیں، جن میں سے ك اور ھا صرف اسی جگہ آئے ہیں اور کہیں نہیں آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں یا کھیعص کہہ کر دعا مانگتے تھے، ان کے نزدیک یہ اسمائے الٰہی میں سے ہیں۔
- سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے تھے کہ حروف مقطعات اسمائے الٰہی کے اجزاء ہیں، جیسے الر، حٰمٓ، ن مل کر الرحمن بنتے ہیں۔یا محب ومحبوب کے درمیان اشارات ہیں، اختصار کی وجہ سے ایک حرف سے اس رمز کی طرف اشارہ ہو جاتا ہے۔
- حروفِ مقطعات کو لانے میں ایک عجیب رمز ہے، جس نے عقلوں کو حیران کر دیا ہے۔قواعد تجوید کی رو سے حروف کی جتنی بھی اقسام ہیں، ان میں سے ہر قسم کے نصف حروف کو حروف مقطعات میں لایا گیا ہے، چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ کل حروف، مہموسہ ہیں یا مجہورہ ہیں۔مہموسہ کی تعداد دس ہے: س، ت، ش، ح، ث، ك، خ، ص، ف، ہ اور ان میں سے پانچ ج، ہ، ص، س، ك حروف مقطعات میں سے ہیں۔باقی اٹھارہ حروف مجہورہ ہیں، ان میں سے نو حروف مقطعات میں سے ہیں، جیسے ل، ن، ی، ق، ط، ع، ء، م، ر۔

۲۔ کل حروف، شدیدہ ہیں یا رخوہ ہیں۔پس کل آٹھ حروف شدیدہ ہیں: ء، ج، د، ت، ط، ب، ق، ك۔ ان میں سے چار حروف مقطعات میں سے ہیں: ء، ق، ط، ك۔

باقی بیس حروف رخوہ ہیں، ان میں سے دس حروف مقطعات ہیں: ح، م، س، ع، ل، ی، ن، ص، ر، ہ۔

Marfat.com

۳۔ کل حروف، مطبقہ ہیں یا منفتحہ ہیں۔ مطبقہ کی تعداد چار ہیں: ص، ط، ض، ظ۔ ان میں سے دو حروف مقطعات ہیں: ص، ط۔ باقی چوبیس حروف منفتحہ ہیں، جن میں بارہ حروف مقطعات میں سے ہیں۔

۴۔ حروفِ قلقلہ پانچ ہیں: ق، ط، ب، ج، د۔ ان میں دو حروف مقطعات ہیں: ط اور ق۔ نصف اقل لینے سے اس طرف اشارہ ہے کہ یہ حروف کم استعمال ہوتے ہیں۔

۵۔ حروفِ لین دو ہیں: و، ی۔ ان میں سے ی حرف مقطع ہے، ثقل میں بھی کم ہے۔ باقی چوبیس حروف منفتحہ ہیں جن میں بارہ حروف مقطعات میں سے ہیں۔

۶۔ مزے کی بات یہ ہے کہ حروف مقطعات کو تین جگہ مفرد لایا گیا ہے جیسے: ص، ق، ن۔ اس میں اشارہ ہے کہ حروف مفردہ، اسم، فعل اور حرف تینوں جگہ پائے جاتے ہیں۔

- فعل جیسے: ق، اور ل کہ وَقٰی یقی اور ولی یلی کا امر ہے۔
- حرف، جیسے: بائے جر اور کاف تشبیہ۔

۷۔ حروف مقطعات دو دو مل کر چار طرح آئے ہیں، مثلاً طٰہٰ، طٰسٓ، یٰسٓ، حٰمٓ۔ اس میں اشارہ ہے کہ حرف میں دو کا مجموعہ بغیر حذف کے ہوتا ہے، جیسا کہ بَلٰی اور فعل میں دو کا مجموعہ بحذف ہوتا ہے جیسا کہ قُلْ، جبکہ اسم میں دو کا مجموعہ دونوں طرح سے ہوتا ہے بغیر حذف کے، جیسا کہ مَنْ اور حذف کے ساتھ، جیسا کہ دَمٌ۔

۸۔ حروف مقطعات میں دو کا مجموعہ نو سورتوں کے شروع میں آتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ دو کا مجموعہ اسم، فعل اور حرف میں فتح، ضمہ، کسرہ کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

- اسم میں اِذْ، ذُوْ، مَنْ۔
- فعل میں، قُلْ، بِعْ، خَفْ۔

Marfat.com

- حرف میں اِنْ، اَنْ، مُذْ۔

۹۔ تین حروف سے مرکب حروفِ مقطعات کی تعداد تیرہ ہے، جیسے الم، الر، طسم وغیرہ، ان کو تیرہ سورتوں کے شروع میں لانے میں اشارہ ہے کہ ثلاثی مجرد کے اوزان تیرہ ہیں جو لغت عرب میں زیادہ مستعمل ہیں، جیسے:

- اسم ثلاثی کے دس: فَلْسٌ، فَرَسٌ، کَتِفٌ، عَضُدٌ، حمر، عِنَبٌ، اِبِلٌ، قُفْلٌ، صُرَدٌ، عُنُقٌ۔
- فعل ماضی کے تین ہیں، جیسے: نَصَرَ، عَلِمَ، شَرُفَ۔

۱۰۔ چار حروف سے مرکب حروفِ مقطعات کی تعداد دو ہے، جیسے: المر، المص، اور پانچ حروف سے مرکب حروفِ مقطعات کی تعداد بھی دو ہے، جیسے: کھیعص، حمعسق۔

اس میں اشارہ ہے کہ رباعی اور خماسی کے دو وزن ہیں:

- ایک اصلی، جیسے: جَعْفَرٌ اور سَفَرْجَلٌ
- ایک ملحق، جیسے: قَرْدَدٌ اور حَجَنْفَلٌ

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حروف مقطعات کو ایک جگہ لانے کی بجائے ۲۹ سورتوں کے شروع میں لایا گیا تاکہ انسانی عقلیں ان کے اسرار و رموز کو جان کر حیران رہ جائیں اور اس بات کو تسلیم کرلیں کہ قرآن مجید کلام الٰہی ہے، یہ کسی انسان کی کاوش نہیں ہے۔

هَاءُ الرَّفْعَةِ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا [1]

تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے، اللہ کا ہاتھ اوپر ان کے

[1] الفتح: ۱۰۔

Marfat.com

ہاتھ کے، پھر جو کوئی قول توڑے سو توڑتا ہے اپنے نقصان کو اور جو کوئی پورا کرے اس چیز کو جس پر اقرار کیا اللہ سے، تو وہ اس کو دے گا بدلہ بہت بڑا۔

عربی قواعد کی رو سے لفظ عَلَيْهُ کی ھا کو مکسور ہونا چاہئے، چونکہ یہ مفرد غائب کی ضمیر ہے اور اس سے پہلے عَلٰی حرفِ جار ہے، سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں ھا کا کسرہ ضمہ میں کیسے بدل گیا، حقیقت حال یہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ [1]

''تحقیق اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب بیعت کرنے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ [2]

اس وقت ساری دنیا کے لوگوں سے تم سب سے بہتر ہو۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ شرف بخشا اور اُن کی شان میں فرمایا: يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ''کہ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے''، اس شرف و رفعت نے ھاء کے کسرہ کو ضمہ میں تبدیل کر دیا، چونکہ کسرہ رفعت کے شایانِ شان نہیں ہوتا، اس بنا پر اس کا نام هَاءُ الرَّفْعَةِ رکھا گیا۔

اَلسِّلْمُ ۔۔۔ وَالسَّلْمُ ۔۔۔ وَالسَّلَمُ

تینوں الفاظ اپنے حروف میں ایک جیسے ہیں، مگر معانی میں فرق ہے:

ا۔ اَلسِّلْمُ:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً [3]

''اے ایمان والو! داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے''۔

[1] الفتح:۱۸۔ [2] مسلم شریف۔ [3] البقرہ:۲۰۸۔

Marfat.com

پس اَلسِّلْمُ کا لفظ اسلام کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

۲-اَلسَّلْمُ:

یہ لفظ قرآن مجید میں ایک ہی سیاق میں دو مرتبہ استعمال ہوا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ [1]

''اگر وہ جھکیں صلح کی طرف تو تُو بھی جھک اسی طرف اور بھروسہ کر اللہ تعالیٰ پر''۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ [2]

''سو تم سستی نہ دکھاؤ اور نہ بلاؤ صلح کی طرف اور تم ہی رہو گے غالب اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور نہ نقصان دے گا تم کو تمہارے کاموں میں''۔

دونوں آیات میں اس کے معنی استسلام اور خضوع کے ہیں۔

۳-اَلسَّلَمُ:

قرآن مجید میں یہ لفظ پانچ مرتبہ کفار کے استسلام کے لئے استعمال ہوا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَاَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا [3]

سو اگر یکسو رہیں وہ تم سے، پھر نہ لڑیں اور پیش کریں تم پر صلح، تو اللہ نے نہیں دی تم کو ان پر راہ۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

فَاِنْ لَّمْ يَعْتَزِلُوْكُمْ وَيُلْقُوْٓا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ [4] النساء:۹۱۔

''پھر اگر وہ تم سے یکسو نہ رہیں اور نہ پیش کریں تم پر صلح''۔

ایک جگہ پر ارشاد فرمایا:

---

[1] الانفال:۶۱۔ [2] محمد:۳۵۔ [3] النساء:۹۰۔ [4] النساء:۹۱۔

Marfat.com

وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ [1]

''اور آپڑیں اللہ کے آگے اس دن عاجز ہوکر اور بھول جائیں جو جھوٹ باندھتے تھے''۔

معلوم ہوا کہ اَلسِّلْمُ کا لفظ اسلام کے معنی میں استعمال ہوا ہے، اَلسَّلْمُ کا لفظ قتال وحرب کے ترک کرنے کے لئے استعمال ہوا ہے، اور اَلسَّلَمُ کا لفظ کفار کی ذلت کے لئے استعمال ہوا ہے۔

اَلرِّيْحُ ---- وَ ---- الرِّيَاحُ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہوا کی آٹھ قسمیں ہوتی ہیں، جن میں سے چار رحمت ہیں اور چار عذاب ہیں۔ وہ ہوائیں جو رحمت ہیں ان کے نام مُبَشِّرَات، مُرْسَلَات، ذَارِيَات، نَاشِرَات ہیں۔ جو ہوائیں عذاب ہیں، ان میں سے دو صَرْصَرْ اور عَقِيْم زمین پر چلتی ہیں، جبکہ عَاصِف اور قَاصِف سمندر میں چلتی ہیں۔

قرآن مجید نے اس فرق کو بڑی آسانی کے ساتھ اس طرح سمیٹا ہے کہ رِيْح کا لفظ عذاب کے لئے، رِيَاح کا لفظ رحمت کے لئے استعمال کیا۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں:

۱۔ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ [2]

''اور قوم عاد میں نشانی ہے جب ہم نے ان پر ہوا بھیجی خیر سے خالی''۔

۲۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا [3] ''ہم نے ان پر تند ہوا بھیجی''۔

۳۔ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ط [4]

''وہ ہے جو لاتا ہے ہوائیں خوشخبری دینے کو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے''۔

۴۔ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ [5]

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ لاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والی''۔

---

[1] النحل:۸۷۔ [2] الزاریات:۴۱۔ [3] القمر:۱۹۔ [4] الاعراف:۵۷۔ [5] الروم:۴۶۔

Marfat.com

مَطَرٌ ... وَ ... اَمْطَارٌ

قرآن مجید میں مطر اور امطار کا لفظ ہمیشہ عذاب کیلئے استعمال ہوا ہے، چند مثالیں درج ذیل ہیں:

وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ [1]

''اور ہم نے ان پر مینہ برسایا تو کتنا برا ہے مینہ ڈرائے ہوؤں کا''۔

وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۭ [2]

''اور یہ لوگ ہو آتے ہیں اس بستی پر جس پر برسایا گیا برا مینہ''۔

هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ [3]

''یہ بادل ہم پر مینہ برسائے گا، بلکہ یہ وہ ہے جس کو تم نے جلدی مانگا ہوا ہے، جس میں دردناک عذاب ہے''۔

مَطَر کے بالمقابل غَیْث کا لفظ ہے، غَیْث اس بارش کو کہتے ہیں جو ضرورت کے وقت نازل ہو، جیسے:

وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ [4]

''وہی ہے جو اُتارتا ہے بارش، بعد اس کے کہ لوگ ناامید ہو چکے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت''۔

لغتِ قریش کیوں اختیار کی گئی؟

واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قرآن میں قریش کی لغت سے تین لفظوں کے سوا اور کوئی غریب لفظ نہیں آیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قریش کا کلام سہل، لوچدار اور واضح ہے، اور باقی اہل عرب کی بول چال وحشت انگیز اور غریب (دشواری سے سمجھ اور تلفظ میں آنے والی) ہے، غرضیکہ قرآن میں یہی تین کلمے غریب ہیں:

---

[1] الشعراء:۱۷۳۔ [2] الفرقان:۴۰۔ [3] الاحقاف:۲۴۔ [4] الشوریٰ:۲۸۔

Marfat.com

۱۔ فَسَيُنْغِضُوْنَ: اس کے معنی سر ہلانے کے ہیں۔ [۱]

۲۔ مُقِيْتًا: اس کے معنی صاحب قدرت کے ہیں۔ [۲]

۳۔ فَبَشِّرْهُمْ: یعنی ان کو سناؤ۔ [۳]

چودہ (۱۴) سوالات

بزار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

مَارَأَيْتُ قَوْمًا خَيْرًا مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاسَأَلُوْهُ اِلَّا ثِنْتَيْ عَشْرَةَ مَسْأَلَةً كُلُّهَا فِي الْقُرْآنِ [۴]

میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے اچھی جماعت کوئی نہیں دیکھی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صرف بارہ سوالات کئے اور وہ تمام سوالات قرآن میں موجود ہیں۔

اس روایت کو امام رازی رحمۃ اللہ نے اَرْبَعَةَ عَشَرَ حَرْفًا کے لفظ سے ذکر کیا ہے، یعنی کل چودہ سوالات ہیں، اور کہا ہے کہ منجملہ ان کے آٹھ سوال سورۃ البقرہ میں حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ وَاِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ۔۔ الآية [۵] ۲۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ [۶] ۳۔ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ۔ الآية [۷] ۴۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ [۸] ۵۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ [۹] ۶۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى [۱۰] ۷۔ وَيَسْأَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ط قُلِ الْعَفْوَ [۱۱] [۱] ۸۔ وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ [۱۲] [۱]

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نواں سوال ''يَسْأَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ۔ الآية'' سورۃ المائدہ، آیت ۴ میں ہے۔ دسواں سوال سورۃ الانفال، آیت ۱ میں ''يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ'' ہے۔ گیارہواں سوال سورۃ

[۱] بنی اسرائیل: ۵۱۔ [۲] النساء: ۸۵۔ [۳] انفال: ۵۷۔ [۴] مسند البزار: رقم الحدیث: ۵۰۶۵۔ [۵] بقرۃ: ۱۸۶۔ [۶] بقرۃ: ۱۸۹۔ [۷] بقرۃ: ۲۱۵۔ [۸] بقرۃ: ۲۱۷۔ [۹] بقرۃ: ۲۱۹۔ [۱۰] بقرۃ: ۲۲۰۔ [۱۱] [۱] بقرۃ: ۲۱۹۔ [۱۲] [۱] البقرۃ: ۲۲۲۔

Marfat.com

النازعات، آیت ۴۲ میں ''يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ'' ہے۔ بارہواں سوال سورۂ طٰہٰ آیت ۱۰۵ میں ''وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ'' ہے۔ تیرہواں سوال سورۂ بنی اسرائیل آیت ۸۵ میں ''وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ'' ہے۔ اور چودھواں سوال سورۃ الکہف آیت ۸۳ میں ''وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ'' ہے۔

پہلی وحی

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ؕ﴿۵﴾ [1]

دوسری وحی

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۖ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۖ﴿۳﴾ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۖ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۖ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۖ﴿۶﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ؕ﴿۷﴾ [2]

آخری وحی

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۫ [3]

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ [4]

کاتبانِ وحی کی تعداد

کم وبیش ۴۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شمار کاتبانِ وحی میں ہوتا ہے۔

قرآن کی مدّتِ نُزول

تقریباً ۲۲ سال، ۵ ماہ، ۱۴ دن۔

---

[1] علق، آیت ۱ تا ۵۔ [2] مدثر، آیت ۱ تا ۷۔ [3] البقرہ: ۲۸۱۔ [4] المائدہ: ۳۔

Marfat.com

عمومی تقسیم

پارے: ۳۰، منزلیں: ۷، سورتیں: ۱۱۴، رکوع: ۵۴۰، آیات: ۶۲۳۶ (بشمار کوفی)، سجدہ ہائے تلاوت: متفق علیہ ۱۴، مختلف فیہ: ۱۔

حروفِ قرآن کے شماریات

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شمار پر تین لاکھ تئیس ہزار چھ سو اکہتر (ابن جریج اور سعید بن جبیر سے بھی یہی منقول ہے)۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شمار میں تین لاکھ اکیس ہزار دو سو پچاس (یہی اہل کوفہ کا قول ہے، نیز ہشام بن عمار کا شمار بھی یہی ہے)۔

۳۔ مجاہد رحمہ اللہ کے قول پر تین لاکھ اکیس ہزار ایک سو اڑتیس۔

۴۔ عطا بن یسار رحمہ اللہ کے قول پر تین لاکھ تئیس ہزار پندرہ۔

۵۔ یحییٰ بن حارث ذماری رحمہ اللہ کے شمار میں تین لاکھ اکیس ہزار پانچ سو تیس حروف ہیں۔

سببِ اختلاف

بقول ابن مہران رحمہ اللہ، شمارِ حروف کے اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بعض حضرات نے ہر مشدد حرف کو دو حروف اور بعض نے صرف ایک حرف شمار کیا ہے، علاوہ ازیں یہ اختلاف، عثمانی مصاحف کی رسم کے اختلاف پر مبنی ہے [1] نیز بعض حروف مکتوبی ہیں اور بعض ملفوظی، پس کسی نے ایک اعتبار سے شمار کیا اور کسی نے دوسرے لحاظ سے، لہٰذا اس اختلاف سے قرآن مجید کے حروف کے شمار میں کمی وبیشی لازم نہیں آتی۔

نیز عددِ آیات وکلمات وحروف میں اختلافِ علماء کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ بسم اللہ بعض احرف سبعہ میں سورت کے ساتھ نازل ہوئی ہے، تو جن حضرات نے اُن احرف سبعہ کے موافق قرأت کی ہے انہوں نے بسم

[1] مقدمہ شرح الخلاتی، ص: ۱۱۵۔

Marfat.com

اللہ کو بھی شمار میں شامل کرلیا ہے، بخلاف دوسرے حضرات کے، جنہوں نے اُن احرف سبعہ کے ماسوا کے موافق قرأت کی ہے کہ انہوں نے بسم اللہ کو تعداد میں شامل نہیں کیا ہے۔

کلماتِ قرآن کے شماریات

۱۔ عطاء بن یسار رحمہ اللہ کے شمار میں ستتر ہزار چار سو انتالیس ہیں (اور یہ اہلِ مدینہ کی روایت ہے)۔

۲۔ اہلِ مکہ سے ابو ربیعہ رحمہ اللہ کی روایت کے حساب سے ستتر ہزار چار سو ساٹھ ہیں۔

۳۔ یحییٰ بن حارث ذماری رحمہ اللہ کے شمار کے مطابق اناسی ہزار دس کلمات ہیں۔

۴۔ عبداللہ بن عدی رحمہ اللہ کا شمار اناسی ہزار انتالیس کلمات کا ہے۔

اختلاف کا سبب

اختلاف کا سبب یہ ہے کہ اَلْاَرْض، اَلْاٰخِرَة، اَلْاَنْهٰر اور اَلْاَبْرَارِ جیسے کلمات کو بعض حضرات نے بمذہب کوفیین دو دو کلمات شمار کیا ہے، کیونکہ اہل کوفہ الف ولام کو ایک مستقل کلمہ شمار کرتے ہیں جو تعریف کے معنی کے لئے مقرر ہے۔ لیکن اس کے برخلاف بعض دوسرے حضرات نے اِن کلمات کو بمذہبِ بصریین ایک ہی کلمہ شمار کیا ہے، کیونکہ اہلِ بصرہ صرف لام کو تعریفی قرار دیتے ہیں اور ہمزہ وصلی صرف ابتداء کے لئے ہے، لہٰذا لام تعریفی کو مستقل کلمہ شمار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔[1]

دوسرا سببِ اختلاف یہ ہے کہ بعض کلمات رسمِ قرآنی میں ایک اور عربیت کے لحاظ سے دو اور تین ہوتے ہیں، نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو آٹھ مصاحف مختلف شہروں میں روانہ فرمائے تھے، ان کے رسم بھی مختلف تھے، اس بنا پر شمار میں اختلاف ہوجاتا ہے۔ پس اس سے قرآن مجید میں کمی وزیادتی لازم نہیں آتی۔

فائدہ

امام ابوبکر احمد بن حسین بن مہران المقری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حجاج بن یوسف نے بصرہ کے قرّاء کے پاس

[1] از کتاب العدد ابوالقاسم عمر بن محمد بن عبدالکافی بحوالہ مقدمہ شرح العلامۃ، ص: ۱۲۰، المخللاتی علیٰ ناظمۃ الزہر از شیخ عبدالرزاق بن علی۔

Marfat.com

قاصد بھیج کر انہیں جمع کیا اور اُس میں سے حسن بصری رحمہ اللہ، ابو العالیہ رحمہ اللہ، نصر بن عاصم رحمہ اللہ، عاصم جحدری رحمہ اللہ اور مالک بن دینار رحمہ اللہ کو منتخب کر کے انہیں مکلّف کیا کہ قرآن کے کلمات وحروف کو شمار کرو۔

یہ حضرات مسلسل چار مہینے جوؤں کے ذریعہ شمار کے کام میں مشغول رہے اور بالآخر یہ سب حضرات اس پر متفق ہو گئے کہ کل کلمات ستتر ہزار چار سو انتالیس اور کل حروف تین لاکھ تئیس ہزار پندرہ ہیں۔[1]

منازل کی تقسیم

۱۔ فاتحہ تا نساء (کل چار سورتیں)۔ ۲۔ مائدہ تا توبہ (کل پانچ سورتیں) ۳۔ یونس تا نحل (کل سات سورتیں)۔ ۴۔ بنی اسرائیل تا فرقان (کل نو سورتیں) ۵۔ شعراء تا یٰسٓ (کل گیارہ سورتیں)۔ ۶۔ والصّٰفّٰت تا حجرات (کل تیرہ سورتیں) ۷۔ ق تا الناس (کل پینسٹھ سورتیں)۔

سیدنا جبرائیل علیہ السلام چھبیس ہزار مرتبہ وحی لیکر آئے

بعض کتبِ تاریخ میں درج ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چھبیس ہزار بار نزول فرمایا، اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کوئی نبی بھی اس عدد کو نہیں پہنچے ہیں۔

قمری سال کے ایام تقریباً تین سو پچپن ہوتے ہیں اور نبوت کے تئیس سالوں کے کل ایام نو ہزار ایک سو پینسٹھ بنتے ہیں۔ دنوں کے اس عدد پر ۲۶ ہزار کو تقسیم کرنے سے روزانہ تقریباً تین مرتبہ نزول جبرائیل علیہ السلام ثابت ہوتا ہے۔[2]

قرآن کی سورتوں کے متعلق اہم معلومات

۱۔ فاتحہ کے ساتھ سات لاکھ فرشتے جبرائیل امین علیہ السلام کے جلو میں اس طرح اترے کہ زمین وآسمان کی درمیانی پوری فضا اُن سے بھر گئی اور پوری کائنات اُن فرشتوں کی تسبیح سے گونج اُٹھی اور ایسا پُر ہیبت حال دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کہتے ہوئے سجدہ میں گر پڑے۔

[1] البرہان فی علوم القرآن، ج:۱، ص:۳۴۷۔ [2] اثمار التکمیل، ج:۲، ص:۲۲۰۔

Marfat.com

۲۔ آیۃ الکرسی: تیس ہزار فرشتوں کے جلو میں نازل ہوئی۔

۳۔ انعام: ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں نازل ہوئی۔

۴۔ کہف اور یٰسٓ: بارہ بارہ ہزار فرشتوں کے جلو میں نازل ہوئیں۔[۱]

۵۔ قرآن میں سب سے عظیم الشان آیت ''آیۃ الکرسی'' ہے۔

۶۔ قرآن میں سب سے زیادہ عدل وانصاف سکھانے والی آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ والی آیت ہے۔[۲]

۷۔ قرآن میں سب سے زیادہ امیدِ نجات دلانے والی آیت قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ [۳] اور بقولِ بعض وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی [۴] ہے۔

۸۔ قرآن میں سب سے زیادہ حُزن وغم پیدا کرنے والی آیت مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ [۵] ہے۔

۹۔ قرآن میں دوزخیوں کے حق میں سب سے زیادہ سخت آیت فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِیْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا [۶] ہے۔[۷]

۱۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ مجھے قرآن میں محبوب ترین آیت اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ [۸] ہے۔

۱۱۔ اور میرے نزدیک قرآن میں افضل آیت وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ [۹] ہے۔[۱۰]

دفعِ وسوسہ کی آیت

جب دل میں کسی وسوسہ کا احساس ہو تو یہ آیت پڑھو: ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ [۱۱]

---

[۱] بصائر ذوی التمییز، حاشیہ فضائل ابی عبید کبیر، ص:۳۶۶۔ [۲] النحل:۹۰۔ [۳] الزمر:۵۳۔ [۴] الضحیٰ:۵۔ [۵] النساء۔ [۶] النباء۔ [۷] ابن مردویہ وغیرہ۔ [۸] النساء۔ [۹] الشوریٰ۔ [۱۰] حاشیہ تبیان، ص:۲۲۹۔ [۱۱] الحدید، حاشیہ تبیان، ص:۲۳۶۔

Marfat.com

صرف ایک آیت والا مکمل رکوع

قرآن مجید میں ایک مکمل رکوع ایسا ہے جو صرف ایک آیت پر مشتمل ہے اور وہ سورۂ مزمل کا دوسرا (آخری) رکوع ہے۔

سب سے زیادہ آیات والا رکوع

قرآن مجید میں سب سے زیادہ آیات پر مشتمل رکوع سورۂ عبس کا ہے جس کی بیالیس آیتیں ہیں۔

ایک کلمہ والی آیات

ایک کلمہ والی آیات زیادہ نہیں ہیں صرف اَلرَّحْمٰنُ اور اسی سورت میں مُدْهَآمَّتٰنِ، نیز پہلا اَلْحَآقَّةُ اور پہلا اَلْقَارِعَةُ یہ چار مواقع ہیں جن میں ایک ایک کلمہ والی آیت ہے۔ نیز وہ قسمیں ہیں جو سورتوں کے شروع میں ہیں اور ان کے مقسم بہ اپنے مابعد والی آیات کے سروں کے مناسب ہیں۔ ان موقعوں میں بھی ہر جگہ ایک ہی کلمہ کی آیت ہے جیسے وَالطُّوْرِ۔ وَالْفَجْرِ۔ وَالضُّحٰی وغیرہ لیکن وَالتِّیْنِ اس سے مستثنیٰ ہے کہ یہ ایک کلمہ کی ایک آیت نہیں ہے اور وَالنَّجْمِ، وَالْمُرْسَلٰتِ اور وَالنّٰزِعٰتِ وغیرہ چونکہ اپنے مابعد والی آیات کے موافق نہیں ہیں، اس لئے یہ رؤسِ آیات بھی نہیں ہیں اور ان میں آیت ہونے کا شبہ بھی نہیں ہے۔

نصف قرآن

۱ قرآن کا نصف باعتبار حروف: وَلْيَتَلَطَّفْ کی فا تک۔

۲ قرآن کا نصف باعتبار کلمات: سورۃ الحج کی آیت نمبر ۲۰ کے وَالْجُلُوْدُ تک (اور اس کے بعد آیت نمبر ۲۱ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ نصف ثانی میں ہے)۔

۳ قرآن کا نصف باعتبار آیات: سورۃ الشعرآء کی آیت نمبر ۴۵ کے اخیر مَا يَأْفِكُوْنَ تک (اور اس کے بعد آیت ۴۶ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ نصف ثانی میں ہے)۔

Marfat.com

۴۔ قرآن کا نصف باعتبار سُور: سورۃ الحدید تک، (اور سورۃ المجادلہ سے دوسرا نصف شروع ہوتا ہے)۔

تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ صرف ایک مرتبہ

قرآن مجید میں مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ بہت جگہ آیا ہے لیکن تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ صرف ایک مرتبہ آیا ہے، سورۂ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۰ میں۔

روایتِ حفص رحمۃ اللہ علیہ میں صرف ایک جگہ امالہ

قرآن مجید میں یائے معروف خالص بہت جگہ ہے مگر امالہ محضہ والی یائے مجہول صرف ایک جگہ سورۂ ہود کی آیت نمبر ۴۱ کے لفظ مَجْرٖهَا میں ہے۔ روایت حفص رحمۃ اللہ علیہ میں اس کی را کو اس طرح پڑھیں گے جس طرح اُردو میں ستارے قطرے کی را بولتے ہیں۔

سب سے زیادہ طویل ذکر

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ طویل ذکر کسی کا نہیں ہے۔

سب سے بڑی آیت

قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَایَنْتُمْ ہے، یہ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۲ ہے، جس کا نام ''آیۃ المداینۃ'' ہے، اس کے کل حروف مکتوبی ۵۴۴ اور ملفوظی ۵۵۸ ہیں، ملفوظی میں مشدد کو دوبار گنا گیا ہے اور صلہ کے واؤ اور یا کو نیز تنوین کو بھی حروف میں شمار کیا گیا ہے۔ اور اس کے تمام کلمات رسم کے لحاظ سے ۱۲۸ ہیں۔

سب سے بڑی سورت

قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت، سورۃ البقرہ ہے۔

Marfat.com

سب سے چھوٹی سورت

قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورت، سورۃ الکوثر ہے۔

سب سے پہلی نازل ہونے والی سورت

قرآن کریم کی سب سے پہلی نازل شدہ سورت، سورۂ علق (اِقْرَأْ سے مَالَمْ یَعْلَمْ تک)۔

قرآن کریم کی ایک خاص سورت

قرآن کریم کی وہ ایک خاص سورت جس کے شروع میں بسم اللہ نہیں، سورۃ التوبہ ہے۔

سب سے بڑا کلمہ

فَاَسْقَیْنٰکُمُوْہُ اس کے گیارہ حروف ہیں، پھر اقْتَرَفْتُمُوْھَا، اَنُلْزِمُکُمُوْھَا، وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ، لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ ان کے دس دس حروف ہیں۔

سب سے چھوٹا کلمہ

جو رسماً علیحدہ ہو مَا، لَا، لَكَ وغیرہ، جس میں دو حروف ہیں۔

قرآن کو کتابی شکل میں جمع کرنے کا امر سب سے پہلے کس نے فرمایا؟

کتابی شکل میں قرآن کریم کو جمع کرنے کا سب سے پہلے خلیفۃ الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امر فرمایا۔

مصحفِ اوّل بطور امانت

وہ عظیم خاتون جن کے پاس مسلمانوں نے ''مصحف اوّل'' کو امانت رکھوایا تھا؟ وہ اُم المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

Marfat.com

سجدہ ہائے تلاوت کے مقامات کی تفصیل

1	وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ	الاعراف آیت نمبر:۲۰۶
2	بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ	الرعد آیت نمبر ۱۵
3	مَا يُؤْمَرُوْنَ	النحل آیت نمبر ۴۹
4	وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا	الاسراء آیت نمبر ۱۰۷
5	سُجَّدًا وَّبُكِيًّا	مریم آیت نمبر:۵۸
6	يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ	الحج آیت نمبر:۱۸
7	وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا	الفرقان آیت نمبر:۶۰
8	رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ	النمل آیت نمبر:۲۶
9	وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ	السجدہ آیت ۱۵
10	وَاَنَابَ	صٓ آیت نمبر ۲۴
11	وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ	فصلت آیت نمبر ۳۸
12	وَاعْبُدُوْا	النجم آیت ۶۲
13	لَا يَسْجُدُوْنَ	الانشقاق آیت نمبر:۲۱
14	وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ	العلق آیت نمبر:۱۹

فائدہ

امام شافعی رحمہ اللہ وامام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک صٓ کا سجدہ نہیں بلکہ اس کی بجائے ثانی الحج لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ آیت نمبر ۷۷ پر سجدۂ تلاوت ہے۔

Marfat.com

دعائے سجدہ تلاوت

اَللّٰھُمَّ لَکَ سَجَدْتُّ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ تَبَارَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوْحِ، اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِھَا عِنْدَکَ اَجْرًا، وَاجْعَلْھَا لِیْ عِنْدَکَ ذُخْرًا، وَضَعْ عَنِّیْ بِھَا وِزْرًا، وَاقْبَلْھَا مِنِّیْ کَمَا قَبِلْتَھَا مِنْ عَبْدِکَ دَاوٗدَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

اے اللہ! میں نے تیرے لئے سجدہ کیا، تجھ ہی پر میں ایمان لایا، تیرے ہی سامنے سرِ تسلیم خم کیا، میرے چہرے نے سجدہ کیا اُس ذات کو جس نے اس کو پیدا کیا، صورت بخشی، اپنے کرشمہ قدرت سے اس میں کان اور آنکھ بنائی، کتنی بابرکت ذات ہے اُس اللہ کی جو تمام کاریگروں سے بڑھ کر کاریگر ہے، پاک اور بزرگ ہے جو فرشتوں اور روح کا رب ہے۔

اے اللہ! میرے لئے اس سجدہ کے بدلہ میں اپنے یہاں ثواب لکھ دے، اس کو میرے لئے اپنے پاس ذخیرہ بنادے، اس کے ذریعہ میرے گناہ کا بوجھ ہلکا فرمادے اور میرے سے یہ سجدہ اُسی طرح قبول فرمالے جس طرح تو نے اس کو اپنے بندے داؤد علیہ السلام سے قبول فرمایا۔[1]

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

[1] تلاوۃ القرآن، ص: ۱۲۳۔

Marfat.com

اسماءُالقرآن

قرآن کے کئی صفاتی نام ہیں جوخود قرآن میں مذکور ہیں، ان ناموں سے قرآن کی عظمت ظاہر ہوتی ہے اوراس کی خوبیاں نمایاں ہوتی ہیں، قرآن کے صفاتی نام حروفِ تہجی کے اعتبار سے ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں:

۱۔ احسن الحدیث:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ [1]

اللہ نے یہ بہترین کلام اتارا ہے، اس کے مضامین ہم رنگ اور تضاد سے پاک ہیں، اورانہیں سمجھانے کے لئے بار بار دہرایا گیا ہے، اسے سُن کران لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں جواپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

۲۔امر:

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ [2]

یہ اللہ کا حکم ہے، جسے اُس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے۔

۳۔برہان:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا [3]

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک برہان یعنی دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف قرآن بھیجا ہے، جو واضح روشنی ہے۔

---

[1] الزمر:۲۳۔ [2] الطلاق:۵۔ [3] النساء:۱۷۴،

Marfat.com

۴۔بشریٰ:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ [1]

اور ہم نے یہ کتاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی ہے، جو ہر چیز کو کھول دینے والی ہے، جو ہدایت، رحمت اور بشارت ہے فرمانبرداروں کے لئے۔

۵۔بشیر:

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا [2]

یہ کتاب ہے جس کی آیتوں کو الگ الگ واضح کیا گیا ہے۔ یہ عربی زبان کا قرآن ہے، ان لوگوں کیلئے جو اسے جاننا چاہتے ہیں۔ یہ خوشخبری بھی دیتا ہے اور خبردار بھی کرتا ہے۔

۶۔بصائر:

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ [3]

یہ لوگوں کے لئے بصیرت افروز باتیں ہیں اور یہ ہدایت اور رحمت ہے، ان لوگوں کے لئے جو یقین کریں۔

۷۔بلاغ:

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ [4]

یہ لوگوں کے لئے پیغام ہے تاکہ ان کو اس کے ذریعے خبردار کیا جائے۔ اور تاکہ وہ جان لیں کہ ایک ہی معبود ہے اور تاکہ عقل والے اس سے نصیحت حاصل کریں۔

۸۔بیان:

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ [5]

یہ لوگوں کیلئے بیان ہے اور یہ ہدایت اور نصیحت ہے اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے۔

[1] النحل:۸۹۔ [2] حٰمٓ السجدۃ:۳۔۴۔ [3] الجاثیۃ:۲۰۔ [4] ابراہیم:۵۲۔ [5] آل عمران:۱۳۸۔

Marfat.com

۹۔بینہ:

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ [1]

اب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل، ہدایت اور رحمت آچکی ہے۔

۱۰۔تبیان:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ [2]

اور ہم نے یہ کتاب آپ ﷺ پر نازل کی ہے جو ہر چیز کو کھول دینے والی ہے جو ہدایت، رحمت اور بشارت ہے فرمانبرداروں کے لئے۔

۱۱۔تذکرہ:

وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ [3]

اور بے شک یہ ایک یاددہانی ہے، اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے۔

۱۲۔تنزیل:

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ [4]

اور بے شک یہ رب العالمین کا نازل کیا ہوا (قرآن) ہے۔

۱۳۔حق:

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ [5]

بلکہ میں نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو دنیا کا سامان دیا۔ یہاں تک کہ اب ان کے پاس حق آ گیا اور وہ رسول جو کھول کر بیان کرنے والا ہے۔ اور جب ان کے پاس حق آ گیا ہے وہ کہتے ہیں یہ جادو ہے اور ہم اسے نہیں مانتے۔

---

[1] الانعام:۱۵۸۔ [2] النحل:۸۹۔ [3] الحاقۃ:۴۸۔ [4] الشعراء:۱۹۲۔ [5] الزخرف:۲۹۔۲۸۔

Marfat.com

۱۴۔حکم:

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا [1]

اور اسی طرح ہم نے اس قرآن کو ایک حکم کی حیثیت سے عربی میں نازل کیا ہے۔

۱۵۔حکمت:

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۙ﴿۴﴾ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۙ﴿۵﴾ [2]

اور اس کے پاس پہلی قوموں کے حالات پہنچ چکے ہیں جن میں عبرت ہے، نہایت درجے کی حکمت ہے، مگر یہ ساری تنبیہات انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتیں۔

۱۶۔حکیم:

يٰسٓ ۚ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ﴿۲﴾ [3]

یٰسین، قسم ہے حکمت بھرے قرآن کی۔

۱۷۔ذکر:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ [4]

بے شک ہم نے اس ذکر یعنی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

۱۸۔ذکریٰ:

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ [5]

اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کتاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نازل کی گئی ہے، مگر اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل تنگ نہ ہو، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ذریعے لوگوں کو خبردار کردیں، اور یہ ایمان والوں کے لئے یاددہانی ہے۔

[1] الرعد:۳۷۔ [2] القمر:۴۔۵۔ [3] یٰسین:۱۔۲۔ [4] الحجر:۹۔ [5] الاعراف:۲۔

Marfat.com

۱۹۔رحمت:

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ [1]

اور ہم نے یہ کتاب آپ ﷺ پر نازل کی ہے، جو ہر چیز کو کھول دینے والی ہے، جو ہدایت، رحمت اور بشارت ہے فرمانبرداروں کے لئے۔

۲۰۔روح:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا [2]

اور اے نبی ﷺ! اسی طرح ہم نے اپنی طرف سے آپ ﷺ کے پاس روح یعنی وحی بھیجی ہے۔

۲۱۔شفا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ [3]

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے ایک نصیحت آ گئی ہے، وہ تمام روحانی بیماریوں سے شفا بخشنے والی اور ایمان والوں کے لئے ہدایت ہے۔

۲۲۔صدق:

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝۳۳ [4]

اور اس شخص سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور سچائی کو جھٹلایا جبکہ وہ اس کے پاس آئی، کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا؟ اور جو شخص سچائی لے کر آیا اور وہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی تو یہی لوگ پرہیزگار ہیں۔

---

[1] النحل:۸۹۔ [2] الشوریٰ:۵۲۔ [3] یونس:۵۷۔ [4] الزمر:۳۳۔۳۲۔

Marfat.com

۲۳۔عجب (عجیب):

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا [1]

اے نبی! آپ کہیں کہ مجھے وحی کی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو انہوں نے اپنی قوم سے جا کر کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔

۲۴۔عربی:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ [2]

بے شک ہم نے یہ عربی قرآن نازل کیا ہے، تاکہ تم سمجھو۔

دوسری جگہ پر فرمایا:

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ [3]

یہ عربی قرآن ہے، اس میں کوئی الجھاؤ نہیں تاکہ لوگ اسے سمجھیں اور ڈریں۔

۲۵۔عزیز:

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ﴿۴۲﴾ [4]

یہ تو معزز کتاب ہے، اس میں نہ اس کے آگے باطل آسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، حکمت والے قابل تعریف اللہ کی طرف سے اتاری گئی ہے۔

۲۶۔عظیم:

وَلَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ [5]

اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سات دہرائی جانے والی آیتیں عطا کی ہیں جو قرآنِ عظیم ہے۔

[1] الجن:۱۔ [2] الیوسف:۲۔ [3] الزمر:۲۸۔ [4] حٰمٓ السجدہ:۴۲۔۴۱۔ [5] الحجر:۸۷۔

Marfat.com

۲۷۔علم:

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَمَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ [1]

اور ہم نے اس قرآن کو ایک حکم کی حیثیت سے عربی زبان میں نازل کیا ہے، اگر تم علم حق آجانے کے بعد بھی دوسرے لوگوں کی خواہشات کے پیچھے چلو گے تو اللہ کے مقابلے میں نہ کوئی تمہارا مددگار ہوگا اور نہ بچانے والا۔

۲۸۔فرقان:

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ [2]

بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تا کہ وہ سارے جہان والوں کو خبردار کردے۔

۲۹۔کتاب:

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ [3]

اور ہم نے یہ مبارک کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کو سچا کرنے والی ہے تا کہ اے نبی ﷺ! آپ ﷺ اس کے ذریعے مکے والوں کو اور اس کے آس پاس رہنے والوں کو خبردار کردیں۔

۳۰۔کریم:

وَاِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ [4] اور بے شک یہ قرآنِ کریم ہے۔

---

[1] الرعد:۳۷۔ [2] الفرقان:۱۔ [3] الانعام:۹۲۔ [4] الواقعۃ:۷۷۔

Marfat.com

۳۱۔کلام اللہ:

وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ [1]

اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دو تا کہ وہ اللہ کا کلام سنے، پھر اسے اس کی امان کی جگہ پہنچا دو۔

۳۲۔مبارک:

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا [2]

اور ہم نے یہ مبارک کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کو سچا کرنے والی ہے، تا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے ذریعے مکے والوں کو اور اس کے آس پاس رہنے والوں کو خبردار کر دیں۔

۳۳۔مبین:

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ [3]

یہ تو ایک نصیحت ہے اور واضح قرآن ہے۔

۳۴۔متشابہ:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ [4]

اللہ نے یہ بہترین کلام اتارا ہے، اس کے مضامین ہم رنگ اور تضاد سے پاک ہیں اور انہیں سمجھانے کے لئے بار بار دہرایا گیا ہے، اس کلام کو سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

[1] التوبۃ:۶۔ [2] الانعام:۹۲۔ [3] یٰسٓ:۶۹۔ [4] الزمر:۲۳۔

Marfat.com

۳۵۔مثانی:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ [1]

اللہ نے یہ بہترین کلام اتارا ہے، اس کے مضامین ہم رنگ اور تضاد سے پاک ہیں اور انہیں سمجھانے کے لئے بار بار دہرایا گیا ہے، اس کلام کو سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، جو اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں۔

۳۶۔مجید:

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ [2]

بلکہ یہ قرآن مجید ہے جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

۳۷۔مصدق:

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ [3]

اور ہم نے یہ مبارک کتاب نازل کی ہے، جو اپنے سے پہلی کتابوں کو سچا کرنے والی ہے، تاکہ اے نبی! آپ اس کے ذریعے مکے والوں اور اس کے آس پاس رہنے والوں کو خبردار کر دیں۔

۳۸۔موعظت:

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ [4]

یہ لوگوں کیلئے بیان ہے اور یہ ہدایت اور نصیحت ہے اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے۔

۳۹۔مُهَيْمِنٌ (نگہبان):

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ [5]

---

[1] الزمر: ۲۳۔ [2] البروج، ۲۲،۲۱۔ [3] الانعام: ۹۲۔ [4] آل عمران: ۱۳۸۔ [5] المائدۃ: ۴۸۔

Marfat.com

اور ہم نے یہ کتاب آپ کے پاس حق کے ساتھ اُتاری ہے، جو سچا بتلانے والی ہے ان کتابوں کو جو اس سے پہلے تھیں، اور ان کتابوں کی نگرانی کرنے والی ہے۔

۴۰۔نذیر (ڈرانے والا):

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ [1]

یہ کتاب ہے جس کی آیتوں کو الگ الگ واضح کیا گیا ہے، یہ عربی زبان کا قرآن ہے ان لوگوں کے لئے جو اسے جاننا چاہتے ہیں۔ یہ خوشخبری بھی دیتا ہے اور خبردار بھی کرتا ہے۔

۴۱۔نور (روشنی):

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا [2]

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک برہان یعنی دلیل آچکی ہے۔ اور ہم نے تمہاری طرف ایک واضح نور نازل کیا ہے۔

۴۲۔وحی:

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى [3] یہ تو ایک وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔

۴۳۔هُدٰی (ہدایت):

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ [4]

رمضان کے مہینے میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور جس میں سیدھی راہ کی کھلی نشانیاں ہیں اور وہ حق و باطل کا فرق بتانے والا ہے۔

★★★★★★★★★★★★★★★★★

[1] حم السجدہ: ۳۔ [2] النساء: ۱۷۴۔ [3] النجم: ۴۔ [4] البقرۃ: ۱۸۵۔

Marfat.com

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا مبارک تذکرہ

قرآن مجید میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک چار مرتبہ اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ آیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ مکمل قرآن میں پچیس انبیاء ومرسلین کے اسماء گرامی درج ذیل تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں:

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کا اسم گرامی پچیس بار، (۲) حضرت ادریس علیہ السلام کا دو بار، (۳) حضرت نوح علیہ السلام کا اُنچاس بار، (۴) حضرت ہود علیہ السلام کا آٹھ بار، (۵) حضرت صالح علیہ السلام کا نو بار، (۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام اکہتر بار، (۷) حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بارہ مرتبہ، (۸) حضرت اسحاق علیہ السلام کا سترہ بار، (۹) حضرت یعقوب علیہ السلام کا سولہ مرتبہ، (۱۰) حضرت یوسف علیہ السلام کا ستائیس بار، (۱۱) حضرت لوط علیہ السلام کا ستائیس بار، (۱۲) حضرت ایوب علیہ السلام کا چار مرتبہ، (۱۳) حضرت شعیب علیہ السلام کا گیارہ مرتبہ، (۱۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک سو تینتیس بار، (۱۵) حضرت ہارون علیہ السلام کا انیس بار، (۱۶) حضرت داؤد علیہ السلام کا سولہ بار، (۱۷) حضرت سلیمان علیہ السلام کا سترہ بار، (۱۸) حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سات بار، (۱۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چھتیس بار، (۲۰) حضرت عزیر علیہ السلام کا ایک بار، (۲۱) حضرت یسع علیہ السلام کا دو بار، (۲۲) حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا دو بار، (۲۳) حضرت یونس علیہ السلام کا چھ بار، (۲۴) حضرت الیاس علیہ السلام کا تین بار، (۲۵) حضرت زکریا علیہ السلام کا سات بار۔

ابوالبشر، حضرت آدم علیہ السلام

بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ آدم، اَفْعَلُ کے وزن پر اُدمۃ سے صفتِ مشتق ہے اور اسی واسطے سے یہ غیر منصرف ہے، الجوالیقی کہتا ہے: ''تمام انبیاء کے نام اعجمی ہیں، مگر چار اس سے مستثنیٰ ہیں: آدم علیہ السلام، صالح علیہ السلام، شعیب علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ابن ابی حاتم نے ابی الضحیٰ کے طریق پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی

Marfat.com

ہے کہ آدم علیہ السلام کا نام آدم اس مناسبت سے رکھا گیا کہ وہ گندم رنگ کی زمین سے پیدا ہوئے تھے، اور ایک قوم کا بیان ہے کہ یہ اسم سُریانی ہے، اس کی اصل آدام بروزن خاتام تھی، دوسرے الف کو حذف کر کے اس کو مُعرّب کرلیا گیا اور ثعلبی کا بیان ہے: عبرانی زبان میں مٹی کو آدام کہتے ہیں، اس واسطے مٹی کی مناسبت سے آدم علیہ السلام کا یہ نام رکھا گیا۔

ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کا زمانہ دس ہزار سال پہلے کا ہے اور قرآنِ کریم کی گیارہ سورتوں میں پچیس مرتبہ آپ علیہ السلام کا نام وذکر آیا ہے، تخلیق آدم علیہ السلام کے درج ذیل سات مراحل ہیں:

۱۔ تُرَابٌ بمعنی خشک مٹی، سورۂ آل عمران، آیت: ۵۹۔

۲۔ اَرْضٌ بمعنی عام مٹی یا زمین، سورۃ نوح، آیت: ۱۷۔

۳۔ طِیْنٍ بمعنی گیلی مٹی یا گارا، سورۃ الانعام، آیت: ۲۔

۴۔ طِیْنٍ لَّازِبٍ چپکنے والا گارا، سورۃ الصافات، آیت: ۱۱۔

۵۔ حَمَإٍ مَّسْنُوْنٍ بدبودار کیچڑ، سورۃ الحجر، آیت: ۲۶۔

۶۔ صَلْصَالٍ بمعنی ٹھیکرا، یا پکی مٹی، سورۃ الحجر، آیت: ۲۶۔

۷۔ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ یعنی ٹن سے بجنے والی ٹھیکری، سورۃ الرحمن، آیت: ۱۴۔

ابن ابی خیثمہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ۹۶۰ سال زندہ رہے تھے، اور نووی اپنی کتاب تہذیب میں بیان کرتے ہیں کہ تواریخ کی کتابوں میں آدم علیہ السلام کا ہزار سال زندہ رہنا مشہور ہے۔

حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام کا ذکر قرآن کی دو سورتوں میں آیا ہے، ایک سورۂ مریم کی آیت نمبر ۵۶ میں اور دوسرا سورۃ الانبیاء کی آیت نمبر ۸۵ میں۔ ''ادریس'' کے معنی ہیں تعلیم دینے والا، حضرت ادریس علیہ السلام کا یونانی نام طرمیس، طبرانی میں خنوخ اور عربی میں اَخْنُوْخ، جب کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ادریس نام دیا کیونکہ آپ علیہ السلام

Marfat.com

نے مخلوق کو، اللہ جل جلالہ کو ایک ماننے اور عبادت کے لائق سمجھنے کی تعلیم دی۔

حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام سے قبل گزرے ہیں، ابن اسحاق کا قول ہے کہ ادریس علیہ السلام سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد میں پہلے شخص تھے جن کو نبوت کا مرتبہ عطا کیا گیا، اور وہ اَخنُوخ بن یراد بن مَہلَائیل بن اَنُوش بن قینان بن شیث علیہ السلام بن آدم علیہ السلام ہیں۔

وہب بن منبّہ کا بیان ہے کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام کے جدّ ہیں، جن کو خَنُوْن کہا جاتا ہے اور یہ نام سُریانی زبان کا اسم ہے، اور ایک قول ہے کہ یہ اسم عربی زبان کا لفظ اور، دراسۃ سے مشتق ہے، جس کی وجہ یہ تھی کہ ادریس علیہ السلام صحفِ آسمانی کا درس بکثرت دیا کرتے تھے۔ مستدرک میں ایک کمزور سی سند کے ساتھ حَسَن سے بواسطہ سَمُرَہ مروی ہے کہ انہوں نے کہا: نبی اللہ حضرت ادریس علیہ السلام سفید رنگ، دراز قامت اور چوڑے سینے والے تھے، ان کے جسم پر بال بہت کم تھے اور سر پر بکثرت بال تھے، اور ان کے سینہ میں ایک سفید داغ تھا جو مرض برص کا داغ نہ تھا۔

پھر جب کہ اللہ پاک جل جلالہ نے اہل زمین کے ظلم اور احکام الٰہی میں تعدّی کرنے کی نہایت بُری حالت دیکھی تو ادریس علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر اُٹھالیا اور وہ اسی امر کی بابت فرماتا ہے: وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔ ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہے کہ جس وقت ادریس علیہ السلام آسمان پر اُٹھالئے گئے ہیں اُس وقت ان کی عمر تین سو پچاس سال تھی، (محققین حضرات علماء کے نزدیک رفع سماء کا قول صحیح نہیں ہے)۔

ابن حبان کی صحیح میں آیا ہے کہ ادریس علیہ السلام نبی رسول تھے، اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قلم سے کتابت ایجاد کی، مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے مابین ایک ہزار سال کی مدت کا فاصلہ تھا۔

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک میں ۴۱ مقامات پر آیا ہے، الجوالیقی کہتا ہے کہ یہ اسم معرب ہے اور

Marfat.com

کرمانی نے اس پر اتنا اور بڑھایا ہے کہ سُریانی زبان میں اس کے معنی ہیں شاکر۔ حاکم، مستدرک میں بیان کرتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کی وجہ تسمیہ ان کا اپنی ذات کے لئے بکثرت رونا تھا اور ان کا نام عبدالغفار ہے، اور حاکم یہ بھی کہتا ہے کہ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت نوح علیہ السلام کے حضرت ادریس علیہ السلام سے قبل ہونے کو مانتے ہیں اور کسی دوسرے راوی کا قول ہے کہ وہ نوح علیہ السلام بن لَمک (لام مفتوح، میم ساکن اور میم کے بعد کاف) ابن متوشلخ (میم مفتوح، تا مضمومہ، شین اور لام مفتوحہ)، ابن اَخنُوخ (خا معجمہ مفتوحہ، نون خفیفہ مضموم، واؤ اور پھر خا ساکن) اور اَخنُوخ ہی بقول مشہور ادریس علیہ السلام ہیں۔

اور طبرانی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یارسول اللہ! سب سے پہلے نبی کون ہیں؟ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام، میں نے کہا پھر کون؟ ارشاد فرمایا: نوح علیہ السلام، سیدنا آدم علیہ السلام اور سیدنا نوح علیہ السلام کے مابین بیس قرن (صدیاں) ہیں، مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے کہا آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے مابین دس قرن (صدیوں کا فاصلہ) تھا۔

مستدرک ہی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو چالیس سال کی عمر میں رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا تھا، پس وہ نوسو پچاس سال اپنی قوم میں زندہ رہ کر انہیں اللہ جل جلالہ کی طرف بلاتے رہے اور طوفان کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے، یہاں تک کہ اُن کے سامنے ہی آدمیوں کی کثرت ہوگئی اور وہ دنیا میں خوب پھیل گئے، ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ نوح علیہ السلام کی ولادت وفاتِ آدم علیہ السلام کے ایک سو چھبیس سال بعد ہوئی تھی اور نووی کی کتاب تہذیب میں آیا ہے کہ نوح علیہ السلام نبیوں میں باعتبار عمر کے بہت طویل عمر پانے والے شخص ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام نے جو کشتی بنائی تھی اس کی لمبائی ایک ہزار گز اور چوڑائی چار سو گز تھی، اسلامی مہینے کے مطابق طوفان کا آغاز ۲ رجب المرجب میں ہوا اور ۱۰ محرم کو تقریباً ساڑھے پانچ ماہ بعد نجات ملی، طوفانِ نوح

Marfat.com

کے موقع پر مسلسل چالیس دِن اور چالیس رات تک پانی اُبلتا رہا اور یہ پانی پہاڑوں سے بھی چالیس گز بلند تھا۔

حضرت ہود علیہ السلام

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام سے نہایت مشابہ تھے، اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وہ بڑے مستقل مزاج اور صابر آدمی تھے، ان دونوں روایتوں کی تخریج حاکم نے مستدرک میں کی ہے، اور ابن ہشام نے کہا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کا نام عابِر بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے، اور کسی دوسرے شخص کا قول ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کے نسب کے بارہ میں راجح قول یہ ہے کہ وہ ہود علیہ السلام بن عبداللہ، بن رِیاح، بن حاوز، بن عاد، بن عوص، بن ارم، بن سام، بن نوح علیہ السلام ہیں۔

حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر قرآن کی تین سورتوں (سورۃ الاعراف، سورۃ الشعراء اور سورۂ ہود) میں آیا ہے، آپ علیہ السلام کو قومِ عاد کی طرف مبعوث کیا گیا تھا، قومِ عاد کا ذکر قرآن کی دس سورتوں میں آیا ہے، قومِ عاد کے تیرہ (۱۳) قبیلے تھے اور یہ قوم فن تعمیر کی وجہ سے مشہور تھی، اس قوم کو قومِ ارم بھی کہا جاتا تھا، جیسا کہ قرآن میں سورۃ الفجر کی آیت ۶ اور ۷ میں ہے، حضرت ہود علیہ السلام کے زمانے میں شدّاد نے جو جنت بنوائی تھی اس کا نام ''باغ اِرم'' تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے، قومِ عاد پر جو عذاب آیا وہ یہ تھا کہ ان پر زبردست آندھی چلائی گئی، جو سات دِن اور آٹھ راتیں چلتی رہی، سورۃ الاحقاف، سورۃ الحاقہ، سورۃ الذاریات، سورۃ حٰمٓ السجدہ، سورۃ القمر اور سورۃ الفجر میں اس کا ذکر ہے۔

حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر قرآن کریم میں نو (۹) مقامات پر آیا ہے اور جس قوم کی طرف آپ مبعوث کیے گئے، وہ قومِ ثمود ہے، آپ علیہ السلام پیدا بھی اسی قوم میں ہوئے تھے، وہب نے کہا ہے وہ عبید کے بیٹے ہیں، اور عبید بن حایر بن ثمود بن حائر بن سام بن نوح علیہ السلام ہیں، وہ سِنِ تمیز کو پہنچتے ہی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے، وہ سرخ سفید رنگت کے آدمی اور نرم خوش نما بالوں والے تھے، پس وہ اپنی قوم میں چالیس سال تک رہے۔

Marfat.com

نوف الشامی بیان کرتا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام ملک عرب کے پیغمبر تھے، جس وقت خداوند پاک نے قوم عاد کو ہلاک کر دیا تو اس کے بعد ثمود کی آبادی بڑھی، پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف صالح علیہ السلام کو کم سن نوجوان ہونے کی حالت میں نبی بنا کر بھیجا اور اُنہوں نے قوم ثمود کو جب کہ وہ سنِ رسیدہ اور کھچڑی بالوں والے ہو چلے، اُس وقت اللہ جل جلالہ کی طرف بلایا۔

حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مابین بجز حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام کے کوئی اور نبی نہیں ہوا ہے، ان دونوں روایتوں کی تخریج حاکم نے مستدرک میں کی ہے، ابن حجر رحمہ اللہ اور دیگر علماء کا قول ہے کہ قرآن اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ثمود کی قوم، قومِ عاد کے بعد ہوئی تھی، جس طرح پر کہ قومِ عاد، قومِ نوح علیہ السلام کے بعد ہوئی تھی، ثعلبی کہتا ہے اور پھر ثعلبی سے نووی اپنی کتاب تہذیب میں یہی قول نقل کرتا ہے اور اس کو اس نے ثعلبی کے خط ہی سے نقل کیا ہے کہ ''صالح علیہ السلام عُبید کے بیٹے ہیں اور اُن کا نسب نامہ یہ ہے: عبید بن اُسیف بن ماشج بن عبید بن حاذر بن ثمود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام۔

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم ''قومِ ثمود'' کا ذکر قرآن کریم کی دس (۱۰) سورتوں میں آیا ہے: سورۂ ہود، سورۃ الحجر، سورۃ القمر، سورۂ حم السجدہ، سورۃ الذاریات، سورۃ الاعراف، سورۃ الحاقۃ، سورۃ الشعراء، سورۃ النمل اور سورۃ الشمس۔[1]

قومِ ثمود پر جو عذاب آیا وہ یہ تھا کہ ان پر سخت آواز (کڑک، گرج اور زلزلہ) کا عذاب آیا جو آسمان و زمین کے درمیان تھی، سورۃ ہود آیت ۶۷، سورۃ الحجر آیت ۸۳، سورۃ القمر آیت ۵۱۔ سورۃ حم السجدہ آیت ۱۷، سورۃ الذاریات آیت ۴۴، سورۃ الاعراف آیت ۷۸ اور سورۃ الحاقۃ آیت ۵ میں اس کا ذکر ہے، قومِ ثمود کا مسکن وادیٔ القریٰ تھا، جو اٹھارہ مربع میل پر پھیلا ہوا تھا۔[2]

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ان کو ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا بحالیکہ وہ نوجوان تھے اور اُن کی قوم کے لوگ عرب کے باشندے تھے، اُن کے مکانات حجاز اور شام کے مابین تھے، حضرت صالح علیہ السلام ان لوگوں

[1] قصص الانبیاء، تفسیر ابن کثیر۔ [2] ارض القرآن۔

Marfat.com

میں بیس سال تک مقیم رہے اور انہوں نے شہر مکہ میں وفات پائی، جب کہ اُن کی عمر اٹھاون سال کی تھی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید کی پچیس سورتوں اور ۶۳ آیات میں آیا ہے[1]۔ ''ابراہیم'' کے معنی شفیق باپ کے ہیں، آپ علیہ السلام کو ابوالانبیاء اس لئے کہتے ہیں کیونکہ تمام انبیاء کا سلسلہ نسب آپ علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے، آپ علیہ السلام ایک قدیم شہر ''اَور'' میں پیدا ہوئے، یہ شہر جنوبی عراق میں بابل اور نینوا سے پہلے آباد تھا۔

جوالیقی کہتا ہے ابراہیم ایک قدیم اسم ہے اور عربی نہیں، اہل عرب نے اس کا تکلم کئی وجوہ پر کیا ہے جن میں سے مشہور تر وجہ ابراہیم علیہ السلام ہے، اور انہوں نے اِبْرَاہام بھی کہا ہے۔ قراءتِ سبعہ میں اس کو اِبْرَاہِمْ حذف یا کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور اِبْرَہِمْ سُریانی اِسم ہے، اس کے معنی ہیں ''اَب رَحِیم'' مہربان باپ، اور کہا گیا ہے کہ اِبْرَہِمْ، اَلْبُرْ ہَمَۃُ سے مشتق ہے اور اس کے معنی ہیں شِدَّۃُ النَّظر. اس بات کی حکایت کرمانی نے اپنی کتاب العجائب میں کی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر کے بیٹے ہیں، آزر کا نام تَارَح (تا اور را مفتوحہ اور آخر میں حاء مہملہ) تھا، وہ ناحُور (نون اور حاء مُہملہ مضمومہ کے ساتھ) کا فرزند تھا، اور ناحور، شاروخ کا بیٹا ہے، ابنِ راغور، ابن فالخ، ابن عَابِر، ابن شالخ، ابن ارفَخشَد، بن سَام، بن نُوح علیہ السلام۔

واقدی کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام، تخلیقِ آدم علیہ السلام کے بعد دو ہزار سال کے انتہائی سرے پر پیدا ہوئے، اور مستدرک میں ابن المسیب کے طریق پر ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو بیس سال کے بعد ختنہ کیا تھا اور وہ دو سو سال کی عمر پا کر فوت ہوئے، نووی وغیرہ نے ایک قول کی حکایت کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام ایک سو پچھتر (۱۷۵) سال زندہ رہے تھے۔

---

[1] تفسیرِ عزیزی، تفسیر المنار۔

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بیس صحیفے نازل ہوئے، آپ علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ''ابوالعرب'' کہا جاتا ہے۔ [1]

حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نام قرآن کی آٹھ سورتوں میں، جبکہ آپ علیہ السلام کا ذکر قرآن میں بارہ (۱۲) مرتبہ آیا ہے، اسماعیل کے معنی ہیں ''اللہ کا سنا ہوا''۔ جوالیقی کا قول ہے کہ یہ نام آخر میں ''ن'' کے ساتھ ''اسماعین'' بھی کہا جاتا ہے، نووی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے ہیں۔

حضرت اسحاق علیہ السلام

یہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کے چودہ سال بعد پیدا ہوئے اور ایک سو اسی برس زندہ رہے، اور بوعلی ابن مشکویہ نے کتاب ندیم الفرید میں ذکر کیا ہے کہ عبرانی زبان میں اسحاق کے معنی ہیں ضحاک (بہت ہنسنے والا)۔ قرآن کریم کی دو سورتوں (سورۃ مریم اور سورۃ الصافات) میں حضرت اسحاق علیہ السلام کے نبی ہونے کی خبر دی گئی ہے، اور آپ علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی سات سورتوں میں آیا ہے، حضرت اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو (۱۰۰) سال اور حضرت سارہ کی عمر نوّے (۹۰) سال تھی۔

حضرت لوط علیہ السلام

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور بھائی ہاران کے بیٹے ہیں، یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کے واحد فرد تھے جو آپ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، قرآن کریم میں حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ درج ذیل سات سورتوں میں آیا ہے:

سورۃ العنکبوت، سورۃ الاعراف، سورۂ ہود، سورۃ الحجر، سورۃ الشعرا، سورۃ النمل، سورۃ التحریم۔

حضرت لوط علیہ السلام کو سدوم کے لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا تھا، یہ علاقہ اردن اور بیت المقدس کے

[1] قصص الانبیاء۔

Marfat.com

درمیان پانچ شہروں پر مشتمل تھا، جن کے نام درج ذیل تھے:

سدوم۔عمورہ۔ادمہ۔صبوبیم۔بالع یا سوغر۔سدوم ان شہروں کا دارالسلطنت تھا۔

قومِ لوط اس علاقے میں رہتی تھی جسے آج کل شرق اردن کہا جاتا ہے۔یہ عراق اور فلسطین کے درمیان واقع ہے اور بائبل میں اس قوم کا صدر مقام سدوم ہے۔یہ یا تو بحیرہ مردار کے قریب ہے یا اب اس میں غرق ہو چکا ہے۔

قوم لوط تین جرائم میں مبتلا تھی:

۱۔ مرد کی مرد سے بدفعلی۔۲۔ مسافروں کو لوٹ لینا۔۳۔ اپنی مجالس عام میں سب کے سامنے گناہ کرنا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

جو فرشتے قومِ لوط کو سزا دینے کے لئے آئے وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائل علیہ السلام اور حضرت اسرافیل علیہ السلام تھے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر قرآن کریم میں چودہ (۱۴) مرتبہ آیا ہے، حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو ''اسباط'' کہا جاتا ہے، یعقوب کے معنی پیچھے آنے والا ہے، آپ کے بارے میں حضرت اسحاق علیہ السلام کے بعد (پیچھے آنے کی) کی بشارت دی گئی تھی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا اور اسرائیل کے معنی ہیں رات کو سفر کرنے والا اللہ کا بندہ، یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے، ان سے جو نسل چلی وہ بنی اسرائیل کہلائی، حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے، ان میں سے دو بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامین زیادہ مشہور ہوئے، حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ کا نام رفقہ تھا اور ان کے حقیقی بھائی عیسو تھے، حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں میں سے صرف حضرت یوسف علیہ السلام کے چھوٹے بھائی بنیامین فلسطین (ارض کنعان) میں پیدا ہوئے، جب کہ باقی ساری اولاد شہر

Marfat.com

فدّان آرام میں ہی پیدا ہوئی، حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام سے تقریباً چالیس سال جدا رہے، حضرت یعقوب علیہ السلام ایک سو سینتالیس (۱۴۷) سال زندہ رہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام

سردارِ انبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم کے الفاظ میں یاد کیا تھا[1]۔ اس لئے کہ حضرت یوسف علیہ السلام خود بھی نبی تھے، آپ کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام بھی نبی تھے، آپ کے دادا حضرت اسحاق علیہ السلام بھی نبی تھے، اور پڑ دادا جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام بھی اللہ جل جلالہ کے جلیل القدر نبی ورسول تھے۔

صحیح حدیث میں مروی ہے کہ یوسف علیہ السلام کو حُسن کا نصف حصہ عطا ہوا تھا اور بعض علماء نے یوسف علیہ السلام کو مرسل (رسول) بتایا ہے جس کی دلیل خداوند پاک کا قول: وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ ہے، یوسف کے لفظ میں چھ لغتیں آئی ہیں، سین کی تثلیث (ہر سہ حرکات) کے ساتھ مع واؤ اور ہمزہ کے، اور درست یہ ہے کہ وہ عجمی لفظ ہے اس کا کوئی اشتقاق نہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے بارہ بیٹوں میں سے سب سے زیادہ محبت حضرت یوسف علیہ السلام سے تھی، اس لئے کہ آپ علیہ السلام انتہائی حسین وجمیل اور اعلیٰ خوبیوں کے مالک تھے، دوسرا حضرت یعقوب علیہ السلام کی نگاہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی لوحِ جبیں پر نورِ نبوت کی کرنیں دیکھ رہی تھیں۔[2]

حضرت یوسف علیہ السلام کا مفصل قصہ بارہویں پارے کی سورۂ یوسف میں ہے، اور سورۃ الانعام کی آیت ۸۴ اور سورۃ المؤمن کی آیت نمبر ۳۴ میں بھی آپ علیہ السلام کا ذکر ہے، اِن تین سورتوں میں چھبیس مقامات پر آپ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے۔ یوسف کے معنی ہیں: حسین، پاکباز۔ (المنجد) حضرت یوسف علیہ السلام بے حد حسین تھے، حُسنِ یوسف مشہور ضرب المثل بھی ہے، آپ علیہ السلام تقریباً دس سال مصر کے قید خانے میں رہے تھے۔

---

[1] صحیح بخاری، قصص القرآن، قصص الانبیاء۔ [2] قصص القرآن، قصص الانبیاء۔

Marfat.com

اور مستدرک میں حَسَن سے مروی ہے حضرت یوسف علیہ السلام بارہ سال کے تھے جب کہ وہ اندھے کنویں میں ڈالے گئے، اور انہوں نے ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر پا کر وفات پائی۔

حضرت شعیب علیہ السلام

حضرت شعیب علیہ السلام کا تعلق قومِ مدین سے تھا، اسے مدیان بھی کہا جاتا ہے، اسی لئے ان کو اصحاب المدین کے بھائی کہا گیا ہے، مدین شام کے قریب ایک علاقے کا نام ہے، اصل میں مدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تیسری بیوی قطورا کے فرزند تھے، ان کی اولاد مدین کے نام سے مشہور ہوئی اور قبیلے کا نام بھی مدین قرار پایا اور جس جگہ یہ آباد ہوئے وہ مقام بھی مدین یا مدیان کہا جانے لگا، قرآن کریم میں حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر دس مقامات پر آیا ہے:

سورۃ الاعراف میں چار مرتبہ، آیات ۸۵، ۸۸، ۹۰، اور ۹۲ میں۔ سورۂ ہود میں چار مرتبہ آیات ۸۴، ۸۷، ۹۱ اور ۹۴۔ سورۃ الشعراء میں ایک مرتبہ آیت ۱۷۷ اور سورۃ العنکبوت میں ایک مرتبہ آیت ۳۶ میں۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ نے کہا ہے:

''وہ میکائیل کے فرزند ہیں اور میکائیل بن یشجن بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام ہے، اور میں نے نووی رحمہ اللہ کی کتاب تہذیب میں اس کے خط (قلمی نسخہ) میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ''شعیب علیہ السلام بن میکائیل بن یشجن بن مدین بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔

حضرت شعیب علیہ السلام خطیبُ الانبیاء کہلاتے تھے، وہ بڑے نمازی تھے اور آخر عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی تھی۔ دو قوموں کی جانب رسول بنا کر مبعوث کئے گئے تھے، اہل مدین اور اصحابُ الایکۃ کی طرف۔

ایک جماعت نے اس قول کو مختار قرار دیا ہے کہ مدین اور اصحاب الایکہ دونوں ایک ہی قوم کے نام ہیں، ابن کثیر رحمہ اللہ کا قول ہے اور اس پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ ان قوموں میں سے ہر ایک کو ناپ

Marfat.com

اور تول میں کمی نہ کرنے اور پورا پورا ناپ تول کر دینے کی نصیحت کی گئی ہے، اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دونوں ایک ہی قوم ہیں۔

پہلے راوی یعنی ابن اسحاق نے اس نقل سے احتجاج کیا ہے جس کی تخریج سدّی اور عکرمۃ سے کی گئی ہے کہ ان دونوں صاحبوں نے کہا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے بجز شعیب علیہ السلام کے اور کسی پیغمبر کو دو مرتبہ نبوت کے ساتھ مبعوث نہیں فرمایا، ان کو ایک بار قوم مدین کی طرف بھیجا اور اس قوم پر اللہ جل جلالہ نے ڈراؤنی صدا مسلّط کی بوجہ نافرمانی کے، اور دوسری دفعہ شعیب علیہ السلام اصحاب الایکۃ کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے (اور ان لوگوں نے بھی نافرمانی کے عقاب میں) یَومُ الظُّلَّة (سایہ کا دن، ان کے سروں پر پہاڑ جھک کر سائبان کی طرح بن گیا تھا اور آخر وہ گر پڑا، جس کے نیچے سب لوگ دب کر رہ گئے) کا عذاب بھگتا۔

اور ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ''قوم مدین اور اصحاب الایکۃ دو قومیں تھیں اور خدائے پاک نے ان دونوں قوموں کی ہدایت کیلئے حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث بہ نبوت فرمایا تھا''۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کے رفع (مرفوع بنانے) میں بھی کلام ہے، ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ہی کہتا ہے کہ اور بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ شعیب علیہ السلام تین قوموں کی جانب نبی مبعوث ہوئے تھے اور تیسری قوم اصحابُ الرسّ تھے۔

اہلِ مدین کا ذریعہ معاش تجارت تھا، مگر بت پرست تھے، بددیانت تھے، ناپ تول میں کمی کرتے تھے اور رہزنی کرتے تھے، حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں توحید کی دعوت دی، بت پرستی سے روکا، معاملات میں صداقت اور ایمانداری سے کام لینے اور ناپ تول میں دیانتداری کی تعلیم دی، مگر قوم والوں نے کہا ہماری سمجھ میں تمہاری باتیں نہیں آتیں، اگر تمہارے خاندان کا خیال نہ ہوتا تو تم کو سنگسار کر دیتے، جب وہ باز نہ آئے تو حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر اللہ کا عذاب آیا، سب سے پہلے آسمان سے ایک سخت گرج کی آواز پیدا ہوئی،

Marfat.com

زمین ہچکولے کھانے لگی، ان کے مکانات ٹوٹ پھوٹ گئے، اور وہ ان کے نیچے دب کر ایسے تباہ ہوئے کہ ان کا نام ونشان تک مٹ گیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو وعظ ونصیحت کا معجزانہ انداز عطا فرمایا تھا، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو خطیب الانبیاء کے لقب سے یاد فرمایا تھا، کہ حضرت شعیب علیہ السلام خطیب الانبیاء ہیں۔

مدین اور اصحاب الایکہ کون تھے؟

مدین جگہ کا بھی نام تھا اور قبیلے کا بھی، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، بعض لوگ مدین اور اصحاب الایکہ (اہل ودان) ایک ہی قبیلے کے دو نام بتاتے ہیں اور بعض لوگ الگ الگ، نیز اصحاب مدین کا ذکر دو ہزار بیس برس قبل مسیح شمار کیا جاتا ہے۔[1]

حضرت شموئیل علیہ السلام

حضرت شموئیل علیہ السلام کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا، آپ علیہ السلام بنی اسرائیل کی شکست کے بعد اس قوم میں نبی مبعوث ہوئے، آپ علیہ السلام ہارون علیہ السلام کی نسل سے تھے۔

حضرت شموئیل علیہ السلام نے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا جو بنی اسرائیل میں سے تھا۔ سورۃ البقرہ، آیت: ۲۴۷ میں یہ واقعہ مذکور ہے، بنی اسرائیل کو طالوت کے بادشاہ ہونے کی یہ نشانی ملی کہ انہیں تابوت سکینہ واپس ملا اور جالوت کو شکست ہوئی۔

حضرت شموئیل علیہ السلام کا زمانہ تقریباً سو سال قبل مسیح کا زمانہ ہے، شموئیل عبرانی زبان کا لفظ ہے، اشماع ایل، اس کے معنی ہیں اللہ کا سننا، اس کا عربی میں ترجمہ اسماعیل سے کیا جاتا ہے جو کثرت استعمال سے شموئیل ہو گیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام

داؤد کے معنی ہیں عزیز دوست، حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک کی نو (۹) سورتوں میں آیا ہے،

[1] تفسیر روح المعانی، سیرت انبیاء کرام، ابن کثیر۔

Marfat.com

حضرت داؤد علیہ السلام ایشا کے بیٹے تھے، اور ایشا بن عوبد (بروزنِ جعفر) بن باعر بن سلمون بن یخشون بن عمی بن یارب بن رام بن حضرون بن فارض بن یہودا بن یعقوب علیہ السلام تھے۔

آپ بنی اسرائیل کے نبی تھے، حضرت شموئیل علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے، حضرت داؤد علیہ السلام پہلے نبی ہیں جو پہلے چرواہے تھے، پھر انہیں نبوت کے ساتھ ساتھ بادشاہت بھی ملی۔

ترمذی میں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام بڑے عبادت گزار تھے، ان کو تمام انسانوں سے بڑھ کر عابد کہنا چاہیے، اور حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا چہرہ سُرخ تھا، سر کے بال سیدھے اور نرم تھے، رنگت گوری چٹی تھی، داڑھی بڑی خوبصورت تھی، اور اس میں کسی قدر خم و پیچ پایا جاتا تھا، وہ خوش آواز اور خوش خلق تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت اور دنیاوی سلطنت دونوں چیزیں اکٹھا عطا فرمائی تھیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام آہنگری کرتے تھے اور لوہے سے زرہ بناتے تھے، ان کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جاتا تھا، حضرت داؤد علیہ السلام نے یروشلم میں ہیکل کی بنیاد رکھی جو ان کے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں مکمل ہوا، الہامی کتاب زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی اور اس کے معنی ہیں ٹکڑا، تحریر یا کتاب۔

نووی کا بیان ہے کہ اہل تاریخ کے قول سے حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک سو برس زندہ رہنا معلوم ہوتا ہے، چالیس سال اُن کی حکمرانی کا زمانہ رہا اور ان کے بارہ فرزند تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کے فرزند ارجمند ہیں، قرآن حکیم کی سات سورتوں میں سولہ مقامات پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر آیا ہے، حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ وہ سُرخ سفید، گداز بدن، کشادہ پیشانی، ستھرے اور خوش اندام شخص تھے، اور ان کے مزاج میں عجز و انکسار کی محمود صفت پائی جاتی تھی، اُن کے والد ماجد داؤد علیہ السلام باوجود ان کی کم سِنی کے بہت سے اُمور میں ان سے مشورہ لیا کرتے تھے جس کی وجہ سلیمان علیہ السلام کا وفورِ علم و دانش سے بہرہ ور ہونا تھا۔

Marfat.com

تمام جن اور انسان حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے، اس کے علاوہ تمام جانوروں کی بولیاں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو آتی تھیں، حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اللہ رب العزت نے ہواؤں کو بھی مسخر کر دیا تھا، حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہوائی تخت پر سوار ہو کر شام سے یمن اور یمن سے شام جاتے اور ایک مہینے کا سفر آدھے دن میں طے کر لیتے تھے۔

ابن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا تمام دنیا کی سلطنت دو مومنوں کو ملی تھی: سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین علیہ السلام کو اور دو کافروں نے تمام روئے زمین پر حکمرانی کی ہے: نمرود اور بختِ نصر نے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیر کر معلوم کر لیتے تھے کہ ان کو کیا امراض اور عوارض لاحق ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے جنات بڑے بڑے قلعے، بڑی بڑی عمارتیں، عبادت گاہیں، تصاویر، بڑے بڑے مگن اور دیگیں بناتے تھے۔ [1]

اہل تاریخ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تیرہ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوئے اور اپنے تاریخ جلوس سے چار سال بعد بیت المقدس کی تعمیر کا آغاز کیا اور ترپن سال کی عمر میں دنیا سے رِحلت فرما گئے۔

حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام کو عراق کے مشہور شہر نینویٰ کے باشندوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا گیا، نینویٰ موصل کے علاقے کا مرکزی شہر تھا، آپ علیہ السلام کے والد کا نام متّی تھا، بعض لوگوں کے نزدیک متّٰی حضرت یونس علیہ السلام کی والدہ کا نام تھا، اہل کتاب کہتے ہیں کہ یونس علیہ السلام کا نام یوناں اور ان کے والد کا نام متّی تھا۔

حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر قرآن کی چار سورتوں میں نام کے ساتھ اور دو سورتوں میں صفات کے ساتھ آیا

[1] تفسیرِ عثمانی۔

Marfat.com

ہے، عام طور پر چالیس سال کی عمر میں نبوت ملتی ہے مگر حضرت یونس علیہ السلام کو ۲۸ سال کی عمر میں نبوت ملی، آپ نے سات سال تک تبلیغ کی۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ یونس علیہ السلام مچھلی کے شکم میں چالیس روز تک رہے تھے، امام جعفر صادق رحمۃ اللہ سے سات دن کی بابت روایت آئی ہے، قتادہ رضی اللہ عنہ تین ہی دن کی بابت کہتے ہیں، شعبی سے مروی ہے کہ یونس علیہ السلام کو مچھلی نے چاشت کے وقت نگل لیا تھا اور شام کو انہیں پھر اگل دیا۔

لفظ یونس میں چھ لغتیں ہیں، نون کی تثلیث (تینوں حرکات فتحہ، ضمہ اور کسرہ کے ساتھ پڑھنا) واؤ اور ہمزہ دونوں کے ساتھ اور مشہور قراءت ضمۂ نون اور واؤ کے ساتھ ہے، ابوحبان کہتا ہے طلحہ بن مصرف نے یونس اور یوسف کسرہ کے ساتھ قراءت کی ہے اور مراد یہ لی ہے کہ ان دونوں لفظوں کو اُنس اور اَسَف سے مشتق قرار دے، مگر یہ قراءت شاذ ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں چار مقامات پر آیا ہے، سورۃ النسا آیت ۱۶۲، سورۃ الانعام آیت ۸۴، سورۃ الانبیاء آیت ۸۳ اور ۸۴، سورۃ ص آیت ۴۱ تا ۴۴ میں۔

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے صحیح یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام قوم بنی اسرائیل سے تھے اور ان کے نسب کے بارہ میں بجز اس بات کے اور کوئی صحیح بات معلوم نہیں ہوسکی ہے کہ ان کے والد کا نام اَبیض تھا۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ وہ ایوب بن مُوص ابن رُوح بن عیص بن اسحاق علیہ السلام ہیں، ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے حکایت کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی والدہ، لُوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں اور ان کے والد اُن لوگوں میں سے تھے جو کہ ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، اور اس اعتبار پر تو وہ موسیٰ علیہ السلام سے قبل گزرے ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام جس وقت مرض وغیرہ کی آزمائش میں ڈالے گئے اُس وقت ان کی عمر ستر سال کی تھی اور سات سال کی مدت تک وہ بلا میں مبتلا رہے، دو قول اس مدت کے تیرہ اور تین سال ہونے کی بابت بھی

Marfat.com

آئے ہیں، طبرانی نے روایت کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی مدت عمر ترانوے (۹۳) سال تھی۔

حضرت ایوب علیہ السلام ''صبر'' کے حوالے سے مشہور ہیں اور صبرِ ایوب علیہ السلام ایک ضرب المثل بن گئی ہے، استقامت، تقویٰ اور صبر آپ کی خاص خوبیاں تھیں، حضرت ایوب علیہ السلام کو صدیق کا لقب بھی دیا گیا، حضرت ایوب علیہ السلام مالدار تھے، پھر اللہ جل جلالہ نے ان کا امتحان لیا، مال و دولت، مال مویشی ختم ہو گئے اور خود انہیں شدید بیماری میں مبتلا کر دیا گیا، مگر آپ صابر و شاکر رہے۔

حضرت یسع علیہ السلام

ابن جبیر رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اَخْطُوب بن العَجُوز کے فرزند ہیں، عام لوگ اس اسم کی قراءت ایک ہی مخفف لام کے ساتھ کرتے ہیں اور بعض لوگوں نے اس کی قراءت ''اَلِّیْسَعُ'' دو لاموں اور تشدید کے ساتھ کی ہے اور اس اعتبار پر یہ اسم عجمی ہے اور پہلی قراءت کے اعتبار پر بھی وہ ایسا ہی (یعنی عجمی) ہے مگر ایک قول اسکے عربی اور فعل سے منقول ہونے کا آیا ہے یعنی کہ وہ ''وَسِعَ یَسَعُ'' سے منقول ہے۔

حضرت یسع علیہ السلام قوم بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے اور ان کی ہدایت کیلئے مبعوث فرمائے گئے، قرآن حکیم میں حضرت یسع علیہ السلام کا مستقل تذکرہ نہیں ہے، البتہ انبیاء کی فہرست میں ان کا نام ہے، سورۃ الانعام آیت ۸۶ اور سورۃ ص آیت ۴۸ میں آپ کا نام آیا ہے، حضرت یسع علیہ السلام حضرت الیاس علیہ السلام کے چچازاد بھائی ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے خلیفہ اور نائب بھی تھے، اور آپ ہی سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔

حضرت الیاس علیہ السلام

حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر قرآن مجید میں صرف دو مقامات پر آیا ہے، سورۃ الانعام میں صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی فہرست میں آپ کا نام ہے، اور سورۃ ص میں آپ کی دعوت و تبلیغ کا مختصر ذکر ملتا ہے، ابن اسحاق نے کتاب المبتدا میں بیان کیا ہے کہ وہ الیاس بن یاسین بن فخاص بن العیزار بن ہارون علیہ السلام (موسیٰ علیہ السلام کے بھائی) ابن عمران ہیں، ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ''القبتی نے حکایت کی ہے کہ الیاس علیہ السلام

Marfat.com

یوشع علیہ السلام کے سبط (کُنبہ) سے ہیں۔

حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کو بھی ویسی ہی جاودانی عمر عطا ہوئی ہے جیسی کہ حضرت خضر علیہ السلام کو اور وہ زمانہ کے اخیر (قیامت کے قرب) تک باقی رہیں گے، صحیح قول یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام دونوں فوت ہو گئے ہیں۔

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ الیاس علیہ السلام وہی ہیں جو کہ ادریس علیہ السلام تھے، یعنی دونوں ایک ہی نبی کے نام ہیں۔

الیاس کا ہمزہ قطعی ہے اور یہ عبرانی اسم ہے، اس کے آخر میں یا اور نون بھی زیادہ کیا گیا ہے: قَالَ تَعَالٰی: سَلَامٌ عَلٰی اِلْیَاسِیْنَ، جیسے کہ ادریس علیہ السلام کے بارہ میں لوگوں نے اِدْرَاسِیْنَ بھی کہا ہے، اور جس شخص نے اس آیت کی قرات اٰلِ یَاسِیْنَ کی ہے تو اس کی نسبت کہا گیا ہے کہ اس سے اٰلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم بعل نامی بت کی پوجا کرتی تھی، آپ علیہ السلام نے اس دور کے بادشاہ اخی اور اس کی رعایا کو ایسا کرنے سے منع فرمایا تھا۔ [1]

حضرت عزیر علیہ السلام

حضرت عزیر علیہ السلام کا ذکر سورۃ توبہ کے پانچویں رکوع کی آیت ۳۰ میں نام کے ساتھ آیا ہے، اس کے علاوہ سورۃ البقرۃ آیت ۲۵۹ میں ایک بزرگ کا واقعہ نقل ہوا ہے جو بیت المقدس سے گزرے، مفسرین میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ بزرگ حضرت عزیر علیہ السلام تھے یا کوئی اور۔ [2]

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن کی مختلف سورتوں میں ۱۲۸ مرتبہ آیا ہے، جبکہ آپ کا نام ۲۶ سورتوں میں ۱۰۷ جگہ پر آیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب ''کلیم اللہ'' تھا کیونکہ آپ علیہ السلام نے اللہ جل جلالہ سے کوہِ طور پر

[1] تفسیر ابن کثیر۔ [2] تفسیر ابن کثیر۔

Marfat.com

کلام کیا تھا، آپ علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کے پوتے تھے، ساتویں پشت میں آپ علیہ السلام کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جاملتا ہے، نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے داماد تھے اور ان کی بیٹی حضرت صفورا سے آپ کا نکاح ہوا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام، عمران بن یصہر بن فاہث بن لاوِی بن یعقوب علیہ السلام کے بیٹے تھے، ان کے نسب میں کوئی اختلاف نہیں ہے، موسیٰ سریانی زبان کا اسم ہے اور ابوالشیخ نے عکرمہ کے طریق پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام موسیٰ اس لئے رکھا گیا کہ وہ درخت اور پانی کے مابین ڈالے گئے تھے، چنانچہ قبطی زبان میں پانی کو ''مُوْ'' اور درخت کو ''سا'' کہتے ہیں''۔ حدیث صحیح میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صِفت یوں آتی ہے کہ وہ گندم رنگ، دراز قامت اور گھونگھریالے بالوں والے تھے کہ وہ (قبیلہ) شنوٗۃ کے آدمی تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادیٔ طویٰ میں نبوت کے منصب پر فائز کیا گیا جو کوہِ طور کے آس پاس کی وادی ہے، اس کو وادیٔ مقدس بھی کہا گیا ہے [1]۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو چالیس برس تک دعوتِ حق دی، ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس سال زندہ رہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام

حضرت ہارون علیہ السلام کا نام قرآن پاک کی گیارہ سورتوں میں چودہ مقامات پر آیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حقیقی بھائی تھے اور ایک قول میں آیا ہے کہ صرف ماں جائے بھائی تھے، یہ دونوں قول کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عجائب میں بیان کرتا ہے، آپ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے۔

حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ دراز قامت اور حد درجہ کے خوش بیان شخص تھے، وہ موسیٰ علیہ السلام سے ایک سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ اَسرَاء (واقعہ معراج) کی بعض احادیث میں آیا ہے کہ رسول

---

[1] معالم التنزیل۔

Marfat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پانچویں آسمان پر چڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ہارون علیہ السلام موجود تھے، اُن کی داڑھی آدھی سیاہ تھی اور آدھی سفید۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: اپنی قوم میں ہر دِل عزیز اور محبوب ہارون بن عمران یہی ہیں، ابن مشکویہ نے ذکر کیا ہے کہ عبرانی زبان میں ہارون کے معنی ہر دلعزیز اور محبوب کے ہیں۔

حضرت ہارون علیہ السلام نے ۱۲۳ برس کی عمر میں ۱۴۰۰ ق م میں وفات پائی۔

حضرت یوشع علیہ السلام

قرآن مجید میں حضرت یوشع علیہ السلام کا نام کسی جگہ پر نہیں آیا، لیکن آیتوں میں آپ علیہ السلام کا تذکرہ ہوا ہے، سورہ کہف کی آیت نمبر ۶۰ اور ۶۲ میں، آپ علیہ السلام کا سلسلہ نسب حضرت یوسف علیہ السلام سے جا ملتا ہے اور آپ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جانشین تھے۔

توریت میں حضرت یوشع علیہ السلام کے تین نام یشوع، ہوسیع اور یہوسوع پائے جاتے ہیں، حضرت یوشع علیہ السلام نے ۳۱ حکمرانوں کو شکست دے کر فلسطین فتح کیا تھا۔ [1]

حضرت ذوالکفل علیہ السلام

قرآن مجید میں حضرت ذوالکفل علیہ السلام کا نام دو سورتوں میں دو مقامات پر آیا ہے اور صرف نام بتایا گیا ہے [2]۔ حضرت ذوالکفل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھے، امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں حضرت ایوب علیہ السلام کا بیٹا بتایا ہے [3]

وَہَبْ سے کتاب مستدرک میں مروی ہے کہ اللہ پاک نے ایوب علیہ السلام کے بعد اُن کے فرزند بشر بن ایوب کو مبعوث بہ نبوت فرمایا اور ان کا نام ذوالکفل رکھا، ان کو حکم دیا کہ مخلوق کو میری توحید (خدا کے ایک ماننے) کی دعوت دو، وہ تمام عمر وقتِ وفات تک شام میں مقیم رہے اور انہوں نے پچھتر سال عمر پائی۔

[1] قصص الانبیاء۔ [2] تفسیر ابن کثیر، تفسیر ماجدی۔ [3] تفسیر طبری۔

Marfat.com

حضرت ذوالکفل علیہ السلام، حضرت یسع علیہ السلام کے خلیفہ اور جانشین تھے، کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب العجائب میں ہے کہ ذوالکفل کے بابت کئی مختلف اقوال آئے ہیں، کہا گیا ہے کہ وہ الیاس علیہ السلام ہی ہیں، کہا گیا ہے کہ وہ یوشع علیہ السلام بن نون ہیں، اور کہا گیا ہے کہ وہ ایک نبی ہیں جن کا نام ہی ذوالکفل تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ ایک مردِ صالح تھے، انہوں نے چند باتوں کی کفالت اور ذمہ داری کی تھی اور پھر ان کو پوری طرح نباہ بھی دیا تھا (اس لئے یہ نام پڑ گیا) اور کہا گیا ہے کہ وہ زکریا علیہ السلام ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ کے قول: وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا [1] میں آیا ہے۔

ابن عساکر رحمہ اللہ کہتا ہے کہ ایک قول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک نبی تھے اور اللہ پاک نے ان کے لئے یہ کفالت فرمائی تھی کہ ان کے عمل میں دوسرے انبیاء علیہم السلام کے اعمال سے دُگنا اجر عطا فرمائے گا۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ کوئی نبی نہ تھے بلکہ بات یہ تھی کہ یسع علیہ السلام نے ان کو اپنا خلیفہ بنایا تھا اور انہوں نے ان سے یہ کفالت کی تھی کہ دن کو روزہ رکھا کریں گے اور شب کو عبادت الٰہی کرتے رہیں گے، اور کہا گیا ہے کہ نہیں بلکہ اس نے یہ ذمہ داری کی تھی کہ ہر روز ایک سو رکعت نماز پڑھا کرے گا اور ایک قول میں آیا ہے کہ وہ اَلْیَسَعَ ہیں اور ان کے دو نام ہیں، صحیح قول ان کی نبوت کا ہے۔

ذوالکفل کے معنی ہیں صاحبِ نصیب، یعنی عادات و اخلاق اور بزرگی میں بڑا حصہ پانے والا، قرآن کریم میں آپ علیہ السلام کو اسی صفت سے یاد کیا گیا ہے۔ [2]

حضرت حزقیل علیہ السلام

قرآن مجید میں حضرت حزقیل علیہ السلام کا نام نہیں آیا لیکن ایک واقعے کے حوالے سے آپکا ذکر ملتا ہے۔ سورۃ البقرہ کی آیت ۲۴۳ میں بنی اسرائیل کے ایک واقعے کا ذکر ہوا ہے، بعض مفسرین کے مطابق اس کا تعلق حضرت حزقیل علیہ السلام سے ہے [3]۔ حضرت حزقیل علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی طرف ایلیا میں مبعوث کیا گیا، آپ

---

[1] آل عمران: ۳۷۔ [2] تفسیر ابن کثیر، روح المعانی۔ [3] تفسیر ابن عباس، تفسیر ابن کثیر۔

Marfat.com

علیہ السلام کا لقب ابن العجوز بتایا جاتا ہے، آپ علیہ السلام نے بابل میں وفات پائی اور کوفہ میں دفن ہیں۔ [1]

حضرت زکریا علیہ السلام

حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر قرآن کی چار سورتوں، سورۃ آل عمران، سورۃ الانعام، سورۃ مریم اور سورۃ الانبیاء میں آیا ہے، آپ علیہ السلام کا نام قرآن میں اٹھارہ جگہ پر آیا ہے، سورۃ الانبیاء میں آپ علیہ السلام کا نام انبیاء کی فہرست میں آیا ہے، باقی تین سورتوں میں آپ علیہ السلام کے مختصر حالات بھی ہیں، سورۂ مریم میں آپ علیہ السلام کا ذکر سب سے زیادہ آیا ہے، تقریباً دس مرتبہ آپ علیہ السلام کا ذکر سورۂ مریم میں آیا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی ذرّیت میں تھے اور اپنے بیٹے کے قتل کئے جانے کے بعد یہ بھی قتل کر دیئے گئے، جس روز ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حصولِ فرزند کی بشارت ملی تھی اس دن ان کا سن بانوے (۹۲) سال کا تھا، اور اس بارہ میں دو قول یہ بھی آئے ہیں کہ ان کی عمر اس وقت ننانوے (۹۹) سال یا ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی۔

''زکریا'' اسم عجمی ہے اور اس کے تلفظ میں سات لغتیں آئی ہیں، جن میں سے مشہور تر لُغت مدّ کی ہے اور دوسری لُغت قصر کی ہے اور ساتوں قراءتوں میں اس کی قراءت مدّ اور قصر دونوں کے ساتھ ہوئی ہے، ''زکریّا'' حرفِ یا کی تشدید اور تخفیف دونوں کے ساتھ، اور زَکَرِ مثل قلَم کے بھی پڑھا گیا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے خالو تھے، آپ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں اختلاف ہے، کسی نے کہا کہ انہیں قتل کیا گیا، کسی نے کہا کہ طبعی وفات پائی۔ [2]

حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے اور سب سے پہلے شخص ہیں جن کا نام یحییٰ رکھا گیا، یہ بات نصِ قرآن سے ثابت ہوئی ہے، یہ عیسیٰ علیہ السلام سے چھ ماہ قبل پیدا ہوئے تھے اور بچپن ہی میں مرتبہ نبوت پر فائز

[1] قصص الانبیاء، قصص القرآن۔ [2] البدایہ والنہایہ، قصص القرآن۔

Marfat.com

ہوئے، یہ ظلم سے قتل کئے گئے اوران کے قاتلوں پر خداوند پاک نے بختِ نصر کواوراس کی فوجوں کومسلط کیا۔

''یحییٰ'' ایک عجمی اسم ہے اور ایک قول میں اس کوعربی اسم بتایا گیا ہے، وَاحِدِی کہتا ہے کہ یہ اسم دونوں قولوں یعنی عجمی اورعربی ہونے کے اعتبار پر منصرف نہیں ہوتا، الکرمانی کہتا ہے کہ وہ دوسرے (عربی اسم ہونے کے) اعتبار پر یحییٰ کے نام سے اس لئے موسوم ہوئے کہ خداوند کریم جل جلالہ نے ان کوایمان کے ساتھ زندہ کیا تھا (حیاتِ ایمانی دی تھی)۔

اور کہا گیا ہے کہ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی ماں کے رِحم کوزندہ کیا تھا (یعنی وہ بانجھ تھیں مگر اِن کے ساتھ حاملہ ہونے سے اُن کے رحم کوحیاتِ تولید ملی)، اورایک وجہ تسمیہ یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ وہ شہید ہوئے تھے، شہید زندہ ہوا کرتے ہیں اس لئے اُن کا یہ نام مشہور ہوا، ایک قول یہ ہے کہ یحییٰ کے معنی ہیں ''یَمُوْتُ'' (اورمرجائیں گے) اس طریقہ پرجس طرح کہ مَهْلَكَة کومَفَازَةَ اور ''لَدِيغ'' (مارگزیدہ) کو سلیم کہا جاتا ہے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک میں چار مقامات پرسورۃ آل عمران، سورۃ الانعام، سورۃ مریم اورسورۃ الانبیاء میں آیا ہے، آپ علیہ السلام کا نام اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے بذاتِ خود رکھا، جیسا کہ سورۂ مریم کی آیت نمبر سات میں ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کوشہید کیا گیا تھا، اس لئے کہ آپ علیہ السلام کی تبلیغ پر یہودی بھڑک اُٹھے اورآپ علیہ السلام کوقتل کردیا۔

حضرت لقمان علیہ السلام

حضرت لقمان علیہ السلام ایک حکیم، دانا، مدبراورمتقی انسان تھے، آپ کے بارے میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں، بعض کا خیال ہے کہ آپ حضرت الیاس علیہ السلام کے بھتیجے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ آپ حبشی غلام تھے۔ بعض آپ کو نبی مانتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ولی تھے، جمہور کا مشہور قول ہے کہ آپ ولی تھے۔ [1]

[1] البدایہ والنہایہ، روض الانف۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریمؑ بنتِ عمران، اللہ تعالیٰ نے ان کو بغیر باپ کے پیدا کیا، اُن کے حمل میں رہنے کی مدت ایک ساعت تھی اور کہا گیا ہے کہ وہ تین ساعتیں حمل میں رہے، اُن کی والدہ مریم علیہا السلام ان کی ولادت کے وقت دس سال کی اور بہ قول بعض پندرہ سال کی تھیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں سب سے آخری نبی تھے، اس لئے آپ علیہ السلام کو خاتم الانبیاء بنی اسرائیل بھی کہا جاتا ہے، قرآن پاک کی چودہ سورتوں میں آپ علیہ السلام کا نام وذکر آیا ہے، سورۃ النساء میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب روح اللہ آیا ہے، کیونکہ آپ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام حضرت مریم علیہا السلام ہے، سریانی زبان میں مریم کے معنی خادم کے ہیں، حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر قرآن میں ۳۰ مرتبہ آیا ہے۔ عیسیٰ کے معنی ہیں زندگی دینے والا، آپ علیہ السلام کا ایک لقب مسیح بھی ہے، اس کے معنی ہیں نجات دینے والا، آپ علیہ السلام نے تیس سال کی عمر میں تبلیغ کا آغاز کیا اور تین سال اپنی قوم میں تبلیغ کی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھا لئے گئے، رَفع (آسمان پر اٹھائے جانے) کے وقت ان کی عمر ۳۳ سال تھی اور احادیث میں آیا ہے کہ وہ پھر آسمان سے اُتریں گے، دجّال کو ماریں گے، شادی کریں گے، ان کی اولاد ہوگی، وہ حج کریں گے، پھر وفات پائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر حجرۂ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں مدفون ہوں گے۔

حدیث صحیح میں اُن کا حلیہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ وہ متوسط القامۃ اور سرخ وسفید ہیں، ان کی شباہت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ کسی حمام سے برآمد ہوئے ہیں۔ عیسیٰ عبرانی یا سُریانی اسم ہے۔

فائدہ: ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: نبیوں میں سے بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی ایسا نہیں تھا جس کے دو نام ہوئے ہوں۔

Marfat.com

نبی آخرالزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی آخرالزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو ذاتی نام محمد اور احمد ہیں، محمد کے معنی ہیں تعریف کیا ہوا، سراہا ہوا، صفاتِ حمیدہ کے لائق اور احمد کے معنی ہیں تعریف کرنے والا، سب سے زیادہ اللہ جل جلالہ کی صفتیں بیان کرنے والا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ نسب یہ ہے: محمدؐ بن عبداللہ، بن عبدالمطلب (شیبہ) بن ہاشم (عمرو) بن عبد مناف (مغیرہ) بن قصیٰ (زید)، اس طرح یہ سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوتا ہوا حضرت آدم علیہ السلام سے جاملتا ہے۔

فائدہ

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے عمرو بن مرّہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: پانچ نبیوں کا نام اُن کے عالم وجود میں آنے سے قبل ہی رکھ دیا گیا ہے:

۱۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، قولہ تعالیٰ: وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ [1] میں ''احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' ہے۔

۲۔ یحییٰ علیہ السلام قولہ تعالیٰ: اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى [2] میں، یحییٰ نام ہے۔

۳۔ عیسیٰ علیہ السلام قولہ تعالیٰ: مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ [3] میں۔

۴+۵۔ اسحٰق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام قولہ تعالیٰ فَبَشَّرْنَاهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ [4] میں مذکور ہے۔

راغب رحمہ اللہ نے کہا ہے:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو بشارت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دی ہے، اس میں ''احمد'' کا لفظ اس بات پر آگاہ کرنے کے لئے خاص طور سے ذکر کیا گیا کہ وہ آنے والا

[1] الصف:۶۔ [2] مریم:۷۔ [3] آل عمران:۳۹۔ [4] ہود:۷۱۔

Marfat.com

نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے قبل گزر جانے والے تمام انبیاء علیہم السلام میں سب سے احمد (زیادہ حمد والا) ہوگا"۔

ولادت باسعادت

سلمان منصور پوری اور محمود پاشا کی تحقیق کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مکہ میں شعب بنی ہاشم کے اندر ۹ ربیع الاوّل، عام الفیل، دوشنبہ کے روز صبح کے وقت ہوئی، نوشیرواں کی تخت نشینی کا چالیسواں سال تھا اور ۲۰ یا ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کی تاریخ تھی، بعض مورخین ۱۲ ربیع الاوّل بھی بتاتے ہیں، واقعہ فیل کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ الفیل میں ہے اور یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے سال، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے صرف پچاس یا پچپن دن پہلے ۵۷۰ء میں پیش آیا۔

وصال مبارک

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۲ ربیع الاوّل ۱۱ ہجری دوشنبہ کے روز چاشت کے وقت وصال فرمایا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) سال چار دن تھی۔

فائدہ عظیمہ

قرآن پاک کا تقریباً ایک چوتھائی حصہ واقعات پر مشتمل ہے اور اس میں کل اٹھائیس واقعات بیان کئے گئے ہیں، سورۂ ابراہیم کی آیت نمبر ۴ میں ہے کہ زمین کا ایسا کوئی حصہ نہیں ہے جہاں اللہ جل جلالہ نے پیغمبر نہ بھیجے ہوں، ان پیغمبروں نے لوگوں کو ان کی اپنی زبان میں پیغام حق سنایا، قرآن پاک کے چند مشہور قصوں کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ قصہ آدم وحوا اور ہابیل وقابیل، ۲۔ قصہ حضرت نوح علیہ السلام وطوفانِ نوح، ۳۔ قصہ حضرت ہود علیہ السلام اور قوم عاد، ۴۔ قصہ حضرت صالح علیہ السلام اور قوم ثمود، ۵۔ قصہ حضرت

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام ونمرود ۶۔قصہ حضرت لوط علیہ السلام وقومِ لوط، ۷۔قصہ حضرت یوسف علیہ السلام، ۸۔قصہ حضرت شعیب علیہ السلام اور اصحاب الایکہ وقوم مدین، ۹۔قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام وقوم سبا ، ۱۰۔قصہ حضرت موسیٰ علیہ السلام و بنی اسرائیل وقارون وخضر، ۱۱۔قصہ زکریا علیہ السلام، ۱۲۔قصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ۱۳۔قصہ اصحاب القریہ، اصحاب السبت و اصحاب الرس، ۱۴۔قصہ ذوالقرنین، ۱۵۔قصہ اصحاب کہف، ۱۶۔قصہ اصحاف الاخدود واصحاب الفیل۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

Marfat.com

قرآن مجید میں غیر انبیاء کے نام

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جو نام قرآن میں آئے ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

قرآن میں ہے: فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا - [1]

السّجلّ

اس شخص کے قول میں جو یہ کہتا ہے کہ السّجلّ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاتب (منشی اور محرّر) کا نام تھا، اس روایت کی تخریج ابوداؤد اور نسائی نے ابوالجوزاء کے طریق پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کی ہے۔

قرآن کریم میں مذکور پہلے لوگوں کے نام

انبیا علیہم السلام اور رسولوں کے علاوہ قرآن میں دوسرے اگلے لوگوں کے یہ نام آئے ہیں:

عمران

''عمران'' مریم علیہا السلام کے والد کا نام ہے، اور کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا بھی یہی نام تھا، اور مریم علیہا السلام کے بھائی ہارون کے باپ کا نام ہے، یہ ہارون، موسیٰ علیہ السلام کے بھائی نہیں ہیں، جیسا کہ مسلم کی روایت کردہ حدیث میں آیا ہے۔

عزیز اور تبع

عزیز اور تبع ایک صالح آدمی تھا، جیسا کہ حاکم نے اس کی روایت کی ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ نبی تھے، اس بات کو کرمانی نے العجائب میں نقل کیا ہے۔

---

[1] احزاب: ۳۷۔

Marfat.com

لقمان

کہا گیا ہے کہ ''لقمان'' نبی تھے اور اکثر لوگ اس قول کے مخالف ہیں، یعنی لقمان کو نبی نہیں مانتے، ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے عکرمہ کے طریق پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا: لقمان ایک حبشی غلام تھے اور بڑھئی کا کام کرتے تھے۔

یوسف اور یعقوب

سورۂ غافر میں یوسف اور سورۂ مریم کے آغاز میں یعقوب کا ذکر آیا ہے، وہ دونوں بھی مذکورہ سابق بیان کے مطابق نبی نہ تھے اور اُن کے نام قرآن میں مذکور ہیں۔

تقی

قولہ تعالیٰ: اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡكَ اِنۡ كُنۡتَ تَقِیًّا [1] میں کہا گیا ہے کہ یہ ایک ایسے آدمی کا نام تھا جو کہ مشہورِ عالم اور زبانِ زد خلائق تھا، یہاں مراد یہ ہے کہ اگر تو نیک چلنی میں تقی کی طرح ہے تو میں تجھ سے پناہ مانگتی ہوں، اس بات کو ثعلبی نے ذکر کیا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ تقی ایک شخص کا نام تھا جو کہ عورتوں کو چھیڑا کرتا تھا اور کہا گیا ہے کہ وہ مریم کا ابن عمّ (چچازاد بھائی) تھا، جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس اُسی کی صورت میں آئے تھے، یہ دونوں قول الکرمانی نے اپنی کتاب ''العجائب'' میں بیان کئے ہیں۔

قرآن میں عورتوں کے نام

حضرت مریم علیہا السلام

قرآن کریم میں منجملہ عورتوں کے ناموں کے صرف ایک نام حضرت مریم علیہا السلام کا آیا ہے اور کوئی دوسرا نام مذکور نہیں ہوا، عبرانی زبان میں ''مریم'' کے معنی ہیں خادم، اور کہا گیا ہے کہ قرآن کریم مریم کا ذکر تیس

---

[1] مریم:۱۸۔

Marfat.com

(۳۰) مرتبہ کرتا ہے، یہ دونوں قول کرمانی نے بیان کئے ہیں۔

بَعل

کہا گیا ہے کہ قولہ تعالیٰ: اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا [1] میں لفظ بَعل ایک عورت کا نام ہے، جس کی بہت سے لوگ عبادت کرتے تھے (یعنی دیوی مانتے تھے) یہ بات ابن عساکر نے بیان کی ہے۔

قرآن پاک میں کافروں کے نام

قرآن پاک میں کافروں کے حسبِ ذیل نام آئے ہیں:

قارون

''قارون'' یصہر کا بیٹا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا، جیسا کہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

بُشریٰ

سورۂ یوسف میں ہے کہ وارد (کنوئیں پر آنے والے) نے پُکار کر یٰبُشْرٰی هٰذَا غُلٰمٌ [2] کہا تھا، لہٰذا یہ بھی نام ہے، یہ السدّی کا قول ہے اور اس کی تخریج ابن ابی حاتم نے کی ہے۔

آزر

آزر، یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام بھی اسی باب سے ہے، اور کہا گیا ہے کہ اُس کا نام تارح تھا اور آزر لقب تھا، ابن ابی حاتم نے ضحاک کے طریق پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا، بلکہ اس کا نام تارِح تھا، اسی راوی نے عکرمہ کے طریق پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا آزر کے معنی ہیں صَنم (بُت)۔

---

[1] الصافات: ۱۲۵۔ [2] الیوسف: ۱۹۔

Marfat.com

نسئ

ابن ابی حاتم نے ابی وائل سے روایت کی ہے کہ اس نے بیان کیا ''بنی کنانہ کے قبیلہ سے ایک آدمی النّسئ نامی گزرا ہے، وہ ماہِ محرم کو ماہِ صفر بنا دیا کرتا تھا تا کہ اس طرح سے لُوٹ مار کے مال کو حلال بنا سکے۔

ابلیس

قرآن میں جنّات کے ناموں سے اُن کے جدِّ اعلیٰ ابلیس کا نام آیا ہے، اس کا نام پہلے عزازیل تھا، ابن ابی حاتم وغیرہ نے سعید بن جبیر کے طریق پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ''اس کا نام پہلے عزازیل تھا''۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے السدی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا: ''ابلیس کا نام حارث تھا''، بعض علماء نے کہا ہے کہ عزازیل کے بھی یہی معنی ہیں (یعنی الحارث) اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ضحاک کے طریق پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''ابلیس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے اس کو ہر ایک بہتری کی طرف سے بالکل مُبلس یعنی مایوس کر دیا ہے۔

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ابلیس کے نام کے بارے میں ''قرۃ'' کا لفظ بھی بیان کیا گیا ہے، اس قول کو خطابی نے بیان کیا ہے، ابلیس کی کنیت ابوبکر دوس ہے اور کہا گیا ہے کہ ''ابوقرۃ'' اور بقولِ بعض ''ابُومرّہ'' اور ایک قول میں ''ابولبینی'' بیان کی گئی ہے، یہ اقوال السہیلی نے کتاب ''روض الانف'' میں ذکر کئے ہیں۔

قبائل کے نام

قبائل کے ناموں کی قسم سے قرآن میں یاجوج، ماجوج، عاد، ثمود، مدین، قریش اور روم کے نام آئے ہیں۔

اقوام کے نام

اقوام کے اسماء جو کہ دوسرے اسموں کی طرف مضاف ہیں، وہ یہ ہیں:

Marfat.com

قومِ نوح، قومِ لوط، قومِ تبّع، قومِ ابراہیم اور اصحاب الایکۃ، اور کہا گیا ہے کہ اصحاب الایکۃ ہی مدین ہیں اور اصحاب الرّس قومِ ثمود کے باقی لوگ ہیں، یہ بات ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہی ہے، عکرمہ نے بیان کیا ہے کہ وہ اصحابِ یاسین ہیں، قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ وہ قومِ شعیب ہیں اور کہا گیا ہے کہ وہ ''اصحابُ الاُخدود'' ہیں، اسی کو ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے مختار قرار دیا ہے۔

بتوں کے نام

قرآن میں بتوں کے ایسے نام جو کہ انسانوں کے نام تھے، حسبِ ذیل ہیں:

وَدّ، سُواع، یَغُوث، یَعُوق اور نَسر۔ یہ قومِ نوح کے اصنام ہیں۔ بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: وَدّ، سُواع، یغُوث، یعُوق اور نسر قومِ نوح کے نیک لوگوں کے نام ہیں مگر جب وہ مرگئے تو شیطان نے ان کی قوم کے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کیا کہ وہ ان لوگوں کی نشست گاہوں پر جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے پتھروں کے نشانات قائم کریں اور ان پتھروں کو انہی مردہ لوگوں کے نام سے موسوم کریں اور ان ہی کی طرف اُن کی نسبت کردیں، چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا، لیکن ان نشانوں کی عبادت اس وقت تک نہیں ہوئی جب تک وہ واقف کار لوگ مرنہ گئے، جب لوگوں میں سے علم اُٹھ گیا تو پھر ان کی عبادت ہونے لگی۔ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے عُروہ سے روایت کی ہے کہ وہ سب (یعنی یغوث اور یعوق وغیرہ) آدم علیہ السلام کے بیٹے اور اُنہی کے صُلب (پشت) سے تھے۔

الرُّجز: بھی اس شخص کی رائے میں صنم کا نام ہے جس نے اُس کو ضمّہ را کے ساتھ پڑھا ہے، اخفش نے کتاب ''الجمع والواحد'' میں ذکر کیا ہے کہ رُجز ایک بُت کا نام ہے۔

جِبت اور طاغوت: بھی بتوں کے نام ہیں، کیونکہ ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ دونوں بُت ہیں اور کہا ہے کہ مشرکین ان بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور پھر اسی راوی نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا ''جِبت اور طاغوت دو بُتوں کے نام ہیں۔

Marfat.com

رَشاد: ارشادِ باری تعالیٰ: "وَمَا اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ[1] جو سورۂ غافر میں آیا ہے، اُس میں ''رَشاد'' کا ذکر ہوا ہے، وہ بھی ایک بُت کا نام ہے، کہا گیا ہے کہ وہ فرعون کے بتوں میں سے ایک بت تھا، یہ بات کرمانی نے اپنی کتاب عجائب میں بیان کی ہے۔

بَعل: بَعل قوم الیاس کا بت تھا۔

آزر: ایک قول میں اسے بُت کا نام بتایا گیا ہے۔

لات، عزیٰ اور منات: قریش کے بتوں کے نام ہیں، بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا لات ایک شخص تھا جو حاجیوں کے لئے ستو گھولا کرتا تھا، ابن جنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی نسبت بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس کی قرأت ''اللاّتّ'' تشدید تا کے ساتھ کی ہے اور اس کی تفسیر اس مذکورہ بالا قول کے مطابق فرمائی (یعنی ستو گھولنے والا) اس بات کی ایسی ہی روایت ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہد سے کی ہے۔

شہروں، خاص مقامات اور پہاڑوں کے نام

شہروں، خاص مقامات، مکانوں اور پہاڑوں وغیرہ کے اسماء کی قسم سے قرآن کریم میں حسبِ ذیل نام آئے ہیں:

بکّہ

''بکّہ'' شہر مکّہ کا نام ہے۔ کہا گیا ہے کہ حرفِ با میم کے بدل میں آیا ہے اور اس کا ماخذ ہے تَمَكَّكْتُ الْعَظْمَ یعنی جو کچھ ہڈی میں مغز تھا وہ مَیں نے جذب کرلیا (کھینچ لیا) اور تَمَكَّكَ الْفَصِيْلُ مَا فِيْ ضَرْعِ النَّاقَةِ یعنی شُتر بچہ نے اُونٹنی کے تھن میں جس قدر دُودھ تھا سب کھینچ لیا، پس گویا کہ وہ شہر مکّہ اپنی طرف ان تمام خورد و نوش کے سامانوں کو کھینچ لیتا ہے جو اور ملکوں میں پیدا ہوتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ شہر تمام گناہوں کو چوس لیا کرتا ہے یعنی ان کو زائل کر دیتا ہے، پھر ایک قول ہے کہ وہاں پانی کمیاب ہونے

[1] غافر:۲۹۔

Marfat.com

کی وجہ سے اس کا یہ نام ہوا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے ایسی وادی کے بطن میں واقع ہونے کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا جو کہ بارش ہونے کے وقت اپنے اطراف کے پہاڑوں کا پانی جذب کرلیا کرتی ہے اور سیلاب اسی وادی میں پہنچ کر جذب ہوتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حرف با اصل ہے اور اس کا ماخذ ہے لفظِ ''بَكّ'' اس لئے کہ وہ بڑے بڑے سرکشوں کی گردنیں توڑ دیتا ہے اور وہ اُس کے سامنے عجز وانکساری سے سر جھکا دیتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ اس کا ماخذ ''اَلتَّبَاكّ'' ہے جس کے معنی ہیں اِزدھام، اس لئے کہ طواف کے وقت وہاں آدمیوں کا ہجوم ہوتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ''مکہ'' حرم کی سرزمین کو کہا جاتا ہے اور ''بکّہ'' خاص مسجدِ حرام کو، ایک اور قول ہے کہ مکہ سے مراد شہر اور بکّہ خانہ کعبہ اور طواف کی جگہ کا نام ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بکّہ خاص کر بیت اللہ ہی کو کہا جاتا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک قدیم نام ہے، جو توریت وزبور میں آیا ہے۔ زبور کے باب نمبر ۸۴ میں ہے کہ ''مبارک ہے وہ انسان جس میں قوت تجھ سے ہے، ان کے دل میں تیری راہیں ہیں، وہ بکّا کی وادی میں گزرتے ہوئے اسے ایک کنواں بناتے، پہلی برسات اسے برکتوں سے ڈھانپ لیتی''۔ اس میں بکّا سے مراد وہی بکّہ ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے: ''اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ'' [1] اور کنویں سے وہی حفر زمزم مراد ہے جسے حضرت ہاجرہ نے بنایا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ لفظ گھر، خانہ یا مکان کے معنی میں آتا ہے، جیسے بعلبک ایک مشہور شہر کا نام ہے، وہاں بعل دیوتا کا مندر تھا، بعل کے معنی سردار یا آقا یا سورج دیوتا یا مشتری کا نام تھا، اسی کے نام پر وہ شہر بعلبک کہلایا۔

مدینہ

سورۂ احزاب میں اس کا نام منافق لوگوں کی زبانی یثرب ذکر کیا گیا ہے، زمانہ جاہلیت میں اس کا یہی نام تھا

[1] آل عمران:۹۶۔

Marfat.com

اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ یثرب ایک زمین کا نام تھا جو کہ مدینہ کی ایک ناحیہ (سمت) میں ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کا یہ نام یثرب بن وائل کے نام پر رکھا گیا جو کہ ارم بن سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں تھا اور سب سے پہلے اس مقام پر وہی اُترا تھا۔

مدینہ کو یثرب کے نام سے موسوم کرنے کی ممانعت صحیح سند سے ثابت ہے، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بُرے نام کو پسند نہ فرماتے تھے اور یثرب کا لفظ ثرب کے معنی پر مشتمل معلوم ہوتا ہے جس کے معنی ہیں فساد، یا اُس میں تَثْرِیب سے ماخوذ ہونے کا شبہ گزرتا ہے اور اس کے معنی ہیں ''توبیخ'' (ملامت)۔

بدر

''بدر'' مدینہ کے قریب ایک قریہ ہے، ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے شعبی سے روایت کی ہے کہ ''موضع بدر قبیلہ جہینہ کے ایک شخص کی ملکیت تھا جس کا نام بدر تھا اور اسی کے نام سے یہ مقام موسوم ہوا''۔

واقدی نے کہا ہے کہ ''میں نے اس بات کا ذکر عبداللہ بن جعفر اور محمد بن صالح سے کیا تو ان دونوں نے اس بات سے لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا کہ پھر صفراء اور رابغ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ وہ ایک جگہ کا نام ہے، ضحاک سے مروی ہے کہ اس نے کہا: بدر، مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔

اُحُد

ایک قراءت میں شاذ طور پر اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوُوْنَ عَلٰی اُحُدٍ [1] پڑھا گیا ہے۔

حُنین

''حُنین'' طائف کے قریب قریہ ہے۔

جمع

''جمع'' مزدلفہ کو کہتے ہیں۔

---

[1] آل عمران: ۱۵۳۔

Marfat.com

مشعر الحرام

''مشعر الحرام'' مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے۔

نقع

کہا گیا ہے کہ ''نقع'' عرفات سے مزدلفہ کے مابین جو جگہ ہے اس کا نام ہے، اس بات کو الکرمانی نے بیان کیا ہے۔

مصر اور بابل

''مصر اور بابل'' سوادِ عراق کا ایک شہر ہے۔

الایکۃ اور لَیکہ

الایکۃ اور لَیکہ (فتحہ لام کے ساتھ) قومِ شعیب کی بستی کا نام، اور ان میں سے دوسرا اسم شہر کا نام ہے اور پہلا اسم کُورۃ (علاقہ) کا نام ہے۔

اَلحِجر

''اَلحِجر'' قومِ ثمود کے منازل، شام کے اطراف اور وادی القریٰ کے نزدیک ہے۔

الاحقاف

''الاحقاف'' حضر موت اور عمان کے مابین ریگستانی پہاڑ ہیں، ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ ملک شام کا ایک پہاڑ ہے۔

طورِ سینا

طورِ سینا وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو باری تعالیٰ نے پکارا تھا۔

Marfat.com

الجُودی

''الجودی'' الجزیرہ میں ایک پہاڑ ہے، یہاں الجزیرہ سے مراد شہر جزیرۂ ابن عمر ہے، جسے حضرت حسن بن عمر بن الخطاب نے ۹۶۱ ہجری میں قائم کیا تھا۔ یہ شام میں دریائے دجلہ کے کنارے واقع ہے، کوہِ جودی اس شہر کے شمال مشرق میں ہے، تقریباً ۴۰ کلومیٹر دور۔

طُویٰ

''طُویٰ'' ایک وادی کا نام ہے، جیسا کہ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کی ہے۔ اسی راوی نے دوسرے طریقے پر ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت کی ہے کہ ''اس وادی کا نام طویٰ اس وجہ سے رکھا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو رات کے وقت طے کیا تھا۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا یہ وادی فلسطین میں ہے اس کو طُویٰ اس لئے کہا گیا کہ یہ دو مرتبہ مقدس کی گئی، بشر بن عبید رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ ''یہ سرزمین ایلہ کی ایک وادی ہے جو کہ دو مرتبہ برکت کے ساتھ طے ہوئی''۔

الکہف

''الکہف'' ایک پہاڑ میں تراشا ہوا گھر ہے۔

الرقیم

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: کعب رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ رقیم اس قریہ کا نام ہے جہاں سے اصحابِ کہف نکلے تھے۔

عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ الرقیم ایک وادی ہے، سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح کا قول نقل کیا گیا ہے، عوفی کے طریق پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: الرقیم ایک وادی ہے عقبان

Marfat.com

اور ایلہ کے مابین فلسطین سے پہلے، قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رقیم اس وادی کا نام ہے جس میں کہف (غار) واقع ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا "رقیم کتے کا نام ہے"، (اصحابِ کہف کے کتے کا)۔

العرِم

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا کہ عرم ایک وادی کا نام ہے۔

حرد

السدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ہم کو معلوم ہوا ہے کہ ایک قریہ کا نام حرد ہے، اس روایت کی تخریج ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔

الصّریم

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ "الصّریم یہ ملک یمن میں ایک سرزمین ہے اور اس کا نام یہی رکھا گیا ہے۔

ق

"ق" ایک پہاڑ جو زمین کے گرد محیط ہے (کوہِ کاف)، یہ قدیم عربوں کا خیال ہے، وہ دنیا کو قرص کی مانند گول سمجھتے تھے۔

الجُرز

کہا گیا ہے کہ "الجُرز" ایک سرزمین کا نام ہے۔ اس بات کو علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

الطاغیہ

کہا گیا کہ "الطاغیہ" اس مقام کا نام ہے جہاں قومِ ثمود ہلاک کی گئی تھی، اس بات کو بھی الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

Marfat.com

قرآن میں جگہوں کی طرف منسوب نام

قرآن میں جگہوں کی طرف منسوب حسبِ ذیل اسماء ہیں:

الاُمّی

کہا گیا ہے کہ یہ اُم القریٰ کی طرف منسوب ہے، اس لفظ کی تشریح خود قرآن مجید میں بہ ایں الفاظ موجود ہے: وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتَابَ [1] 'ان میں سے بعض اَن پڑھ ہیں جو کتاب کا کچھ علم نہیں رکھتے۔

عَبقری

کہا گیا ہے کہ یہ عبقر کی جانب منسوب ہے جو کہ جنّوں کی ایک جگہ ہے اور ہر ایک نادر چیز اُسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔

السّامری

بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک سرزمین کی طرف منسوب ہے جس کا نام سامِرُ ون بتایا جاتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ اُس کا نام سامرہ ہے۔

العربی

اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ عربۃ کی جانب منسوب ہے اور وہ اسمٰعیل علیہ السلام کے گھر کا صحن (پیش خانہ اور آنگن) تھا۔

ستاروں کے نام

قرآن میں کواکب (ستاروں) کے ناموں میں سے شمس، قمر، طارق اور شعریٰ کے نام آئے ہیں۔

---

[1] البقرۃ:۷۸۔

Marfat.com

پرندوں کے نام

بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے قرآن میں پرندوں کی جنسوں میں سے دس (۱۰) اجناس کا نام ذکر فرمایا ہے:

اَلسَّلْوٰی (لَوا)، اَلْبَعُوْضُ (مچھر)، اَلذُّبَابُ (مکھی)، اَلنَّحْلُ (شہد کی مکھی)، اَلْعَنْکَبُوْتُ (مکڑی)، اَلْجَرَاد (ٹڈی)، اَلْھُدْھُدْ (ہُدہُد)، اَلْغُرَابُ (کوا)، اَبَابِیْل (جھنڈ کے جھنڈ) اور نَمْلُ (چیونٹی)۔

فائدہ

نمل پرندوں میں سے ہے جس کی وجہ اللہ پاک کا سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کے بارے میں وَعُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْر (ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے) ارشاد فرمانا ہے اور سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے نمل کا کلام سمجھ لیا تھا (لہٰذا اس دلیل سے نمل کا پرندوں میں سے ہونا معلوم ہوا)، ابن ابی حاتم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ نے شعبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا ہے کہ وہ نملہ (چیونٹی) جس کی بات سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام نے سمجھ لی تھی پروں والی تھی۔

قرآن مجید میں آخرت کے مکانوں کے نام

قرآن میں آخرت کے مکانوں میں سے حسب ذیل جگہوں کے نام آئے ہیں:

فردوس

''فردوس'' جنت کی سب سے اعلیٰ جگہ ہے۔

عِلِّیُّون

کہا گیا ہے کہ ''علیون'' یہ جنت میں سب سے اعلیٰ جگہ ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کتاب کا نام ہے جس میں دونوں جہان کے صالح لوگوں کے اعمال تحریر ہیں۔

Marfat.com

الکوثر

جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ جنت کی ایک نہر کا نام ہے۔

سلسبیل اور تسنیم

سلسبیل اور تسنیم جنت کے دو چشمے ہیں۔

سِجّین

کفار کی روحوں کی قرارگاہ کا نام ''سجین'' ہے۔

صعود

جہنم کے ایک پہاڑ کا نام ہے جیسا کہ ترمذی میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔

غي، آثام، موبق، سعير، ويل، سائل اور سُحق

یہ سب جہنم کی وادیاں (ندیاں) ہیں، اُن میں پیپ بہتی ہے، ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قولہ تعالیٰ: وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَوْبِقًا [1] کے بارے میں روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ''موبق جہنم میں ایک کچ لہو کی ندی ہے''، اور قولہ تعالیٰ: مَوْبِقًا کے بارے میں عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ''وہ دوزخ میں ایک ندی ہے''۔

حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مستدرک میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قولہ تعالیٰ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا [2] کے بارے میں روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ''یہ جہنم میں ایک وادی (ندی) ہے''، ترمذی وغیرہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ویل جہنم کی ایک ندی ہے، کافر اُس میں اس کی تہ تک پہنچنے سے قبل چالیس سال تک غوطے کھاتا نیچے کو ہی چلا جائے گا۔

---

[1] کہف:۵۲۔ [2] مریم:۵۹۔

Marfat.com

ابن المنذر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا ''ویل'' جہنم میں کچ لہو کی ایک ندی ہے، ابن ابی حاتم نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ دوزخ میں چار ندیاں ہیں کہ اللہ پاک اُن میں اہل دوزخ کو عذاب دے گا: غلیظ، موبق، اثام اور غیّ۔

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''سعیر جہنم میں ایک کچ لہو کی ندی اور سُحق بھی دوزخ کی ایک ندی ہے، ابوزید سے قولہ تعالیٰ سَاَلَ سَائِلٌ [1] کے بارے میں روایت ہے کہ وہ جہنم کی ندیوں میں سے ایک ندی ہے اور اس کو سائل کہتے ہیں۔

الفلق

''فلق'' جہنم میں ایک اندھا کنواں ہے، ایک مرفوع حدیث میں جس کی تخریج ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے، یہی آیا ہے۔

یَحموم

سیاہ دھوئیں کا نام ہے، اس کی روایت حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کی ہے۔

کنیت اور القاب کا ذکر قرآن پاک میں

ابولہب

کنیتوں کی قسم سے قرآن کریم میں بجز ابولہب کے اور کوئی کنیت نہیں وارد ہوئی ہے، ابولَہب کا نام عبدالعزیٰ تھا، اسی واسطے ذکر نہیں ہوا، کیونکہ اس کا نام شرعاً حرام ہے اور کہا گیا ہے کہ کنیت کے وارد کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا کہ وہ جہنمی ہے۔

---

[1] المعارج۔

Marfat.com

اسرائیل

وہ القاب جو کہ کلام الٰہی میں واقع ہوئے ہیں، اُن میں سے ایک یعقوب علیہ السلام کا لقب ''اسرائیل'' ہے، اس کے لفظی معنی ہیں عبداللہ، اور کہا گیا ہے اس کے معنی صِفْوَۃُ اللہ (اللہ کے برگزیدہ) ہیں اور ایک قول ہے کہ اس کے معنی ہیں سَرِیُّ اللہ کیونکہ جس وقت انہوں نے ہجرت کی ہے اس وقت وہ رات میں سفر کرتے تھے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے عمیر کے طریق پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اسرائیل مثل تمہارے عبداللہ کہنے کے ہے، عبداللہ بن حمید نے اپنی تفسیر میں ابی مجلز سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا یَعْقُوب علیہ السلام ایک کشتی گیر شخص تھے، وہ ایک فرشتہ سے ملے اور اس سے لپٹ پڑے چنانچہ فرشتہ نے اُن کو گرالیا، اور ان کی دونوں رانوں پر دباؤ ڈالا، یعقوب علیہ السلام نے اپنی یہ کیفیت دیکھی اور معلوم کیا کہ فرشتہ نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے تو انہوں نے (سنبھل کر) فرشتہ کو پچھاڑ لیا اور کہا اب میں تجھ کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک کہ تو میرا کوئی نام نہ رکھے، لہٰذا فرشتہ نے اُن کو اسرائیل کے نام سے موسوم کیا۔

ابومجلز نے کہا ہے: کیا تم اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ اسرائیل فرشتوں کے ناموں میں سے ہے اور اس نام کے تلفظ میں کئی لغتیں آئی ہیں جن میں سب سے زیادہ مشہور اس کی ہمزہ کے بعد حرف یا اور لام کے ساتھ بولنا ہے، اور اس کی قرأت اسرائیل بغیرہ ہمزہ کے بھی کی گئی ہے۔

بعض علماء نے بیان کیا ہے کہ قرآن میں یہودیوں کو محض یا بنی اسرائیل ہی کہہ کر مخاطب بنایا گیا ہے، اور یا بنی یعقوب کے ساتھ ان کو خطاب نہیں کیا گیا، اس میں ایک نکتہ ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے ساتھ مخاطب بنائے گئے اور ان کو پند و نصیحت کرنے اور غفلت سے چونکانے کے لئے انہیں ان کے اَسْلَاف (بزرگوں) کا دین یاد دلایا گیا۔ لہٰذا وہ ایسے نام سے موسوم کئے گئے جس میں اللہ تعالیٰ کی یاد دہانی موجود ہے، کیونکہ اسرائیل ایسا اسم ہے جو کہ تاویل میں اللہ تعالیٰ کی طرف مضاف ہے، اور جب کہ پروردگار عالم نے ابراہیم علیہ السلام سے ان کے عطاء فرمانے اور انہیں ان کی بشارت دینے کا ذکر فرمایا ہے وہاں اُن کا نام

Marfat.com

یعقوب علیہ السلام ہی لیا ہے، اور اس موقع پر یعقوب کہنا اسرائیل کہنے سے اولیٰ تھا کیونکہ وہ ایک ایسی موہبت تھے جو کہ دوسرے، بعد میں آنے والے کے بعد تھے اور اس لئے اُن کے واسطے ایسے اسم کا ذکر زیادہ مناسب ٹھہرا جو کہ تعقیب (بعد میں آنے) پر دلالت کرے۔

المسیح

منجملہ انہی القاب کے جن کا وقوع قرآن میں ہوا ہے، المسیح بھی ایک لقب ہے، یہ عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے اور اس کے معنی کے بارہ میں کئی قول آئے ہیں، کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں صدیق، اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں وہ شخص جس کے قَدَم اَخْمَص (تلوے گہرے) نہ ہوں اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں وہ شخص جو کسی مریض پر ہاتھ نہ پھیرے مگر یہ کہ اس کو اللہ تعالیٰ تندرست بنا دے، اور کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں جمیل، اور ایک قول ہے کہ اس کے معنی ہیں وہ شخص جو کہ زمین کو مَسْح یعنی قطع (طے) کرے اور اس کے سوا دوسری باتیں بھی کہی گئی ہیں۔

اِلیَاس

کہا گیا ہے کہ یہ ادریس علیہ السلام کا لقب ہے، ابن ابی حاتم نے سند حسن کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا الیاس ہی ادریس، اور اسرائیل ہی یعقوب ہیں، اور انکی قراءت میں آیا ہے اِنَّ اِدْرَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ، سَلَامٌ عَلٰی اِدْرَاسِیْنَ اور ابی رضی اللہ عنہ کی قراءت میں وَاِنَّ اِیْلِیْسَ، سَلَامٌ عَلٰی اِیْلِیْسَ آیا ہے۔

ذوالکِفل

کہا گیا ہے کہ یہ الیاس علیہ السلام کا لقب ہے اور یہ اقوال بھی آئے ہیں کہ یوشع علیہ السلام کا لقب ہے، بقول بعض اَلْیَسَع علیہ السلام کا لقب ہے، اور بعض نے کہا کہ زکریا علیہ السلام کا لقب ہے۔

Marfat.com

نوح علیہ السلام

اور منجملہ القاب کے نوح علیہ السلام بھی لقب ہے، اُن کا نام عبدالغفار تھا اور لقب نوح پڑ گیا، اس لئے کہ وہ اپنے اللہ کی فرمانبرداری میں اپنے نفس پر بہت کثرت سے نوحہ کیا کرتے تھے، اور اس بات کی روایت ابن ابی حاتم نے یزید الرقاشی سے کی ہے۔

ذوالقرنین

اور منجملہ ان القاب کے ایک ذوالقرنین ہے، اس کا نام اسکندر تھا، اور کہا گیا ہے کہ عبداللہ بن ضحاک بن سعد نام تھا، اور ایک قول میں مُنْذِرِبْنِ مَاءِ السَّمَآء اور دوسرے قول میں صَعْب بن قرین بن الھمال بھی اسی کا نام بیان ہوا ہے، ان دونوں اقوال کو ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

اس کا لقب ذوالقرنین اس لئے پڑ گیا کہ وہ زمین کی دونوں شاخوں یعنی مشرق و مغرب تک پہنچ گیا تھا، اور کہا گیا ہے کہ اس لئے کہ وہ فارس اور روم کا مالک ہوا تھا، اور ایک قول ہے کہ اس کے سر پر دو سینگیں یعنی چوٹیاں تھیں، اور کہا گیا ہے کہ اس کے دو سونے کی سینگیں تھیں، اور ایک قول ہے کہ اس کے سر کے دونوں پہلو تانبے کے تھے، اور کہا ہے کہ اس کے سر پر دو چھوٹی چھوٹی سینگیں تھیں جن کو عمامہ مخفی رکھتا تھا، اور کہا گیا ہے کہ اس کی ایک سینگ پر مارا گیا اور وہ مر گیا، پھر اللہ پاک نے اس کو دوبارہ زندہ کر دیا، لہٰذا لوگوں نے اس کی دوسری سینگ پر ضرب لگائی۔

اور کہا گیا ہے کہ اس نام کی وجہ اُس کا ماں باپ دونوں کی طرف سے عالی نسب ہونا تھا، اور یہ قول بھی مذکور ہے کہ اس کے زمانہ میں دو قرن آدمیوں کے گزر گئے تھے اور وہ اتنی مدت تک برابر زندہ رہا تھا، لہٰذا اس لقب سے مُلَقَّب ہوا، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسے علم ظاہر اور علم باطن دونوں علوم عطا ہونے کی وجہ سے یہ لقب ملا اور اس کے نور اور ظلمت دونوں میں داخلہ کو بھی اس لقب کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

Marfat.com

فرعون

اس کا نام ولید بن مُصعِب اور اس کی کنیت باختلافِ اقوال، ابوالعباس یا ابوالولید اور یا ابُومُرّۃ تھی، اور کہا گیا ہے کہ فرعون شاہان مصر کا عام لقب ہے۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے اس نے بیان کیا فرعون فارس کا باشندہ اور شہر اصطخر کے لوگوں میں سے تھا۔

تُبَّع

کہا گیا ہے اس کا نام ''اَسعَد بن ملکی کرب'' تھا، تبّع کے نام سے یوں موسوم ہوا کہ اس کے تابع لوگ بکثرت تھے، اور ایک قول یہ ہے کہ تبّع شاہان یمن کا عام لقب تھا، ان میں سے ہر شخص تبّع کہلایا یعنی اپنے پیش رو کے بعد آنے والا، جیسا کہ خلیفہ وہ شخص کہلاتا ہے جو دوسرے کی جگہ بیٹھتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

Marfat.com

قرآن کریم میں ملائکہ کا تذکرہ

قرآن میں ملائکہ (فرشتوں) کے ناموں میں سے ''جبرائیل'' اور میکائیل کے نام آئے ہیں اور ان دونوں اسموں کے تلفظ میں کئی لغتیں ہیں:

حضرت جبرائیل علیہ السلام

جِبْرِیْل (جیم اور را کے کسرہ کے ساتھ بغیر ہمزہ کے) جَبْرِیْل (فتح جیم اور کسرہ را کے ساتھ بلا ہمزہ)۔ جِبْرَائِیل (الف کے بعد ہمزہ لاکر)۔ جِبْرَاءِیل (دونوں ہی بغیر ہمزہ کے)۔ جِبْرَئِیْل (بغیر الف کے، محض ہمزہ اور یا کے ساتھ) اور جِبْرِیلّ لام مشدّد کے ساتھ) اس طرح بھی قرات میں آیا ہے۔

ابن جنی نے کہا ہے کہ جبرئیل کی اصل گوریال (کوریال) تھی، کثرتِ استعمال اور معرّب بنائے جانے کی وجہ سے اس کی سورت بدل کر یہ ہوگئی جو تم دیکھتے ہو۔

حضرت میکائیل علیہ السلام

میکاییل، کی قرأت بغیرہ ہمزہ کے، اور میکائیل (ہمزہ کے ساتھ) اور میکال (الف کے ساتھ) ہوئی ہے۔

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: جبریل، عبداللہ اور میکائل، عبید اللہ کے ہم معنی ہیں اور ہر ایک ایسا اسم جس میں اِیل کا لفظ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کے معنی میں ہے۔

اور اسی راوی نے عبداللہ بن حارث سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا: ''ایل'' عبرانی زبان میں اللہ تعالیٰ کو کہتے ہیں، اور ابن ابی حاتم نے عبدالعزیز بن محمدؔ سے روایت کی ہے، اس نے کہا کہ ''جبریل'' کا اِسم، خادم اللہ کے معنی رکھتا ہے۔

Marfat.com

فائدہ

ابوحیوۃ نے فَاَرْسَلْنَا اِلَيْهَا رُوْحَنَا [1] تشدید کے ساتھ پڑھا ہے، ابن مہران نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ ''روّح'' مشدّد، جبریل کا ایک نام ہے، اس قول کو کرمانی نے اپنی کتاب ''العجائب'' میں نقل کیا ہے۔

ہاروت وماروت

ہاروت اور ماروت بھی ملائکہ کے نام ہیں جو قرآن میں آئے ہیں، ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، انہوں نے فرمایا: ''ہاروت اور ماروت دو فرشتے ہیں، آسمان کے فرشتوں میں سے۔

الرّعد

''الرّعد'' بھی فرشتہ کا نام قرآن میں آیا ہے، ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو بتائیں کہ رعد کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: منجملہ فرشتوں کے ایک فرشتہ اور ابر پر مُوکّل ہے۔

ابن ابی حاتم نے عکرمہؒ سے روایت کی ہے، اس نے کہا: رعد ایک فرشتہ ہے جو کہ تسبیح خوانی کرتا ہے''، اور اسی راوی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ اُس سے رعد کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے کہا: کیا تم دیکھتے ہو کہ اللہ پاک فرماتا ہے: وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ [2] (اور رعد اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے)۔

بَرق

''بَرق'' بھی ایک فرشتہ کا نام قرآن میں مذکور ہے، کیونکہ ابن ابی حاتم نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے، اس نے کہا ہم کو یہ خبر پہنچی ہے کہ برق ایک فرشتہ ہے، اس کے چار منہ ہیں، ایک انسان کا چہرہ، دوسرا بَیل کا چہرہ، تیسرا گدھ کا چہرہ اور چوتھا شیر کا چہرہ، جس وقت وہ اپنی دُم کو ہلاتا ہے، پس وہی برق (چمک) ہوتی ہے۔

[1] مریم: ۱۷۔ [2] الرعد: ۱۳۔

Marfat.com

مالک

مالک فرشتہ دوزخ کا داروغہ ہے۔

سجلّ

''سجلّ'' بھی ایک فرشتہ ہے، ابن ابی حاتم نے ابوجعفر الباقر سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا: سجل ایک فرشتہ ہے، ہاروت اور ماروت اس کے اَعوان (مددگاروں میں سے) تھے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا ''السجل'' ایک فرشتہ ہے۔ السدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی گئی ہے کہ اس نے کہا: سجلّ ایک فرشتہ ہے جو کہ صحیفوں (نوشتوں یا اعمالناموں) پر موکّل ہے۔

قَعید

''قَعید'' بھی ایک فرشتہ کا نام ہے، کیونکہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ نام بدیوں کے لکھنے والے فرشتہ کا ہے، ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کی تخریج ''کتاب الحلیہ'' میں کی ہے، اس طرح یہ سب نو فرشتے ہوئے جن کا نام قرآن میں آیا ہے۔

ذوالقرنین

ابن ابی حاتم نے کئی ایک مرفوع، موقوف اور مقطوع طریقوں سے یہ روایت کی ہے کہ ذوالقرنین بھی منجملہ فرشتوں کے ایک فرشتہ ہے، اور اگر یہ قول صحیح ثابت ہو، تو اس سے دس کی تعداد مکمل ہو جاتی ہے۔

روح

ابن ابی حاتم ہی نے علی بن ابی طلحہ کے طریق پر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے قولہ تعالیٰ: يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ [1] کے بارے میں فرمایا کہ ''روح ایک فرشتہ ہے جو کہ تمام فرشتوں میں سے از روئے خلقت (جسم) کے بہت بڑا ہے، اور اب فرشتوں کی تعداد گیارہ ہو گئی ہے۔

---

[1] النباء: ۳۸۔

Marfat.com

سکینہ

راغب نے اپنی کتاب مُفردات میں بیان کیا ہے کہ قولہ تعالیٰ: هُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ [1] میں جس سَکِیْنَة کا ذکر آیا ہے وہ ایک فرشتہ ہے جو کہ مومن کے دل کو تسکین دیتا اور اس کو اَمن عطا کرتا ہے، جیسا کہ روایت کی گئی ہے کہ اِنَّ السَّكِیْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اور اب قرآن میں مذکور فرشتوں کے اسماء کی تعداد بارہ ہوگئی۔

قرآن مجید کی قَسمیں

قَسم سے خبر کی تحقیق اور اس کی تاکید مقصود ہوتی ہے، یہاں تک کہ قولہ تعالیٰ: وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ [2] کے مانند کلاموں کو بھی قسم قرار دیا ہے، اگرچہ اس میں صرف شہادت (گواہی) کی خبر دی گئی ہے اور اس کے قسم قرار دینے کی وجہ اس کا خبر کی تاکید کے لئے آنا ہے، اس لئے یہ قسم کے نام سے موسوم کیا گیا۔

اس موقع پر ایک سوال بھی کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قسم کھانے کے کیا معنی ہیں؟ کیونکہ اگر وہ قسم مومن کو یقین دلانے کے لئے کھائی جاتی ہے تو مومن محض خبر دینے ہی کے ساتھ بغیر قسم کے اس کی تصدیق کرتا ہے اور اگر یہ قسم کافر کے لئے کھائی جاتی ہے تو اس کے واسطے کچھ بھی مفید نہیں پڑ سکتی۔

اس سوال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ قرآن کا نزول عَرَب کی زبان میں ہوا ہے اور اہل عَرَب کا دستور ہے کہ جس وقت وہ کسی امر کی تاکید کا ارادہ کرتے ہیں تو اس وقت قسم کھایا کرتے ہیں۔

اور ابوالقاسم قُشیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سوال کا جواب یوں دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حُجت کے تکملہ اور اس کی تاکید کے واسطے قسم کا ذکر فرمایا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ حَکَم (پنچ یا ثالث) معاملہ اور جھگڑے کا فیصلہ دو ہی اُمور کے ساتھ کیا کرتا ہے، قسم کے ساتھ یا شہادت کے ساتھ، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں دونوں نوعوں کا ذکر فرمادیا تاکہ منافقین کے لئے کوئی حجت باقی نہ رہ جائے، چنانچہ فرمایا: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

---

[1] فتح: ۴۔ [2] منافقون: ۱۔

Marfat.com

وَاُولُوا الْعِلْمِ [1] اور ارشاد فرمایا قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ اِنَّهٗ لَحَقٌّ۔ [2]

ایک اعرابی کی بابت بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت اُس نے اللہ تعالیٰ کا قول وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ [3] سُنا تو چیخ پڑا اور کہنے لگا، وہ کون ہے جس نے پروردگار جلیل کو اس قدر غصہ دلایا کہ اسے قسم کھانے پر مجبور بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ ﷻ کی اپنی ذات کے ساتھ قسمیں

قَسم صرف کسی معظّم اسم ہی کے ساتھ کھائی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے چھ جگہوں پر قرآن میں اپنی ذات پاک کے ساتھ قسم کھائی ہے، ایک تو وہ آیت جو قولہ تعالیٰ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ [4] کے ساتھ مذکور ہوگئی، دوسری آیت قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ [5] (۳) فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّیٰطِیْنَ [6] (۴) فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ [7] (۵) فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ [8] (۶) فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ [9]

مخلوقات کی قسمیں

اور باقی تمام قسمیں اپنی مخلوقات کے ساتھ کھائی ہیں، مثلاً قولہ تعالیٰ: وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ، وَالصَّافَّاتِ، وَالشَّمْسِ وَاللَّیْلِ، وَالضُّحٰی اور فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی قسم کیونکر کھائی ہے حالانکہ غیر اللہ کے ساتھ قسم کھانے کی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے۔

جواب ۱: ایک وجہ یہ ہے کہ ان مقامات میں مضاف حذف کر دیا گیا ہے، یعنی ان کی اصل وَرَبِّ التِّیْنِ، وَرَبِّ الزَّیْتُوْنِ، وَرَبِّ الشَّمْسِ، عَلٰی هٰذَا الْقِیَاسِ تھی۔

جواب ۲: عرب کے لوگ ان چیزوں کی تعظیم کیا کرتے اور ان کی قسم کھایا کرتے تھے، لہٰذا قرآن کا نزول بھی انہی کے عرف پر ہوا۔

---

[1] آل عمران:۱۸۔ [2] الیونس:۵۳۔ [3] الذاریات:۲۲، ۲۳۔ [4] الیونس:۵۳۔ [5] التغابن:۷۔ [6] مریم:۶۸۔ [7] الحجر:۹۲۔
[8] نسآء:۶۵۔ [9] المعارج:۴۰۔

Marfat.com

جواب ۳: قسم انہی چیزوں کی کھائی جاتی ہے جن کی قسم کھانے والا تعظیم کیا کرتا ہو اور وہ چیز اس قسم کھانے والے سے بالاتر ہو اور اللہ تعالیٰ سے بالاتر تو کوئی چیز نہیں ہے، اس لئے اس نے کبھی اپنی ذات پاک کی قسم کھائی ہے اور کبھی اپنی مصنوعات کی قسم کھائی ہے، اس لئے کہ وہ مصنوعات، باری تعالیٰ کے وجود اور صانع کی ذات پر دلالت کرتی ہیں۔

ابن الاصبع نے اسرار الفواتح میں بیان کیا ہے کہ مصنوعات کی قسم کھانا گویا صانع ہی کی قسم کھانا ہے، اس لئے کہ مفعول کا ذکر فاعل کے ذکر کو مستلزم ہے، اس لئے کہ بغیر فاعل کے مفعول کا وجود محال مانا جاتا ہے۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا بے شک اللہ پاک اپنی مخلوقات میں سے جس چیز کی چاہے قسم کھا سکتا ہے، کسی اور کے لئے یہ بات کبھی درست نہیں کہ اللہ پاک کے سوا دوسری کسی چیز کی قسم کھائے۔

علماء کا قول ہے: اللہ پاک نے اپنے قول لَعَمْرُكَ [1] میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھائی ہے تا کہ اس بات سے لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس عظمت اور مرتبہ کی معرفت حاصل ہو جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک حاصل ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی اپنے نزدیک معزز اور مکرّم نفس پیدا نہیں کیا ہے اور میں نے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کی قسم کھائی ہے اور اس کو کسی کی جان کی قسم کھاتے نہیں سنا، چنانچہ وہ فرماتا ہے لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ۔ [2]

اور ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی شئے کی قسم کھانا دو وجہوں سے ہوتا ہے، یا تو کسی فضیلت کے سبب سے ایسا کیا جاتا ہے اور یا کسی منفعت کے لحاظ سے۔ فضیلت کی مثال ہے قولہ تعالیٰ: وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ اور منفعت کے خیال سے قسم کھائی جائے، اس کی نظیر قولہ تعالیٰ: وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ہے۔

[1] الحجر: ۷۲۔ [2] الحجر: ۷۲، ۷۳۔

Marfat.com

ایک اور بزرگ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کی قسم کھائی ہے:

۱۔ اپنی ذات کی، جیسا کہ اس کی مثالیں اوپر گزریں۔

۲۔ اپنے فعل کی، مثلاً وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا [۱] اور

۳۔ اپنے مفعول کی قسم کھائی ہے، جیسے وَالطُّوْرِ وَ كِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ [۲] وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى [۳]

قسم کے متعلق علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کے سنہری کلمات

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ معلوم کرنا چاہیے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ چند اُمور کے ساتھ چند اُمور پر قسم کھایا کرتا ہے اور وہ صرف اپنی ذات مقدسہ کی قسم کھاتا ہے جو کہ اس کی صفات کے ساتھ موصوف ہے، یا اپنی اُن نشانیوں کی قسم کھاتا ہے جو کہ اس کی ذات یا صفات کو مستلزم ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا اپنی بعض مخلوقات کی قسم کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مخلوقات اس کی عظیم الشان نشانیوں میں سے ہیں، پس قسم یا تو جملہ خبریہ پر وارد ہوا کرتی ہے اور یہ بیشتر ہے، مثلاً قولہ تعالیٰ: فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ [۴] اور یا جملہ طلبیہ پر وارد ہوتی ہے، مثلاً قولہ تعالیٰ: فَوَرَبِّكَ لَنَسْئَلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ [۵] مگر اسی کے ساتھ کبھی اس قسم سے مقسم علیہ کی تحقیق مراد لی جاتی ہے، اور ایسی حالت میں یہ قسم، خبر کے باب سے ہوتی ہے، اور کبھی اس سے قسم ہی کی تحقیق مراد ہوا کرتی ہے۔

لہٰذا مُقسم علیہ وہ چیز ہے جس کی توکید اور تحقیق قسم کے ذریعہ سے مراد ہوتی ہے اور ایسی صورت میں یہ ضروری ہے کہ مُقسم علیہ اس طرح کا ہو جس کے بارہ میں قسم کھایا جانا اچھا ہوتا ہے اور یہ ایسا ہے کہ جیسے غائب اور مخفی اُمور جس وقت کہ اُن کے ثبوت پر قسم کھائی جائے، ورنہ کھلے ہوئے اور مشہور اُمور مثلاً شمس، قمر، لیل، نہار، آسمان اور زمین وغیرہ، تو یہ ایسی چیزیں ہیں جن کی خود قسم کھائی جاتی ہے اور ان پر قسم نہیں کھائی جاتی۔ وہ باتیں جن پر اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے تو وہ اس کی آیتوں میں سے ہیں، اور اسی لحاظ سے جائز ہے کہ وہ مقسم بہ

---

[۱] الشمس۔ [۲] الطور۔ [۳] النجم۔ [۴] الذاریات: ۲۳۔ [۵] الحجر: ۹۲۔

Marfat.com

ہوں اور اس کا عکس نہیں ہوتا۔

فائدہ

قسم یا تو ظاہر ہوا کرتی ہے، سابق میں بیان کی گئی آیتوں میں قسم ظاہر ہے، اور یا مُضمر (چھپی ہوئی) ہوتی ہے، پھر قسم مضمر کی دو قسمیں ہیں، پہلی قِسم وہ ہے جس پر قَسم کا لام دلالت کرتا ہے، جیسے لَتُبْلَوُنَّ فِیْ اَمْوَالِکُمْ [1] اور دوسری قسم وہ ہے جس پر معنی کی دلالت پائی جاتی ہو، جیسے وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُهَا [2] کہ اس میں وَاللّٰہِ لفظِ قسم مقدر ہے۔

قسم کے قائم مقام الفاظ

ابوعلی فارسی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جو الفاظ قسم کے قائم مقام ہوا کرتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں: ایک تو وہ ہیں جو کہ اپنے سوا دوسرے الفاظ ہی کے مانند ہوں یعنی اُن خبروں کی طرح جو کہ قسم نہیں ہوا کرتی ہیں اور ایسے الفاظ کا جواب، قسم کے جواب کی طرح نہیں آتا، مثلاً قولہ تعالیٰ:

وَقَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۔[3] وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا [4] فَیَحْلِفُوْنَ لَهٗ کَمَا یَحْلِفُوْنَ لَکُمْ [5]

پس یہ اور اسی کے مانند باتوں کا قسم ہونا بھی جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ حال ہو کیونکہ یہ جواب سے خالی ہے اور قسم میں جواب ضرور آتا ہے۔

دوسری قسم وہ ہے جو کہ جواب قسم کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے، جیسے قولہ تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ [6] اور وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَیَخْرُجُنَّ [7]

محذوفۃ الفعل قسمیں

قرآن میں اکثر محذوفۃ الفعل قسمیں واو ہی کے ساتھ آیا کرتی ہیں، اور جس وقت باء قسم مذکور ہوتا ہے تو اس

---

[1] آل عمران:۱۸۶۔ [2] المریم:۷۱۔ [3] حدید:۸۔ [4] البقرۃ:۶۳۔ [5] المجادلۃ:۱۸۔ [6] آل عمران:۱۸۷۔ [7] النور:۵۳۔

Marfat.com

کے ساتھ فعل لایا جاتا ہے، مثلاً قولہ تعالیٰ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ اور یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ۔

اور فعل کے محذوف ہونے کے ساتھ حرف باء نہیں پایا جاتا ہے اور اسی وجہ سے جس شخص نے بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ [1] اور بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ [2] بِحَقٍّ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ [3] کو قسم قرار دیا ہے، یہ درست نہیں ہے۔

جواب قسم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کبھی قسم کا جواب مذکور فرماتا ہے اور اکثر ایسا ہی ہوا ہے، اور کبھی جوابِ قسم حذف کر دیتا ہے، جس طرح کہ ''لَوْ'' کا جواب اکثر حذف کر دیا جاتا ہے اور اس کی وجہ اس کا علم حاصل ہونا ہے۔

اور چونکہ قسم، کلام میں بکثرت آنے والی چیز ہے، اس لئے وہ مختصر کر دی گئی اور فعل قسم کو حذف کر کے محض حرفِ باء پر اکتفا کر لیا گیا، پھر ظاہر اسموں میں حرف باء کے عوض، حرف واؤ کو اور اسم اللہ تعالیٰ میں حرفِ تاء کو استعمال کیا، جیسے قولہ تعالیٰ: تَاللّٰہِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ۔ [4]

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان اُصولِ ایمان پر قسم کھاتا ہے جن کی معرفت خلق پر واجب ہے، کئی مرتبہ توحید پر قسم کھاتا ہے اور کبھی اس بات پر کہ قرآن حق ہے، کبھی رسول کے حق ہونے پر، اور کسی وقت جزاء، وعد اور وعید پر، اور کہیں انسان کے حال پر قسم کھاتا ہے۔

اوّل یعنی توحید کی مثال ہے قولہ تعالیٰ: وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا تا قولہ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ۔ [5]

امر سوم کی مثال ہے قولہ: يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اور وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى.. الآیۃ۔

امر چہارم کی نظیر ہے قولہ تعالیٰ: وَالذّٰرِيٰتِ تا قولہ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ اور وَالْمُرْسَلٰتِ تا قولہ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ۔

امر پنجم یعنی انسان کے حالات کی قسم کھانے کی مثالیں ہیں قولہ تعالیٰ: وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى تا قولہ: اِنَّ

---

[1] لقمان: ۱۳۔ [2] اعراف: ۱۳۴۔ [3] المائدہ: ۱۱۶۔ [4] نسآء: ۵۷۔ [5] الصافات: ۱ تا ۴۔

Marfat.com

سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ..الآية۔ اور قولہ: وَالْعٰدِيٰتِ تا قولہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ، اور قولہ: وَالْعَصْرِ ، اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ...الخ اور قولہ وَالتِّيْنِ تا قولہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۔

ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زیادہ تر جواب اُسی موقع پر حذف کیا جاتا ہے جہاں خود مقسم بہ میں کوئی دلالت مقسم علیہ پر پائی جاتی ہو، کیونکہ ایسی حالت میں حرفِ مَقسم بہ کے ذکر سے مقصد حاصل ہوجاتا ہے اور مَقسم علیہ کا حذف کردینا بلیغ تر اور ذخیرہ تر ہوا کرتا ہے، مثلاً قولہ تعالیٰ: صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ، اس لئے کہ یہاں پر مُقسَم بہ میں قرآن کی تعظیم اور اس کا نہایت عمدہ وصف موجود ہے یعنی اس کے صاحب ذکر ہونے کا وصف جو کہ بندگان رب تعالیٰ کی یاددہانی اور ان کی ضروریات کے بیان پر شامل ہے، اس میں قرآن کا ایسا شرف اور اس طرح کا مرتبہ مفہوم ہوتا ہے جو کہ مقسم علیہ یعنی قرآن کے حق اور من جانب اللہ ہونے اور اس کے غیر مُفتَرٰی ہونے پر دلالت کررہا ہے، کیونکہ کفار قرآن کو من جانب اللہ نہیں مانتے تھے اور کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو خود ہی اپنی طرف سے بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اسی واسطے بہت سے علماء کا قول ہے کہ اس جگہ جواب کی تقدیر اِنَّ الْقُرْاٰنَ لَحَقٌّ ہے۔

اور یہی عادت اس کلام کی تمام مشابہ نظیروں میں بھی مُطرد ہوتی ہے، مثلاً قولہ تعالیٰ: قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اور لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ اثبات مَعاد پر شامل ہے اور قولہ: وَالْفَجْرِ ..الآية بہت سے زمانے ہیں جو کہ مناسک اور شعائر حج کے قبیل سے معظم افعال کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور یہ افعال خالص اللہ تعالیٰ کی عبودیت، اس کی عظمت کے سامنے عاجزی اور فروتنی کا اظہار کرنے کے لئے سرزد ہوتے ہیں، اور ان میں ان باتوں کی تعظیم بھی ہوتی ہے جن کو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام من جانب اللہ لائے ہیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ قسم کے لطائف میں سے قولہ تعالیٰ: وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ... الآية ہے۔ اس میں اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انعام اور اکرام فرمانے کی نسبت قسم کھائی ہے، اور یہ امر اس بات پر شامل ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق فرمائی اور اس اعتبار سے گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت

Marfat.com

کی صحت اور آخرت میں آپ ﷺ کے جزا پانے پر قسم کھائی گئی۔

یہ نبوت اور مَعاد پر قسم کھانا ٹھہرا، اور یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ یہاں اللہ پاک نے اپنی نشانیوں میں سے دو بڑی شان دار نشانیوں کی قسم کھائی ہے، پھر تم اِس قسم کی مطابقت پر غور کرو تو یہ لطف محسوس ہوتا ہے کہ قسم دن کی روشنی ہے جو کہ رات کی تاریکی کے بعد آتی ہے اور مقسم علیہ نورِ وحی ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ زمانہ کے لئے منقطع ہوکر پھر آپ پر چمکا تھا، یہاں تک کہ وحی رُک جانے کے زمانے میں آپ ﷺ کے دشمنوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد ﷺ کے پروردگار نے اُن کو چھوڑ دیا ہے، لہٰذا اب دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے رات کی تاریکی کے بعد دن کی روشنی پھیلنے کی قسم اس بات اور ایسے موقع پر کھائی ہے جب کہ وحی کے بند اور مُحتَجِب ہوجانے کی تاریکی کے بعد دوبارہ اس کی چمک اور تابش جلوہ فرما ہوئی تھی۔

قرآن کا افضل اور فاضل حصہ

اس بارہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا قرآن میں کوئی شئے بہ نسبت دوسری شئے کے افضل ہے یا نہیں، امام ابوالحسن اشعری، قاضی ابوبکر باقلانی اور ابن حبان رحمہم اللہ ممانعت کی طرف گئے ہیں، اس لئے کہ قرآن سب کا سب کلامِ الٰہی ہے اور اس لئے تاکہ تفضیل کا ماننا مفضل علیہ کے نُقص کا وہم نہ دلائے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول روایت کیا گیا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ نے کہا قرآن کے بعض حصہ کی دوسرے بعض حصہ پر تفضیل خطا ہے، اسی واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کسی ایک سورۃ کا متعدد مرتبہ اعادہ اور دوسری سورۃ کے بغیر اسی کی ہر بار قراءت مکروہ قرار دی ہے۔

ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُم القرآن کے مانند کوئی سورۃ تورات میں نازل کی ہے اور نہ انجیل میں، بے شک حق سبحانہ وتعالیٰ وہ ثواب نہ توراۃ کے قاری کو عطا فرماتا ہے اور نہ انجیل کے قاری کو، جو ثواب کہ وہ اُم القرآن کے قاری کو عطا فرماتا ہے، اس لئے کہ اللہ پاک نے اس سورۃ کو ویسی ہی فضیلت عطا فرمائی ہے جیسی فضیلت کہ اس اُمت (محمدیہ ﷺ) کو اس کے سوا اور

Marfat.com

دوسری اُمتوں پر مرحمت کی ہے، اس نے اس اُمت کو اپنے کلام کی قرأت کرنے پر وہ بزرگی اور برتری بخشی ہے جو اور دوسری اُمتوں کو اپنے کلام کی قرات پر دی گئی برتری سے بہت زیادہ ہے۔

یہی راوی (ابن حبان) یہ بھی کہتا ہے کہ قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اَعْظَمُ سُوْرَةٍ سے اجر حاصل ہونے کی عظمت (کثرت) مراد ہے، یعنی کہ یہ سورۃ اجر میں بہت بڑی ہے نہ یہ کہ قرآن کا بعض حصہ، دوسرے بعض حصہ سے افضل قرار دینا مراد ہے۔

امام الجوینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کلام الٰہی بہ نسبت مخلوق کے کلام کے ابلغ ضرور ہے لیکن کیا یہ کہنا جائز ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بعض کلام اُسی کے بعض کلام سے ابلغ ہے؟ ایک گروہ نے اپنی کم نظری کی وجہ سے اس بات کو جائز مانا ہے، اور مناسب یہ ہے کہ تم قول قائل هٰذَا الْكَلَامُ اَبْلَغُ مِنْ هٰذَا کے معنی یوں سمجھو کہ یہ کلام اپنی جگہ پر ایک حسن اور لطف رکھتا ہے اور وہ کلام اپنی جگہ حسن ولطف کا جامع ہے، مگر اسی کے ساتھ اس دوسرے کلام کا حسن اپنی جگہ میں بہ نسبت اس حسن کے جو کلام اوّل کو بجائے خود حاصل تھا، زیادہ مکمل اور اچھا ہے، کیونکہ جس شخص نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ کو تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ سے بلیغ تر بتایا ہے وہ ذکر اللہ اور ابی لہب کے ذکر، اور توحید اور کافر کے لئے بددعا کرنے کے مابین مقابلہ کر رہا ہے، اور یہ بات صحیح نہیں، بلکہ بہتر یہ ہے کہ کہا جائے تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ یہ ابولہب کے حق میں اس کے نقصان پانے کے لئے بددعا کی گئی ہے، پس کیا کوئی اور بھی بددعائے خسران کی عبارت اس عبارت سے بڑھ کر عمدہ پائی جاتی ہے؟

اور اسی طرح قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کہ توحید کے باب میں اس سے بڑھ کر وحدانیت پر دلالت کرنے والی عبارت نہ پائی جاسکے گی، اس لئے عالم آدمی جس وقت بددعا کے باب میں تبت کو اور توحید کے باب میں قل ھو اللہ کو دیکھے گا تو اس کیلئے کبھی یہ کہنا ممکن نہ ہوگا کہ ان میں سے ایک بہ نسبت دوسرے کے بلیغ تر ہے۔

دوسرے علماء، حدیث کے ظاہر مفہوم اور الفاظ کے خیال سے تفضیل کی سمت گئے ہیں، ان لوگوں میں سے اسحاق بن راہویہ، ابوبکر بن العربی اور غزالی ہیں اور قرطبی نے کہا ہے کہ بے شک یہ بات یعنی بعض قرآن کی

Marfat.com

فضیلت بعض دوسرے حصہ پر، امر حق ہے، اور اس کو علماء اور متکلمین کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے، اور امام غزالی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب جواہر القرآن میں بیان کیا ہے کہ شاید میرے بارے میں تم یہ کہو گے کہ تو نے قرآن کی بعض آیتوں کو بمقابلہ بعض دوسری آیتوں کے اعلیٰ اور افضل کہا ہے حالانکہ یہ کلام سب کا سب کلام الٰہی ہے اور کیونکر ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک کا کلام ایک دوسرے سے متفاوت اور اس کا بعض حصہ بعض دوسرے حصہ سے اشرف ہے؟ تو تم کو معلوم کرنا چاہیے کہ اگر تمہاری بصیرت کا نور آیۃ الکرسی اور آیۃ المداینہ اور سورۃ الاخلاص اور سورۃ تبت کے مابین فرق کرنے کی جانب تمہیں رہنمائی نہیں کرتا ہے اور تمہارے ذلیل وخوار نفس پر جو کہ تقلید کے دریا میں مستغرق ہے، تقلید ہی کا اعتقاد وخوشگوار ہے تو ایسی حالت میں تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید کرو، کیونکہ وہی ہیں جن پر قرآن نازل کیا گیا ہے اور انہوں نے ہی فرمایا ہے کہ یٰسٓ قرآن کا قلب ہے، فاتحۃ الکتاب قرآن کی سورتوں میں سب سے بڑھ کر فضیلت والی ہے، آیۃ الکرسی قرآن کی آیتوں کی سردار ہے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثلث قرآن کی معادل ہوتی ہے، اور ایسی حدیثیں جو کہ قرآن کے فضائل اور بعض سورتوں اور آیتوں کی افضلیت اور ان کی تلاوت میں ثواب کی کثرت ہونے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، ان کا شمار نہیں ہوسکتا۔

ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ''آیۃ الکرسی کے اعظم الآیات ہونے کی صرف یہ وجہ ہے کہ اس کا مقتضی نہایت عظیم الشان ہے اور ایک چیز کا شرف یا اس کے ذاتی شرف پر منحصر ہوتا ہے، یا اس کے مقتضا اور متعلقات کے شرف کے لحاظ سے ہوا کرتا ہے، اور آیۃ الکرسی قرآن کی آیتوں میں وہی مرتبہ رکھتی ہے جو کہ سورۃ الاخلاص کو اس کی سورتوں میں حاصل ہے مگر یہ کہ سورۃ الاخلاص دو وجہوں کے ساتھ آیۃ الکرسی پر فضیلت رکھتی ہے:

وجہ اوّل: یہ ہے کہ سورۃ الاخلاص، سورۃ ہے اور آیۃ الکرسی صرف آیت، اور سورۃ کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے. اس لئے تحدّی کا وقوع سورۃ ہی کے ساتھ ہوا ہے، لہٰذا وہ آیت سے بہرحال افضل ہے جس کے ساتھ تحدّی کا وقوع نہیں ہوا۔

Marfat.com

دوسری وجہ: یہ ہے کہ سورۃ الاخلاص نے توحید کا اقتضاء پندرہ حرفوں میں کیا ہے جبکہ آیۃ الکرسی نے توحید کا اقتضاء پچاس حرفوں میں کیا ہے، لہٰذا قدرت اعجاز یہیں سے عیاں ہوگئی کہ جو معنی پچاس حرفوں میں تعبیر کئے گئے تھے پھر وہی معنی پندرہ حروف میں ادا ہو گئے، اور یہی امر قدرت کی بڑائی اور وحدانیت کے ساتھ منفرد ہونے کا بیان ہے۔

ابن المنیر نے کہا ہے کہ آیۃ الکرسی میں اس قدر اسمائے باری تعالیٰ شامل ہیں جو دوسری کسی آیت میں ہرگز نہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ آیۃ الکرسی میں سترہ جگہیں ایسی ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کا اسم پاک آیا ہے، بعض مواضع میں ظاہر اور بعض میں پوشیدہ، یعنی ضمیر کی صورت میں، اور وہ مواضع یہ ہیں:

ظاہر: اَللّٰہُ، هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔ ضمیر: لَا تَاْخُذُهٗ۔ لَهٗ۔ عِنْدَهٗ۔ بِاِذْنِهٖ۔ یَعْلَمُ۔ عِلْمِهٖ۔ شَآءَ۔ کُرْسِیُّهُ۔ اور یَؤُدُهٗ اور حِفْظُهُمَا کی وہ ضمیر مستتر جو کہ مصدر کی فاعل ہے اور وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ اور اگر تم اُن ضمائر کا بھی شمار کرو جن کا احتمال اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ اَلْعَلِیُّ۔ اور اَلْعَظِیْمُ میں پایا جاتا ہے اور ایک اعراب کے اعتبار پر اَلْحَیُّ سے قبل کی ضمیر مُقدّر کو بھی گنتی میں لے لو، تو اس حساب سے سب بائیس ضمیریں ہو جاتی ہیں۔

حیرت انگیز آیات کا بیان

کتاب المختار میں شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا:

حضرت عُمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کسی سفر میں ایک سواروں کی جماعت سے ملے، جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ ان لوگوں سے پکار کر دریافت کرے کہ وہ کہاں سے آ رہے ہیں؟ قافلہ کے لوگوں نے جواب دیا:

اَقْبَلْنَا مِنَ الْفَجِّ الْعَمِیْقِ نُرِیْدُ الْبَیْتَ الْعَتِیْقَ یعنی ہم لوگ منزل دور دراز سے آ رہے ہیں اور بیت اللہ شریف کو جاتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ جواب سن کر فرمایا: بے شک ان لوگوں میں کوئی عالم آدمی ہے، چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اُن سے بآواز بلند دریافت کرے کہ کون سا قرآن، عظیم تر ہے؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سوال کے جواب میں کہا: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا ان سے دریافت کر کہ کون سا قرآن اَحکم (یعنی فیصلہ کن اور مضبوط بات پر مشتمل) ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان سے دریافت کر کہ کون سا قرآن اَجمع (جامع تر) ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ، وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ [2]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ ان سے دریافت کرو کہ کون سا قرآن اَحزن (غم دِلانے والا) ہے؟ جواب ملا: مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ [3]

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ان سے پوچھو: اَرْجٰی (اُمید دِلانے والا) قرآن کون سا ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ ... الآیة۔ [4]

یہ جوابات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جماعت سے استفسار کیا کہ کیا تم لوگوں میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔

اس روایت کو عبدالرزاق نے اپنی تفسیر میں اسی کے طرز پر بیان کیا ہے اور عبدالرزاق ہی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا:

قرآن شریف میں اَعدل آیت قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ، اور اَحکم آیت قولہ تعالیٰ: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ..الآیة ہے۔

اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا:

قرآن شریف میں خیر اور شر دونوں باتوں کی بہت بڑی جامع آیت قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ہے۔

---

[1] النحل: ۹۰۔ [2] الزلزال۔ [3] النساء: ۱۲۳۔ [4] الزمر: ۵۳۔

Marfat.com

اور طبرانی نے انہی سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا:

قرآن شریف میں کوئی آیت بہت بڑی فرحت انگیز اس آیت سے بڑھ کر نہیں ہے: قُلْ یَاعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ... الآیة. اور یہ آیت سورۃ الزمر میں ہے۔[1]

اور اس آیت سے بڑھ کر تفویض کرنے والی کوئی آیت نہیں جو کہ سورۃ النسا القصری (سورۃ الطلاق) میں ہے، قولہ تعالیٰ: وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ... الآیة۔

ابوذر الہروی نے فضائل القرآن میں ابن یعمر کے طریق سے بواسطہ ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ قرآن میں سب سے بڑی آیت: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔اعدل آیت: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ الآیة۔اخوف آیت: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ.. الآیة۔اور ارجٰی (بہت بڑی) اُمید بندھانے والی آیت قولہ تعالیٰ: قُلْ یَاعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ.. الآیة ہے۔[2]

ارجٰی آیات کا بیان

اس بارہ میں قرآن شریف میں ارجٰی آیت کونسی ہے، دس سے زائد مختلف اقوال آئے ہیں:

ایک قول: یہ ہے کہ وہ سورۃ الزمر کی آیت (قُلْ یَاعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا۔ الایة) ہے۔[3]

دوسرا قول: یہ ہے کہ وہ قولہ تعالیٰ: اَوَلَمْ تُؤْمِنْ، قَالَ بَلٰی [4] ہے، اس کی روایت حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک میں کی ہے۔

اور ابوعبید نے صفوان بن سلیم سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا:

ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک دوسرے سے ملے، تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا،

---

[1] الزمر: ۵۳۔ [2] الزمر: ۵۳۔ [3] الزمر: ۵۳۔ [4] البقرۃ: ۲۶۰۔

Marfat.com

کتاب اللہ میں کون سی آیت نہایت اُمید افزا ہے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ... الآية - یہ سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لیکن اللہ تعالیٰ کا قول: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى. قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ، قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ [1] (یہ آیت کیسی ہے؟) - ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا پس ابراہیم علیہ السلام اپنے قول بَلٰى کے ساتھ اس سے راضی ہو گئے تھے، (یعنی انہوں نے رضائے الٰہی کو تسلیم کر لیا تھا) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ جواب سن کر فرمایا: بس یہی بات شیطانی وسوسہ ہے جو دل میں عارض ہوا کرتا ہے۔

تیسرا قول: وہ ہے جس کی روایت ابونعیم نے کتاب الحلیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اے گروہِ اہل عراق! تم لوگ تو یہ کہتے ہو کہ قرآن شریف میں سب سے بڑھ کر اُمید دلانے والی آیت: قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ... الآية۔ ہے، لیکن ہم اہل بیت یہ کہتے ہیں کہ کتاب اللہ میں ارجیٰ آیت قولہ تعالیٰ: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ہے، اور وہی شفاعت ہے۔

چوتھا قول: وہ ہے جس کی روایت الواحدی نے علی بن الحسین سے کی ہے کہ اس نے کہا:

اہل دوزخ پر سخت ترین آیت: فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا [2] ہے۔ اور قرآن شریف میں سب سے بڑھ کر اہل توحید کے لئے اُمید افزا آیت قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ الآية [3] ہے۔

اور ترمذی نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور اس کو حسن قرار دیا ہے کہ انہوں نے کہا: میرے نزدیک قرآن شریف کی سب سے بڑھ کر محبوب آیت قولہ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ... الآية ہے۔

پانچواں قول: وہ ہے جس کو مسلم نے اپنی صحیح میں ابن المبارک سے نقل کیا ہے:

---

[1] البقرہ:۲۶۰۔ [2] النباء:۳۰۔ [3] النساء:۴۸۔

Marfat.com

قرآن شریف میں ارجٰی آیت قولہ تعالیٰ: وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ تا قولہ تعالیٰ: اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ہے۔ [1]

چھٹا قول: وہ ہے جس کی روایت ابن ابی الدنیا نے کتاب التوبہ میں ابی عثمان الہندی سے کی ہے کہ اس نے کہا: میرے نزدیک قرآن شریف میں اس اُمت کے لئے کوئی آیت قولہ تعالیٰ: وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا [2] سے بڑھ کر اُمید افزا نہیں ہے۔

ساتواں اور آٹھواں قول: یہ ہے کہ ابو جعفر نحّاس نے قولہ تعالیٰ: فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ [3] کے بارہ میں کہا ہے کہ میرے نزدیک قرآن شریف میں یہی ارجٰی آیت ہے، مگر یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ قرآن شریف میں ارجٰی آیت قولہ تعالیٰ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ [4] ہے۔

نواں قول: یہ ہے کہ الہروی نے کتاب مناقب الشافعی میں ابن عبدالحکم سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ کون سی آیت نہایت اُمید افزا ہے؟ انہوں نے فرمایا، قولہ تعالیٰ: يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ، اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ [5] اور انہوں نے کہا ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہی سے کوئی ایسی حدیث بھی دریافت کی جو کہ مرد مومن کے لئے بہت اُمید بندھانے والی ہو تو انہوں نے بیان کیا کہ جس دن قیامت کا روز ہوگا، اُس دن ہر ایک مسلمان آدمی کو کافر شخص اُس کے فدیہ کے طور پر دیا جائے گا۔

دسواں قول: یہ ہے کہ قولہ تعالیٰ: قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ [6] ارجٰی آیت ہے۔

گیارہواں قول: یہ ہے کہ وہ قولہ تعالیٰ: هَلْ نُجَازِيْ اِلَّا الْكَفُوْرَ ہے۔ [7]

بارھواں قول: یہ ہے کہ وہ قولہ تعالیٰ: اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى [8] ہے، یہ قول الکرمانی نے کتاب العجائب میں نقل کیا ہے۔

اور تیرھواں قول: یہ ہے کہ وہ قولہ تعالیٰ: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ہے۔ [9]

---

[1] النور: ۲۲۔ [2] التوبہ: ۱۰۲۔ [3] احقاف: ۳۵۔ [4] الرعد: ۶۔ [5] البلد۔ [6] بنی اسرائیل: ۸۴۔ [7] السباء: ۱۷۔ [8] طٰہٰ: ۴۸۔ [9] الشوریٰ: ۳۰۔

Marfat.com

یہ چاروں اقوال امام نَوَوِی رحمۃ اللہ علیہ نے رؤس المسائل میں نقل کئے ہیں اور اخیر کا قول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے، چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی مسند میں مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کیا میں تم کو کتاب اللہ کی افضل آیت نہ بتاؤں جو کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کی ہے؟ وہ قولہ تعالیٰ: وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ اے علی! میں اس کی تفسیر تم کو بتاتا ہوں (جو یہ ہے کہ) تم کو دنیا میں جو مرض یا عقوبت یا بلا پہنچی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی کے سبب سے ہوتی ہے، اور اللہ پاک اس سے زیادہ کریم ہے کہ سزا کو دہرائے (یعنی پھر آخرت میں وہ سزا نہ دے گا) اور جس خطا سے حق سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا ہی میں درگزر کی تو اللہ تعالیٰ اس سے بہت بڑھ کر حلیم ہے کہ وہ گناہ کی معافی دینے کے بعد پھر اس کی گرفت کی طرف عود کرے (یعنی جو گناہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا پھر دوبارہ وہ اس کی پرسش نہ فرمائے گا۔

چودھواں قول: یہ ہے کہ قولہ تعالیٰ: قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ [1] علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کافر کو اپنے باب رحمت میں داخل ہونے کا اذن دے دیا ہے، جس صورت میں کہ وہ کافر اس کی توحید اور شہادت (ربوبیت) کا اظہار کرے، تو کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ وہ کریم و رحیم آقا اس شخص کو اپنے بابِ رحمت سے نکال دے گا جو کہ اس میں پہلے ہی سے داخل تھا اور جو اس آستانہ کی خدمت اور اس پر پیشانی جھکانے میں اپنی عمر بسر کر چکا ہے؟۔

پندرھواں قول: یہ ہے کہ وہ ارجٰی آیت: اٰيَةُ الدَّيْن ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے بندوں کو ان کی دنیوی مصلحتوں کی طرف رہنمائی کی ہے اور یہاں تک ان کے معاملات پر توجہ فرمائی کہ انہیں قرض کے لکھ لینے کا حکم دیا، خواہ وہ زیادہ ہو یا کم، پس اس بات کا مقتضی یہی ہے کہ اللہ پاک سے بندوں کے گناہوں کی معافی کی اُمید کی جائے، اس واسطے کہ اس کی عظیم عنایت کا ان کے ساتھ ظہور ہو چکا ہے۔

---

[1] انفال: ۳۸۔

Marfat.com

اسی قول سے وہ روایت بھی ملحق کی جاسکتی ہے جس کو ابن المنذر نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ:

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے بنی اسرائیل اور ان کی ان فضیلتوں کا ذکر آیا جو کہ خداوند کریم نے انہیں عطا کی ہیں تو انہوں نے کہا بنو اسرائیل کی یہ کیفیت تھی کہ جس وقت ان میں سے کوئی شخص کسی گناہ کا مرتکب ہوتا تھا تو صبح کے وقت اس کے گناہ کا کفارہ اس کے دروازہ کی چوکھٹ پر لکھا ہوا ملتا تھا اور تمہارے گناہوں کا کفارہ صرف ایک قول مقرر کیا گیا جس کو تم محض زبان سے کہہ لیتے ہو، یعنی تم اللہ جل جلالہ سے مغفرت چاہتے ہو اور وہ تم کو معاف کر دیتا ہے اور اس ذات پاک کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ایک ایسی آیت عطا فرمائی ہے جو کہ میرے نزدیک دنیا اور مافیھا سے محبوب تر ہے، اور وہ آیت یہ ہے وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ... الآية۔[1]

اور وہ آیت بھی اسی سلسلہ میں ملحق ہوگی جس کو ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التوبہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ آٹھ آیتیں سورۃ النسا میں ایسی نازل ہوئی ہیں جو کہ اس اُمت کے لئے ان چیزوں میں سب سے اچھی ہیں، جن پر آفتاب طلوع اور غروب ہوتا ہے (یعنی عالم کائنات کی ہر شے سے اچھی ہیں:

پہلی آیت: يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ... الآية۔[2]

دوسری آیت: وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ.. الآية۔[3]

تیسری آیت: يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ.. الآية۔[4]

چوتھی آیت: اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ.. الآية۔[5]

پانچویں آیت: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ.. الآية۔[6]

چھٹی آیت: وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ الآية۔[7]

---

[1] آل عمران:۱۳۵۔ [2] نساء:۲۶۔ [3] نساء:۲۷۔ [4] نساء:۲۸۔ [5] نساء:۳۱۔ [6] نساء:۴۰۔ [7] نساء:۱۱۰۔ [8] نساء:۴۸۔

Marfat.com

ساتویں آیت: اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ... الآیۃ ۔[۸]

آٹھویں آیت: وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَلَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ ۔الآیۃ ہے۔[۱]

ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کتاب اللہ کی ارجٰی آیت کی نسبت سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ آیت: اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا [۲] (عَلٰی شَھَادَۃِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) ہے۔

کتاب اللہ کی سخت ترین آیات

ابن راہویہ نے اپنی مسند میں روایت کی ہے کہ اس نے کہا ایک شخص نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ کو کتاب اللہ میں ایک شدید تر آیت معلوم ہوئی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر اس شخص کو دُرّہ سے مارا اور فرمایا: کیا تو نے اس کا سراغ لگا کر اسے معلوم کیا ہے؟ اچھا بتا وہ کون سی آیت ہے؟ اس شخص نے کہا قولہ تعالیٰ: مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِہٖ [۳] پس ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جو کسی بدی کا مرتکب ہو مگر یہ کہ اس کو اس کی جزا ملے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سن کر فرمایا جس وقت یہ آیت اُتری تھی اس وقت ہم بہت دیر تک اس حالت میں مبتلا رہے کہ کھانا، پینا کچھ بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا تھا، یہاں تک کہ اللہ پاک جل جلالہ نے اس کے بعد یہ آیت نازل فرمائی اور ہمیں آسانی عطا کی، قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۔[۴]

اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے ابو برزۃ الاسلمی سے کتاب اللہ کی اُس اشد آیت کی نسبت دریافت کیا جو کہ اہل دوزخ پر گراں تر ہے تو انہوں نے بیان کیا کہ وہ قولہ تعالیٰ: فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِیْدَکُمْ اِلَّا عَذَابًا ہے۔[۵]

---

[۱] نساء:۱۵۲۔ [۲] حم السجدہ:۳۰۔ [۳] نساء:۱۲۳۔ [۴] نساء:۱۱۰۔ [۵] نباء:۳۰۔

Marfat.com

اور صحیح بخاری میں سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا:

قرآن میں قولہ تعالیٰ: لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ [1] سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی آیت سخت تر نہیں ہے۔

اور ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

قرآن میں اس آیت سے بڑھ کر سخت توبیخ کرنے والی کوئی آیت نہیں: لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ... الآية [2] کو پڑھ کر کہا، اللہ کی قسم! میرے نزدیک قرآن شریف میں کوئی خوف دلانے والی آیت اس آیت سے بڑھ کر نہیں ہے۔

ابن ابی حاتم نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے:

انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی آیت ایسی نہیں نازل کی گئی جو کہ آپ پر قولہ تعالیٰ: وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ.. الآية [3] سے بڑھ کر سخت رہی ہو۔

ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک اس آیت سے بڑھ کر خوف دلانے والی کوئی آیت نہ تھی: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ [4]

اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ قرآن میں بہت زیادہ خوف دلانے والی آیت قولہ تعالیٰ: وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ ہے۔ [5]

اور اُن کے سوا کسی اور شخص کا قول ہے کہ وہ آیت قولہ تعالیٰ: سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَا الثَّقَلَانِ ہے۔ [6]

ابن ابی زید کی کتاب النوادر میں آیا ہے کہ مالک نے فرمایا:

نفس پرست لوگوں پر سخت ترین آیت قولہ تعالیٰ: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ.. الآية ہے۔ [7]

---

[1] المائدہ:۶۸۔ [2] المائدہ:۶۳۔ [3] احزاب:۳۷۔ [4] البقرۃ:۸۔ [5] آل عمران:۱۳۱۔ [6] الرحمٰن:۳۱۔ [7] آل عمران:۱۰۶۔

Marfat.com

پس انہوں نے اس کی تاویل بھی اَھْلَ الْاَھْوَاء (نفس پرستوں) ہی پر کی ہے۔

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالعالیہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا:

کتاب اللہ میں دو آیتیں کیسی سخت تر ہیں اس شخص پر جو کہ اس کے بارہ میں جدال کرتا ہے: قولہ تعالیٰ: مَا یُجَادِلُ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰہِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا [1] وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْکِتَابِ لَفِیْ شِقَاقٍ م بَعِیْدٍ۔ [2]

عجائباتِ قرآن

السعیدی کا بیان ہے کہ سورۃ الحج قرآن کی عجیب چیزوں میں سے ہے، کیونکہ اس میں مکی، مدنی، حضری، سفری، لیلی، نہاری، حربی، سلمی، ناسخ اور منسوخ ہر طرح کی آیتیں موجود ہیں۔

چنانچہ تیس آیتوں کے سرے سے لے کر سورۃ کے آخر تک مکی آیتیں ہیں، پندرہویں آیت کے آغاز سے تیسویں (۳۰) آیت کے سرے تک مدنی آیتیں ہیں، لیلی آیتیں اس کے اول کی پانچ آیات ہیں، نہاری آیتیں نویں آیت کے سرے سے لے کر بارہویں آیت کے سرے تک ہیں، اور حضری آیتیں بیسویں آیت کے آغاز تک، سفری اس کی پہلی آیت ہے۔

ناسخ آیت قولہ تعالیٰ: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ ... الآیۃ [3] ہے، اور منسوخ آیت ہے: اَللّٰہُ یَحْکُمُ بَیْنَکُمْ... الآیۃ [4] کہ اس کو آیت السیف نے منسوخ کر دیا ہے، اور قولہ تعالیٰ: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ... الآیۃ [5] بھی منسوخ ہے کہ اس کو قولہ تعالیٰ: سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰی [6] نے منسوخ کیا ہے۔

الکرمانی نے کہا ہے:

مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ قولہ تعالیٰ: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَھَادَۃُ بَیْنِکُمْ ... الآیۃ [7] حکم اور معنی اور اعراب کی جہتوں سے قرآن کی مشکل ترین آیت ہے۔

---

[1] الغافر: ۴۔ [2] البقرۃ: ۱۷۶۔ [3] الحج: ۳۹۔ [4] الحج: ۶۹۔ [5] الحج: ۵۲۔ [6] الاعلیٰ: ۶۔ [7] المائدہ: ۱۰۶۔

Marfat.com

اور کسی دوسرے شخص کا قول ہے کہ قولہ تعالیٰ:

یَابَنِیْ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ... الآیۃ [1] نے اَمر، نہی، اِبَاحَت اور خبر کے تمام احکامِ شریعت اپنے اندر جمع کر لئے ہیں۔

اور الکرمانی کتاب العجائب میں لکھتے ہیں کہ:

اللہ پاک جَلَّ جَلَالُہٗ نے اپنے قول: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْکَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ، [2] میں قصہ یوسف بیان کرنے کا ایماء فرمایا ہے اور خدائے پاک نے اس قصہ کو احسن القصص کے نام سے اس لئے موسوم کیا کہ وہ حاسد اور محسود، مالک اور مملوک، شاہد اور مشہود، عاشق اور معشوق، حبس اور طلاق، سجن اور خلاص، فراخ سالی اور خشک سالی، وغیرہ اُمور کے یوں بیان ہونے پر مشتمل ہے کہ ویسا بیان، انسان کی طاقت سے خارج ہے۔

اور اسی راوی نے کہا ہے کہ ابوعبیدہ نے روبۃ کا یہ قول نقل کیا کہ قرآن میں قولہ تعالیٰ: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ [3] سے بڑھ کر اعراب دیا گیا کوئی قول نہیں ہے۔

ابن خالویہ نے کسی کتاب میں بیان کیا ہے کہ:

کلام عرب میں ایک حرف (کلمہ) کے سوا اور کوئی لفظ ایسا نہیں ملتا جس سے مَا نافیہ کی تمام لغتوں کو یک جا فراہم کر لیا ہو، اور وہ لفظ قرآن میں آیا ہے جس نے مَا نافیہ کی ہر سہ لغات کو جمع کیا ہے یعنی قولہ تعالیٰ: مَاهُنَّ اُمَّهَاتُهُمْ۔ [4]

جمہور نے اس کی قرات نصب کے ساتھ کی ہے، اور بعض لوگوں نے رَفع کے ساتھ پڑھا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مَاهُنَّ بِاُمَّهَاتِهِمْ حرفِ بَا کے ساتھ پڑھا ہے۔

مزید لکھا ہے کہ قرآن شریف میں کوئی لفظ اِفْعَوْعَلْ کے وزن پر نہیں ملتا، مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قراءت اَلَا اِنَّهُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ [5] میں، بعض علماء کا قول ہے کہ قرآن شریف میں سب سے طویل تر سورۃ البقرۃ

---

[1] الاعراف: ۳۱۔ [2] الیوسف: ۳۔ [3] الحجر: ۹۴۔ [4] المجادلۃ: ۲۔ [5] الھود: ۵۔

Marfat.com

ہے اور سب سے چھوٹی سورۃ الکوثر ہے اور لمبی سے لمبی آیت دَین (قرض) کی آیت ہے اور سب سے چھوٹی آیت: وَالضُّحٰی اور وَالْفَجْرِ اور باعتبار رسم الخط کے قرآن شریف میں سب سے طویل کلمہ فَاَسْقَيْنَاكُمُوْهُ [1] ہے اور قرآن شریف میں دو آیتیں اس طرح کی ہیں جن میں سے ہر ایک نے حرف معجم کو جمع کر لیا ہے اور وہ یہ ہیں: ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً... الآیۃ [2] اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ... الآیۃ [3]

قرآن شریف میں حَا کے بعد حَا بلا کسی حاجز (رکاوٹ یا فاصل) کے صرف دو جگہوں پر آئے ہیں: (۱) عُقْدَةُ النِّكَاحِ حَتّٰى [4] (۲) لَا اَبْرَحُ حَتّٰى [5] اور اسی طرح دو کاف بھی بلا کسی فاصل کے دو ہی جگہ پر آئے ہیں: (۱) مَنَاسِكَكُمْ [6] (۲) مَا سَلَكَكُمْ۔ [7] اور یونہی دو غین بلا کسی حرف فاصل کے ایک جگہ میں آئے ہیں: وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا۔ [8]

اور کوئی آیت بجز آیتِ دَین کے ایسی نہیں جس میں تئیس (۲۳) کاف آئے ہوں اور نہ کوئی دو آیتیں بجز مواریث کی دونوں آیتوں کے ایسی ہیں جن میں تیرہ وقف آئے ہوں اور نہ کوئی تین آیتوں کی ایسی سورت ہے جس میں دس (۱۰) واؤ ہوں۔ مگر وَالْعَصْرِ پوری۔ اور نہ بجز سورت الرحمن کے کوئی اکیاون (۵۱) آیتوں کی ایسی سورت ہے جس میں باون (۵۲) وقف ہوں۔ ان مذکورہ بالا باتوں میں سے اکثر باتوں کا ذکر ابن خالویہ نے کیا ہے۔

ابو عبداللہ النجازی المقری نے بیان کیا ہے کہ جس وقت میں سب سے پہلی مرتبہ سلطان محمود بن ملک شاہ کے پاس گیا ہوں تو اس وقت اس نے مجھ سے کسی ایسی آیت کو دریافت کیا جس کے اوّل میں غین ہو۔ میں نے جواب دیا کہ ایسی آیتیں تین (۳) ہیں، ایک قولہ تعالیٰ: غَافِرِ الذَّنْبِ اور دو آیتیں کسی قدر اختلاف کے ساتھ غُلِبَتِ الرُّوْمُ اور غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ہیں۔

اور شیخ الاسلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے خط سے منقول ہے کہ قرآن شریف میں چار پے در پے شدات (تشدیدیں) قولہ تعالیٰ: نَسِيَّارُبُّ السَّمٰوٰتِ [9] فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ [1] قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ [2] اور وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ [3] میں آئی ہیں۔

---

[1] الحجر: ۲۲۔ [2] آل عمران: ۱۵۴۔ [3] الفتح: ۲۹۔ [4] البقرۃ: ۲۳۵۔ [5] الکہف: ۶۰۔ [6] البقرۃ: ۲۰۰۔ [7] المدثر: ۴۲۔ [8] آل عمران: ۸۵۔ [9] الم السجدۃ: ۶۴، ۶۵۔ [1] النور: ۴۰۔ [2] یٰسین: ۵۸۔ [3] الملک: ۵۔

Marfat.com

قرآن کی ایک تشبیہ

قرآن نے اپنی دعوت کو انتہائی فصیح وبلیغ انداز میں پیش کرنے کے لئے بہت سے ادبی محاسن، تشبیہ استعارہ، تمثیل، کنایہ، تجنیس، مجاز مرسل، لف ونشر اور مراعات النظیر وغیرہ سے خوب کام لیا ہے۔ ارشادِ الٰہی ہے:

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ [1]

پھر اس کے بعد تمہارے دِل سخت ہوگئے، گویا کہ وہ پتھر ہیں یا اُن سے بھی سخت تر، اور بعض پتھر تو ایسے ہیں کہ ان سے پانی کے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں اور بعض ایسے کہ جب پھٹتے ہیں تو اُن میں سے پانی بہنے لگتا ہے اور بعض ایسے کہ خوفِ الٰہی سے گر پڑتے ہیں، اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔

قساوتِ قلبی کیا ہے؟

آیت زیرِ نظر میں جس ''قساوتِ قلبی'' کا ذکر ہے اس کی حقیت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جس قدر ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں عطا کی ہیں ان میں ایک قدر مشترک یہ بھی ہے کہ اگر اُن میں سے کوئی صلاحیت استعمال میں نہ لائی جائے یا اُسے بے محل استعمال کیا جائے تو وہ بتدریج کم ہوکر بالآخر ختم اور معدوم ہوجاتی ہے، یہی حال انسان کے فہم وتدبر کی اُس صلاحیت کا ہے جو حقائق وواقعات کو سمجھتی اور اُن سے تاثر لیتی ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی امر واقعہ اور قولِ حق سے مسلسل اِعراض وانکار کا رویہ اختیار کرے تو ایک وقت آتا ہے جب اُس کے دل میں اس حقیقت اور سچائی کے خلاف ایک ضد اور چڑ سی پیدا ہوجاتی ہے، پھر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ فہم وتدبر کی وہ

---

[1] البقرۃ: ۷۴۔

Marfat.com

صلاحیت بالکل ٹھٹھر کر رہ جاتی ہے، قساوتِ قلبی کی وجہ سے انسان فہم وتدبر کی صلاحیت سے محروم ہوکر امرِ حق کی تکذیب کرنے پر اَڑ جاتا ہے۔

قرآن ان بیوقوفوں اور عقل کے اندھوں کی کیفیت یوں بیان کرتا ہے:

''اُن کے دلوں پر مہر لگادی گئی، اُن کے دل سخت ہوگئے، ان کے دل اندھے ہوگئے، اُن کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہے، ان کے دل ٹیڑھے ہوگئے، اُن کے دلوں پر قفل چڑھے ہوئے ہیں، ان کے دل زنگ آلود ہوگئے ہیں، ان کے دل غافل ہیں۔'' وغیرہ ذالک۔

قرآنِ حکیم کی یہ ساری تعبیریں اپنے لفظی اختلاف کے باوجود معنوی طور پر ایک ہی مفہوم رکھتی ہیں، جولوگ دعوتِ حق کے جواب میں غوروفکر سے کام نہیں لیتے اور اُن کا یہ عدمِ تفکر مسلسل جاری رہتا ہے تو ایک وقت آتا ہے جب غوروفکر کی صلاحیت ہی ختم ہوجاتی ہے اور قبولِ حق کی استعداد باقی نہیں رہتی۔

آیت میں قوم بنی اسرائیل کے دلوں کی جس سختی کا ذکر ہوا ہے اُس کی تفصیل یہ ہے کہ یہ قوم یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے تک پورے ڈھائی ہزار برس کے عرصے میں انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوتِ حق سے مسلسل انحراف کرتی رہی، اسے اللہ تعالیٰ نے وہ نعمتیں عطا کی تھیں جو کسی اور قوم کے حصے میں نہیں آئیں، اسے لشکرِ فرعون سے بچانے کے لئے بحرِ قلزم کا سینہ چھلنی کیا گیا، صحرائے سینا کی چلچلاتی دھوپ میں اس کی خاطر بادلوں کے سائبان تانے گئے، اس کی خوراک اور طعام کے لئے من وسلویٰ کا دسترخوان بچھایا گیا، اس کی پیاس بجھانے کے لئے پتھر کی چٹانوں سے پانی کے چشمے نکالے گئے، اس کی ہدایت کے لئے الواحِ توریت نازل کی گئیں، اس کی رہنمائی کے لئے پے درپے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث کئے گئے۔

مگر ان تمام تر انعاماتِ الٰہیہ کے باوجود ان لوگوں کا رویہ کیا رہا؟ یہ لوگ فراعنۂ مصر کی غلامی سے نجات پانے کے فوراً بعد بت پرستی کی طرف جھک گئے، انہوں نے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کے لئے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو بچشم سر دیکھنے کی شرط لگائی، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تو ان کی زبانیں سوال در سوال

Marfat.com

کے لئے کھل گئیں، انہوں نے سامری کے ایک اشارے پر گائے کی پرستش کرنی شروع کردی، مگر ہارون علیہ السلام کی دعوتِ توحید پر کوئی کان نہ دھرا، انہوں نے حدود اللہ کو توڑا اور حلال وحرام کی تمیز مٹادی، اللہ جل جلالہ کی کتاب توریت میں من مانی تحریفیں کرڈالیں۔

یوم السبت یعنی ہفتے کے بارے میں حکم الٰہی کی خلاف ورزی کی اور شریعتِ الٰہیہ میں حیلہ سازی کی اور بدعت ایجاد کی، انہوں نے ہدایت الٰہی سے منہ موڑا اور جادوگری کا ارتکاب کیا، اللہ تعالیٰ کے فرستادہ نبیوں کو مشق ستم بنایا اور اُن میں سے بعض کو قتل کرڈالا، خوفِ الٰہی کے بجائے ان کے دلوں پر خوفِ مرگ طاری ہوا، انہوں نے دنیا پرستی اور آخرت فراموشی اختیار کی، اپنے آپ کو اس غرے میں مبتلا کیا کہ جنت میں سوائے اُن کے کوئی اور داخل نہ ہوسکے گا، رہا دوزخ کا عذاب تو وہ ان کے بڑے سے بڑے مجرم کے لئے بھی چند روز سے زیادہ مدت کے لئے نہیں ہوگا، اس قوم نے ''یہودیت'' ہی کو معیار ہدایت قرار دے کر تمام غیر یہودیوں کو گمراہ کہا اور انبیا علیہم السلام اور اہلِ حق کی ہر دعوت کا جواب قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ''ہمارے دل محفوظ ہیں'' [1] کے منفی انداز میں دیا۔

بنی اسرائیل کے یہی وہ جرائم تھے جن کے مسلسل ارتکاب نے ان کے دلوں کو سخت کردیا تھا۔ کسی کی طرف سے معمولی ہمدردی اور تحفے پر ہر انسان کی گردن جذبہ شکر وامتنان سے جھک جاتی ہے، مگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتوں اور بے مثال بخشائشوں سے متمتع ہونے کے باوجود ناقدری اور ناشکری کی تصویر بنے رہے۔ وہ کلامِ الٰہی جو اگر پہاڑوں پر نازل ہوجاتا تو وہ خشیتِ الٰہی سے پھٹ جاتے اور ریزہ ریزہ ہوجاتے، مگر ان لوگوں کے اصنام قلوب کو نرم وگداز اور متاثر نہ کرسکا، بلکہ اُلٹا اس سے ان کے دل مزید سخت ہوگئے اور اتنے سخت کہ پتھر بھی ان کے آگے ہیچ ٹھہرے، پتھروں میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ اُن سے پانی کے چشمے بہہ نکلیں، وہ اگر ٹوٹ جائیں تو اُن سے پانی بہنے لگے، وہ بلندی سے گر کر بھی اپنی ہستی کا ثبوت دے سکتے ہیں مگر

---

[1] البقرۃ:۸۸۔

Marfat.com

یہ لوگ بالکل مردہ ہو چکے ہیں۔

پتھروں اور بنی اسرائیل کے دلوں کی سختی کا تقابل کرتے ہوئے فرمایا کہ پتھروں پر ان کی سختی کے باوجود حرکت، تاثر، خستگی اور خود گدازی کی بعض کیفیات وارد ہوسکتی ہیں، مگر بنی اسرائیل کے دل ان کیفیات سے محروم ہیں، جو قوم اشرف المخلوقات تھی، وہ اب اسفل السافلین کے مقام پر گر چکی ہے، غور کیجئے کہ اس تقابل کے بعد سختی کا پلڑا بنی اسرائیل کے دلوں کی جانب کتنا جھک گیا ہے اور یہ تشبیہ اپنے معنوی تاثر کو کہاں سے کہاں لے گئی ہے۔

دراصل بنی اسرائیل کے انقلاب حال سے متعلق یہ قرآنی تشبیہ کسی مبالغہ آرائی یا شاعری پر مبنی نہیں ہے بلکہ تمام تر صورتِ واقعہ یہی ہے، بنی اسرائیل صحرانوردی کے دوران خود اپنی آنکھوں سے یہ مشاہدہ کر چکے تھے کہ کس طرح پتھر کی ایک چٹان سے پانی کے بارہ چشمے پھوٹے اور انہوں نے بچشم سر تا کوہِ طور کے ایک حصے کو تجلی ربانی کے باعث ریزہ ریزہ ہوتے دیکھ لیا تھا، اس طرح جب قرآن نے بنی اسرائیل کے واقعات ہی کو تشبیہ کے انداز میں ان کے سامنے پیش کر دیا تو ان کے لئے انکار کی گنجائش کہاں باقی رہی؟

اس طرح قرآنِ حکیم نے یہ حقیقت بھی واضح کر دی کہ پتھروں میں ان کی سختی اور صلابت کے باوجود زندگی کا ایک لطیف احساس پایا جاتا ہے، جو حرکت، تاثر اور تغیر سے عبارت ہے اور جو کسی حال میں بھی ان سے الگ نہیں ہوتا، اس کے برعکس بنی اسرائیل مردہ ہو چکے اور ان میں زندگی کی کوئی رمق باقی نہ رہی، اب ان کے لئے کسی نبی کی ہدایت، کسی کتاب کی تعلیم، اور کسی حکیم کی نصیحت کارگر اور موثر نہیں ہوسکتی، اب صور اسرافیل کے سوا کوئی انہیں جگا نہیں سکتا۔

پتھر اپنے اندر سے پانی کے چشمے بہا سکتے ہیں، مگر بنی اسرائیل کے دلوں کے سوتے خشک ہو چکے تھے، پتھروں کی رگوں کے اندر سے حیات بخش پانی کے فوارے چھوٹ سکتے ہیں مگر بنی اسرائیل کے جسم کی شریانوں میں زہر بھر چکا تھا اور ان میں روحانی زندگی کے کوئی آثار باقی نہ رہے، پتھروں میں اثر پذیری کی وہ

Marfat.com

صلاحیت پائی جاتی ہے جس سے ان میں سے ایک بے نام احساس موجود رہتا ہے، مگر بنی اسرائیل کی بے حسی پر ہوا میں اڑنے والے پرندے، پانی میں تیرنے والی مچھلیاں اور بلندی سے لڑھکنے والے پتھر بھی ماتم کناں ہیں، افسوس! آج مسلمان بھی بنی اسرائیل کے اس آئینے میں اپنی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔ قرآن کی یہ تشبیہ کتنی عمدہ، موثر اور بلیغ ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

Marfat.com

وُجُوْهُ التَّكْرَارِ فِي الْقُرْآن

قرآن مجید کے مختلف الفاظ وآیات میں تکرار کے اسباب ووجوہات

مفسرین کے آراء وافکار کی روشنی میں

قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا [1]

کلام میں تکرار کی افادیت سے انکار ممکن نہیں، یہ الگ بات ہے کہ جہاں کہیں دہرانے کی وجہ اور مقصد سے آگاہی نہ ہو تو وہاں طبیعتیں اُکتا جاتی ہیں اور بار بار دہرانا باعثِ پریشانی رہتا ہے، لیکن قرآن کا انداز اس سے نرالا ہے، جہاں حکمت سے نابلد رہنے کے باوجود طبیعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ کسی جملہ، آیت، واقعہ یا مضمون کے تکرار سے کوئی پریشانی رہتی ہے۔

یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے، جہاں مضمون سے آگاہی نہ ہونے کے باوجود محض تلاوت سے مسلمان کے دل پر ناقابلِ بیان کیفیت رہتی ہے، البتہ ایمان والوں پر جب رموز ومعارف کھلتے ہیں اور مطالب الٰہی تک رسائی ہوتی ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں تکرار کا وجود نہیں پایا جاتا، حضرات مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی تفسیروں میں جابجا تکرار کے اسباب ووجوہ بیان کی ہیں۔

قرآن مجید ربُّ العالمین جل جلالہ کا کلام ہے، اور رحمتِ کائنات، خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام معجزات میں سب سے بڑا معجزہ ہے، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا اور قرآنی آیات کا معجزہ بطورِ حجت وبرہان پیش کیا تو کافی لوگ کہنے لگے: ''لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَا'' [2] اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس جیسا

---

[1] طٰہٰ: ۱۱۳۔ [2] انفال: ۳۱۔

Marfat.com

کلام کہہ سکتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ'' [1] اگر تم اس کلام کے کلام الٰہی ہونے میں شک کرتے ہو تو پھر اس جیسی ایک سورت بنا کے لے آؤ۔

جزیرۃ العرب کے بڑے بڑے قادر الکلام شعراء اور جادو بیان خطباء انفرادی اور اجتماعی طور پر اس چیلنج کے جواب میں دن رات مسلسل مصروف رہے، ولید بن مغیرہ جیسے بلند پایہ مشہور خطیب نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور بے اختیار اعتراف کرنے لگے: ''وَاللّٰهِ مَا هُوَ بِالشِّعْرِ وَلَا هُوَ بِالْكَهَانَةِ وَلَا بِالْجُنُوْنِ اِنْ هٰذَا قَوْلُ الْبَشَرِ''

ابوجہل، ابولہب، عتبہ اور شیبہ جیسے بڑے بڑے قریشی سردار قرآن پاک کی چھوٹی سورت کے مقابلہ میں چھوٹی سورت بنانے سے قاصر رہے، اپنی خجالت اور ناکامی پر پردہ ڈالنے کی خاطر نعرہ توحید دبانے کیلئے قتل وقتال پر اتر آئے۔

قرآن مجید کے کسی کلمے پر کوئی انگشت زنی نہیں کرسکتا کہ یہ کلمہ یہاں مناسب نہیں، کلمہ تو بڑی بات، کسی ایک زیر اور شد و مد میں خامی نہیں نکال سکتا، اگر آپ قرآن مجید کے کسی ایک لفظ کو نکال دیں اور پھر تمام عربی لغت کی کتابوں میں اس سے بہتر لفظ ڈھونڈنے لگیں تو آپ کی عربی ڈکشنریوں میں تا قیامت اس سے بہتر لفظ نہیں مل سکے گا۔

ایک اعرابی (دیہاتی عرب) امام اصمعی رحمہ اللہ کی تلاوت سُن رہا تھا، وہ ''وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ'' [2] پڑھ رہے تھے، اعرابی نے بے اختیار کہا: ''وَاللّٰهِ ذٰلِكَ لَيْسَ مِنَ الْقُرْآنِ'' یعنی ''وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ'' کا جملہ یہاں اس آیت کا ٹکڑا نہیں ہے، امام اصمعی نے فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور کہا: ''صَدَقْتَ'' آیت ''وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ'' پر ختم ہوتی ہے، اعرابی نے کہا ''اَلْاٰنَ اَصَبْتَ'' ہاں اب ٹھیک ہے۔

---

[1] البقرۃ: ۲۳۔ [2] المائدہ: ۳۸۔

Marfat.com

تکرارِ مضامین وآیات کا مسئلہ

یہ بات تمام اقوامِ عالم کے ہاں تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ جو مسئلہ اور مضمون نہایت ہی اہم ہو، اس کو بار بار ذکر کرتے ہیں، تاکہ سامعین کے دل ودماغ میں راسخ ہوجائے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر حد درجہ مشفق ومہربان ہے، وہ اپنے لامتناہی الطاف کے پیش نظر اپنے بندوں کی اخروی زندگی سنوارنے کے لئے مختلف طریقوں اور متنوع اسالیب سے مسئلہ رسالت، بعث بعد الموت، انبیاء سابقین اور امم سابقہ کے قصے وعد ووعید اور احکام وغیرہ کو بار بار ذکر فرماتے ہیں۔

جس طرح مشفق والدین بار بار اپنے لاڈلے بچوں کو نصیحت کرتے رہتے ہیں، ایک نافرمان بچہ جو مدرسہ سے بھاگتا ہے، شریر لڑکوں کی صحبت میں رہتا ہے، جب بھی اپنے گھر آتا ہے والدہ یہی نصیحت کرتی ہے کہ اپنے قیمتی وقت کو ضائع نہ کریں، مدرسہ کی طرف متوجہ ہوجائیں، بے ہودہ لوگوں سے دور رہیں، اسی طرح خطیب اور واعظ اپنے مواعظ اور خطبات میں ہمیشہ اہم مسائل کو بار بار بیان فرماتے ہیں، اخبارات اور نشریاتی ادارے ایک اہم اعلان کو بار بار نشر کرتے ہیں، سڑک کے دونوں کناروں پر آپ کو ایک ہی اشتہار سینکڑوں سائن بورڈ پر نظر آتے ہیں، تاکہ بار بار دیکھنے سے وہ مضمون آپ کے دل ودماغ میں بیٹھ جائے، اسی طرح جب ایک ڈاکٹر کسی مریض کا مرض تشخیص کرکے اسے مناسب علاج تجویز کرتا ہے اور وہ مریض ڈاکٹر کے مجوّزہ طریقِ علاج اور ادویہ استعمال نہیں کرتا اور بار بار اس کے پاس آکر اپنی بیماری کی شکایت کرتا ہے تو ڈاکٹر بھی وہی نسخہ اس کو بار بار دہرائے گا۔

حِکْمَۃُ التَّکْرَارِ فِی الْقُرْآنِ

تکرار نہ مطلقاً ممنوع ہے اور نہ اسلوبِ فصاحت کے خلاف ہے، اگر تکرار میں کسی قسم کی خوبی نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے کلام میں نہ ہوتا، ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں کئی قسم کا تکرار پایا جاتا ہے، حالانکہ قرآن مجید فصاحت اور بلاغت کی انتہاء پر ہے، تمام جن وبشر قرآن مجید کی ایک آیت جیسی آیت نہیں بنا سکتے، امام

Marfat.com

زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :وَقَدْ غَلَطَ مَنْ اَنْکَرَہٗ کَوْنُہٗ مِنْ اَسَالِیْبِ الْفَصَاحَةِ ظَنًّا اَنَّہٗ لَافَائِدَةَ لَہٗ وَلَیْسَ کَذَالِكَ بَلْ ھُوَ مِنْ مَحَاسِنِھَا ''اس شخص نے غلطی کی جس نے یہ گمان کیا کہ تکرار اسلوبِ فصاحت کے خلاف اور بے فائدہ ہے، حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ تکرار فصاحت کے محاسن (خوبیوں) میں سے ہے۔ [1]

قرآن مجید عرب کی لغات ومحاورہ کے مطابق نازل ہوا ہے، اس میں مواعظ، وعدا اور وعید کا تکرار ہے، امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لِاَنَّ الْاِنْسَانَ مَجْبُوْلٌ مِّنَ الطَّبَائِعِ الْمُخْتَلِفَةِ وَکُلُّھَا دَاعِیَةٌ اِلَی الشَّھَوَاتِ وَلَا یَقْمَحُ ذَالِكَ اِلَّا تَکْرَارُ الْمَوَاعِظِ وَالْقَوَارِعِ [2]

تمام انسان مختلف طبائع کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں، یہ طبیعتیں انسانوں کو مختلف خواہشات کی طرف بلاتی ہیں، ان کا سدِّ باب مواعظ کے تکرار کے علاوہ ممکن نہیں۔

اقسامِ تکرار

حروف کا تکرار:

قرآن مجید کے حروف تہجی (۲۹) ہیں اور تمام حروف تقریباً ۳ لاکھ ہیں، ظاہر بات یہ ہے کہ ۳۰ پارے قرآن، ان حروف کے بار بار تکرار کی وجہ سے مرکب ہے۔

ہر زبان کے حروف محدود ہیں اور ان ہی محدود حروف کی بار بار ترکیب سے مختلف معانی ادا کرنے والے الفاظ وجود میں آتے ہیں، اگرچہ یہ الفاظ بے شمار ہیں لیکن پھر بھی علماء لغت نے ہر زبان کے الفاظ کو ڈکشنریوں میں محفوظ کر دیا ہے، اگر یہ حروف تہجی محدود نہ ہوتے تو لامحدود حروف کی وجہ سے لامحدود اسماء ہوتے، کسی زبان کی ڈکشنری کا وجود محال بن جاتا، اس لئے ہر زبان کے ہر حرف کا تکرار لازمی اور ناگزیر ہے، اسی وجہ سے عربی زبان کا ہر حرف قرآن مجید میں ہزاروں مرتبہ مکرر استعمال ہوا ہے۔

[1] البرہان فی علوم القرآن، ج: ۳، ص: ۱۲۔ [2] البرہان فی علوم القرآن، ج: ۳، ص: ۱۳۔

Marfat.com

لفظ کا تکرار

قرآن مجید میں تکرار کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ اس تکرار کی طرف محتاج تھے، اللہ تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہیں، اس لئے کوئی مشکل نہیں، اگرچہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور علم کے مطابق نازل کیا ہے، لیکن انسانی عقلوں اور ان کی علمی وسعتوں کا بھی لحاظ رکھا ہے تاکہ مخاطب کو معنی مراد تک پہنچنے میں دشواری نہ ہو، اس لئے قرآن مجید کو محاورہ عرب کے مطابق نازل فرمایا۔ لہٰذا حروف کے تکرار کی طرح قرآن مجید میں الفاظ کا تکرار بھی زیادہ ہے۔ مثلاً لفظ اللہ، ربّ وغیرہ، مکرر مذکور ہیں۔

جملہ کا تکرار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کا ہر سورت کے شروع میں ذکر ہوا ہے اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ [1] آٹھ مرتبہ مذکور ہے، اسی طرح يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ [2] اور فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ [3] کا تکرار موجود ہے۔

امثال کا تکرار

قرآن مجید میں تقریباً ۴۴ مثالیں ہیں، حکماء اور عقل مند لوگ اپنے مواعظ اور تقریروں میں بار بار مفید مثالیں ذکر کرتے ہیں۔

قصوں کا تکرار

قرآن مجید میں کئی انبیاء کرام علیہم السلام کے قصص کا بیان ہے، مثلاً موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ۲۵ سورتوں میں مذکور ہے، آدم علیہ السلام کا تذکرہ آٹھ سورتوں میں ہوا ہے، الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ بعض قصے مکرر مذکور ہیں۔

---

[1] الشعراء:۹۔ [2] المرسلات:۱۵۔ [3] الرحمٰن۔

Marfat.com

مضمون کا تکرار

یوں تو قرآن مجید میں بے شمار موضوعات پر بحث ہے، چند بڑے بڑے مضامین کا تذکرہ زیادہ ملتا ہے، مثلاً توحید، رسالت اور قیامت وغیرہ پورے قرآن میں ان کا تذکرہ بار بار ملتا ہے، بلکہ بعض علماء کے نزدیک تو قرآن مجید کا موضوع ہی توحید ہے، یہ مرکزی مضمون صراحتاً یا ضمناً یا اشارۃً بہت زیادہ مقامات میں پایا جاتا ہے۔

احکامات کا تکرار

بعض احکامات جن کا تعلق عمل کے ساتھ ہے، ان کا تذکرہ بار بار ملتا ہے، مثلاً اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ یعنی نماز کا حکم، اسی طرح زکوٰۃ اور حج کا حکم، کئی مقامات میں مذکور ہے۔

وُجُوْہُ التکرار

قرآن مجید میں مکررات کی اصل وجہ اور حکمت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، لیکن پھر بھی علماء اور مفسرین نے قرآنی اسلوب اور قرآنی مقاصد کی روشنی میں ہر مکرر جملہ، آیت یا کسی مضمون کی وجہ اپنی اپنی جگہ ذکر کی ہے جو بڑی مناسب معلوم ہوتی ہے۔

۱۔ قرآن میں تکرار برائے تکرار نہیں بلکہ تکرار برائے فائدہ ہے، جہاں تکرار ہو وہاں اگر کوئی وجہ نہ بھی ہو تو تاکید ضرور ہوگی، یہی وجہ ہے کہ مفسرین نے اکثر مقامات میں لکھا ہے کہ لِلتَّاکِیْدِ، تاکید بذاتِ خود تکرار کی ایک بہت بڑی اور اچھی وجہ ہے، تاکید ایک ایسی چیز ہے کہ ہر قوم اور ہر لغت میں اس کا رواج ہے۔

۲۔ کبھی تکرار میں معنی جدید ہوتا ہے، لیکن یہ جدید معنی متعین نہیں بلکہ ہر مقام کے مناسب کوئی نیا معنی ہوتا ہے جس کو مفسر ذکر کرتا ہے۔

۳۔ تکرار سے عبرت جدیدہ کی طرف اشارہ ہوتا ہے، یہ بھی ماہرِ مفسر اس مقام میں معلوم کر سکتا ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قرآن مجید میں پانچ مضامین بیان ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے بھی اسی کتاب میں گزر چکا ہے:

Marfat.com

(۱)علم الاحکام (۲)علم المخاصمة اور تذکیرات ثلاثة یعنی (۳)تذکیر بآلاء اللہ (۴)تذکیر بایّام اللہ (۵)تذکیر بمابعدالموت۔

قرآن مجید میں تذکیرات ثلاثہ کا بیان زیادہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ [1]

''یعنی ہم نے قرآن مجید کو پند اور نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے''۔

اس کتاب ہدایت سے فائدہ وہی شخص اٹھاتا ہے جو قرآن کی نصیحت قبول کرے اور اس سے عبرت حاصل کرے، وعظ و نصیحت اور عبرت کے لئے جب تک بات مکرر طور پر ذکر نہ کی جائے تو ممکن ہے کہ مخاطب کو فائدہ نہ ملے، قرآن تو قیامت تک آنے والے مختلف العقل اور مختلف المزاج لوگوں کی طرف نازل ہوا ہے، لہٰذا اسلوبِ قرآن میں ان تمام لوگوں کی رعایت ہے۔

اسی طرح بار بار تذکرہ سے حق ماننے والوں کو استقامت علی الحق بھی نصیب ہوتی ہے، ارشاد باری ہے:

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ [2]

''اور ہم برابر پے در پے لوگوں کے لئے اپنا کلام لاتے رہے تا کہ وہ نصیحت حاصل کرلیں''۔

ایک اور ارشاد ہے:

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ [3]

''اور اسی طرح ہم نے تجھ پر عربی قرآن نازل فرمایا ہے اور طرح طرح سے اس میں ڈر کا بیان سنایا ہے تا کہ لوگ پرہیز گار بن جائیں''۔

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالْفَائِدَةُ الْعُظْمَى التَّقْرِيْرُ، وَقَدْ قِيْلَ "الْكَلَامُ "اِذَا تَكَرَّرَ تَقَرَّرَ [4]

''تکرار کا بڑا فائدہ تقریر ہے، جب کلام مکرر ذکر کیا جائے تو دل میں قرار پکڑتا ہے''۔

---

[1] القمر:۱۷۔ [2] القصص:۵۱۔ [3] طٰہٰ:۱۱۳۔ [4] البرھان فی علوم القرآن، ج:۳،ص:۱۴۔

Marfat.com

تقریر کرنے والے کو مقرر اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کے وعظ و نصیحت کا انداز ایسا ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہو کر مؤثر ثابت ہوتا ہے اور دلوں کی کایا پلٹ دیتا ہے۔

فوائدِ تکرار

امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ تکرار کے فائدے ذکر فرماتے ہیں:

(۱) لِلتَّاکِیْدِ تاکید کے لئے۔

(۲) زِیَادَۃُ التَّنْبِیْہِ عَلٰی مَا یَنْفِی التُّھْمَۃَ لِیَکْمُلَ تَلَقِّیُ الْکَلَامِ بِالْقَبُوْلِ کہ زیادۃِ تنبیہ سے غرض تہمت اور شک کی نفی کرنا ہے، تاکہ بات کو آسانی سے قبول کیا جا سکے۔

(۳) اِذَا طَالَ الْکَلَامُ وَخَشِیَ تَنَاسِیَ الْاَوَّلِ اُعِیْدَ ثَانِیًا تَطْرِیَۃً لَّہٗ تَجْدِیْدَ الْعَھْدِ کلام کی وجہ سے طول کا خطرہ ہو کہ پہلی بات بھول جائے گا، تو تازگی اور تجدید عہد کے طور پر کلام دوبارہ ذکر کر دیا جاتا ہے۔

(۴) فِیْ مَقَامِ التَّعْظِیْمِ وَالتَّھْوِیْلِ جب مقامِ عظمت اور خوف کا ہو تو بات مکرر ذکر کی جاتی ہے، جیسے اَلْحَآقَّۃُ مَا الْحَآقَّۃُ [۱] اَلْقَارِعَۃُ مَا الْقَارِعَۃُ [۲]

(۵) فِیْ مَقَامِ الْوَعِیْدِ وَالتَّھْدِیْدِ دھمکی اور ڈراوے کے وقت مثلاً کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ [۳]

(۶) اَلتَّعَجُّبُ، تعجب کے لئے مثلاً: فَقُتِلَ کَیْفَ قَدَّرَ، ثُمَّ قُتِلَ کَیْفَ قَدَّرَ [۴]

(۷) لِتَعَدُّدِ الْمُتَعَلِّقِ متعلق متعدد ہو تو تکرار ہوتا ہے، اس کی مثال: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ [۵] ہر آیت کا متعلق الگ ہے۔

تکرار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا

[۱] الحاقۃ: ۱۔۲۔ [۲] القارعۃ: ۱۔۲۔ [۳] التکاثر: ۴۔ [۴] المدثر: ۱۹، ۲۰۔ [۵] الرحمٰن: ۱۳۔

Marfat.com

ہے''، اس کے بعد فرمایا: ''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ''، جن کے نزدیک بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزء ہے تو ''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کو تکرار کہیں گے۔

وُجُوْهُ التَّكْرَارِ

''الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'' کو مکرر ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ حمد، اللہ تعالیٰ کے لئے واجب ہے، اس لئے کہ وہ رحمان اور رحیم ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ رحمت، محتاج کا انعام ہے اس لئے اس کو مکرر ذکر کیا، پہلی آیت میں صرف مُنْعِمْ کا ذکر ہے اس کے بعد رحمت کا ذکر کر کے، ساتھ مُنْعَمْ عَلَيْهِ کا ذکر بھی کر دیا۔[1]

تکرار

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ [2]

''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں''۔

اِيَّاكَ دو مرتبہ مذکور ہے۔

وُجُوْهُ التَّكْرَار

تاج القراء الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لِاَنَّكَ لَوْ قُلْتَ: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَنَسْتَعِيْنُ'' لَمْ يَظْهَرْ اَنَّ التَّقْدِيْرَ: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' اَمْ ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَنَسْتَعِيْنُكَ''۔ [3]

اِيَّاكَ کی تقدیم میں قطع اشتراک ہے، اگر ایک مرتبہ ذکر کیا جاتا تو پتہ نہ چلتا کہ نَسْتَعِيْنُ کا مفعول مقدم ہے یا مؤخر، اس لئے اِيَّاكَ دوبارہ مقدم ذکر کر دیا کہ عبادت کی طرح استعانت میں بھی تخصیص اور قطع اشتراک ہے۔

---

[1] البرہان فی توجیہ متشابہ القرآن: ۲۱۔ [2] الفاتحہ: ۴۔ [3] البرہان فی متشابہ القرآن: ۲۲۔

Marfat.com

علامہ ابوالسعود العمادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ضمیر منصوب کو اس لئے مکرر ذکر کیا تا کہ اس بات کی تصریح ہو جائے کہ عبادت اور استعانت اللہ کے ساتھ خاص ہے، اور مناجاۃ کی لذت کے اظہار کے لئے دوبار ذکر فرمایا۔ [1]

اس لئے کہ محبوب کے ساتھ طول کلام میں زیادہ لذت ہوتی ہے، جی چاہتا ہے کہ قطع کلامی (بات ختم ہی) نہ ہو۔

تکرار

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵ [2] ''بتلا دیجئے ہم کو سیدھا راستہ''۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ ''راستہ ان لوگوں کا''۔

یہاں لفظِ صِرَاط مکرر مذکور ہے۔

وُجُوْهُ التَّكْرَار

تاج القراء الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الصِّرَاطَ هُوَ الْمَكَانُ الْمُهَيَّا لِلسُّلُوْكِ فَذَكَرَ فِي الْاَوَّلِ الْمَكَانَ وَلَمْ يَذْكُرِ السَّالِكِيْنَ فَاَعَادَهٗ مَعَ ذِكْرِهِمْ ''صِرَاط چلنے کا راستہ ہے۔ اوّل صِرَاط صرف مکان اور راستہ ہے، اور دوسرے صراط کے ساتھ سالکین کا ذکر بھی کر دیا ہے''۔

اس طرح سورۃ الشوریٰ میں اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ، صِرَاطِ اللّٰهِ [3] ہے، اوّل صراط مکان المہیا ہے اور دوسرے صراط کے ساتھ مہیا کرنے والے کا ذکر ہے۔ [4]

تکرار

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ [5]

عَلَيْهِمْ اس آیت میں مکرر مذکور ہے۔

---

[1] تفسیر ابی السعود، ج:۱، ص:۴۳۔ [2] الفاتحہ:۵۔ [3] الشوریٰ، ۵۲، ۵۳۔ [4] البرہان فی توجیہ متشابہ القرآن:۲۲۔ [5] الفاتحہ:۶، ۷۔

Marfat.com

وُجُوْهُ التَّكْرَار

تاج القراء الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِتَكْرَارٍ لِاَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مُتَّصِلٌ بِفِعْلٍ غَيْرِ الْآخَرِ [1]

''ہر ایک کا تعلق الگ الگ فعل کے ساتھ ہے، ایک کا تعلق انعام کے ساتھ ہے اور دوسرے کا غضب کے ساتھ۔

اوّل (عَلَيْهِمْ) سے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین مراد ہیں اور دوسرے سے یہود اور نصاریٰ مراد ہیں۔

تکرار

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۸ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۹ [2]

''اس میں ایک بڑی نشانی ہے اور (باوجود اس کے) ان (کفار مکہ) میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بلاشبہ آپ کا ربّ غالب ہے، رحیم ہے''۔

اسکے بعد اسی سورت میں (۱۹۰، ۱۹۱) پر اسی طرح مکرر دو آیتیں ہیں، اس سورت میں آٹھ انبیاء علیہم السلام کے قصوں کے آخر میں مذکور ہیں، اوّل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قصہ ہے، اگرچہ آپ کا ذکر صراحتاً نہیں ہوا لیکن کنایۃً وضاحت کے ساتھ ہے، دوسرے نمبر پر موسیٰ علیہ السلام کے قصہ کے آخر میں ہیں (آیت: ۶۷)، تیسرا قصہ ابراہیم علیہ السلام کا ہے (آیت: ۱۰۳)، چوتھے نمبر پر حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ کے اختتام میں مذکور ہیں (آیت: ۱۲۱)، پھر صالح علیہ السلام (آیت: ۱۰۸)، پھر لوط علیہ السلام (آیت: ۱۷۴) اور آخر میں شعیب علیہ السلام کا قصہ ہے (آیت: ۱۹۰)۔

وُجُوْهُ التَّكْرَار

علامہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی ان کے تکرار کے بارے میں سوال کرے تو میں کہوں گا:

---

[1] البرہان فی توجیہ متشابہ القرآن: ۲۲۔ [2] الشعراء: ۸، ۹۔

Marfat.com

كُلُّ قِصَّةٍ مِّنْهَا كَتَنْزِيْلٍ بِرَأْسِهٖ وَفِيْهَا مِنَ الْاِعْتِبَارِ مِثْلَ مَا فِیْ غَيْرِهَا فَكَانَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهَا تُدْلِیْ بِحَقٍّ فِیْ اَنْ تُفْتَتَحَ بِمَا افْتَتَحَتْ بِهٖ صَاحِبَتُهَا وَاَنْ تُخْتَمَ بِمَا اخْتَتَمَتْ بِهٖ وَلِاَنَّ فِی التَّكْرَارِ تَقْرِيْرًا لِّلْمَعَانِیْ فِی الْاَنْفُسِ وَتَثْبِيْتًا لَّهَا فِی الصُّدُوْرِ۔

ہر ایک مستقل قصہ ہے اور سب میں ایک جیسا اعتبار کیا گیا ہے، اس لئے سب کا افتتاح اور اختتام ایک جیسا ہونا چاہیے اور اس تکرار کے ساتھ مضمون دل و دماغ میں اچھی طرح بیٹھتا ہے۔

چند سطر کے بعد فرماتے ہیں:

وَالتَّكْرِيْرُ لَعَلَّ ذَالِكَ يَفْتَحُ اُذُنًا اَوْ يَفْتَقُ ذِهْنًا اَوْ يَصْقِلُ عَقْلًا طَالَ عَهْدُهٗ بِالصِّقْلِ اَوْ يَجْلُوْ فَهْمًا قَدْ غُطِیَ عَلَيْهِ تَرَاكُمُ الصَّدْءِ [1]

''اور تکرار سے شاید کان کھل جائیں، یا ذہن کے دریچے وا ہو جائیں، یا پرانی صیقل شدہ عقل دوبارہ چمک اُٹھے، یا فہم کو جلا ملے جس پر زنگ کی تہیں جمی ہوئی ہوں۔

اس سورت میں تقریباً تمام قصوں کی ابتدا بھی اختتام کی طرح ایک جیسی ہے، علامہ ابوحیان الاندلسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان تمام قصوں کے اوائل میں ایک جیسی آیات ہیں، اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا طریقہ ایک ہے اور وہ دعوت الی التوحید ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر سے روگردانی۔ [2]

تکرار

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ [3] ''پس میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا''۔

مذکورہ آیت کا قومِ عاد کے قصہ میں دو مرتبہ ذکر ہوا اور ایک مرتبہ نوح علیہ السلام کے قصہ میں مذکور ہے۔

[1] الکشاف، ج:۳، ص:۳۳۴۔ [2] حاشیہ تفسیر البحر المحیط: ۲۸/۷۔ [3] القمر: آیت ۲۱۔

Marfat.com

وُجُوْهُ التَّكْرَار

تاج القراء الکرمانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

لِاَنَّ الْاُوْلٰى فِي الدُّنْيَا وَالثَّانِيَةُ فِي الْعُقْبٰى كَمَا قَالَ فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ لِنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى

پہلی آیت دنیا کے اعتبار سے ہے اور دوسری آیت، آخرت کے اعتبار سے، جیسا کہ عاد کے قصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دنیا میں بھی رسوائی کا عذاب ہوا اور آخرت میں اس سے بڑھ کر رسوا کن عذاب ملے گا۔

تکرار

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ [1]

''اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے، سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے''۔

یہ آیت اس سورۃ میں چار مرتبہ آئی ہے۔

وُجُوْهُ التَّكْرَار

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا کئی قصوں میں آیا ہے، جس میں تنبیہ ہے کہ ہر قصہ مستقلاً قابل تدبر و تذکر ہے۔ [2]

علامہ محمد علی الشوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَلَعَلَّ وَجْهَ تَكْرِيْرِ تَيْسِيْرِ الْقُرْآنِ لِلذِّكْرِ فِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ الْاِشْعَارُ بِاَنَّهٗ مَنَّةٌ عَظِيْمَةٌ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّغْفَلَ عَنْ شُكْرِهَا [3]

---

[1] القمر: آیت ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰۔ [2] بیان القرآن: ۱۱/ ۸۳۔ [3] فتح القدیر: ۵/ ۱۲۷۔

Marfat.com

اس تکرار میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن کا نصیحت کے لئے آسان ہونا، اللہ کا بڑا احسان ہے، کسی کو اس احسان کے شکریہ سے غافل ہونا مناسب نہیں۔

علامہ ابوالحیان الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَفَائِدَةُ تَكْرَارِ هٰذَا وَتَكْرَارِ (وَلَقَدْ يَسَّرْنَا) التَّجَرُّدُ عِنْدَ اسْتِمَاعِ كُلِّ نَبَأٍ مِّنْ اَنْبَاءِ الْأَوَّلِيْنَ لِلْاِتِّعَاظِ وَاسْتِئْنَافِ التَّيَقُّظِ اِذَا سَمِعُوْا الْحِثَّ عَلٰى ذَالِكَ لِئَلَّا تَسْتَوْلِيَ عَلَيْهِمُ الْغَفْلَةُ [1]

''تکرار کا فائدہ یہ ہے کہ اوّلین کے قصوں کو کان لگا کر سنیں تا کہ غفلت نہ ہو''۔

تکرار

فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ [2] ''لو میرے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو''۔

یہ آیت اس سورت میں دو مرتبہ مذکور ہے۔

وُجُوْهُ التَّكْرَار

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لِاَنَّ الْعَذَابَ كَانَ مَرَّتَيْنِ: اَحَدُهُمَا خَاصٌّ بِالْمُرَاوِدِيْنَ وَالْاٰخَرُ عَامٌّ "(فَذُوْقُوْا) [3]

دو مرتبہ فرمایا اس لئے کہ عذاب دو مرتبہ تھا، ایک مراودین (چاہنے والے) کے ساتھ خاص ہے اور دوسرا عام۔

مراودین قوم لوط کے وہ افراد ہیں جو فرشتوں کو حسین لڑکے سمجھ کر برائی کے ارادے سے ان کی طرف آئے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پہلے عذاب طمس پر یہ کہا گیا، اور دوسری مرتبہ عذاب اہلاک پر، پس تکرار نہیں۔

---

[1] البحر المحیط: ۸/۱۸۰۔ [2] القمر: آیت ۳۹۔ [3] تفسیر کبیر: ۲۹/۵۷۔

Marfat.com

علامہ ابوحیان الاندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تَوْكِيْدٌ وَتَوْبِيْخٌ ذَالِكَ عِنْدَ الطَّمْسِ [1] تاکید اور زجر کے لئے ہے۔

تکرار

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ [1] الرحمن: آیت ۱۶۔

تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے؟

اس سورت میں یہ آیت اکتیس جگہ آئی ہے، آٹھ مرتبہ ان آیات کے بعد آئی ہے جن میں اللہ جل جلالہ کی قدرت وعجائبات اور مبدأ ومعاد کا بیان ہے اور سات مرتبہ ان آیات کے بعد مذکور ہے جن میں آگ اور اس کی شدت کا ذکر ہے، آٹھ مرتبہ ان آیتوں کے ساتھ مذکور ہے جن میں جنت اور اہل جنت کا ذکر ہے اور آٹھ مرتبہ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ کے بعد مذکور ہے۔

وُجُوْهُ التَّكْرَار

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چوں کہ ہر جگہ نعمت کا مصداق جدا ہے اس لئے یہ تکرار محض نہیں، محض لفظی تشارک ہے اور ایسی تکرار کا نام اصطلاح میں جہاں مکرر ثانی کا متعلق متغائر ہو متعلق اوّل کے اتقان میں تردید بتلایا ہے، اور تکرار ظاہری سے اس میں افادہ تاکید بھی ہے اور اس قسم کا تکرار جو کہ قند مکرر سے شیریں تر ہے عرب کے کلام منثور اور منظوم میں بکثرت، بلانکیر مستعمل ہے۔ [2]

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس کی مثال ذکر فرماتے ہیں:

وَهٰذَا التَّكْرَارُ اَحْلٰى مِنَ السُّكْرِ اِذَا تَكَرَّرَ ''یہ تکرار قند مکرر سے زیادہ شیریں ہے، فرماتے ہیں: بِاَنْ يَّكُوْنَ الْمُكَرَّرُ ثَانِيًا مُتَعَلِّقًا بِغَيْرِ مَا تَعَلَّقَ بِهِ الْاَوَّلُ ''یعنی ہر ایک کا متعلق

[1] البحر المحیط: ۸/ ۱۸۲۔ [2] بیان القرآن: ۱۱/ ۸۷۔

Marfat.com

جدا جدا ہے"۔[1]

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَنَّ فَائِدَةَ التَّكْرِيْرِ التَّقْرِيْرُ [2] "تکرار کا فائدہ دل میں بات اُتارنا ہے"۔

علامہ علاء الدین البغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ كَرَّرَهٗ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ فِيْ اَحَدٍ وَّثَلَاثِيْنَ مَوْضِعًا تَقْرِيْرًا لِلنِّعْمَةِ وَتَاكِيْدًا فِي التَّذْكِيْرِ بِهَا۔ [3]

تکرار

اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى [4]

"کیا یہ شخص ایک قطرہ منی نہ تھا جو ٹپکایا گیا تھا"۔

نطفہ اور منی دونوں ایک ہیں۔

وُجُوْهُ التَّكْرَار

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلنُّطْفَةُ اسْتُعْمِلَتْ هِنَا بِمَعْنَى الْقَطْرَةِ لِاَنَّ النُّطْفَةَ تُطْلَقُ عَلَى الْمَاءِ الْقَلِيْلِ وَالْكَثِيْرِ [5]

"نطفہ اس آیت میں بمعنی قطرہ ہے کیوں کہ نطفہ کا اطلاق کم اور زیادہ پانی پر ہوتا ہے"۔

علاء الدّین البغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً) اَيْ مَاءً قَلِيْلًا [6] نطفہ سے ماءِ قلیل مراد ہے۔

---

[1] روح المعانی: ۶۷/۹۷۔ [2] تفسیر کبیر: ۶۹/۸۵۔ [3] تفسیر خازن: ۴/۲۲۶۔ [4] القیامۃ: آیت ۳۷۔ [5] مسائل الرازی: ۳۶۔ [6] تفسیر خازن: ۴/۳۷۴۔

Marfat.com

تکرار

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ [1]

''اس روز (حق کے) جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی''۔

اس سورت میں یہ آیت دس جگہ مکرر آئی ہے۔

وُجُوْهُ التَّكْرَار

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہاں ترہیب کا مضمون ہے اور اسی لئے اس میں دس جگہ آیت وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ مکرر آئی ہے اور چوں کہ متعلقِ تکذیب متعدد ہے اس لئے معناً تکرار نہیں، اور تکریرِ ظاہری مفیدِ تاکید بھی ہے۔ [2]

تاج القراء الکرمانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

مُكَرَّرٌ عَشَرَاتٍ مَرَّاتٍ لِاَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهَا ذُكِرَتْ عَقِيْبَ اٰيَةٍ غَيْرِ الْاُوْلٰى فَلَايَكُوْنُ التَّكْرَارُ مُسْتَهْجَنًا

''ہر دفعہ الگ الگ آیت کے بعد مذکور ہے اس لئے یہ تکرار قبیح نہیں''۔ وَلَوْ لَمْ يُكَرِّرْ كَانَ مُتَوَعِّدًا عَلٰى بَعْضٍ دُوْنَ بَعْضٍ ''اگر مکرر ذکر نہ کرتے تو بعض کے ساتھ وعید ہوتی اور بعض کے ساتھ نہ ہوتی''۔

وَقِيْلَ اِنَّ عَادَةَ الْعَرَبِ التَّكْرَارُ وَالْاِطْنَابُ كَمَا فِيْ عَادَتِهِمِ الْاِقْصَارُ وَالْاِيْجَازُ وَلِاَنَّ بَسْطَ الْكَلَامِ فِي التَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ اَدْعٰى لِاِدْرَاكِ الْبَغِيَّةِ مِنَ الْاِيْجَازِ

عرب کی عادت تکرار اور اطناب ہے جیسا کہ اقتصار اور ایجاز ہے، ترغیب اور ترہیب میں کلام کا

---

[1] المرسلات: آیت ۱۵۔ [2] بیان القرآن: ۱۲/۶۶۔

Marfat.com

طول زیادہ مناسب ہے، اگر مطلوب ایجاز سے حاصل ہوسکتا ہے تو پھر ایجاز چاہیے۔ [1]

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لِاخْتِلَافِ مُتَعَلِّقِ الْمُكَذِّبِيْنَ [2] ''متعلق تکذیب جدا جدا ہیں، اس لئے تکرار نہیں۔

تکرار

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى [3] ''تو ہم اس کو راحت کی چیز کے لئے سامان دے دیں گے''۔
فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى [4] ''تو ہم اس کو تکلیف کی چیز کے لئے سامان دے دیں گے''۔

وُجُوْهُ التَّكْرَار

تاج القراء الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقِيْلَ الْاُوْلٰى الْجَنَّةُ وَالثَّانِيَةُ النَّارُ [5]

''جملہ اولیٰ سے مراد جنت ہے اور جملہ ثانیہ سے مراد دوزخ ہے''۔

تکرار

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ''بے شک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی ہے''۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ''بے شک موجودہ مشکلات کے ساتھ آسانی ہے''۔ [6] یہ جملہ دو مرتبہ ذکر ہوا۔

وُجُوْهُ التَّكْرَار

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چوں کہ ان مشکلات کے انواع و اعداد کثیر تھے، اس لئے اس وعدہ میں تکریر و تاکید فرماتے ہیں۔ [7]

---

[1] البرہان فی توجیہ متشابہ القرآن: ۱۹۶۔ [2] روح المعانی: ۲۹/۲۹۹۔ [3] اللیل: ۷۔ [4] اللیل: ۱۰۔ [5] البرہان فی توجیہ متشابہ القرآن: ۱۹۸۔
[6] الم نشرح: آیت ۵، ۶۔ [7] بیان القرآن، ج: ۱۲، ص: ۱۰۶۔

Marfat.com

تاج القراء الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِتَكْرَارٍ لِاَنَّ الْمَعْنٰى اَنَّ مَعَ الْعُسْرِ الَّذِىْ اَنْتَ فِيْهِ مِن مُّقَاسَاةِ الْكُفَّارِ يُسْرًا فِي الْعَاجِلِ وَاَنَّ مَعَ الْعُسْرِ الَّذِىْ اَنْتَ فِيْهِ مِنَ الْكُفَّارِ يُسْرًا فِي الْاٰجِلِ [1]

''کفار کی طرف سے موجود مشکلات کے ساتھ بھی آسانی ہے اور آئندہ مشکلات کے ساتھ بھی آسانی ہوگی۔

علامہ ابوالسعود العمادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تَكْرِيْرٌ لِلتَّاكِيْدِ اَوْ عِدَةٌ مُسْتَاْنِفَةٌ بِاَنَّ الْعُسْرَ مَشْفُوْعٌ بِيُسْرٍ اٰخَرَ كَثَوَابِ الْاٰخِرَةِ [2]

''تکرار تاکید کے لئے ہے یا یسر، کا ایک نیا وعدہ ہے، کیوں کہ دوسرے جملے میں عسر کے ساتھ جو یسر ہے وہ اوّل یسر کے غیر ہے اور نیا وعدہ یسر، آخرت کا ثواب ہے۔

علامہ ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول اس قاعدہ پر بنا ہے کہ نکرہ دوبارہ ذکر ہو تو ثانی، اوّل کا غیر ہوتا ہے۔

تکرار

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ [3]

''ہرگز نہیں تم کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا، پھر ہرگز نہیں تم کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا، ہرگز نہیں اگر تم یقینی طور پر جان لیتے''۔

اس سورۃ میں كَلَّا تین مرتبہ، سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، دو مرتبہ اور تَرَوُنَّ دو مرتبہ آیا ہے۔

وُجُوْهُ التَّكْرَار

امام فرّاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَالْكَلِمَةُ قَدْ تَكَرَّرَهَا الْعَرَبُ عَلَى التَّغْلِيْظِ وَالتَّخْوِيْفِ فَهٰذَا مِنْ ذَاكَ [4]

---

[1] البرہان فی توجیہ متشابہ القرآن: ۱۹۹۔ [2] تفسیر ابوالسعود: ج: ۶، ص: ۵۵۶۔ [3] التکاثر: ۳، ۴، ۵۔ [4] معانی القرآن: ۳/ ۲۸۷۔

Marfat.com

''عرب کبھی کسی کلمہ کو سختی اور ڈراوے کے لئے مکرر ذکر کرتے ہیں، یہاں بھی یہی وجہ ہے''۔

علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقِيْلَ الْعِلْمُ الْاَوَّلُ يَقَعُ عِنْدَ نُزُوْلِ الْمَوْتِ وَالثَّانِيْ عِنْدَ نُزُوْلِ الْقَبْرِ [1]

''اوّل سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ سے نزول موت کے وقت کا علم ہے اور دوسرے سے نزولِ قبر کے وقت کا علم ہے''۔

اوّل تَرَوُنَّ سے رؤية العين مراد ہے اور دوسرے سے رؤية القلب۔

امام ابوعبداللہ القرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَالْاَوَّلُ فِي الْقَبْرِ وَالثَّانِيْ فِي الْاٰخِرَةِ فَالتَّكْرَارُ لِلْحَالَتَيْنِ [2]

''اوّل تَعْلَمُوْنَ قبر میں، دوسرا آخرت میں ہوگا، دو مختلف حالتوں کی وجہ سے تکرار ہوا''۔

تاج القراء الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ تَرَوُنَّ کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَالْاَوَّلُ قَبْلَ الدُّخُوْلِ وَالثَّانِيْ بَعْدَ الدُّخُوْلِ [3]

''اوّل تَرَوُنَّ جہنم میں داخلے سے قبل ہے اور دوسرا داخلے کے بعد''۔

تکرار

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ [4]

اور ایک دوسرے کو حق پر قائم رہنے کی فہمائش کرتے رہے اور ایک دوسرے کو (اعمال کی) پابندی کی فہمائش کرتے رہے۔

اس سورت میں تَوَاصَوْا دو مرتبہ آیا ہے۔

---

[1] زادالمسیر، المجلد الرابع: ۸/ ۳۱۴۔ [2] تفسیر قرطبی: ۲۰/ ۱۷۶۔ [3] البرھان فی توجیہ متشابہ القرآن: ۲۰۔ [4] العصر: ۳۔

Marfat.com

وَجْهُ التَّكْرَارِ

تاج القراء الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كَرَّرَ لِاِخْتِلَافِ الْمَفْعُوْلَيْنِ وَهُمَا بِالْحَقِّ وَالصَّبْرِ دونوں کے مفعول جدا ہیں اس لئے مکرر ذکر ہوا۔ ایک مفعول حق ہے، دوسرا صبر، وَقِيْلَ لِاِخْتِلَافِ الْفَاعِلَيْنِ یا دونوں کا فاعل جدا جدا ہے۔ [1]

تکرار

اللّٰهُ اَحَدٌ، اَللّٰهُ الصَّمَدُ [2] اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔

لفظِ اللہ مکرر ذکر ہوا ہے۔

وَجْهُ التَّكْرَارِ

تاج القراء الکرمانی رحمۃ اللہ علیہ رماتے ہیں:

كَرَّرَ لِتَكُوْنَ كُلُّ جُمْلَةٍ مِّنْهُمَا مُسْتَقِلَّةً بِذَاتِهَا غَيْرَ مُحْتَاجَةٍ اِلٰى مَا قَبْلَهَا [3]

''مکرر اس لئے ذکر کیا کہ ہر جملہ مستقل ہے، دوسرے کا محتاج نہیں''۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

[1] البرہان فی توجیہ متشابہ القرآن: ۳۰۲۔ [2] الاخلاص: ۱، ۲۔ [3] البرہان فی توجیہ متشابہ القرآن: ۲۰۵۔

Marfat.com

امثال القرآن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک قرآن کریم پانچ وجوہ پر نازل ہوا ہے، حلال، حرام، محکم، متشابہ اور امثال پر، پس تم لوگ حلال پر عمل کرو اور حرام سے اجتناب کرو، محکم کی اتباع اور پیروی کرو، متشابہ پر ایمان لاؤ اور امثال سے عبرت و نصیحت حاصل کرو۔ [1]

شیخ عزالدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں امثال اس لئے بیان کی ہیں تا کہ اس سے بندوں کو یاددہانی اور نصیحت کا فائدہ حاصل ہو۔ [2]

امام زمخشری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

تمثیل کا طرز اختیار کرنے سے مقصود صرف یہ ہے کہ معانی کو منکشف کیا جائے اور متوہم کو مشاہد سے قریب کیا جائے۔ چنانچہ اگر ممثّل لہٗ، عظیم المرتبت ہو تو مثال بھی اسی کے مثل ہوگی اور اگر ممثّل لہ حقیر ہو تو مثال بھی اسی کے مثل حقیر ہوگی۔

قرآن کریم میں ضرب الامثال کا استعمال کثرت کے ساتھ ہوا ہے، قرآن کی ہر مثال مطلب کے ساتھ ہم آہنگ ہے، کیونکہ عام لوگ کسی معقول حقیقت کو محسوس طریقہ کے بغیر سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں، اس لئے جب کوئی ماوراء الحس معنی کو محسوس کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے تو وہ معنی بصورت محسوس نظر آنے لگتا ہے، یوں وہ حقیقت مثلِ محسوس بن کر سب کے لئے قابل فہم بن جاتی ہے، اس لئے کلام ربّانی اور انبیاء و عقلاء کی گفتگو میں مثالیں بکثرت پائی جاتی ہیں، کیونکہ کلام میں اصل معنی ہے، الفاظ تو دلالت اور تعبیر کے لئے ہوتے ہیں اور معنیٰ

---

[1] سنن البیہقی۔ [2] الاتقان فی علوم القرآن، ج: ۳، ص: ۲۹۷۔

Marfat.com

کو ذہن نشین کرنے لئے امثلہ کا کردار کلیدی ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں استعمال ہونے والی امثال پر مفصل تحقیق

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ [1]

اگر ہم نے یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارا ہوتا تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے رعب سے جھکا جارہا ہے، پھٹا جارہا ہے۔ اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے سامنے اس لئے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ غور وفکر سے کام لیں۔

لفظِ مِثل کے کئی معانی ہیں، جیسے کسی چیز کی نظیر، صفت، عبرت، کسی کیلئے بنائی گئی مثال جس پر وہ چلایا جائے۔ مِثل اور مَثَل ایک معنی پر دلالت کرتے ہیں، وہ ہے کسی چیز کا دوسری چیز کی نظیر یا اس کے مشابہ ہونا، اور جب یہ کہا جائے "هٰذَا مِثْلُ هٰذَا"، تو مطلب ہوتا ہے کہ یہ اس کی نظیر اور مشابہ ہے۔

لفظِ مِثل عرفی اعتبار سے کلام عرب میں کہاوت کے معنی میں بھی عام طور پر استعمال ہوتا ہے، چنانچہ ضَرْبُ الْمِثْلِ (بمعنی کہاوت) اسی سے ہے، کیونکہ ضرب المثل میں اصل مقصود کو چھپا کر اس کے ہم معنی اور نظیر کو ذکر کیا جاتا ہے، لیکن مثل بمعنی کہاوت قرآن کریم میں استعمال نہیں ہوا۔

قرآن مجید میں بعض جگہ بطور صفت یا وصف اور حال کے معنی میں مستعمل ہے، چنانچہ: ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۛ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ [2] یہاں ''مثل'' بطور صفت واقع ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ کہ لفظِ ''مِثل'' اور ''مَثَل'' دونوں کے معنی نظیر اور مشابہ کے ہیں۔

---

[1] الحشر:۲۱۔ [2] الفتح:۲۹۔

Marfat.com

اشکال

اگر مِثل اور مَثل دونوں ایک ہی معنی میں مستعمل ہیں تو پھر قرآن کریم میں ایک مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے "مِثل" (بالکسر) کی نفی اور دوسرے مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے مَثَل (بالفتح) کا ثبوت کس طرح ہے؟ یعنی آیت کریمہ "لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ" میں اللہ کے لئے مِثل کی نفی ہورہی ہے اور دوسری آیت "وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى" میں اللہ کے لئے مَثل کا اثبات ہورہا ہے۔ اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ ان دونوں میں منافات ہو اور ماقبل تقریر کے مطابق دونوں ایک دوسرے کے مترادف ہیں؟۔

جواب

آیتِ کریمہ "لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ" [1] میں لفظ مِثل نظیر کے معنی میں استعمال ہوا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی کوئی نظیر نہیں، جبکہ دوسری آیت "وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى" [2] میں لفظ مَثل صفت کے معنی میں استعمال ہوا ہے، جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے لئے بلند صفات ہیں۔

امثالِ قرآنی کے بارے میں مفکرین کے اقوال

امثالِ قرآنیہ کو مفکرین کا بہترین اہتمام حاصل رہا ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رُبُعٌ فِينَا، وَرُبُعٌ فِي عَدُوِّنَا، وَرُبُعٌ سُنَنٌ وَاَمْثَالٌ، وَرُبُعٌ فَرَائِضُ وَاَحْكَامٌ [3]

قرآن کریم چار حصوں میں نازل ہوا، ایک چوتھائی ہمارے بارے میں، ایک چوتھائی ہمارے دشمنوں کے بارے میں ہے، ایک چوتھائی حالات وامثال ہے اور ایک چوتھائی فرائض واحکام ہے۔

حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ نے اپنے دادا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک قاضی سے پوچھا:

---

[1] الشوریٰ:۱۱۔ [2] النحل:۶۰۔ [3] بحارالانوار: ۲۴/ ۳۰۵ باب جوامع تاویل مانزل فیھم۔

Marfat.com

"هَلْ تَعْرِفُ النَّاسِخَ وَالْمَنْسُوخَ ؟ قَالَ:لَا" کیا تمہیں ناسخ اور منسوخ کی معرفت ہے؟ اس نے کہا: نہیں، پھر پوچھا: "فَهَلْ اَشْرَفْتَ عَلٰى مُرَادِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ فِيْ اَمْثَالِ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: لَا" کیا تمہیں امثال قرآنی سے اللہ پاک کی مراد کا پتہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں، تب کہا: "اِذًا هَلَكْتَ وَ اَهْلَكْتَ" پھر تو تو خود بھی ہلاکت میں پڑا اور دوسروں کو بھی ہلاکت میں ڈالا۔ [1]

امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امثال سے مقصود یہ ہے کہ یہ دل میں اتنا اثر کرتی ہیں جتنا اس چیز کو خود ذکر کرنے میں نہیں ہوتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ مثل میں غرض ایک خفی چیز کو واضح چیز سے تشبیہ دینا ہوتا ہے، اور غائب کو حاضر سے، جس سے اس کی حقیقت جاننا موکد ہو جاتا ہے اور محسوس، معقول کے مطابق ہو جاتا ہے۔

قرآن کریم میں آنے والی امثال

قرآن کریم میں آنے والی امثال چار طریقوں سے آئیں گی:

(۱) کبھی تو لفظ مثل ساتھ ہوتا ہے۔

(۲) اور کبھی لفظ ''ضرب'' کے ساتھ۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے امثال قرآنیہ کی ایک بڑی تعداد میں ''ضرب'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

(۳) اور کبھی کاف حرفِ تشبیہ، امثال قرآنیہ میں آتا ہے۔

(۴) اور کبھی ''مثل'' کا مادہ بغیر ''کاف تشبیہ'' یا لفظ ''ضرب'' کے، جیسا کہ ارشاد ربانی "وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَالَّذِيْ خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا" [2] میں ہے۔

قرآن کریم میں ضرب الامثال سے کئی امور حاصل ہوتے ہیں، یاددھانی، وعظ ونصیحت، کسی چیز پر ابھارنا یا

---

[1] البرہان فی علوم القرآن: ۲۹/۲۔ [2] الاعراف: ۵۸۔

Marfat.com

روکنا، عبرت حاصل کرنا، کسی بات کو ثابت کرنا، مقصود کو عقل کے قریب کرنا، مقصود کو حسّی مثال کی صورت میں پیش کرنا، کیونکہ امثال، معانی کو اشخاص کی صورت میں پیش کرتی ہیں، جو کہ ذہن میں اچھی طرح راسخ ہو جاتی ہے، کیونکہ ذہن حواس کو بھی کام میں لاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ مثل کی غرض ومقصد کسی پوشیدہ چیز کو ظاہر واضح چیز سے اور غائب کو موجود وحاضر سے تشبیہ دینا ہے۔

ضرب الامثال کی تعداد

قرآن مجید پورا کا پورا حکمت ونصیحت اور دعوت وبصیرت سے بھرا ہوا ہے، کئی محققین نے قرآن مجید میں ذکر کردہ حکمتوں کو تلاش کر کے نکالا جو مختلف زمانوں میں عملی زندگی میں ضرب الامثال کے طور پر استعمال زبان زد رہیں، قرآن مجید میں ضرب الامثال کی تعداد تقریباً ۶۹ یا اس سے کچھ زائد ہے۔

صاحبِ مستطرف فرماتے ہیں:

بے شک امثال ان معزز چیزوں میں سے ہیں جن کے ذریعے ایک عقلمند آدمی اپنے کلام میں ربط پیدا کرتا ہے اور امثال کے موتیوں سے اپنی تحریر کو آراستہ کرتا ہے، کتاب اللہ جو تمام نازل شدہ کتابوں میں سب سے افضل ترین کتاب ہے اس نے بکثرت امثال بیان کیں، اور اسی طریقہ سے جو عرب میں سب سے زیادہ فصیح زبان اور کامل البیان تھے ان کا کلام بھی امثال سے خالی نہیں۔

ان تمثیلات میں ایسی ایسی امثال پائی جاتی ہیں جن کے مقابلہ میں بڑے بڑے فصیح وبلیغ افراد بھی عاجز آ گئے ہیں، انہی امثال قرآنیہ میں سے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ۔۔الخ ہے۔[1]

جن لوگوں نے امثال قرآنیہ پر کچھ لکھا ہے انہوں نے ان امثال پر ان حکمتوں کا بھی اضافہ کیا ہے جن کی

---

[1] آل عمران: ۹۲۔

Marfat.com

تعداد تقریباً ۲۴۵ تک پہنچتی ہے، پروفیسر محمد حسین الصغیر نے اپنی کتاب کے خاتمہ میں یہی طرز اختیار کیا ہے اور انہوں نے ۴۹۵ تعداد ذکر کی ہے۔

اس کے علاوہ اس موضوع پر ''اَلْاَمْثَالُ فِی الْقُرْآنِ الْکَرِیْمِ'' مولفہ عبدالرحیم بھی بہترین ہے جس میں پانچ سو (۵۰۰) سے زائد امثال موجود ہیں۔

علامہ بہاؤالدین عاملی نے اپنی کتاب ''المخلاۃ'' میں بعض ایسی ضرب الامثال بھی ذکر کیں جن کو اہل عرب نے قرآن مجید سے اخذ کیا تھا، ان مثالوں سے اس بات کی وضاحت کردی کہ ان امثال کا اصل منبع و ماخذ قرآن کریم ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

مَاتَزْرَعُ تَحْصُدُ ''جو بوؤ گے وہی کاٹو گے'' ۔مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ [1] جو بھی برا عمل کرے گا، اس کی سزا پائے گا۔

لِلْحِیْطَانِ آذَانٌ ''دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں''، وَفِیْکُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ [2] ''خود تمہارے درمیان ایسے لوگ موجود ہیں جو ان کے مطلب کی باتیں خوب سنتے ہیں، (یعنی ان کے جاسوس تمہاری صفوں میں موجود ہیں)''۔

''اِتَّقِ شَرَّ مَنْ اَحْسَنْتَ اِلَیْهِ'' جس کے ساتھ تو نے احسان کیا اس کے شر سے ڈر، وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ [3] انہوں نے صرف اس بات کا بدلہ دیا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے مال دار بنا دیا ہے، لَا تَلِدُ الْحَیَّةُ اِلَّا حَیَّةً ''سانپ تو سانپ ہی جنے گا''، وَلَا یَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا [4] ''ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بدکار اور پکی کافر ہی پیدا ہوگی''۔

[1] النساء: ۱۲۳۔ [2] التوبۃ: ۴۷۔ [3] التوبہ: ۷۴۔ [4] النوح: ۲۸۔

Marfat.com

عربی امثال کے بارے میں تالیف کی گئی سب سے عمدہ کتاب

اس سلسلے کی سب سے جامع کتاب احمد بن محمد بن ابراہیم نیشاپوری المیدانی (المتوفی ۵۱۸ھ) کی تالیف کردہ کتاب ہے جس کا نام انہوں نے ''مجمع الامثال'' رکھا تھا، یہ کتاب امثال کی بہت بڑی تعداد تقریباً چھ ہزار سے بھی زائد پر مشتمل ہے، اس لئے یہ کتاب اسم بامسمی ہے۔

منافقین کی قباحت

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ [1]

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں کہ کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بے وقوف ایمان لاتے ہیں، خبردار! یقیناً یہ خود بے وقوف ہیں، مگر یہ جانتے نہیں ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جب منافقین سے یہ کہا جاتا ہے کہ تم ایسا ایمان لاؤ جیسا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایمان لائے تو جواب میں کہتے ہیں کہ کیا ہم ان بے وقوفوں (العیاذ باللہ) کی طرح ایمان لے آئیں کہ دین کے دیوانے بنے ہوئے ہیں اور زمانہ کے انقلابات سے نہیں ڈرتے، ممکن ہے کہ دوسری طرف کے لوگ غلبہ پالیں، انہوں نے تو دین کی محبت میں دنیاوی مصلحتیں نظر انداز کر دیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ آخرت کے نفع ونقصان کی فکر میں اس قدر سرشار اور منہمک تھے کہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کے کسی نفع ونقصان کی ذرا برابر ان کو پرواہ نہ رہی تھی۔

منافقین کی پہلی مثال

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَاۗءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ

---

[1] البقرۃ: ۱۳۔

Marfat.com

وَتَرَكَهُمْ فِيْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ [1]

''ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی، پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نور سلب کر لیا اور انہیں اس حال میں چھوڑ دیا کہ اندھیروں میں انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا، یہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، اب یہ نہ لوٹیں گے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس آیت کریمہ کی تفسیر اس طرح منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو کچھ لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور کچھ دنوں کے بعد منافق بن گئے۔ تو ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی شخص اندھیرے میں تھا، اس نے آگ سلگائی، اس کی روشنی سے آس پاس کی تمام چیزیں نظر آنے لگیں اور جو چیزیں بچنے کے قابل تھیں وہ اسے معلوم ہو گئیں، پھر اچانک وہ آگ بجھ گئی اور راستے کے کانٹے اس کی نگاہ سے اوجھل ہو گئے، اب وہ حیران و سرگرداں ہے کہ کس چیز سے بچے اور کس سے نہ بچے۔ یہی حال ان منافقین کا ہے کہ پہلے شرک اور کفر کے اندھیروں میں تھے، پھر اسلام لے آئے جس سے حلال و حرام اور خیر و شر سب کچھ انہیں معلوم ہو گیا اور کس چیز سے بچنا ہے اور کس چیز سے نہیں بچنا، سب معلوم ہو گیا، اسی حالت میں تھے کہ منافق ہو گئے اور پہلے کی طرح پھر کفر کی ظلمتوں اور اندھیروں میں جا پھنسے، اب ان کو حلال و حرام اور خیر و شر کی کوئی تمیز نہیں۔ [2]

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ''تفسیر کبیر'' میں امام سدی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ منافق جو گمراہی کو ہدایت کے بدلہ اور اندھے پن کو بینائی کے بدلہ مول لیتے ہیں ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے اندھیرے میں آگ جلائی، جس سے آس پاس کی چیزیں نظر آنے لگیں، اس کی پریشانی ابھی پوری طرح دور نہ ہوئی تھی اور فائدے کی امید بندھی نہ تھی کہ اچانک آگ بجھ گئی اور یک لخت اندھیرا چھا گیا، اب نہ بصارت کام کرے اور نہ راستہ معلوم ہو سکے اور اس کے ساتھ وہ شخص خود بہرا ہو کر کسی بات کو بھی نہ سن سکتا ہو اور گونگا بھی ہو کہ کسی سے کچھ پوچھ بھی نہ سکتا ہو اور نابینا بھی ہو کہ خود دیکھ بھی نہ سکتا ہو۔ اب ایسے شخص کا راہ یاب

[1] البقرۃ: ۱۷، ۱۸۔ [2] تفسیر ابن کثیر، ج: ۱، ص: ۸۸۔

Marfat.com

ہونا کیسے ممکن ہے؟ ٹھیک اسی طرح یہ منافقین بھی ہیں کہ ہدایت کو چھوڑ کر راہ گم کر بیٹھے اور خیر کو چھوڑ کر شر اور برائی کو اختیار کرنے لگے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے ایمان قبول کر کے کفر اختیار کیا تھا، جیسا کہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

اس کے بعد فرمایا: ''صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ'' وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، اب یہ لوگ نہیں لوٹیں گے، اس لئے کہ جب ان کی روشنی ان سے سلب کر لی گئی اور اندھیروں میں چھوڑ دیئے گئے تو ایسے مدہوش ہو گئے کہ سارے حواس مختل ہو گئے، لہٰذا اب نہ حق کو دیکھ سکتے ہیں، نہ سن سکتے ہیں اور نہ زبان سے کسی سے پوچھ سکتے ہیں، پس اب ضائع کردہ نور ہدایت کی طرف کیسے پلٹ سکتے ہیں؟

نور اور ضیاء میں فرق

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نور اس کو کہتے ہیں جو بذاتہٖ ظاہر ہو اور دوسرے کیلئے مظہر ہو۔ [1]

علامہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نور اور ضیا میں فرق یہ ہے کہ ضیا اس روشنی کو کہتے ہیں جس میں خوب پھیلاؤ ہو اور نور اس ضیاء کے لئے اصل مبدء اور سرچشمہ کی حیثیت رکھتا ہے، اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے آیت مبارکہ: ''جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا'' [2] میں آفتاب کو ضیاء اور ماہتاب کو نور سے تعبیر فرمایا ہے، اس لئے کہ چاند کی روشنی میں وہ پھیلاؤ نہیں ہوتا جو سورج کی روشنی میں ہوتا ہے اور حدیث مبارک میں بھی فرمایا گیا ہے کہ اَلصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ یعنی نماز نور ہے اور صبر ضیاء ہے، نماز چونکہ دین اسلام کا ستون ہے اور بے حیائی اور برے کاموں سے بچاتی ہے اس لئے نماز کو نور سے تعبیر فرمایا کہ یہی نماز اس صبر کی اصل اور جڑ ہے جس کو ضیاء فرمایا گیا ہے اور بے حیائی اور برے کاموں سے بچنا ہی صبر کا سرچشمہ ہے۔

صبر کے معنی یہ ہیں کہ اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر کاربند کرنا اور اس کی معصیت سے بچانا، یہی وجہ ہے کہ صبر، ایمان کے اکثر شعبوں کو شامل ہے، معلوم ہوا کہ صبر میں نماز کی بہ نسبت بہت زیادہ وسعت اور پھیلاؤ

---

[1] مشکوٰۃ الانوار للغزالیؒ۔ [2] الیونس: ۵۔

Marfat.com

ہے جو نماز کی پابندی سے پیدا ہوتا ہے، اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر کو ضیاء اور نماز کو نور سے تعبیر فرمایا ہے، چونکہ نور اصل اور مبدء کی حیثیت رکھتا ہے اور ضیاء اس کے تابع ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر نور کا اطلاق تو درست ہے، لیکن ضیاء کا اطلاق درست نہیں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" اس لئے کہ اس کا نور تمام روشنیوں کی اصل ہے، اس کا نور کسی کے تابع نہیں۔[1]

فرق ثانی

حکمائے اسلام نے نور اور ضیاء میں یہ فرق کیا ہے کہ جس روشنی میں حرارت اور گرمی ہو اس کو ضیاء کہتے ہیں اور جس روشنی میں برودت (ٹھنڈک) ہو اس کو نور کہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آسان شریعت کو نور سے تعبیر کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۱۵﴾ [2]

یعنی بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نور اور روشن کتاب تمہارے پاس آئی ہے۔

اور موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو مشقت آمیز احکامات پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ضیاء سے تعبیر فرمایا، ارشاد خداوندی ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً [3]

یعنی "بے شک ہم نے موسیٰ اور ہارون کو حق و باطل میں فرق کرنے والی اور تیز روشنی والی کتاب دی"۔

نماز کو نور اور صبر کو ضیاء بھی اس بنا پر فرمایا گیا ہے کہ نماز آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہے اور صبر میں حرارت اور گرمی ہے۔

---

[1] روض الانف، ص:۱۲۶۔ [2] المائدہ:۱۵۔ [3] الانبیاء:۴۸۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ جل جلالہ نے "ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ" [1] فرمایا ہے، ذَهَبَ اللّٰهُ بِضَوْءِ هِمْ نہیں فرمایا، اس لئے کہ اصل مقصد یہ بتانا ہے کہ ان سے نور (روشنی) بالکلیہ ختم ہوگئی، روشنی کا نام ونشان تک باقی نہیں رہا، ہر سمت سے ظلمت اور تاریکی نے ان کو آگھیرا، لہٰذا اگر بِنُوْرِهِمْ کی بجائے بِضَوْءِ هِمْ فرماتے تو معنی یہ ہوتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ضیاء یعنی روشنی کی شدت اور اس کے انتشار کو زائل کر دیا اور اصل نور باقی رہا، حالانکہ یہ معنی اصل مقصد کے خلاف ہیں، اس لئے کہ اصل مقصود تو یہ بتانا ہے کہ نور ان سے بالکلیہ زائل ہوگیا، یہ مقصد نہیں ہے کہ اصل نور تو باقی رہا، صرف اس کی شدت اور تیزی زائل ہوگئی۔

منافقین کی دوسری مثال

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ⑲ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ۭ كُلَّمَآ اَضَاۗءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۧ⑳ [2]

"یا جیسے آسمان سے بارش ہوتی ہے کہ اس بارش میں اندھیرے اور گرج اور بجلی ہو، اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے ہیں کڑک کے مارے موت کے ڈر سے اور اللہ تعالیٰ کافروں کا احاطہ کرنے والا ہے، قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو اُچک لے، جس بار وہ ان پر چمکتی ہے تو اس میں چلتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا طاری ہوتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں، اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے کانوں اور آنکھوں کو ضرور ضائع کر دیتا، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے"۔

مطلب یہ ہے کہ دینِ اسلام، بارانِ رحمت کی طرح ہے جو مردہ دلوں کے لئے آبِ حیات سے کہیں بڑھ کر ہے اور سراسر رحمت ہی رحمت اور نعمت ہی نعمت ہے، البتہ ابتداء میں کچھ محنت اور سختی ہے، جیسے بارش رحمت ہی

[1] البقرۃ:۱۷۔ [2] البقرۃ:۱۹، ۲۰۔

Marfat.com

رحمت ہے اور مردہ زمین کے لئے حیات اور زندگی ہے، لیکن اس کے اول حصہ میں کچھ کڑک اور بجلی بھی ہے، منافق لوگ اس ابتدائی حالت کی سختی سے ڈر گئے اور وہ برائے نام مصائب ومشکلات جو حقیقت میں ان کے تزکیہ نفوس کے لئے تھیں، ان سے گھبرا گئے، جس طرح بجلی کی چمک سے روشنی پیدا ہو کر راستہ نظر آجاتا ہے اور بادل کی کڑک سے دل کانپ جاتا ہے، اسی طرح منافق لوگ جب دنیا کے منافع، جیسے جان مال کا تحفظ، مال غنیمت میں حصہ داری وغیرہ، ان پر نظر پڑتی ہے تو دین اسلام کی طرف جھک جاتے ہیں اور جب مثلاً جہاد کی سختی نظر آتی ہے تو اسلام سے بدک جاتے ہیں، بہر حال جس طرح بجلی میں کبھی روشنی اور کبھی اندھیرا ہوتا ہے اسی طرح ان منافقوں کے دلوں میں بھی کبھی اقرار ہے اور کبھی انکار۔

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو بارانِ رحمت سے تشبیہ دی ہے اور منافقین کے شبہات اور خواہشات نفس کو ظلمات کے ساتھ اور آیاتِ عذاب کو رعد کے ساتھ اور اسلامی فتوحات اور غلبہ دین حق کو برق کے ساتھ تشبیہ دی ہے، جب عذاب الٰہی سے ڈرنے والی آیات ہوتی ہیں تو یہ منافقین ان کو سننا پسند نہیں کرتے، کانوں میں انگلیاں دے لیتے ہیں۔

جب کبھی غلبہ اسلام کی برق کوندنے لگتی ہے اور اسلام کا نور چمکنے لگتا ہے تو اسلام کی طرف مائل ہو کر اس پر چلنے لگتے ہیں اور جب خواہشات نفسانی کی ظلمت اور تاریکی کا غلبہ ہوتا ہے جیسے کافروں سے جہاد اور قتال کا حکم آتا ہے تو پھر اسلام کی راہ پر چلنے سے رک جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو بغیر بجلی اور کڑک ہی کے ان کے کان اور آنکھیں سب ہی سلب کر دیتا، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے۔ [1]

مچھر کی مثال

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ؕ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ [2]

[1] معارف القرآن مولانا کاندھلویؒ، ج۱، ص:۶۸۔ [2] البقرۃ:۲۶۔

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ کسی مثال کے بیان کرنے سے نہیں شرماتا خواہ مچھر کی ہو، یا اس سے بھی ہلکی چیز کی، ایمان والے تو اسے اپنے ربّ کی طرف سے حق سمجھتے ہیں اور کفار کہتے ہیں کہ اس مثال سے اللہ تعالیٰ نے کیا مراد لی ہے؟ اسی سے بہت سوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو راہ راست دکھاتا ہے اور گمراہ تو صرف فاسقوں کو ہی کرتا ہے''۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت مذکورہ ''اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ'' کے متعلق فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے معبودوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا [1] اور ان معبودوں کی کمزوری کو تارِ عنکبوت کی طرح قرار دیا تو مشرکین کہنے لگے: ذرا دیکھو! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر جو قرآن نازل ہوا ہے اس میں اللہ تعالیٰ مکھی اور مکڑی کا ذکر کرتے ہیں، بھلا ان چیزوں کے ذکر سے کیا مقصد! اس پر اللہ جل شانہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ [2]

چونکہ تمثیل سے ممثَّل لہٗ (جس کی مثال بیان کی گئی) کی توضیح اور تفصیل مقصود ہوتی ہے، لہٰذا حقیر چیزوں کی حقارت کی توضیح کے لئے اس کے مناسب مچھر، مکھی اور مکڑی اور اسی قسم کی حقیر چیزوں کی مثال ذکر کی جائے گی تاکہ اس چیز کی حقارت واضح ہو جائے۔ عزیز اور عظیم چیزوں کی مثال سے حقیر اور خسیس چیزوں کی حقارت و ذلت کو بھلا کس طرح واضح کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ مثال دینے والے کے مطابق ہو بلکہ ممثَّل لہ کے مطابق ہونی چاہئے۔ مطلب یہ ہے کہ حقیر اور خسیس چیز کی مثال حقیر سے اور عزیز و عظیم چیز کی مثال عزیز سے ہی دینی چاہئے: وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ''یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور و فکر کریں''۔ [3]

بعض اسلاف سے منقول ہے کہ جب میں قرآن کی کسی مثال کو سنتا ہوں اور اس کو نہیں سمجھتا تو میں اپنے اوپر روتا ہوں، اس لئے کہ اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں:

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ [4]

---

[1] الحج: ۷۳۔ [2] آیاتِ قرآنی کے شانِ نزول، ص: ۲۷۔ [3] الحشر: ۲۱۔ [4] العنکبوت: ۴۳۔

Marfat.com

''یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اوران (مثالوں) کواہل علم ہی سمجھتے ہیں''۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات خوب لکھی ہے کہ:

صنّاع عالم اورخلّاق عالم کی بنائی ہوئی کوئی شے بھی درحقیقت حقیر اور بے حقیقت نہیں بلکہ جو چیز بظاہر جتنی زیادہ چھوٹی اور حقیر ہوگی اسی قدر اس کا بیان کمال علم، کمال اطلاع اور کمال حکمت پر اورزیادہ دلالت کرے گا۔ [1]

حضرت ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مچھر کی مثال اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا کی بیان فرمائی ہے، مچھر جب تک بھوکا رہتا ہے زندہ رہتا ہے اور جب کھا کر موٹا ہوجاتا ہے تو مرجاتا ہے، اسی طرح اہل دنیا جب دنیا سے خوب سیر اور سیراب ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کا مواخذہ کرتا ہے، پھر وہ ہلاک وتباہ جاتے ہیں۔ [2]

جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ فرماتے ہیں:

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ [3]

پس جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جوان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب وہ اس چیز سے خوش ہوگئے جوان کو دی گئی تو ہم نے ان کو پکڑ لیا اچانک، پس وہ نا اُمید ہوکر رہ گئے۔

ہدایت سے بے نیاز لوگ

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ [4]

''اور کفار کی مثال ان جانوروں کی طرح ہے جو اپنے چرواہے کی صرف پکار اور آواز ہی کو سنتے

---

[1] تفسیر کبیر۔ [2] تفسیر ابن کثیر، ج:۱۰،ص:۱۰۴۔ [3] الانعام:۴۴۔ [4] البقرۃ:۱۷۱۔

Marfat.com

ہیں، بہرے گونگے اور اندھے ہیں، انہیں عقل نہیں ہے''۔

لفظ نعق اور نعیق، چرواہے کے بکریوں پر چلانے اور آواز دینے کو کہتے ہیں، اگر یہ آیت کریمہ بُت پرستوں کے بارے میں ہو تو پھر کسی تاویل یا توجیہ کی ضرورت نہیں ہے، اور مطلب یہ ہوگا کہ بتوں کو پکارنے اور ان سے حاجت طلب کرنے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی جانوروں کو پکارے تو وہ جانور سوائے آواز کے اور کچھ بھی نہیں سمجھتے، اس صورت میں یہ آیت مبارکہ، مضمون کے لحاظ سے اس آیت کریمہ: لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ [1] ''یعنی وہ تمہاری پکار نہیں سنتے اور اگر سنیں تو جواب نہ دیں گے''۔ کے مثل ہوگی اور یہ تمثیل مرکب ہوگی۔

اور اگر اس آیت کریمہ کو یہود کے بارے میں کہا جائے تو اس صورت میں آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو ان کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں اور وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے باپ دادا کی پیروی کرتے ہیں، تو ان کے اس جواب کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص جانوروں کو آواز دے یعنی جس طرح جانوروں کو آواز دینا بے سود اور حماقت ہے اسی طرح ان کا یہ جواب بھی بے سود اور مہمل ہے۔

انفاق فی سبیل اللہ کی فضیلت

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ [2]

''جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے''۔

ان آیات کریمہ میں عالم آخرت کے لئے ساز و سامان تیار کرنے کی ترغیب کے لئے ایک مثال بیان فرماتے ہیں جو ضمناً اثبات قیامت کی بھی دلیل ہے، اس لئے کہ جو ذات زمین میں ایک دانہ ڈالنے اور سات سو

[1] الفاطر: ۱۴۔ [2] البقرۃ: ۲۶۱۔

Marfat.com

دانے اگانے پر قادر ہے، وہ مردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ جل شانہٗ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ ایک دانہ زمین میں ڈالا جائے جو کہ سات بالیاں اگائے اور ہر بالی میں سو دانے ہوں، اسی طرح صدقہ دینے والا مزارع کی طرح ہے اور مال، بیج اور دانہ کی طرح ہے اور سبیل اللہ، زراعت والی زمین کے مثل ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا اور سات سو گنا کی کوئی تحدید نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ اخلاص، نیت اور مشقت کے بقدر جس کے لئے جس قدر چاہتا ہے اور بڑھا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی کشائش والا ہے، اس کی عطا و بخشش کی کوئی حد نہیں ہے، دینے سے اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آتی اور اخلاص و نیت اور اس کی مقدار و کیفیت کو بھی اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے ہیں کہ اس کے مطابق اجر بڑھاتے ہیں۔ پھر جس طرح پیداوار کے لئے یہ شرط ہے کہ تخم اور دانہ خراب نہ ہو اور زمین بھی تخم ریزی کے قابل ہو اور آئندہ بھی کھیتی آفتوں سے مامون اور محفوظ رہے، تب پیداوار ہوگی، اسی طرح صدقہ کے لئے یہ شرط ہے کہ مال حلال ہو اور جس راہ میں خرچ کیا جا رہا ہے وہ بھی خیر اور نیکی کی راہ ہو یعنی صحیح ہو اور آئندہ چل کر وہ صدقہ احسان جتانے اور ایذا رسانی کی آفت سے بھی محفوظ اور مامون رہے، تب اس صدقہ کا بدلہ سات گنا ملے گا۔ [1]

حضرت ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندہ کے لئے ایک نیکی کا ثواب دس لاکھ نیکیوں کے برابر لکھتے ہیں، چنانچہ میں نے اسی سال حج کیا اور صرف اس ارادہ سے حج کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حج میں ملاقات ہو جائے گی اور ان سے یہ حدیث معلوم کروں گا تو میری ملاقات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہوگئی، میں نے ان سے اس حدیث کے متعلق عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا جس نے آپ سے حدیث بیان کی اس کو یاد نہیں رہی، میں نے تو یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ مومن بندہ کی ایک نیکی کا

[1] معارف القرآن، مولانا کاندھلویؒ، ج:۱، ص:۴۰۰۔

Marfat.com

ثواب بیس لاکھ لکھتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ کیا تم اس چیز کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے: مَنْ ذَالَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا... الخ[1] کہ جو اللہ کو قرض حسن دیتا ہے اس کے ثواب کو اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا دیتے ہیں اور اضاعف کثیرہ اللہ کے نزدیک بیس لاکھ اور بیس لاکھ سے زائد ہیں، اور قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک حسنہ کو چالیس لاکھ حسنات تک بڑھا دیتے ہیں۔[2]

ریاکاری کیلئے خرچ کرنا

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی ۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ[3]

''اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتلا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو، جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر زوردار بارش برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے، ان کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی، اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں دیتا''۔

جس طرح نماز کے لئے دو قسم کی شرائط ہیں: ایک شرائطِ صحت، جیسے وضو اور طہارت اور دوسری شرائطِ بقاء، جیسے نماز میں کسی سے باتیں نہ کرنا اور کھانے پینے سے پرہیز کرنا، پس اگر وضو ہی نہ کرے تو سرے سے نماز ہی صحیح نہ ہوگی اور اگر وضو کے بعد نماز شروع کی مگر ایک رکعت یا دو رکعتوں کے بعد نماز میں کھانا پینا یا بولنا شروع

---

[1] بقرۃ:۲۴۵۔ [2] رواہ احمد وابن المنذر وابن ابی حاتم بحوالہ روح المعانی، ج:۲، ص:۱۶۳۔ [3] البقرۃ:۲۶۴۔

Marfat.com

کر دیا تو اس کی نماز باقی نہ رہے گی۔ اسی طرح صدقات وخیرات کے لئے بھی دو قسم کی شرائط ہیں: ایک شرائط صحت اور دوسری شرائطِ بقاء، اخلاص شرطِ صحت ہے، اخلاص کے بغیر صدقہ صحیح ہی نہیں ہوتا، لہٰذا جو صدقہ ریا کاری اور نفاق کے ساتھ دیا جائے وہ شریعت مطہرہ کی نظر میں معتبر نہیں ہے اور مَنّ اور اذٰی سے پرہیز شرطِ بقاء ہے، یعنی صدقہ وخیرات اس وقت تک محفوظ اور باقی رہیں گے جب تک صدقہ دینے کے بعد نہ تو احسان جتایا جائے اور نہ سائل کو کسی قسم کی تکلیف یا اذیت پہنچائی جائے۔

مقبول صدقہ وخیرات کی مثال

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ [1]

''ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی چاہت میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں، اس باغ جیسی ہے جو اونچی اور تر زمین پر ہو اور پوری بارش اس پر برسے اور وہ اپنا پھل دگنا لائے اور اگر اس پر بارش نہ بھی برسے تو شبنم ہی کافی ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے''۔

اس آیت کریمہ میں مقبول صدقات کی مثال بیان فرمائی گئی ہے، ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اپنے مال محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے اور دلی تصدیق ویقین کی بناء پر خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال اس باغ کی سی ہے جو بلندی پر واقع ہو اور اس پر زوردار بارش برستی ہو، اور وہ (باغ) دگنا پھل لائے اور اگر اس باغ پر زوردار بارش نہ بھی برسے تو شبنم اور اوس ہی اس کو کفایت کرتی ہے، کیونکہ وہ زمین عمدہ اور آب وہوا نہایت لطیف ہے، اس لئے تھوڑا پانی بھی اس کے لئے کافی ہوتا ہے، بہرحال وہ باغ ایسی عمدہ جگہ پر ہے کہ اس کو زیادہ پانی پہنچے یا تھوڑا وہ باغ خراب نہیں ہوتا، اسی طرح مخلص مؤمن کے صدقات وخیرات اس باغ کی

[1] البقرۃ:۲۶۵۔

Marfat.com

طرح ہیں جو ضائع اور برباد نہیں ہوتے، اخلاصِ نیت اور خرچ کرنے کے مطابق اس کو ثواب ملے گا، زوردار بارش سے مراد مال صرف کرنا ہے اور شبنم اور اوس سے مراد تھوڑا مال خرچ کرنا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: ''وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ'' اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھنے والے ہیں، مطلب یہ ہے کہ کون شخص اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے دیتا ہے اور کون شخص دکھاوے اور نفاق سے دے رہا ہے اور کون دینے کے بعد احسان جتاتا ہے۔

غیر مقبول صدقہ وخیرات کی مثال

اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ [1]

''کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہہ رہی ہوں اور ہر قسم کے پھل موجود ہوں اور اس کا بڑھاپا آچکا ہو اور اس کے ننھے منّے سے بچے بھی ہوں، پھر اچانک باغ میں تند و تیز آندھی آئے جس میں آگ بھی ہو اور باغ کو وہ جلا ڈالے، اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم غور وفکر کرو''۔

اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کی ایک مثال بیان فرمائی گئی ہے جو نیک اعمال تو انجام دیتے ہیں مگر ان کو ریا کاری، شہرت پسندی یا مَنّ و اذٰی وغیرہ کی وجہ سے برباد کر دیتے ہیں، ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کا باغ ہو جس میں کھجوروں اور انگوروں کے درخت ہوں اور ان کے علاوہ بھی ہر طرح کے پھل ہوں، اور ان درختوں کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں اور وہ شخص بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائے اور اس کے بال بچے ضعیف و ناتواں ہوں کہ خود بھی اس عمر میں کچھ نہیں کر سکتا اور بچے بھی کسی قابل نہیں ہیں، گزر بسر کا ذریعہ صرف اس کا یہی باغ ہو بلکہ بال بچوں

[1] البقرۃ:۲۶۶۔

Marfat.com

کا سارا سہارا بھی یہی باغ ہو، ایسے عالَم میں اچانک ایک تند و تیز آندھی آئے، اس آندھی میں آگ بھی موجود ہو، وہ آگ سارے باغ کو جلا کر خاکستر کر دے۔ عین ضرورت کے وقت جبکہ اس باغ کی سب کو بہت زیادہ ضرورت تھی کچھ بھی نہ بچا، سارا باغ ہی جل کر راکھ ہو گیا۔

اس مثال کو پیش نظر رکھ کر سمجھ لیں کہ اعمال صالحہ کے بجالانے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ آخرت میں ان (اعمال صالحہ) کا اجر و ثواب حاصل ہو اور تمام حاجتیں پوری ہوں اور وہاں کے عذاب سے حفاظت ہو لیکن اخلاص نیت نہ ہونے کی وجہ سے آڑے وقت میں کوئی عمل بھی کام نہ آیا، کیونکہ وہ اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کیلئے نہیں کئے گئے بلکہ لوگوں کو دکھانے اور سنانے اور نام و نمود کی غرض سے کئے گئے تھے جو اعمال بظاہر صالح اور نیک تھے لیکن ریا کاری کی وجہ سے ان کا اجر ضائع ہو گیا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''حاصل ایں مثل آنست کہ عمل منّان و مرائی در وقت شدت احتیاج حبط شود چنانچہ بوستان ایں شخص در وقت شدت احتیاج سوخت'' یعنی اس مثال کا حاصل مطلب یہ ہے کہ احسان جتانے والے اور ریا کاری کرنے والے کے اعمال شدید احتیاج کے وقت برباد ہو جائیں گے، جیسے اس شخص کا باغ شدید حاجت کے وقت جل کر خاکستر ہو گیا۔

کفار کے صدقہ و خیرات کی مثال

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ [1]

''یہ کفار جو خرچ و اخراجات کرتے ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ ایک تیز ہوا چلی جس میں پالا تھا جو ظالم لوگوں کی کھیتی پر پڑا اور اسے تہس نہس کر دیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے''۔

---

[1] آل عمران: ۱۱۷۔

Marfat.com

بعض اوقات کافر اپنے مال سے محتاجوں، یتیموں، مظلوموں اور بے سہارا لوگوں کی مدد کرتے ہیں، رفاہی کام انجام دیتے ہیں، تو کیا اس قسم کے نفقات واخراجات سے قیامت کے دن کافروں کو کوئی نفع پہنچے گا، اسی شبہ کا ازالہ اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا ہے کہ اس قسم کے اخراجات سے ان کو قیامت کے روز کوئی نفع نہیں پہنچے گا، چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس کو یہ کفار دنیا کی اس فانی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس ہوا کی سی ہے جس میں پالا (سرد) ہو، وہ ان لوگوں کی کھیتی کو جالگا ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، پس وہ (پالا) اس کھیتی کو تباہ اور برباد کر گیا ہو، اسی طرح کفار کے صدقہ وخیرات، باغ اور کھیت کی طرح ہیں اور ان کافروں کا کفر اس پالے کی طرح ہے، پس جس طرح پالا کھیتی کو برباد اور تباہ کر دیتا ہے اس طرح ان کا کفر اُن کے صدقہ و خیرات کو تباہ و برباد اور اکارت کر دیتا ہے، قیامت کے روز ان کو اس کھیتی سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنی جانوں پر خود ظلم کرتے ہیں، یعنی انہوں نے کفر وشر کے اس پالے سے آخرت کی کھیتی تباہ و برباد کر دی اور ضرورت پیش آتے وقت کف افسوس ہی ملتے رہ گئے۔[1]

مسلمان اور کافر کی مثال

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ [2] الانعام: ۱۲۲۔

''کیا وہ شخص جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اسے زندگی بخشی اور اس کو روشنی عطا کی جس کو لیکر وہ لوگوں کے درمیان چلتا پھرتا ہے، اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو تاریکیوں میں پڑا ہو اور کسی طرح ان سے نہ نکلتا ہو، کافروں کیلئے تو اس طرح ان کے اعمال خوشنما بنا دیئے گئے ہیں''۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ مسلمان اور کافر کی مثال بیان فرما رہے ہیں تا کہ دونوں میں فرق اور امتیاز ہو جائے اور سب کو معلوم ہو جائے کہ ان میں سے اتباع اور محبت کے لائق کون ہے اور نفرت کے لائق کون ہے۔

---

[1] معارف القرآن مولانا کاندھلویؒ، ج:۱، ص:۵۶۷۔

Marfat.com

وہ مثال یہ ہے کہ جو شخص کفر کے بعد مسلمان ہو گیا تو وہ گویا کہ زندہ ہو گیا اور اس کو روشنی مل گئی، یقیناً ایسا شخص لائق اتباع اور قابل اطاعت ہے اور جو شخص اپنے کفر پر قائم رہا اور اندھیروں میں بھٹکا ہوا ہے اور حیران و سرگرداں اور انگشت بدنداں ہے، نجات کی کوئی راہ اس کو نظر نہیں آتی، بھلا ایسا شخص اتباع اور پیروی کے قابل کیسے ہو سکتا ہے۔[1]

دنیا کی حرص میں گرفتار شخص کی مثال

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ [2]

اور (اے رسول)! ان کو اُس شخص کا واقعہ پڑھ کر سناؤ جس کو ہم نے اپنی آیتیں عطا فرمائیں، مگر وہ اُن کو بالکل ہی چھوڑ نکلا، پھر شیطان اُس کے پیچھے لگا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گمراہ لوگوں میں شامل ہو گیا، اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی بدولت اسے سربلند کرتے، مگر وہ تو زمین ہی کی طرف جھک کر رہ گیا، اور اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا رہا، اس لئے اُس کی مثال اُس کتے کی سی ہو گئی کہ اگر تم اُس پر حملہ کرو تب بھی وہ زبان لٹکا کر ہانپے گا، اور اگر اُسے (اُس حال پر) چھوڑ دو تب بھی زبان لٹکا کر ہانپے گا، یہ ہے مثال اُن لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے، لہٰذا تم یہ واقعات ان کو سناتے رہو، تا کہ یہ کچھ سوچیں۔

اس مثال میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جسے اپنی کتاب کا علم دیا اور پھر اس نے اس کے مطابق عمل کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کو اپنا امام بنا لیا اور اللہ کی رضا پر دنیا کو ترجیح دی، تمام حیوانات میں بے چین اور بے صبر جانور کتے سے تشبیہ دی کہ جسے کسی حال میں قرار نہیں، چاہے وہ سکون کی حالت میں ہو یا متحرک ہو، ہر وقت ہانپتا رہتا ہے

[1] تفسیر کبیر، ج:۴، ص:۱۴۳۔ [2] الاعراف:۱۷۵،۱۷۶۔

Marfat.com

اس طرح یہ شخص بھی دنیا کی حرص، اتباع الشہوات (خواہشات کی پیروی) اور قلتِ صبر میں ہر وقت ہانپتا رہتا ہے، اسے کوئی نصیحت یا وعظ اس مرض سے نجات نہیں دے سکتا، یہ ہر وقت بے قرار رہتا ہے۔

اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ [1]

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کی کیسی مثال بیان کی ہے؟ وہ ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ (زمین میں) مضبوطی سے جمی ہوئی ہے، اور اُس کی شاخیں آسمان میں ہیں، اپنے ربّ کے حکم سے وہ ہر آن پھل دیتا ہے۔ اللہ (اس قسم کی) مثالیں اس لئے دیتا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

اس مثال میں مزید نکتہ یہ بھی ہے جیسے کسی کامل درخت کے لئے شاخوں، تنے، پھل اور جڑ کا ہونا ضروری ہے اسی طرح شجرہِ ایمان کا کمال بھی مندرجہ ذیل ارکان پر موقوف ہے علم، معرفت اور یقین۔ اس کا تنا اخلاص، اس کی شاخیں اعمال صالحہ اور اسکے ثمرات اعمال صالحہ پر مرتب ہونے والے آثار حمیدہ ہیں جیسے نیک سیرتی، پاکیزہ اخلاق اور عمدہ چال چلن وغیرہ، اور ان ثمرات کو ہی دیکھ کر شجرۂ ایمان کی قلب میں پیوستگی اور پختگی کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔

نیز اس میں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ جیسے درخت ہرا بھرا رہنے کیلئے پانی سے سیرابی ہو اور خوراک کا محتاج ہوتا ہے، اسی طرح شجرۂ ایمان بھی اسی وقت سرسبز و شاداب رہ سکتا ہے جب اسے علم نافع، عمل صالح اور ذکر و فکر سے سیراب کیا جائے ورنہ عین ممکن ہے کہ وہ خشک ہو جائے، مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

---

[1] ابراہیم: ۲۴، ۲۵۔

Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْاِيْمَانَ يَخْلَقُ فِي الْقَلْبِ كَمَا يَخْلَقُ الثَّوْبُ فَجَدِّدُوْا اِيْمَانَكُمْ" [1]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دل میں ایمان بھی اسی طرح بوسیدہ ہو جاتا ہے جیسے کوئی کپڑا بوسیدہ ہوتا ہے لہٰذا اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو۔

شرک کی قباحت اور مشرکین کی حماقت کی ایک مثال

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ [2]

مفہوم یہ ہے کہ اے لوگو! اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب میں پکارتے ہو وہ بالکل عاجز ہیں، تمہاری مدد کرنا درکنار وہ اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور وہ اپنے نفع و نقصان کے مالک بھی نہیں، لہٰذا وہ نذر و نیاز کا استحقاق بھی نہیں رکھتے، اس طرح اس سے شرک اعتقادی اور شرک فعلی، دونوں کی نفی ہو گئی، معبودان باطلہ کے عاجز و بے بس ہونے اور غیر اللہ کی پکار کے بے سود ہونے کو ایک تمثیل سے واضح کیا گیا ہے یعنی اے مشرکین! اللہ کے سوا تم جن خود ساختہ معبودوں کو مصائب و حاجات میں پکارتے ہو وہ تمہاری حاجت برآری اور دادرسی نہیں کر سکتے، وہ بالکل عاجز ہیں، حاجت روا اور مشکل کشا تو صرف وہی ہو سکتا ہے جو سب کا خالق و مالک ہے اور تمہارے معبود تو سارے مل کر بھی ایک مکھی پیدا کرنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے، مکھی کو پیدا کرنا تو درکنار ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں سے مکھی کچھ تھوڑا سا اپنے منہ میں ڈال کر لے اڑے تو وہ اس کے منہ سے چھڑانے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تو جو معبود اس قدر عاجز اور بے بس ہوں، ان کی عبادت کرنا ان کو کارساز سمجھ کر مصائب میں پکارنا اور ان کی رضا

[1] مسند احمد، رقم الحدیث: ۲۵۹، ج: ۲۔ [2] الحج: ۷۳، ۷۴۔

Marfat.com

جوئی کے لئے نذریں، نیازیں دینا نہایت ہی بے عقلی کی بات ہے، ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ طالب یعنی غیر اللہ کو پکارنے والا اور مطلوب یعنی معبود باطل، دونوں کمزور ثابت ہوئے، طالب اس طرح کہ اس نے غیر محل سے حاجت مانگی اور مطلوب اس طرح کہ اپنے پجاری کو کچھ نہ دے سکا۔

نورِ ہدایت اور ظلمتِ ضلالت کی مثال

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ [1]

''اللہ آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے، اللہ کے نور کی صفت، جیسے ایک طاقچہ جس میں ایک چراغ ہو، چراغ شیشہ کے فانوس میں ہو، شیشہ کا فانوس ایسا معلوم ہوتا ہو جیسے چمکتا تارہ، وہ چراغ برکت والے درخت یعنی زیتون سے روشن ہو جو نہ شرقی ہو نہ غربی، اس کا تیل اتنا چمکیلا اور روشن ہے کہ قریب ہے کہ وہ خود بغیر آگ کو مس کرنے کے روشن ہو جائے، نور بالائے نور ہے، اللہ اپنے نور کے ذریعہ جس کو چاہتا ہے، ہدایت یاب کر دیتا ہے اور لوگوں کے فائدے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے''۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جملہ ''اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' میں پہلے اپنے نورِ عالم کا ذکر فرمایا جو اس کی صفت ذات ہے جو تمام کائنات کو محیط ہے، پھر اگلی آیت میں اپنے نورِ خاص یعنی نورِ ہدایت اور نورِ توفیق کا ذکر فرماتے ہیں کہ جو اس کی صفت فعل ہے، کیونکہ ہدایت اور توفیق عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا ایک فعل ہے

---

[1] النور: ۳۵۔

Marfat.com

اور اس کا ایک فضل ہے اور بندہ کو جو نور ہدایت ملتا ہے وہ اس کے فعل کا مفعول اور مخلوق ہے اور اس کے فضل و کرم کے دستر خوان کا ایک لقمہ ہے جس کو وہ مل گیا وہ جی اٹھا۔

پس ان آیات میں اس کے پیدا کردہ اور عطا کردہ نور ہدایت اور نور توفیق کی مثال بیان فرماتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کے نور ہدایت کی مثال جو اس کی طرف سے مومن کے دل میں ڈالا گیا ہے اس کی عجیب شان ہے اور وہ شان ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہوا ہے تا کہ اس کی روشنی منتشر نہ ہو اور وہ چراغ شیشہ کے ایک روشن اور چمکدار ستارے کی طرح ہے اور وہ چراغ ایک مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جا رہا ہے اور مبارک درخت زیتون کا ہے جو نہ سمت مشرق میں ہے اور نہ سمت مغرب میں ہے، بلکہ ایک کھلے میدان میں ہے جس کو ہر طرف سے دھوپ پہنچ رہی ہے، ایسے درخت کا تیل نہایت صاف و شفاف اور روشن ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ وہ درخت کسی پہاڑ یا غار کی آڑ میں نہیں ہے، اس کے اور آفتاب کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہے، ایسے درخت کا تیل نہایت صاف اور چمکتا ہوا ہوتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اس کا تیل اس قدر صاف و شفاف ہے کہ قریب ہے کہ وہ تیل خود بخود جل اُٹھے اور روشن ہو جائے، اگرچہ اس کو آگ نہ لگی ہو، یعنی وہ تیل اس قدر صاف و شفاف ہے کہ جلتا ہوا نظر آتا ہے اور جب اس کو آگ لگ گئی تو پھر نور بالائے نور ہے۔ ایک نور تیل کا اور ایک نور آگ کا، جب دونوں جمع ہو جائیں تو نور پر نور اور روشنی پر روشنی ہے، اس آیت میں جو مثال ذکر کی گئی ہے وہ دراصل نورِ ایمان اور نورِ ہدایت کی مثال ہے جو مومن کے دِل میں ہے، ایک نور تو فطرتِ سلیمہ کا ہے اور دوسرا نُور روحی کا ہے اور مقصود یہ ہے کہ وہ نور بڑا ہی عظیم الشان ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف دو نور ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اسی طرح مومن کا دِل فطری طور پر ہدایت پر عمل کرنے لگتا ہے اور اپنی فطرتِ سلیمہ سے راہ راست پر چلنے لگتا ہے، قبل اس کے کہ اس کو ہدایت کا علم ہو، پھر جب اس کو ہدایت کا علم ہوتا ہے تو اس کی ہدایت میں اور زیادتی ہو جاتی ہے اور ایک ہدایت پر دوسری ہدایت حاصل

Marfat.com

ہوجاتی ہے، یعنی اوّل تو مومن کا دل خود روشن تھا، جب اس پر اس کو نورِ ہدایت ملا تو نورٌ علی نور اور ہدایت بر ہدایت حاصل ہوگئی۔ [1]

یحییٰ بن سلام رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مومن قانت کا دل بتانے سے پہلے ہی حق کو پہچان لیتا ہے، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ یعنی مومن کی فراست سے ڈرو، اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے عطا کردہ نور سے دیکھتا ہے۔ [2]

مومن قانت کا جسم یا اس کا سینہ، طاق کی مثل ہے اور مومن کا دِل صاف وشفاف آئینہ اور قندیل کے مثل ہے، جو شکوک وشبہات کے زنگ سے پاک وصاف ہے اور نورِ معرفت اور نورِ بصیرت چراغ اور شمع کے مثل ہے جو مومن کے دل میں روشن ہے اور مومن قانت کی فطرتِ سلیمہ اور اس کی فطری صلاحیت روغن اور تیل کے مثل ہے، جو اللہ جل جلالہ کی طرف سے مومن کو عطا کیا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: فِطْرَةَ اللهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا [3]۔ اور یہی فطری صلاحیت اور حسن استعداد اس کے چراغ معرفت کا مادہ ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے: كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ۔ اور دوسری حدیث میں ہے: خَلَقْتُ عِبَادِیْ كُلَّهُمْ حُنَفَآءَ۔

آگے فرمایا: ''وَيَضْرِبُ اللهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ'' [4] اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ لوگوں کی ہدایت کے لئے یہ مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ ان پر حق وباطل کا فرق واضح ہوجائے اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہر چیز سے بخوبی واقف ہے کہ اس نور کے لائق کون ہے اور کون نہیں۔ جو ذات دینے والی ہے وہ جاننے والی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو تمام کائنات کا ان کے وجود سے پہلے ہی کامل اور محیط علم تھا۔

اس آیت میں ہدایتِ عامہ کا بیان ہے جس میں تمام لوگ شریک ہیں جیسا کہ لفظ ''لِلنَّاسِ'' سے عموم کی طرف اشارہ ہورہا ہے۔ کیونکہ ضرب الامثال پر جو ہدایت مرتب ہوتی ہے وہ ہدایتِ عامہ ہوتی ہے اور گزشتہ

---

[1] تفسیر ابن جریر: ج۱۸، ص۹۶۔ [2] تفسیر کبیر: ج۲، ص۳۲۱۔ [3] الروم: ۳۰۔ [4] النور: ۳۵۔

Marfat.com

آیت یعنی یَهْدِیْ اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ میں ہدایتِ خاصہ کا بیان ہے کیونکہ وہاں لفظ مَنْ یَّشَآءُ موجود ہے جو خصوصیت پر دلالت کرتا ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''نور، اللہ کے چہرہ کا نقاب ہے، اگر وہ اس نقاب کو کھول دے تو اس کے چہرے کے چمکارے (شعاعیں) وہاں تک ساری مخلوق کو جلا کر سوختہ کر دیں جہاں تک اس کی نظر پہنچے۔

یَهْدِیْ اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے نور کے ذریعہ جس کو چاہتا ہے ہدایت یاب کر دیتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا، پھر اس پر اپنے نُور کا کچھ حصہ (پَرتو) ڈالا، بس جس شخص نے اس نور کا کچھ حصہ پالیا، وہ ہدایت یاب ہو گیا اور جس نے نور کا حصہ نہ پایا وہ گمراہ ہو گیا۔ اسی لئے میں کہتا ہوں کہ اللہ جل جلالہ کے علم پر قلم خشک ہو گیا۔ [1]

حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمہ اللہ آیتِ مبارکہ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''اللہ جل جلالہ سے رونق اور بستی ہے زمین و آسمان کی، اس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جائیں''۔ [2]

کفار کے اعمال کی دو مثالیں

وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِیْعَةٍ یَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ یَجِدْهُ شَیْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَاللّٰهُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ [3]

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے کسی چٹیل میدان میں چمکتی ہوئی ریت، پس آدمی (دُور سے) اس کو پانی خیال کرتا ہے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچا تو اس کو

---

[1] رواہ احمد والترمذی۔ [2] موضح القرآن۔ [3] النور: ۳۹، ۴۰۔

Marfat.com

(اپنے گمان کے مطابق) کچھ بھی نہ پایا اور اس کے پاس اللہ جل جلالہ کی قضاء کو پایا، پھر اللہ جل جلالہ نے اس کی عمر کا حساب کتاب برابر چکا دیا اور اللہ جل جلالہ تیزی کے ساتھ حساب لینے والا ہے (ان کے اعمال) تاریکیوں کی طرح ہیں۔ (وہ تاریکیاں) جو گہرے سمندر میں ہوں، جس میں موجوں پر موجیں چڑھی ہوئی ہوں اور اس لہر پر بادل ہوں، یہ تاریکیاں ایسی ہوں کہ ایک کے اوپر دوسری چھائی ہو، اگر (ایسی تاریکیوں میں پھنس جانے والا) اپنا ہاتھ (جو اس کے بہت قریب ہے) تاریکی میں باہر نکالے تو ہاتھ بھی اس کو دکھائی نہ دے اور جس کو اللہ جل جلالہ نے روشنی عطا نہ فرمائی ہو اس کو روشنی نہیں مل سکتی۔

پہلی مثال

پہلی قسم کے کفار کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے کسی چٹیل میدان میں چمکتی ہوئی ریت، کہ پیاسا شخص اس کو دُور سے دیکھ کر پانی خیال کرتا ہے اور اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ پیاسا آدمی اسے پانی سمجھ کر وہاں پہنچتا ہے تو اپنے خیال و گمان کے مطابق کوئی چیز نہیں پاتا، پانی کی بجائے اپنے پاس اللہ جل جلالہ کے قہر و غضب کو پاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس کے حساب کتاب کو پورا پورا چکا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے، اسے حساب لینے میں کوئی دیر نہیں لگتی، اس کے لئے کوئی دشواری یا مشکل نہیں ہے، یہ ان کفار کے اعمال کی مثال ہے، جنہوں نے دنیا میں کچھ اچھے کام کئے، اپنے زعم کے مطابق صدقہ و خیرات کیا اور ان کو آخرت کا ذریعہ خیال کیا ہم نے چند نیکیاں حاصل کر لی ہیں اور ہمیں اس کا ثواب اور بدلہ ملے گا۔ پس یہ کافر دنیا میں اپنے اعمال کو پانی کی طرح سمجھتا رہا کہ وقت آنے پر میرے کام آئیں گے، حالانکہ کفر و شرک کی نحوست کی وجہ سے وہ (اعمال) حقیقت میں پانی نہ تھے بلکہ ظاہری طور پر صورت و شکل کے اعتبار سے وہ پانی کے مشابہ تھے اور در حقیقت وہ سراب تھے، چمکتی ہوئی ریت کے مشابہ تھے، جب پیاس سے بے تاب اور بے چین ہو کر وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا اور اس وقت حقیقت آشکارا ہوئی اور ساری اُمیدوں پر پانی پھر گیا اور ہزاروں حسرتوں

Marfat.com

اور غم میں پیاسا ہی مرگیا، اسے اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ میرے ان اعمال سے راضی اور خوش ہوگا، جب مرکر اللہ جل جلالہ کے حضور پہنچا تو آبِ حیات کی بجائے اسے غضبِ الٰہی کی آگ نظر آئی اور عمر بھر کی بداعمالیوں کا حساب چکا دیا گیا اور ہمیشہ کے لئے مبتلائے عذاب ہوکر تباہ و برباد ہوگیا۔

دوسری مثال

دوسری قسم کے کافروں کے اعمال کی مثال بڑے گہرے سمندر کی تاریکیوں اور اندھیروں کی طرح ہے، جس پر موج سوار ہے اور موج کے اوپر ایک اور موج ہے اور پھر اس کے اوپر ایک بادل جو ستاروں کی روشنی کو بھی چھپائے ہوئے ہے، یہ تاریکیاں ایک دوسرے پر تہہ بہ تہہ ہیں، اندھیرے پر اندھیرا ہے، مقصد یہ ہے کہ نہایت درجہ کا اندھیرا ہے، جب وہ اپنے ہاتھ کو باہر نکال کر دیکھنا چاہتا ہے جو (ہاتھ) تمام اعضا میں اس کے قریب تر ہے اور قریب سے دکھائی دیتا ہے تو تاریکیوں اور اندھیروں کی شدت کی وجہ سے اپنے ہاتھ کو بھی نہیں دیکھ سکتا، پس جب وہ اپنے ہاتھ کو نہیں دیکھ سکتا جو آنکھ کے بالکل قریب ہے تو اور چیزوں کو بطریق اولیٰ نہیں دیکھ سکے گا۔

یہ دوسری مثال ان کافروں کے اعمال کی ہے جو ہمہ وقت نفسانی خواہشات اور دنیاوی لذات میں مستغرق ہیں اور اعمالِ بد کے اندھیروں اور تاریکیوں میں چھپے ہوئے ہیں کہ ان اندھیروں سے نکلنا ان کے لئے ممکن نہیں، کفر اور جہالت کے تاریک اور عمیق سمندر میں غرق ہیں، جہاں روشنی کا نام ونشان تک نہیں۔ ہر سو تاریکی ہی تاریکی اور اندھیرا ہی اندھیرا چھایا ہوا ہے، اعتقاد بھی تاریک، قول بھی تاریک اور عمل بھی تاریک، ان لوگوں کے پاس روشنی کی اتنی بھی چمک نہیں، جتنی سراب کو دیکھ کر نظر آتی ہے۔ یہ لوگ تو ہر طرف سے تاریکیوں میں گھرے ہوئے ہیں، روشنی کا کہیں نام ونشان بھی نہیں، اور جسے اللہ تعالیٰ جل جلالہ روشنی عطا نہ فرمائے تو اس کے لئے پھر کہیں بھی روشنی نہیں، روشنی تو دین اسلام میں ہے، کفر وشرک میں روشنی کہاں سے آئی؟

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ مقاتل رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے:

Marfat.com

آیت کا نزول عقبہ بن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں ہوا۔ دورِ جاہلیت میں دین حق کا متلاشی تھا، ٹاٹ کا لباس پہن رکھا تھا (اور حق کی جستجو میں سرگرداں تھا) لیکن جب اسلام آیا تو اس نے ماننے سے انکار کر دیا۔ [1]

بت پرستوں کی مثال

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ [2]

جن لوگوں نے اللہ جل جلالہ کے سوا دوسروں کو کارساز بنا رکھا ہے ان کی حالت ایسی ہے جیسے کسی مکڑی نے کوئی جالا بنایا ہو اور سب سے زیادہ کمزور گھر بلاشبہ مکڑی کا ہوتا ہے۔

حکماء کا قول ہے کہ مکڑی کے آٹھ پاؤں اور چھ آنکھیں ہوتی ہیں اور اس میں ایک ایک زہریلا مادہ بھی ہوتا ہے جو (زہر) آدمی کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔ اسی طرح مشرکین ہر جانب دوڑتے ہیں اور ان کی نگاہیں چکا چوند رہتی ہیں اور ان کے اندر شرک کا زہریلا مادہ ہوتا ہے جو ان کی ہلاکت اور تباہی کا باعث ہے۔ (آگے فرمایا) کاش یہ کافر جانتے کہ ان کا دین مکڑی کے جالے کے مشابہ ناپائیدار اور ذلیل وخوار اور بے حقیقت اور بے مقدار ہے، اگر مشرکین کو ذرا بھی سوجھ بوجھ ہوتی اور جانتے کہ ہمارا دِین مکڑی کے گھر کی طرح بے بنیاد ہے تو کبھی اس دین کو اختیار نہ کرتے، مطلب اور مقصد یہ ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتے، بے شک اللہ جل جلالہ ہی خوب جانتا ہے ان چیزوں کی حقیقت کو جن کو یہ اللہ جل جلالہ کے سوا پکارتے ہیں اور اللہ جل جلالہ ہی غالب حکمت والے ہیں اور وہ ذات کمالِ حکمت اور کمال عزت کے ساتھ موصوف ہے، عزیز وحکیم ذات کو چھوڑ کر ناتواں اور کمزور کو اپنا سہارا بنانا کمالِ حماقت ہے۔

بے شک اس میں ایمان والوں کے لئے بڑی نشانی (دلیل) ہے، اس لئے کہ زمین وآسمان کی تخلیق میں

---

[1] تفسیر مظہری: ج ۸، ص ۲۵۸، ص ۶۲۰۔ [2] العنکبوت: ۴۱۔

Marfat.com

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا کوئی شریک نہیں، لہٰذا وہی ذات لائق عبادت و بندگی ہے جو زمین و آسمان کی خالق ہے، پس تم کو جو حاجتیں اور مرادیں مانگنی ہوں اور مصائب و مشکلات میں پکارنا ہو تو زمین و آسمان کے خالق سے ہی مانگو اور اس کو پکارو۔[1]

تفسیر و حدیث اور تاریخ کے امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جو لوگ، اللہ رب العالمین کے سوا دوسروں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں ان کی کمزوری اور بے علمی بیان ہو رہی ہے، یہ لوگ ان سے مدد، رزق اور مشکلات میں کام آنے کے امیدوار ہیں، ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی مکڑی کے جالے میں بارش، دھوپ اور سردی سے پناہ ڈھونڈے، اگر ان میں علم موجود ہوتا تو یہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے اُمیدیں وابستہ نہ کرتے، پس ان کی حالت اہل ایمان کی حالت کے بالکل برعکس ہے کہ وہ ایک مضبوط کڑے کو تھامے ہوئے ہیں اور یہ لوگ مکڑی کے جالے میں اپنا سر چھپائے ہوئے ہیں''۔

فائدہ

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک ہزار مثالیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیکھیں اور سمجھیں (مسند احمد)۔ اس سے آپ کی فضیلت اور علمیت آشکار ہوتی ہے۔

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کلام اللہ کی جو آیت میں تلاوت کرتا ہوں اور اس کا تفصیلی معنی و مطلب میری سمجھ میں نہ آئے تو میرا دِل بہت دکھتا ہے، مجھے سخت کوفت ہوتی ہے، اور میں ڈرنے لگتا ہوں کہ کہیں اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نزدیک میرا شمار جاہلوں میں تو نہیں ہو گیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کا فرمان یہی ہے کہ ہم یہ مثالیں لوگوں کے سمجھنے کے لئے بیان کرتے ہیں، لیکن اہل علم کے سوا انہیں دوسرے لوگ نہیں سمجھتے۔[2]

---

[1] معارف القرآن للکاندھلویؒ، ج:۵۔ [2] تفسیر ابن کثیر: ج ۴، ص ۱۵۰۔

Marfat.com

مثال لِاَصحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚۖ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا [1]

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جولوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں، (اور) آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دِل ہیں، تم انہیں دیکھو گے کہ کبھی رکوع میں ہیں، کبھی سجدے میں، (غرض) اللہ کے فضل اور خوشنودی کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں، ان کی علامتیں سجدے کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں، یہ ہیں اُن کے وہ اوصاف جو تو رات میں مذکور ہیں، اور انجیل میں ان کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اس کو مضبوط کیا، پھر وہ موٹی ہوگئی، پھر اپنے تنے پر اس طرح سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کاشتکار اس سے خوش ہوتے ہیں، تا کہ اللہ ان (کی اس ترقی) سے کافروں کا دِل جلائے، یہ لوگ جو ایمان لائے ہیں، اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں، اللہ نے ان سے مغفرت اور زبردست ثواب کا وعدہ کرلیا ہے۔

"اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ" حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جولوگ اس کے ساتھ ہیں کفار پر سخت ہیں، یعنی کافروں کے مقابلہ میں سخت مضبوط اور قوی ہیں جس سے کافروں پر رعب پڑتا اور کفر سے نفرت و بیزاری کا اظہار ہوتا ہے۔

---

[1] الفتح:۲۹۔

Marfat.com

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ سب جگہ برابر چلے اور جو ایمان سے سنور کر آئے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ''۔ علماء نے لکھا ہے کہ کسی کافر کے ساتھ احسان اور حسن سلوک سے پیش آنا اگر مصلحت شرعی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں، مگر دین کے معاملے میں وہ تم کو ڈھیلا نہ سمجھیں۔

"رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" آپس میں نرم دل، یعنی اپنے بھائیوں کے ہمدرد اور مہربان ان کے سامنے عاجزی کرنے والے اور تواضع وانکساری سے پیش آنے والے۔ حدیبیہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ دونوں شانیں چمک رہی تھیں: اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ اور رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔

"تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صفاتِ حسنہ، یعنی نمازیں کثرت سے پڑھتے ہیں، جب دیکھو رکوع سجود میں پڑے ہوئے، اللہ کے سامنے نہایت اخلاص کے ساتھ وظیفہ عبودیت ادا کر رہے ہیں، ریا و نمود کا شائبہ نہیں، بس اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی تلاش ہے۔

"سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ" یعنی نمازوں کی پابندی خصوصاً تہجد کی نماز سے ان کے چہرے پر خاص قسم کی رونق ہے، گویا خشیت وخشوع، حسن نیت اور اخلاص کی شعاعیں باطن سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر کو روشن کر رہی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اپنے چہروں کے نور اور متقیانہ چال ڈھال سے لوگوں میں پہچانے جاتے تھے۔

"ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پچھلی کتابوں میں تذکرہ، یعنی پہلی کتابوں میں خاتم الانبیاء کے ساتھیوں کی ایسی ہی شان بیان کی گئی تھی، چنانچہ بہت سے غیر متعصب اہل کتاب ان کے چہرے اور طور وطریق دیکھ کر بول اٹھتے تھے کہ واللہ! یہ تو مسیح کے حواری معلوم ہوتے ہیں۔

فائدہ: اگر ''فِي التَّوْرَاةِ'' پر وقف کیا جائے اور ''مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ'' کو کلام مستانف بنایا جائے تو كَزَرْعٍ ... الخ والی مثال انجیل میں بیان کردہ ہوگی، جبکہ عدمِ وقف کی صورت میں سابقہ مثال توراۃ وانجیل دونوں کی اور اگلی قرآن کی ہوگی۔

Marfat.com

"كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ" حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مثال اُس کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اس کو مضبوط کیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یعنی اول اس دین پر ایک آدمی تھا، پھر دو ہوئے، پھر آہستہ آہستہ قوت بڑھتی گئی، حضرت کے وقت میں، پھر خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد میں۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ ''اَخْرَجَ شَطْئَهٗ'' میں عہدِ صدیقی، ''فاٰزرہ'' میں عہدِ فاروقی، "فَاسْتَغْلَظَ" میں عہدِ عثمانی، اور ''فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ'' میں عہدِ مرتضوی کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ بعض دوسرے بزرگوں نے ''وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا'' کو علی الترتیب خلفائے اربعہ پر تقسیم کیا ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ یہ آیت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح ومنقبت پر مشتمل ہے، خصوصاً اصحاب بیعۃ الرضوان کی جن کا ذکر آغاز سورۃ الفتح سے برابر چلا آرہا ہے۔

"لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حسد رکھنے والے، یعنی اسلامی کھیتی کی یہ تازگی اور رونق وبہار دیکھ کر کافروں کے دِل غیظ وحسد سے جلتے ہیں، اس آیت سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ اخذ کیا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جلنے والا کافر ہے۔

"وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا" مؤمنین سے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یہ وعدہ دیا ان کو جو ایمان والے ہیں اور بھلے کام کرتے ہیں، حضرت کے سب اصحاب ایسے ہی تھے۔ [1]

جنت کی نعمتوں کا تذکرہ

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ [2]

---

[1] ملخص التفسیر عثمانی، ج:۲، ص:۵۸۴۔ [2] محمد:۱۵۔

Marfat.com

جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں بہت سی نہریں تو ایسے پانی کی ہیں جس میں کبھی بگاڑ نہ ہوگا اور بہت سی نہریں ایسے دودھ کی ہیں جس کا مزہ ذرہ بھی بدلا ہوا نہ ہوگا اور بہت سی نہریں شراب کی ہیں جو پینے والوں کے لئے سراسر لذت ہی ہوں گی اور بہت سی نہریں نہایت صاف شہد کی ہیں اور ان کے لئے وہاں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش ہوگی، کیا ایسے لوگ ان جیسے ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور ان کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا، سو وہ ان کی انتڑیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

حدیث پاک میں ہے کہ جنت کا شہد مکھیوں کے پیٹ سے نکلا ہوا نہیں ہے، مسند احمد کی مرفوع حدیث میں ہے کہ جنت میں دودھ، پانی، شہد اور شراب کے سمندر ہیں، جن میں سے ان کی نہریں اور چشمے جاری ہوتے ہیں۔ [1]

ابن مردویہ کی حدیث میں ہے کہ یہ نہریں جنتِ عدن سے نکلتی ہیں، پھر ایک حوض میں آتی ہیں، وہاں سے دوسری نہروں کے ذریعہ تمام جنتوں میں جاتی ہیں۔ ایک اور حدیثِ صحیح میں ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس طلب کرو، وہ سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ جنت ہے، اس سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں اور اس کے پاس رحمان کا عرش ہے۔

طبرانی میں ہے کہ حضرت لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ جب وفد کے ساتھ آئے تھے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ جنت میں کیا کچھ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صاف شہد کی نہریں اور بغیر نشہ کے سر درد نہ کرنے والی شراب کی نہریں اور نہ بگڑنے والے دودھ کی نہریں اور خراب نہ ہونے والے شفاف پانی کی نہریں اور طرح طرح کے میوہ جات، عجیب و غریب، بے مثل اور بالکل تر و تازہ اور پاک وصاف بیویاں، جو نیک لوگوں کو ملیں گی اور وہ بیویاں خود بھی نیک ہوں گی، دنیا کی لذتوں کی طرح ان سے لذتیں اُٹھائیں گے، ہاں البتہ وہاں اولاد نہ ہوگی۔

---

[1] سنن ترمذی وقال حدیث حسن صحیح۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ خیال نہ کرنا کہ جنت کی نہریں بھی دنیا کی نہروں کی طرح زمین میں کھدی ہوئی اور گڑھوں میں بہتی ہیں، ہرگز نہیں، اللہ جل جلالہ کی قسم! وہ صاف زمین پر یکساں جاری ہیں، ان کے کنارے لؤلؤ اور موتیوں کے خیمے ہیں، ان کی مٹی خالص مشک کی ہے۔

آیتِ مذکورہ میں موجود لفظ ''غَيْرِ اٰسِنٍ'' سے مراد وہ چیز ہے جس کا نہ مزہ خراب ہو نہ بو۔ دنیا کا پانی اگر کچھ مدت تک ٹھہرا رہے تو اس کا مزہ بھی خراب ہوجاتا ہے اور بدبودار بھی ہوجاتا ہے، مگر جنت کی نہروں کا پانی ایسا نہیں ہوگا، اس طرح دنیا میں جو دودھ ہوتا ہے اس کا مختلف اسباب کے زیر اثر مزہ خراب ہوجاتا ہے، اس میں ترشی پیدا ہوجاتی ہے، مگر جنت کی نہروں کا دودھ ہر قسم کے بگاڑ سے پاک ہوگا۔

اور شراب کی نہریں ہوں گی، نہ اس کی بونا گوار ہوگی جیسی دنیوی شراب کی ہوتی ہے، نہ نشہ اور خمار ہوگا۔

''عَسَلٍ مُّصَفًّى'' کا معنی ہے نہایت صاف شہد، جس کے اندر نہ موم کی آمیزش ہوگی، نہ مکھیوں کے فضلہ کی۔

جنت کی نہروں کے متعلق احادیثِ نبویہ

۱۔ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''جنت کے اندر پانی کی نہر ہے اور شہد کی نہر ہے اور دودھ کی نہر ہے، پھر ہر ایک سے نہریں نکالی گئی ہیں''۔ [1]

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جنت کی نہریں مشک کے پہاڑ سے پھوٹ کر نکلتی ہیں''۔ [2]

۳۔ مسروق رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ: ''جنت کی نہریں بغیر گڑھے (کے ہموار سطح پر) بہتی ہیں۔ [3]

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سیحون، جیحون، فرات اور نیل سب جنت کی نہروں سے ہیں''۔ [4]

---

[1] رواہ البیہقی والترمذی۔ [2] رواہ ابن حبان والحاکم والبیہقی والطبرانی وابن ابی حاتم۔ [3] رواہ ابن المبارک والبیہقی۔ [4] رواہ مسلم۔

Marfat.com

۵۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بن عوف روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''چار نہریں، جنت کی نہریں ہیں: نیل، فرات، سیحون اور جیحون، اور چار پہاڑ جنت کے پہاڑ ہیں: اُحد، طُور، لبنان اور درقان''۔

۶۔ حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جنت کے اندر دریائے نیل شہد کا دریا ہے، اور دریائے دجلہ دودھ کا دریا ہے، اور دریائے فرات شراب کا دریا ہے، اور دریائے سیحون پانی کا دریا ہے (یعنی جنت کے اندر جن دریاؤں کے یہ دنیوی نام ہیں، ان کی حقیقت شہد، دودھ، شراب اور پانی ہے)۔ [1]

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''جنت میں جو پھل ہیں دنیا میں ان کے صرف نام ہیں، (جنت کے پھل کی حقیقت، لذت اور کیفیت دنیا کے پھلوں میں نہیں ہے)۔ [2]

خدا فراموشی کی سزا، خود فراموشی ہے

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ [3]

اور ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ جل جلالہ کو فراموش کر دیا، پس اللہ جل جلالہ نے انہیں خود ان کی جانوں سے غافل کر دیا، یہی لوگ فاسق ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کی یاد کو نہ بھولو ورنہ وہ تمہارے نیک اعمال، جو آخرت میں نفع دینے والے ہیں، بھلا دے گا، اس لئے کہ ہر عمل کا بدلہ اسی کی جنس کے مطابق ہوتا ہے، اس لئے فرمایا کہ یہی لوگ فاسق ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے نکل جانے والے اور قیامت کے دِن نقصان پہنچانے والے اور ہلاکت میں پڑنے والے یہی لوگ ہیں۔

جیسا کہ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ [4]

[1] رواہ البیہقی۔ [2] رواہ ابن جریر وابن حاتم والبیہقی۔ [3] الحشر۔ [4] المنافقون: ۹۔

Marfat.com

اے ایمان والو! تمہیں تمہارے مال واولاد، اللہ ﷻ کی یاد سے غافل نہ کریں، جو ایسا کریں وہ سخت زیاں کار ہیں۔

معجم طبرانی میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ کا مختصر حصہ یہ منقول ہے کہ آپ نے فرمایا:

کیا تم نہیں جانتے کہ صبح وشام تم اپنے مقررہ وقت کی طرف بڑھتے جا رہے ہو؟ پس تمہیں چاہیے کہ اپنی زندگی کے اوقات، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں گزارو اور اس مقصد کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے سوا کوئی شخص اپنی طاقت سے حاصل نہیں کر سکتا، جن لوگوں نے اپنی عمریں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والے کاموں میں کھپائیں، تم ان جیسے نہ ہونا، اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان جیسے بننے سے منع فرمایا ہے، لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ۔ [1]

خیال کرو کہ تمہاری جان پہچان کے تمہارے بھائی آج کہاں ہیں؟ انہوں نے اپنے سابقہ ایام میں جو اعمال کئے تھے ان کا بدلہ لینے یا ان کی سزا پانے کے لئے وہ دربارِ خداوندی میں جا پہنچے، یا تو انہوں نے خوش بختی پائی یا نامرادی حاصل کر لی۔ کہاں ہیں وہ سرکش لوگ جنہوں نے بارونق شہر بسائے اور ان کے مضبوط قلعے قائم کئے، آج وہ قبروں کے گڑھوں میں پتھروں کے نیچے دبے پڑے ہیں، یہ ہے اللہ ﷻ کی کتاب، تم اس نور سے روشنی حاصل کرو جو تمہیں قیامت کے دِن کی تاریکیوں اور اندھیروں میں کام آ سکے، اس کے عمدہ بیان سے عبرت حاصل کرو اور خوب سنور جاؤ۔

دیکھو! اللہ تعالیٰ نے زکریا علیہ السلام اور ان کی اہل بیت کی مدح کرتے ہوئے فرمایا: إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ [2] وہ نیک کاموں میں سبقت لے جاتے تھے اور رغبت ورہبت کے ساتھ ہم سے دعائیں کیا کرتے تھے اور ہمارے سامنے جھکنے والے تھے۔

غور سے سنو! اس بات میں کوئی بھلائی نہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مقصود نہ ہو، وہ مال خیر وبرکت سے خالی ہے جو اللہ ﷻ کی راہ میں خرچ نہ کیا جاتا ہو، وہ نیکی سے تہی دست ہے، جو اللہ ﷻ کے احکام کی تعمیل

[1] الحشر:۱۹۔ [2] الانبیاء:۹۰۔

Marfat.com

میں کسی ملامت گر کی ملامت سے ڈرتا ہو۔ [1]

مفکر اسلام مولانا ابوالحسن علی الحسنی الندوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تمام دلچسپیوں کا محور و مرکز انسان کی اپنی ذات ہے، گہری نظر سے دیکھئے تو اس کو جس سے محبت ہے اپنی ذات کے لئے ہے، جو اس سے محبت کرتا ہے اس سے وہ بھی محبت کرتا ہے، جس کو اس سے نفرت ہے، اس میں ہزاروں خوبیاں ہوں، اس سے دل کو لگاؤ نہیں پیدا ہوتا، زندگی کی ساری حرکت، چہل پہل، دوڑ دھوپ اسی محبت کے دم سے ہے۔ جہاں جیئے گا اسی کا ظہور پائے گا، ہر محبت کی تہہ میں اسی محبت کی کرشمہ سازی نظر آئے گی، دنیا کی ہر چیز فراموش ہوسکتی ہے، انسان ہر ایک سے غافل اور مشغول ہوسکتا ہے لیکن نازک وقت میں اپنی ذات سے غفلت نہیں ہوتی اور کٹھن گھڑی میں جب اولاد متعلقین، اعزہ و احباب سب فراموش ہوجاتے ہیں، اپنی فکر رہتی ہے اور انسان اپنی خیر مناتا رہتا ہے، یہ ایک حقیقت ہے، روز مرّہ کا مشاہدہ ہے، فطرتِ انسانی کا خاصہ ہے، اس کے خلاف اگر دعویٰ کیا جائے تو کان کھڑے ہوتے ہیں، اور اس کو اپنی فکر نہیں ہوتی اور سب کی فکر ہوتی ہے اور اس کو اپنا ہوش نہیں رہتا اور ہر بات کا ہوش رہتا ہے، اس کو سارے جہاں کی فکر ہوتی ہے اور اپنی فکر سے غافل ہوتا ہے، اس کو سب کی جان عزیز ہوتی ہے اور اپنی جان کے پیچھے ہاتھ دھوئے پڑا رہتا ہے، اور یہ کسی بلند مقصد کے ماتحت نہیں، کسی اصول اور کسی نظریہ کے ماتحت نہیں، ایثار و قربانی کے جذبہ سے نہیں، بلکہ یہ خود فراموشی کے عالم میں اور ایک ذہنی طاعون کے طور پر۔

قرآن مجید یہی دعویٰ کرتا ہے، وہ کہتا ہے کہ خدا فراموشی کی سزا خود فراموشی ہے، جب انسان خدا کو بھلاتا ہے تو وہ یہ دکھا دیتا ہے کہ پھر اپنے کو بھولتا چلا جاتا ہے، اس پر خود فراموشی طاری ہوجاتی ہے، زندگی کا انہماک بڑھتا چلا جاتا ہے، ساری زندگی انسان کے گرد چکر لگاتی نظر آتی ہے، مگر انسان کسی اور چیز کے گرد طواف کرتا نظر آتا ہے، مقاصد نگاہوں سے اوجھل ہوجاتے ہیں اور ذرائع و وسائل مقصود بن جاتے ہیں، اشیاء سے براہ

---

[1] تفسیر ابن کثیر: ج ۵، ص ۳۲۲ تا ۳۲۳۔

Marfat.com

راست ایسی دلچسپی پیدا ہوجاتی ہے کہ احساسات ختم ہوجاتے ہیں، لذت وراحت جو دنیا میں ہمیشہ سے بڑے مقصود رہے ہیں، ذہن سے نکل جاتے ہیں، انسان ان سے محروم ہوتا چلا جاتا ہے اور اس محرومی کا احساس اور اس پر افسوس بھی ختم ہوجاتا ہے، خیالی چیزیں، حقیقی چیزوں کی جگہ لے لیتی ہیں، اور انسانی زندگی عجائبات کا مجموعہ بن کر رہ جاتی ہے، اور یہ سب اس دور میں ہوتا ہے جب خدا کے بجائے انسان اپنی ذات کی پرستش کرنے لگتا ہے اور اپنے سوا ہر چیز کے انکار پر آمادہ ہوجاتا ہے، لیکن یہ خدا فراموشی اور خدا سے یہ بغاوت جتنی ترقی کرتی ہے خود فراموشی، خود دشمنی، خودکُشی اتنی ہی بڑھتی جاتی ہے۔

تمدن کے شاید کسی دور میں اس آیت کا ظہور اس طرح نمایاں اور صاف طریقہ پر نہ ہوا ہو جتنا اس دور تہذیب وترقی میں، انسان کا اپنی ذات کے معاملات میں انہماک، اپنی ذات سے شیفتگی، شاید اتنی کسی زمانہ میں نہ ہو جتنی اس زمانہ میں، لذت وراحت کے وسائل شاید کبھی اتنے ایجاد نہ ہوئے ہوں جتنے اس دور میں، خدا پرستی کا فلسفہ شاید کسی عہد میں ایسا مرتب نہ ہوا ہو اور اس کی اشاعت شاید کبھی اتنے بڑے پیمانے پر نہ ہوئی ہو جیسے اس زمانہ میں، اپنے سوا ہر چیز کے انکار کا ذوق اور جوش شاید کبھی اتنا عام نہ ہوا ہو جتنا اس موجودہ سوسائٹی میں، لیکن واقعہ اور دن رات کا مشاہدہ کیا ہے؟ انسان اپنے انجام سے سب سے زیادہ بے فکر ہے، اپنی ذات سے سب سے زیادہ بے پرواہ ہے، حقیقتِ لذت وراحت سے سب سے زیادہ محروم ہے، زندگی کے ذخیرہ میں اس کا اپنا حصہ سب سے زیادہ کم ہے، وہ روپیہ ڈھالنے کی مشین بن کر رہ گیا ہے، جو اپنے ڈھالے ہوئے سکّوں سے خود فائدہ نہیں اُٹھا سکتی، اس کا حصہ زندگی میں صرف اتنا ہے کہ اس کو اتنا تیل دیا جاتا رہے جس سے وہ چلتی رہی، جذبات واحساسات سے عاری، لذات والم سے محروم، مسرت وکلفت سے بے خبر ایک بے جان مشین ہے۔

وہ تیلی کا بیل بن کر رہ گیا ہے جو اپنے مقررہ دائرے کے اندر چکر لگاتا رہتا ہے، کام لینے والے سے چارہ پانی پیتا ہے اور بغیر شکوہ وشکایت کے چکر لگاتا ہے، آج تمدن وسوسائٹی کے اس چکر میں انسان بھی تیلی کے بیل

Marfat.com

کی طرح پھرکی کی طرح پھر رہا ہے، تمدن کے ضوابط میں جکڑا ہوا ہے، سوسائٹی کے معیاروں کا پابند ہے، دوسروں کے لئے کماتا ہے، دوسروں کے لئے پہنتا ہے اور زندگی قائم رکھنے کے لئے اس کو راتب یا راشن ملتا رہتا ہے، وہ ایک قُلی بن کر رہ گیا ہے جو دنیا کے اس بڑے کارخانہ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ دوڑتا پھرتا ہے، بوجھ ڈھوتا ہے، تمدن کی گاڑی چلاتا ہے اور تھوڑی سی مزدوری پاتا ہے، حقیقی لطف ومسرت، اچھی غذا، اچھی ہوا، روح کی شادمانی، دل کے سکون، ضمیر کے اطمینان پیدا کرنے والی معرفت ومحنت کی لذت سے محروم ہے اور زندگی کا دھارا تیزی سے بہہ رہا ہے اور تمدن کا چکر اس زور کا چل رہا ہے کہ اس کو ان مسائل پر سوچنے کی بھی فرصت نہیں، جسم اتنا تھکا، دماغ اتنا شَل، ذہن اتنا مشغول اور دل اتنا مردہ ہو چکا ہے کہ اس کو اس محرومی اور مدہوشی کا بھی ہوش نہیں اور اس دھارے میں تنکے کی طرح بہا چلا جا رہا ہے، وہ ایک ایسا سوار ہے جو سواری کے قابو میں ہے، سواری اس کے قابو میں نہیں، خدا فراموشی کی سزا خود فراموشی عجب عبرتناک ہے، لاکھوں، کروڑوں افراد پوری کی پوری قومیں، بڑی بڑی سلطنتیں اس خود فراموشی، خودکشی کا شکار ہیں، ایک ذہنی طاعون ہے جو سارے عالم پر مسلط ہے، مگر آنکھ نہیں کھلتی، بجائے خداشناسی کی دعوت کے خدا فراموشی کی تلقین بڑھتی جاتی ہے، خدا سے بغاوت کے جھنڈے ہر طرف بلند ہیں، خود پرستی کی جتنی تبلیغ کی جا رہی ہے خود فراموشی بڑھتی جاتی ہے۔

مقاصد اٹھائے جاتے ہیں اور وسائل میں الجھا دیئے جاتے ہیں۔ دولت راحت کے لئے تھی، دولت رہ گئی، راحت لے لی گئی، اور اس طرح لے لی گئی کہ اس کا کہیں نشان نہیں ملتا، اور اب لوگوں نے اس کی خانہ پری دولت سے ہی کرنی شروع کر دی، غذائیں اور دوائیں بڑھ گئیں اور صحت سلب کر لی گئی، تیز رفتار سواریاں اور وسائل سفر، راحت وسہولت کے لئے تھے، اب سرعت ہی مقصود بن گئی اور راحت مفقود ہو گئی، قدرتی دشواریاں دور ہوئیں تو قانونی اور مصنوعی دشواریاں خود پیدا کر لیں اور اپنے اوپر مسلط کر لیں، سفر آسان ہوا تو مقصد سفر مشکل ہو گیا، اور مقصدِ سفر بھیانک ہے۔

Marfat.com

پہلے ایک شہر کے آدمی کا دوسرے شہر کے آدمی سے بات کرنا مشکل تھا، اب بات کرنا آسان ہے لیکن اس بات میں کوئی دلکشی اور دل آویزی نہیں رہی، محبت کافور ہوگئی، خون سفید ہوگیا، اغراض کا ہر طرف دور دورہ ہے، اس لئے بات کر کے کیا دل خوش ہو، پہلے دور افتادہ اور دور دراز کے لوگ آواز کو ترستے تھے، مگر اب آواز سننے سے بیزار اور میڈیا کے جھوٹ اور پروپیگنڈے سے عاجز ہیں، غرض یہ کہ مقاصد کی خرابی نے ان وسائل و آلات کو بھی بے کار عذاب جان اور بلائے بے درماں بنادیا ہے، اور انسانی زندگی بے معنی، بے مقصد، بے روح، بے کیف، بے لذت اور بے حس ہو کر رہ گئی ہے۔ قرآن کا پیغام یہ ہے کہ یہ خود فراموشی نتیجہ ہے خدا فراموشی کا، اس کا علاج صرف خداشناسی اور خداطلبی ہے، فرار کے بجائے واپسی، وحشت کے بجائے اُنس، انکار کے بجائے اقرار وایمان، بغاوت کے بجائے صلح، اور سرکشی کے بجائے اطاعت وانقیاد اور خدا سے بھاگنے کے بجائے خدا کی طرف بھاگنے کی ضرورت ہے۔ [1]

اَلْحِمَارُ يَحْمِلُ اَسْفَارًا

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ [2]

جن لوگوں پر تورات کا بوجھ ڈالا گیا، پھر انہوں نے اُس کا بوجھ نہیں اٹھایا، ان کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہو، بہت بری مثال ہے اُن کی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا، اور اللہ ایسے ظالموں کو ہدایت تک نہیں پہنچاتا۔

اس مثال میں تشبیہ نفع سے محرومی کے لحاظ سے ہے، وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جسے اللہ نے اپنی کتاب سے نوازا تاکہ وہ اس پر ایمان لائے اور اس میں تدبر کرے اور پھر اس کے مطابق خود بھی عمل کرے اور دوسروں کو بھی دعوت دے، لیکن اس نے اس کے خلاف کیا کہ محض اس کا علم حاصل کرلیا، اور بغیر تدبر وفہم

---

[1] ماخوذ از بانگِ درا لکھنؤ اگست ۱۹۹۷ء۔ [2] الجمعۃ:۵۔

Marfat.com

کے اس کی تلاوت کرتا رہا، نہ اس کی پیروی کی اور نہ اس کے مطابق عمل کیا تو یہ شخص اس گدھے کی مانند ہے جو اپنی کمر پر کتابوں کا بوجھ لادے ہوئے ہو اور اسے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کتابوں میں کیا ہے، اسی طرح کتاب اللہ کے متعلق اس شخص کا بھی یہی حال ہے۔ (یہ مثال اگرچہ اصلاً یہود کے متعلق نازل ہوئی ہے لیکن اپنے معنی کے اعتبار سے عام ہے)۔

حضرت مریم اور حضرت آسیہ کی مثال

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ، وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ [1]

اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے، اُن کے لئے اللہ، فرعون کی بیوی کو مثال کے طور پر پیش کرتا ہے جب اُس نے کہا تھا کہ ''میرے پروردگار! میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنادے، اور مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے نجات دے دے، اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات عطا فرما''۔ عمران کی بیٹی مریم کو (مثال کے طور پر پیش کرتا ہے) جنہوں نے اپنی عصمت کی حفاظت کی، تو ہم نے اُس میں اپنی روح پھونک دی، اور انہوں نے اپنے پروردگار کی باتوں اور اس کی کتاب کی تصدیق کی اور وہ طاعت شعار لوگوں میں شامل تھیں۔

مومنین کے لئے بیان کردہ دوسری مثال مریم علیہا السلام کی بیان کی گئی ہے کہ جن کا رشتہ ازدواج کسی سے نہ تھا، مومن سے نہ کافر سے، گویا یہاں تین قسم کی عورتوں کا ذکر ہے، ایک وہ کافر عورت جس کا رشتہ مومن صالح کیساتھ ہے، دوسری وہ مومن عورت جس کا رشتہ کافر کے ساتھ ہے اور تیسری وہ مومن عورت جس کا رشتہ نہ مومن

[1] التحریم: ۱۱، ۱۲۔

Marfat.com

کیساتھ ہے نہ کافر کے ساتھ، تو ان میں سے پہلی کے حق میں یہ رشتہ واتصال آخرت میں کسی کام کا نہیں، اور دوسرے کے حق میں اس تعلق سے کوئی ضرر نہیں اور تیسری کے حق میں یہ عدم تعلق مضر نہیں، چونکہ یہاں شان نزول ازواج مطہرات یعنی حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہن کی تنبیہ کے لئے ہے، اس لئے ان مثالوں میں رشتہ ازدواج کو ذکر کیا گیا ہے ورنہ ہر رشتہ کا یہی حال ہے۔

نیز حضرت مریم کی مثال بیان کرنے سے ایک اور اشارہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان پر یہود کی تہمت نے اللہ کے ہاں ان کا مرتبہ کچھ بھی نہ گھٹایا اور نہ ہی ان کی آخرت کے لئے مضر ہوا، اسی طرح نیک اور صالح انسان کو فساق وفجار کی تہمتیں بھی کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتیں، اور اگر یہ آیات واقعہ افک کے بعد نازل ہوئیں تو اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے تسلی ہے اور اگر واقعہ افک سے پہلے نازل ہوئیں ہیں تو انہیں اس پر ذہنی وقلبی طور پر تیار کرنا مقصود ہے۔

"وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہر بلا ومصیبت سے اپنی نجات دنیوی کے لئے حق تعالیٰ سے دعا ومناجات کرتے رہنا سیرت صالحین میں سے ہے۔ [1]

قرآن سے اعراض کرنے والوں کی مثال

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ، كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ، فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ [2]

اب ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ یہ نصیحت کی بات سے منہ موڑے ہوئے ہیں؟ اس طرح جیسے وہ جنگلی گدھے ہوں، جو کسی شیر سے (ڈر کر) بھاگ پڑے ہوں۔

اس مثال میں ان کافروں کو قرآن سے اعراض میں ان گدھوں سے تشبیہ دی ہے اور گدھے بھی وحشی جنگلی جو کمال بلادت کے لئے ضرب المثل ہیں، جو معمولی اور بالکل بے ضرر چیزوں سے بھی بدکتے اور بھاگتے رہتے ہیں اور پھر جب شیر سے بھاگیں گے تو انکی وحشت اور بدحواسی کا کیا ٹھکانہ؟

---

[1] تفسیر مدارک۔ [2] المدثر: ۴۹ تا ۵۱۔

Marfat.com

مقصودِ تشبیہ

تشبیہ سے مقصود قرآن مجید سے ان لوگوں کے انتہائی بعد و تنفر کا اظہار ہے، گویا کہ یہ ان کی ہلاکت کا پیش ہے، پھر گدھوں کے ساتھ تشبیہ میں ایک مزید نکتہ یہ بھی ہے کہ ہدایت و شریعت سے ناواقفیت و جہالت میں یہ گدھوں کی مانند بے عقل ہیں کہ وہ ہدایت جو ان کے حق میں ابدی زندگی و سعادت کا پیغام لے کر آئی تھی اس سے اس طرح بھاگ کھڑے ہوئے گویا کہ وہ ان کے حق میں ہلاکت و خسران ہو۔

قیامت کے دِن کی ہولناکی

یَوْمَ یَکُوْنُ النَّاسُ کَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ، وَتَکُوْنُ الْجِبَالُ کَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ [1]

''وہ دِن جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح اور پہاڑ رَنگ بَرنگ کے دھنکے ہوئے اُون کی طرح ہوں گے''۔

تاریخ و تفسیر کے امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس دن لوگ منتشر، پراگندہ اور حیران و سرگردان اِدھر اُدھر گھوم رہے ہوں گے''۔ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: کَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ [2] ''گویا وہ پھیلی ہوئی ٹڈیاں ہیں''۔ اور پہاڑوں کا حال یہ ہوگا کہ وہ دھنی ہوئی اُون کی طرح ادھر اُدھر اڑتے نظر آئیں گے۔ [3]

تعارض

قیامت کے روز پہاڑوں کا کیا حال ہوگا؟ اس بارے میں آیاتِ کریمہ بظاہر متعارض ہیں، چنانچہ سورۃ الکہف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَیَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَی الْاَرْضَ بَارِزَةً اور سورۃ النمل میں فرمایا: وَتَرَی الْجِبَالَ

---

[1] القارعہ: ۴، ۵۔ [2] القمر: ۷۔ [3] تفسیر ابن کثیر: ج ۵، ص ۵۸۴۔

Marfat.com

تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ اور سورۃ الطّور میں فرمایا: وَتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا اور سورۃ النبا میں ارشاد ہے: وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا اور سورۃ التکویر میں فرمایا: وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ اور طٰہٰ میں ارشاد فرمایا: وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا اور سورۃ المرسلات میں فرمایا گیا: وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ اور سورۃ الواقعہ میں ہے: وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا، فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْبَثًّا اور سورۃ الحاقۃ میں فرمایا: وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً اور سورۃ المعارج میں ارشاد فرمایا: وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ اور سورۃ القارعۃ میں بھی فرمایا: وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ اور سورۃ المزمل میں فرمایا: وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا۔

یہ آیات سات قسم کے مضامین پر مشتمل ہیں:

۱۔ مرور (چلنا)۔ ۲۔ تسییر (چلانا)۔ ۳۔ نسف (اڑانا)۔ ۴۔ بسّ (ریزہ ریزہ کرنا یا ہانکنا) ۵۔ دکّ (ٹکڑے ٹکڑے کر دینا)۔ ۶۔ هَبَآءً مُّنْبَثًّا (بکھرا ہوا غبار)۔ ۷۔ عِهْن (روئی) ۸۔ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا (بہنے والے ریت کا ٹیلہ)۔

پس اس طرح ان آیات میں بظاہر تعارض ہے۔

جواب

قیامت کے دِن پہاڑوں پر یکے بعد دیگرے یہ سب احوال مذکورہ طاری ہوں گے جن کو ان آیات میں متفرق طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اولاً تو پہاڑوں کو زمین سے اکھاڑ کر فضا میں لے جایا جائے گا، وہاں پر ہوائیں انکو اڑاتی پھریں گی، یہ بادلوں کی طرح چلتے ہوئے اور اڑتے ہوئے ہوں گے اور روئی کے گالوں کی طرح دکھائی دیں گے جس طرح اڑتے ہوئے روئی کے گالوں کی طرح معلوم ہوا کرتے ہیں، پھر ان کو زمین پر گرا کر ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا، ایسا محسوس ہوگا جیسے مجتمع ریت کا ٹیلہ بہنے لگا ہو، اس کے بعد

Marfat.com

ان کو هَبَآءً مُّنۢبَثًّا بکھرے ہوئے غبار کی طرح بنا دیا جائے گا، پس ان آیات میں کوئی تعارض نہیں، حضرت حسن بصریؒ اور دیگر محققین سے اسی طرح منقول ہے۔[1]

امثالِ عجیبہ سوال وجواب کی صورت میں

ایسی ضرب الامثال اور ان کی امثلہ جو کہ صریح طور پر لفظاً ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ دوسرے الفاظ کے پردے میں پوشیدہ ہوتی ہیں، ان کے متعلق امام ابوالحسن ماوردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابواسحاق ابراہیم بن مضارب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے والدِ گرامی مُضَارِب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ:

س۔ میں نے حسن بن فضل رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ قرآن کریم سے عرب وعجم کی بہت مثالیں پیش کرتے ہو، بھلا بتاؤ تو کہ آیا آپ کو ''خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا'' (بہترین کام معتدل کام ہے) کی مثال بھی کتاب اللہ میں ملی ہے؟

ج: حسن بن فضل رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہاں، ایسی ضرب الامثال قرآن مجید میں چار مقامات پر آئی ہیں:

۱۔ لَا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ [2]

۲۔ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا [3]

۳۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ [4]

۴۔ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا [5]

س۔ مضارب بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے کتاب اللہ میں ''مَنْ جَهِلَ شَيْئًا عَادَاهُ'' (جو شخص جس چیز سے ناواقف ہوتا ہے، اسی سے عداوت رکھتا ہے) کی مثال بھی پائی ہے؟

---

[1] روح المعانی۔ [2] البقرۃ:۶۸۔ [3] الفرقان:۶۷۔ [4] الاسراء:۲۹۔ [5] الاسراء:۱۱۰۔

Marfat.com

ج: حسن بن فضل رحمہ اللہ نے کہا کہ ہاں دو جگہوں میں پاتا ہوں:

۱۔ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ [۱]

۲۔ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا اِفْكٌ قَدِيْمٌ [۲]

س: مُضارِبُ: کیا عرب کی یہ مثل ''اِحْذَرْ شَرَّ مَنْ اَحْسَنْتَ اِلَيْهِ'' (اس شخص کے شر سے بچو جس کے ساتھ تو نے نیکی کی ہو) بھی قرآن میں پاتے ہو؟

ج: حسن: بے شک، دیکھو! وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ [۳]

س: مُضارِبُ: کیا یہ ضرب المثل ''لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْعَيَانِ'' (سنی ہوئی بات، مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی)۔ قرآن حکیم میں کہیں ملتی ہے؟

ج: حسن: ہاں، دیکھو! اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ [۴] اس میں اس ضرب المثل کا مفہوم جلوہ گر ہے۔

س: مُضارِبُ: کیا یہ ضرب المثل فِي الْحَرَكَاتِ بَرَكَاتٌ (حرکت میں برکت ہے، قرآن مجید میں ہے؟

ج: حسن: یقیناً موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً [۵] یہ ارشادِ عالیٰ اس پر دلالت کرتا ہے۔

س: مُضارِبُ: کیا یہ ضرب المثل كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ (جیسا کرو گے ویسا بھرو گے) قرآن میں ہے؟

ج: حسن: ہاں، اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے: وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ۔ [۶] اس آیتِ کریمہ میں اس کا مفہوم موجود ہے۔

س: مُضارِبُ: کیا تمہیں اہل عرب کی یہ مثل حِيْنَ تَقْلِيْ تَدْرِيْ (جس وقت سر پر پڑے گی تو تجھے حقیقت معلوم ہوگی) بھی قرآن میں ملی ہے؟

ج: حسن: ہاں، دیکھو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ

[۱] الیونس:۳۹۔ [۲] الاحقاف:۱۱۔ [۳] التوبۃ:۷۴۔ [۴] البقرۃ:۲۶۰۔ [۵] النساء:۱۰۰۔ [۶] النساء:۱۲۳۔

Marfat.com

سَبِیْلًا [1]

س: مُضارِبُ: کیا تمہیں عرب کی یہ مثل کہ لَایُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ (مومن ایک سوراخ سے دومرتبہ نہیں ڈسا جاتا) بھی قرآن مجید میں ملتی ہے؟

ج: حسن: بے شک، دیکھو! ارشادِ باری تعالیٰ ہے: هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَيْهِ اِلَّا كَمَا اَمِنْتُكُمْ عَلٰى اَخِيْهِ مِنْ قَبْلُ [2]

س: مُضارِبُ: کیا تم عرب کی اس مثل: مَنْ اَعَانَ ظَالِمًا سُلِّطَ عَلَيْهِ (جو شخص کسی ظالم کی مدد کرتا ہے تو وہی ظالم اس پر مسلط کر دیا جاتا ہے) کو قرآن حکیم میں پاتے ہو؟

ج: حسن: بالکل، ضرور دیکھو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ۔ [3]

س: مُضارِبُ: اور کیا تمہیں عرب کی یہ مثل: لَا تَلِدُ الْحَيَّةُ اِلَّا حَيَّةً (سانپ کے بچے سانپ ہی ہوتے ہیں) بھی قرآن کریم میں ملتی ہے؟

ج: حسن: بے شک، دیکھو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا [4]

س: مُضارِبُ: کیا یہ مثل لِلْحِيْطَانِ اٰذَانٌ (دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں) بھی تمہیں قرآن پاک میں ملتی ہے؟

ج: حسن: جی ہاں، اللہ پاک کا ارشاد ہے: وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ۔ [5]

س: مُضارِبُ: کیا عرب کی یہ مثل کہ اَلْجَاهِلُ مَرْزُوْقٌ وَالْعَالِمُ مَحْرُوْمٌ (بسا اوقات جاہل آسودہ حال اور عالم فقیر و نادار ہوتا ہے) بھی قرآن حکیم میں پائی جاتی ہے؟

ج: حسن: کیوں نہیں، دیکھو! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا [6]

س: مُضارِبُ: اور کیا تمہیں قرآن میں یہ ضرب المثل کہ اَلْحَلَالُ لَا يَاْتِيْكَ اِلَّا قُوْتًا وَالْحَرَامُ لَا يَاْتِيْكَ

---

[1] الفرقان: ۴۲۔ [2] الیوسف: ۶۴۔ [3] الحج: ۴۔ [4] نوح: ۲۷۔ [5] التوبہ: ۴۷۔ [6] مریم: ۷۵۔

Marfat.com

اِلَّا جُزَافًا (حلال مال سے روزی آتی ہے اور حرام سے خطرۂ جان) کہیں ملتی ہے؟

ج: حسن: ہاں! قرآن کریم میں یہ ضرب المثل بھی موجود ہے، دیکھو! ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِذْ تَاْتِیْهِمْ حِیْتَانُهُمْ یَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّیَوْمَ لَا یَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِیْهِمْ۔ [1]

امثالِ نبویہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کلمات میں امثال القرآن بکثرت پائی جاتی ہیں، یہاں تک کہ فصحاء و بلغاء کے کلام میں بھی اس کا اثر پایا جاتا ہے، اور بہت سے محدثین نے امثالِ نبویہ کو بھی جمع کیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہ جنہوں نے اپنی کتاب میں امثال الحدیث کے لئے ایک باب بعنوان "اَبْوَابُ الْاَمْثَالِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" قائم فرمایا، لیکن اس باب کے تحت صرف چودہ احادیث ذکر کی ہیں، اس پر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لَمْ اَرَ اَحَدًا مِنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ صِنَّفَ فَاَفْرَدَ لَهَا بَابًا غَيْرَ اَبِيْ عِيْسٰى، يَعْنِي التِّرْمِذِيَّ، وَلِلّٰهِ دَرُّهٗ لَقَدْ فَتَحَ بَابًا اَوْ بَنٰى قَصْرًا اَوْ دَارًا وَلٰكِنِ اخْتَطَّ خَطًّا صَغِيْرًا، فَنَحْنُ نَقْتَنِحُ بِهٖ وَنَشْكُرُهٗ عَلَيْهِ۔

میں نے کسی ایک محدث کو بھی ایسا نہیں پایا جس نے اپنی کتاب میں امثال الحدیث کے لئے کوئی باب قائم کیا ہو سوائے امام ترمذی کے، اللہ ان کا بھلا کرے، بعد والوں کے لئے دروازہ کھول گئے، دوسروں کے لئے محل و گھر تعمیر کر گئے، لیکن اس کی حدود بہت مختصر رکھی، اس کے باوجود ہم اس کو بھی کافی سمجھتے ہیں اور اس پر ان کا شکر ادا کرتے ہیں۔

اب ہم امثالِ نبویہ کے چند نمونے پیش کرتے ہیں جن کو علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "الجامع الصغیر" کی زینت کو دوبالا کرنے کے لئے جمع فرمادیا ہے:

---

[1] الاعراف: ۱۶۳۔ الاتقان فی علوم القرآن: ج ۲، ص ۴۰۱، ۴۰۲۔

Marfat.com

(۱) مَثَلُ الْاِیْمَانِ مَثَلُ الْقَمِیْصِ تَقْمُصُهٗ مَرَّةً، وَتَنْزِعُهٗ اُخْرٰی۔[1]
ایمان کی مثال قمیص کی سی ہے کہ کبھی اس قمیص کو پہنتا ہے تو کبھی اس کو اتارتا ہے۔

(۲) مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ مِنْ ثَدْیِهِمَا اِلٰی تَرَاقِیْهِمَا ، فَاَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا یُنْفِقُ اِلَّا سَبَغَتْ اَوْ وَفَرَتْ عَلٰی جِلْدِهٖ ، حَتّٰی تُخْفِیَ بَنَانَهٗ ، وَتَعْفُوَ اَثَرَهٗ ، وَاَمَّا الْبَخِیْلُ فَلَا یُرِیْدُ اَنْ یُّنْفِقَ شَیْئًا اِلَّا لَزِقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا، فَهُوَ یُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَّسِعُ۔[2]
بخل کرنے والے اور صدقہ کرنے والے کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن کے سینہ سے گلے تک کے حصہ پر لوہے کا جبہ ہے، چنانچہ خرچ کرنے والا جیسے جیسے خرچ کرتا ہے ویسے ویسے وہ جبہ کشادہ ہوتا جاتا ہے یہاں تک اس کی انگلیوں کے پورے تک چھپ جاتے ہیں اور اس کا اثر بھی باقی نہیں رہتا ہے یعنی مکمل طور پر اس جبہ میں محفوظ ہو جاتا ہے اور ہاتھ آزادانہ حرکت کر سکتے ہیں، جبکہ بخیل خرچ کرنے کا ارادہ نہیں کرتا مگر جبہ کی کڑیاں سکڑتی جاتی ہیں، وہ اس کو کشادہ کرنا چاہتا ہے لیکن ہو نہیں پاتا۔

(۳) مَثَلُ الْبَیْتِ الَّذِیْ یُذْكَرُ اللّٰهُ فِیْهِ وَالْبَیْتُ الَّذِیْ لَا یُذْكَرُ اللّٰهُ فِیْهِ، مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔[3]
جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اس کی مثال زندہ کی سی ہے جبکہ جس گھر میں اللہ کا ذکر نہ کیا جاتا ہو اس کی مثال مردہ کی سی ہے۔

(۴) مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِیْسِ السُّوْءِ ، كَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْكِ وَكِیْرِ الْحَدَّادِ ، لَا یَعْدَمُكَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْكِ ، اِمَّا اَنْ تَشْتَرِیَهٗ اَوْ تَجِدَ رِیْحَهٗ ، وَكِیْرُ الْحَدَّادِ یُحْرِقُ بَیْتَكَ اَوْ ثَوْبَكَ ، اَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِیْحًا خَبِیْثَةً۔[4]
نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال مسک (خوشبو) والے اور لوہا کی بھٹی کی طرح ہے کہ خوشبو والے سے محروم نہیں ہو گے، یا تو مسک خرید لو گے یا کم از کم اس کی خوشبو تو حاصل ہو جائے گی، جب کہ لوہا کی بھٹی تیرا گھر یا

[1] کنز العمال، رقم الحدیث: ۲۶۲۔ [2] بخاری، رقم الحدیث: ۱۴۴۳۔ [3] مسلم، رقم الحدیث: ۲۱۱۔ [4] کنز العمال، رقم الحدیث: ۲۴۶۷۵۔

Marfat.com

کپڑے جلا دے گی ورنہ تجھے کم از کم اس کی بدبو اور دھواں تو حاصل ہو ہی جائے گا۔

(۵) مَثَلُ الْجَلِيْسِ الصَّالِحِ مَثَلُ الْعَطَّارِ، اِنْ لَمْ يُعْطِكَ مِنْ عِطْرِهٖ اَصَابَكَ مِنْ رِيْحِهٖ۔ [1]

نیک دوست کی مثال عطر فروش کی سی ہے، کہ اگر وہ عطر نہ دے تب بھی بہر حال خوشبو تو حاصل ہو ہی جائے گی۔

(۶) مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِي الزِّيْنَةِ فِيْ غَيْرِ اَهْلِهَا، كَمَثَلِ ظُلْمَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا نُوْرَ لَهَا۔

اپنے شوہر کے علاوہ بناؤ سنگھار کرنے والی عورت کی مثال قیامت والے دن کے اس اندھیرے کی طرح ہے جس میں کوئی روشنی نہ ہو۔

(۷) مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ عَذْبٍ عَلٰى بَابِ اَحَدِ كُمْ، يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ، فَمَا يَبْقٰى ذَالِكَ مِنَ الدَّنَسِ۔ [2]

پانچ نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی کے دروازہ پر بہہ رہی ہو، جس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو، اس کے جسم پر میل کچیل بالکل بھی باقی نہیں رہے گا، (اسی طرح نماز پڑھنے والے کے گناہ نماز کی برکت سے جھڑ جاتے ہیں)۔

(۸) مَثَلُ الْعَالِمِ الَّذِيْ يُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ وَيَنْسٰى نَفْسَهٗ، كَمَثَلِ السِّرَاجِ يُضِيْءُ لِلنَّاسِ وَيُحْرِقُ نَفْسَهٗ۔ [3]

''وہ عالم جو دوسروں کو تو خیر سکھائے لیکن خود عمل نہ کرے، اس کی مثال چراغ کی طرح ہے کہ دوسروں کو تو روشن کرے لیکن اپنے آپ کو جلائے''۔

(۹) مَثَلُ الْقَلْبِ مَثَلُ الرِّيْشَةِ تُقَلِّبُهَا الرِّيَاحُ بِفَلَاةٍ [4]

دل کی مثال اس پَر کی طرح ہے جو میدان میں پڑا ہو کہ ہوا، اس کو الٹ پلٹ کرتی رہتی ہے۔

---

[1] کنز العمال، رقم الحدیث: ۲۴۶۷۶۔ [2] کنز العمال، رقم الحدیث: ۱۸۹۳۱۔ [3] کنز العمال، رقم الحدیث: ۲۸۹۷۶۔ [4] کنز العمال، رقم الحدیث: ۱۲۱۱۔

Marfat.com

(۱۰) مَثَلُ الَّذِیْ یُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ كَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ اِذَا شَبِعَ [۱]

جو شخص بالکل مرنے کے وقت (اپنے غلام) کو آزاد کرے، اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو (خوب کھائے) جب پیٹ بھر جائے (اور کوئی گنجائش باقی نہ رہے تو) دوسروں کو ہدیہ کر دے۔

(۱۱) مَثَلُ الَّذِیْ یَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ ثُمَّ لَا یُحَدِّثُ بِهٖ كَمَثَلِ الَّذِیْ یَكْنِزُ الْكَنْزَ فَلَا یُنْفِقُ مِنْهُ [۲]

جو شخص علم حاصل کرنے کے بعد دوسروں کو نہ سکھائے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو خزانہ جمع تو کرے لیکن خرچ نہ کرے۔

(۱۲) مَثَلُ الَّذِیْ یَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ فِیْ صِغْرِهٖ كَالنَّقْشِ عَلَى الْحَجَرِ، وَمَثَلُ الَّذِیْ یَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ فِیْ كِبَرِهٖ كَالَّذِیْ یَكْتُبُ عَلَى الْمَاءِ [۳]

جو شخص کم عمری میں علم حاصل کرے اس کی مثال ان نقوش کی طرح ہے جو پتھر پر کندہ کر دیئے گئے ہوں، جبکہ بڑی عمر میں علم حاصل کرنے والے کی مثال پانی پر لکھنے والے شخص کی طرح ہے۔

(۱۳) مَثَلُ الَّذِیْ یَتَكَلَّمُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ، مَثَلُ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا، وَالَّذِیْ یَقُوْلُ لَهٗ: "اَنْصِتْ" لَا جُمُعَةَ لَهٗ

جو شخص جمعہ کے دن خطبہ کے دوران بات کرے اس کی مثال کتابوں کا انبار اٹھائے ہوئے گدھے کی طرح ہے، جو شخص اس کو کہے "چپ ہو جاؤ" اس کا جمعہ نہیں ہے یعنی ثواب میں کمی ہو جائے گی۔

(۱۴) مَثَلُ الَّذِیْ یُعِیْنُ قَوْمَهٗ عَلٰى غَیْرِ الْحَقِّ، مَثَلُ بَعِیْرٍ تَرَدّٰى وَهُوَ یَجُرُّ بِذَنَبِهٖ

جو شخص اپنی قوم کی غلط طریقہ پر مدد کرے اس کی مثال اس اونٹ کی طرح ہے جو کسی کھائی میں گر گیا ہو، اس حال میں کہ وہ اس کی دم کھینچ رہا ہو۔

(۱۵) مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ النَّخْلَةِ مَا اَخَذْتَ مِنْهَا مِنْ شَیْءٍ نَفَعَكَ۔ [۴]

مومن کی مثال کھجور کے درخت کی طرح ہے اس کی ہر چیز فائدہ مند ہوتی ہے، اس میں سے جو کچھ بھی لے گا وہ

---

[۱] ابوداؤد، رقم الحدیث: ۳۹۶۸۔ [۲] کنز العمال، رقم الحدیث: ۲۸۹۹۵۔ [۳] التیسیر بشرح الجامع الصغیر، ص: ۳۷۱۔ [۴] کنز العمال، رقم الحدیث: ۷۲۷۔

Marfat.com

تجھے نفع دے گی۔

(۱۶) مَثَلُ الْمُؤْمِنِ اِذَا لَقِیَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ ، کَمَثَلِ الْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضًا

مومن جب مومن سے ملتا ہے اور سلام کرتا ہے اس کی مثال عمارت کی طرح ہے کہ ایک حصہ دوسرے کو مضبوط و مستحکم کرتا ہے۔

(۱۷) اَلْمُؤْمِنُ کَمَثَلِ النَّحْلَةِ، لَا تَأْکُلُ اِلَّا طَیِّبًا، وَلَا تَضَعُ اِلَّا طَیِّبًا [۱]

مومن کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے کہ وہ اچھی چیز ہی کھاتی ہے اور اچھی چیز ہی نکالتی ہے۔

(۱۸) مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ السُّنْبُلَةِ، تَسْتَقِیْمُ مَرَّةً وَتَخِرُّ مَرَّةً وَمَثَلُ الْکَافِرِ مَثَلُ الْاَرْزَةِ، لَا تَزَالُ مُسْتَقِیْمَةً حَتّٰی تَخِرَّ وَلَا تَشْعُرُ [۲]

مومن کی مثال خوشہ کی طرح ہے جو کبھی اپنی جگہ کھڑا رہتا ہے تو کبھی ادھر ادھر جھک جاتا ہے، جبکہ کافر کی مثال صنوبر درخت کی طرح ہے کہ ایک وقت تک اپنی جگہ سیدھا کھڑا رہتا ہے لیکن جب گرتا ہے تو ایسا گرتا ہے پتہ بھی نہیں چلتا۔

(۱۹) مَثَلُ الْمَرْأَةِ الصَّالِحَةِ فِی النِّسَاءِ کَمَثَلِ الْغُرَابِ الْاَعْصَمِ الَّذِیْ اِحْدٰی رِجْلَیْهِ بَیْضَاءُ

''نیک وصالح عورت کی مثال اس کوّے کی طرح ہے جس کی ایک ٹانگ سفید ہو''۔ [۳]

(۲۰) مَثَلُ الْمُنَافِقِ کَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَیْنَ الْغَنَمَیْنِ، تَعِیْرُ اِلٰی هٰذِهٖ مَرَّةً وَاِلٰی هٰذِهٖ مَرَّةً لَا تَدْرِیْ اَیَّهُمَا تَتْبَعُ [۴] ''منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو (۲) ریوڑوں کے درمیان مشتاق و پریشان پھر رہی ہو، کبھی ایک کی طرف جاتی ہے تو کبھی دوسرے کی طرف، پتہ نہیں کہ کس کے ساتھ چلے''۔

(۲۱) مَثَلُ اَصْحَابِیْ مَثَلُ الْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ، لَا یَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ [۵] ''میرے صحابہ کی مثال

---

[۱] کنز العمال، رقم الحدیث: ۷۲۹۔ [۲] مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۵۱۵۴۔ [۳] کنز العمال، رقم الحدیث: ۴۵۱۴۵۔ [۴] کنز العمال، رقم الحدیث: ۶۲۹۸۔
[۱] کنز العمال، رقم الحدیث: ۳۲۴۷۶۔

Marfat.com

کھانے میں نمک کی طرح ہے، کہ کھانا بغیر نمک کے بے ذائقہ ہوتا ہے''۔

(۲۲) مَثَلُ اُمَّتِیْ مَثَلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُهٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ [۱] ''میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے کہ معلوم نہیں کہ اس کا اوّل بہتر ہے یا آخر''۔

(۲۳) مَثَلُ بَلْعَمِ بْنِ بَاعُوْرَا فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ، كَمَثَلِ اُمَیَّةَ بْنِ اَبِی الصَّلْتِ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ [۲] ''بنی اسرائیل میں بلعم بن باعوراء کی مثال اس امت میں امیۃ بن ابی الصلت کی طرح ہے''۔

(۲۴) مَثَلُ هٰذِهِ الدُّنْیَا مَثَلُ ثَوْبٍ شُقَّ مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰی اٰخِرِهٖ فَبَقِیَ مُتَعَلِّقًا بِخَیْطٍ فِیْ اٰخِرِهٖ فَیُوْشِكُ ذَالِكَ الْخَیْطُ اَنْ یَنْقَطِعَ [۳] ''دنیا کی مثال اس کپڑے کی طرح ہے جو مکمل طور پر پھٹ گیا ہو سوائے صرف آخری دھاگہ کے کہ وہ بھی ٹوٹنے والا ہو''۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆

[۱] کنز العمال، رقم الحدیث: ۳۴۴۸۵۔ مسند احمد، رقم الحدیث: ۱۲۴۶۱۔ [۲] کنز العمال، الفصل الثالث، رقم الحدیث: ۷۹۸۲۔ [۳] رواہ البیہقی فی شعب الایمان، التیسیر بشرح الجامع الصغیر، حرف المیم۔

Marfat.com

قرآن کریم میں حیوانات کا تذکرہ

یعنی قرآن مجید میں جن حیوانات کا ذکر آیا ہے ان کے

اسماء، صفات، افعال اور متعلقات کا بیان

تمہید:

قرآن مجید اصلاً ایک کتاب ہدایت اور دستور العمل ہے، لیکن ضمناً بہت سے علمی مسائل پر بھی اس سے روشنی پڑ جاتی ہے، اور عربی زبان وادب کے علاوہ مختلف علوم وفنون کے بھی کتنے ہی عنوانات اس سے منور ہو جاتے ہیں، قرآن پاک میں حیوانات کا ذکر خاصی تعداد میں آیا ہے، مثلاً:

ابل (اونٹ) بعیر (اونٹ) جمل (اونٹ) خیل (گھوڑا) حمار (گدھا) ذئب (بھیڑیا) غُراب (کوّا) فیل (ہاتھی) طیر (پرندے) دواب (جانور) حوت (مچھلی) حیتان (مچھلیاں) غنم (بکری) ضان (بھیڑ) بقرہ (گائے، بیل) انعام (مویشی) ثعبان (سانپ) حیہ (سانپ) عنکبوت (مکڑی) ذباب (مکھی) بعوضہ (مچھر) ضفادِع (مینڈک) نحل (شہد کی مکھی) نمل (چیونٹی) سلویٰ (بٹیر) سبع (درندہ) بہیمہ (چرندہ) بغال (خچر) عجل (بچھڑا) جراد (ٹڈی) کلب (کتّا) قسورہ (شیر) وغیرہ۔

اور پھر ان کے متعلقات مثلاً:

جناحیہ (پرندوں کے پر) لحوم (ان کا گوشت) شحوم (ان کی چربیاں) فرث (ان کا گوبر) لبن (ان کا دودھ) ظُفر (ان کے کُھر) بطون (پیٹ) اشعار ھا (ان کے بال)

Marfat.com

ادبارھا (ان کے روئیں) دماءھا (ان کا خون) حَوَایا (ان کی انتڑیاں) عظم (ان کی ہڈی) وغیرہا۔

اوران کے افعال وحرکات، مثلاً:

ان کا اُڑنا (یطیر) ان کا کھیت جوتنا (تثیر) ان کا کھانا (اکلہ السبع، تاکل الانعام) ان کا دوڑتے ہوئے ہانپنا (ضبحًا) ان کا زبان نکالے رہنا (یلھث) ان کا پروں کو سمیٹنا، (یقبضن) ان کا صبح وشام چراگاہوں کو آنا جانا (تریحون، تسرحون) ان کا نگل جانا (تلقف) وغیرہا۔

ساتھ ہی ان کی صفات بھی حتی الامکان نظر انداز نہیں ہونے پائیں، مثلاً:

تلا ہوا بچھڑا (حنیذ) موٹا تازہ بچھڑا (سمین) دبلی سواریاں (ضامر) موٹی تازی گائیں (سِمَان) دبلی پتلی گائیں (عجاف) وحشت زدہ گدھے (مستنفرہ) وغیرہا۔

ذیل میں اس قسم کے تمام الفاظِ قرآنی کو یکجا کر دیا گیا ہے، اور ساتھ ہی جانوروں کے نام اور کنیتیں، لغوی تشریحات، جانوروں کی عادات، خصائل اور خصوصیات، شرعی حلت وحرمت، ضرب الامثال اور طِبّی فوائد کا ذکر کیا گیا ہے، آئندہ آنے والے صفحات درج ذیل خصوصیات پر مشتمل ہوں گے، مثلاً:

۱۔ پہلے ان کے معنی دیئے ہیں۔

۲۔ پھر قرآن مجید میں یہ جہاں جہاں آئے ہیں اس کا حوالہ بہ قید پارہ وسورت ورکوع ہے۔

۳۔ پھر یہ بتایا ہے کہ قرآن نے اس کے متعلق کیا کہا ہے۔

۴۔ پھر اس جانور، یا اس کے کسی حصہ جسم، یا اس کی کسی صفت، یا اس کے کسی فعل سے متعلق ضروری معلومات یکجا کر دی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآنی علوم سے بہرہ ور ہونے اور اسے آگے پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

اِبِلٌ

اونٹ، شتر۔[1]

اونٹ کے لئے عربی میں بہت سے نام ہیں، یہ خاص نام قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ ایک جگہ حلّت و حرمت حیوانات کے سلسلہ میں، اور وہاں صرف اس قدر ہے کہ اللہ نے اونٹ کی بھی دو صنفیں پیدا کی ہیں نر اور مادہ۔ دوسری جگہ قدرت الٰہی وصنعتِ باری کے سلسلہ میں ہے کہ کیا یہ لوگ اُونٹ کو نہیں دیکھتے کہ اسے کیسا (عجیب) پیدا کیا گیا ہے۔

''اِبِلٌ'' کے متعلق مصباح اللغات اور المنجد وغیرہ میں ہے کہ اس لفظ کا استعمال مفرد کے لئے نہیں ہوتا۔ اس کی جمع ''آبال'' آتی ہے اور جوہری نے لکھا ہے کہ اس لفظ کی جمع نہیں آتی۔

اونٹ باعثِ عزت وشرف ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (تمام جانوروں میں) اونٹ گھر والوں کے لئے باعث عزت وشرف اور بکریاں برکت کا سبب ہوتی ہیں، اور خیر وبھلائی قیامت تک کے لئے گھوڑوں کی پیشانیوں میں بندھی ہوئی ہے۔[2]

پیشانی سے مراد یہاں گھوڑوں کی ذات ہے جیسے کہتے ہیں فُلَانٌ مُبَارَكُ النَّاصِيَةِ یعنی فلاں آدمی ذات کا مبارک ہے، ملّا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گھوڑوں میں ایک خاص قسم کی برکت رکھی ہے، اس لئے کہ گھوڑوں کے ذریعے جہاد کیا جاتا ہے جس میں دنیا وآخرت کی بھلائی ہے[3]۔ جیسے کہ ایک موقع پر فرمایا گیا ہے کہ جہاد میں آخرت کا ثواب اور دنیا میں مال غنیمت حاصل ہوتا ہے۔

ہندوستان میں علاقہ راجستھان اور پاکستان میں سندھ، بلوچستان اور صوبہ شمال وغرب سے قطع نظر، مشرقی ترکستان، منگولیا، ایشیائے کوچک، عراق، شام، فلسطین، مصر، طرابلس، مراقش، غرض براعظم ایشیا اور براعظم افریقہ دونوں کے بیشتر خطوں اور علاقوں میں اونٹ کی اہمیت وافادیت بالکل مسلّم ہے اور اونٹ کے وجود سے

---

[1] پارہ: ۸، سورۃ الانعام: ۱۴۴۔ پارہ: ۳۰، سورۃ الغاشیہ: ۱۷۔ [2] رواہ ابن ماجہ۔ [3] مرقاۃ۔

Marfat.com

آسٹریلیا اور اسپین بھی خالی نہیں، جدید تحقیق یہ ہے کہ یہ اصل میں شمالی امریکہ کا جانور ہے اور وہاں سے اپنی سکونت منتقل کر کے جنوبی امریکہ، ایشیاء اور یورپ کی سرزمینوں پر پہنچا۔

اونٹ کی خصوصیات

اطاعت سے کبھی روگردانی نہیں کرتا۔ اس کی پشت پر اتنی وسعت ہے کہ انسان مع ساز وسامان، کھانے پینے کی چیزیں، ضروری برتن، گدا، تکیہ اور کپڑوں کے ساتھ سواری کر سکتا ہے۔ قرآن کریم میں اسی غرابت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ "کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس عجیب وغریب طریقہ سے پیدا کیا گیا ہے"۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے اس کی لمبی گردن اس لئے بنائی تا کہ وہ بوجھ لے کر آسانی کے ساتھ اٹھ بیٹھ جائے اور بھاری بوجھ اٹھا سکے، اونٹ کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ وہ پانی پر صبر کرنے کی زبردست قوت کا مالک ہے، چنانچہ وہ سفر میں دس دن تک پانی نہ ملنے کی وجہ سے صبر کا مظاہرہ کر سکتا ہے۔

اونٹ کی عادتیں اور خصلتیں

اونٹ کی عادت ہے کہ وہ سال بھر میں صرف ایک بار جفتی کرتا ہے لیکن اس کی جفتی دیر پا ہوتی ہے اور وہ اس دوران بار بار انزال کرتا ہے، اونٹنی تین سال میں حاملہ ہو پاتی ہے۔

حیوانات کے ماہرین نے بتایا ہے کہ اونٹ سب سے زیادہ بغض اور کینہ رکھنے والا جانور ہوتا ہے، صاحب المنطق نے کہا ہے کہ اونٹ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنی ماں پر (جفتی کرنے کے لئے) نہیں چڑھتا، مزید انہوں نے ایک واقعہ بھی نقل کیا ہے کہ گزشتہ زمانے میں ایک آدمی نے یہ کیا کہ اونٹنی کو ایک کپڑے سے ڈھانپ دیا، پھر اس نے اس کے نوجوان بچے کو اس پر چھوڑ دیا تو وہ چڑھ گیا، جب اس بچے نے اپنی ماں کو پہچان لیا کہ یہ تو ماں ہے تو اس نے اپنے ذَکَر کو کاٹ لیا، پھر وہ نوجوان اونٹ اس آدمی سے بغض رکھنے لگا، یہاں تک کہ اس

[1] الغاشیہ: ۱۷۔

Marfat.com

اونٹ نے موقع پا کر آخر کار اس کو موت کے گھاٹ اتار دیا، پھر اس نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کر دیا۔

اونٹ ایسا جانور ہے جس کا پتہ نہیں ہوتا، شاید اسی لئے اس کے اندر صبر و تحمل کی بے پناہ قوت ہوتی ہے، اس کے اندر نہایت اطاعت اور فرمانبرداری کا جذبہ کارفرما رہتا ہے، اونٹ کی کنیت ابوایوب ہے۔

اونٹ میں خاص بات یہ ہے کہ وہ کانٹے دار درختوں کو بھی مزے لے کر کھاتا ہے، اسے اس کے ہضم کرنے میں کسی قسم کی کوئی دقت پیش نہیں آتی۔

اس کی پشت کے وسط میں ایک بلندی ہوتی ہے، جسے کوہان کہتے ہیں، اس کی ایک قسم ایسی بھی ہے جس کے کوہان ایک کے بجائے دو ہوتے ہیں، یہ دُہرے کوہان والے اونٹ بلخی یا باختری نسل کے کہلاتے ہیں اور یہ بخارا، فرغانہ اور چینی ترکستان کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں، ایک کوہان والے عرب نسل کے کہلاتے ہیں اور دنیا میں زیادہ تر وہی پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے معدے کے پاس ہی ایک تھیلی اور ہوتی ہے جس میں وہ پانی جمع کر لیتا ہے، اس لئے اگر اسے پانی نہ ملے تو وہ آٹھ آٹھ بلکہ دس دس دن اپنے اسی اندرونی ذخیرہ آب سے برابر سیراب ہوتا رہتا ہے، اور ریگستان کی گرمی اور جھلسا دینے والی ہوا کے باوجود پیاس سے ہلاک نہیں ہوتا اور یہی حال اس کی بھوک کا ہے، چربی کا ذخیرہ جو اس کے کوہان کے اندر محفوظ رہتا ہے، وہ کئی کئی دن تک اسے کھانے سے بے نیاز رکھ سکتا ہے، یوں بھی اس کی غذا بہت معمولی ہی رہتی ہے، محض ببول کے کانٹوں پر وہ بسر کر سکتا ہے، ریگستانی سفر میں جہاں کئی کئی دنوں تک کھانا پانی نہیں ملتا، اس کی افادیت اور غیر معمولی افادیت ظاہر ہے، وہ کئی کئی من وزن لے کر ۲۰، ۲۵ میل روزانہ با آسانی ریگستان میں سفر کر سکتا ہے۔

اس کا سر اس کے جسم کی مناسبت سے بہت چھوٹا ہوتا ہے، البتہ اس کی گردن اور ٹانگیں بہت لمبی ہوتی ہیں، مزاج کے لحاظ سے وہ عام طور پر بڑا حلیم اور شائستہ جانور ہے، اس کا حلم ضرب المثل کا درجہ رکھتا ہے لیکن جب کسی وجہ سے اس کا غصہ بھڑک اُٹھتا ہے تو وہ سخت خطرناک بھی ہو جاتا ہے، جفتی کرتے وقت اگر کوئی اسے دیکھ لے تو (شاید حسِ غیرت کی بناء پر) اس کا غصہ بہت تیز ہوتا ہے، حملہ اکثر وہ انسان کے سر پر کرتا ہے اور اپنے

Marfat.com

مضبوط دانت اس کی گردن پر جما کر اس کی کھوپڑی اتار لیتا ہے، اس کے دانت ہوتے ایسے ہیں کہ جب کسی چیز کے اندر گھس جاتے ہیں تو آسانی سے نکل ہی نہیں سکتے۔

بَعِیْر

اُونٹ۔[1]

اونٹ کے لئے عربی میں متعدد الفاظ آئے ہیں، ان میں سے ایک بعیر بھی ہے، قرآن مجید میں یہ لفظ دو بار آیا ہے، دونوں مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں اور بار برداری کے سلسلہ میں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی وزارتِ مصر کے زمانہ میں جب مصر اور گردو پیش کے دوسرے ملکوں میں قحط عظیم پڑا اور آپ علیہ السلام کے حسن تدبیر و انتظام سے سب کو غلہ راشن سے ملنے لگا تو فلسطین سے آنے والے قافلوں کے لئے فی کس ایک ایک بار شتر (راشن) تجویز ہوا تھا۔ چنانچہ فرزندان یعقوب علیہ السلام جب اپنے دوبارہ سفر مصر کے وقت اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو اپنے ساتھ لانا چاہتے ہیں تو اپنے والد سے کہتے ہیں کہ ''ہم اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک بار شتر غلہ اور لے آئیں گے''۔

پھر اسی قصہ میں جب سرکاری پیمانہ گم ہو جاتا ہے تو اس کے ڈھونڈ لانے والے کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ''جو کوئی اسے لے آئے گا اس کے لئے (انعام) ایک بار شتر (غلہ) ہے''۔

نَاقَةٌ

اونٹنی[2]

سات مقامات جہاں اونٹنی کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے، حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کے سلسلہ میں آیا ہے، پہلی وہ جگہ ہے کہ جب حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم ثمود سے فرمایا کہ یہ اونٹنی تمہارے لئے اللہ کی ایک نشانی ہے، اپنی معجزانہ پیدائش کی بنا پر، اسے چھوڑے رہنا کہ یہ زمین پر کھاتی چرتی پھرے، اور اسکے

[1] پارہ:۱۳، سورۃ یوسف، ۶۵، ۷۰۔ [2] پارہ:۸، سورۃ الاعراف، ع:۱۔ پارہ:۱۲، سورۃ ھود، ع:۶۔ پارہ:۱۵ سورۃ بنی اسرائیل، ع:۴۔ پارہ:۱۹، سورۃ الشعراء، ع:۸۔ پارہ:۲۷، سورۃ القمر، ع:۱۔ پارہ:۳۰، سورۃ الشمس۔

Marfat.com

ساتھ برائی سے پیش نہ آنا، ورنہ تمہیں دردناک عذاب آ پکڑے گا، لیکن ان لوگوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں، تیسری جگہ بھی اس مضمون کا اعادہ خفیف لفظی تغیر کے ساتھ ہے، چوتھی جگہ صرف اتنا ہے کہ ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی دی تھی، بصیرت کے طور پر، لیکن انہوں نے اس کے ساتھ بڑا ظلم کیا، پانچویں جگہ حضرت صالح علیہ السلام کی زبان سے قوم ثمود کو یوں مخاطب کیا ہے کہ یہ اونٹنی ہے کہ اس کے پینے اور تمہارے پینے کا باری کا دن مقرر ہے، اس سے برائی سے نہ پیش آنا، ورنہ تمہیں سخت عذاب آ پکڑے گا لیکن ان لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں، چھٹی جگہ یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہم اُن (قومِ ثمود) کی آزمائش کیلئے اُن کی طرف اونٹنی بھیجنے والے ہیں تو آپ (اے صالح) انہیں دیکھتے بھالتے رہئے اور صبر سے بیٹھے رہئے اور انہیں خبر دے دیجئے کہ پانی ان کے درمیان بانٹ دیا گیا ہے، ہر ایک اپنی باری پر حاضر ہوا کرے، لیکن انہوں نے اپنے رفیق یا سردار کو بلایا، اس نے اس پر وار کیا اور اسے ہلاک کر ڈالا، ساتویں جگہ قوم ثمود کے سلسلہ میں ہے کہ ان سے پیغمبر خدا نے کہا کہ اللہ کی (خاص نشانی) اونٹنی اور اس کے پانی پلانے کے بارہ میں خبردار رہنا مگر انہوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔

اونٹنی کی پیدائش کسی اعجازی طور پر ہوئی تھی اور اس کی پرورش ونگہداشت کے کچھ احکام بھی خاص تھے، اور قدیم امتوں کے لئے ایسے خوراق اور ایسے احکام دونوں عام تھے، مقصود یہ تھا کہ اس کے ذریعہ سے کچھ بصیرت حاصل کریں، سو یہ تو کچھ نہ کیا، بلکہ الٹا اور ظلم کر کے اسے مار ہی ڈالا۔

سانڈنیاں تیز رفتاری میں گھوڑے کا مقابلہ کرتی ہیں، بلکہ منزل مارنے میں گھوڑے سے بھی چند قدم آگے ہی ہیں، ریل اور تار کے دور سے پہلے پیام رسانی کا تیز ترین ذریعہ سانڈنیاں ہی تھیں۔

قَسْوَرَةٌ

''شیر''، قرآن مجید میں ہے: كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ، فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ اس طرح جیسے وہ جنگلی گدھے ہوں، جو کسی شیر سے ڈر کر بھاگ پڑے ہوں۔ [1]

[1] پارہ:۲۹، سورۃ المدثر:۵۰، ۵۱۔

Marfat.com

قرآن مجید میں شیر کا یہ نام (قسورہ) ایک ہی جگہ آیا ہے، مشرکین عرب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ اور قرآن سے وحشت کھا کر بھاگتے تھے، قرآن مثال بیان کرتا ہے کہ جیسے وہ بدکتے ہوئے گدھے ہیں جو شیر سے (بدک کر) بھاگے ہیں۔

اَسَدٌ ''شیر''

''شیر'' ایک مشہور و معروف درندہ جانور ہے، عربی میں شیر کو اَسَدٌ بھی کہتے ہیں۔ اس کی جمع اُسُوْدٌ، اُسُدٌ، آسُدٌ اور آسَاد وغیرہ آتی ہے، شیرنی کے لئے لبُوءٌ اسدۃ استعمال کرتے ہیں، چنانچہ حدیث ام زرع میں ہے کہ (پانچویں عورت نے یہ کہا کہ) میرے شوہر کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ گھر میں آتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے، جب وہ گھر سے باہر جاتا ہے تو شیر بن جاتا ہے۔

فائدہ عظیمہ: علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ کلامِ نبوت میں شیر کو اسد کہا گیا ہے، اور اسی مادہ سے افعال بھی مستعمل ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رات میں قصہ گوئی سنانے کے سلسلے میں کئی حدیثیں منقول ہیں، انہیں میں یہ حدیث اُمّ زرع بھی ہے، یہ قصہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بہت طویل منقول ہے، فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ گیارہ عورتوں نے یہ معاہدہ کیا کہ آج ہر عورت اپنے خاوند کا صحیح حال بیان کرے، کسی قسم کی کوئی بات چھپانے کی کوشش نہ کرے، چنانچہ ان گیارہ عورتوں نے قصہ بیان کیا، ان عورتوں کی داستان میں چونکہ قصہ ام زرع سب سے اہم اور طویل ہے اس لئے اس کو ''حدیث ام زرع'' کہا جانے لگا، اس کی تفصیل یہ ہے کہ پانچویں عورت نے کہا کہ میرے خاوند کا حال یہ ہے کہ وہ جس وقت گھر میں آتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے جب باہر جاتا ہے تو شیر بن جاتا ہے اور جو کچھ گھر میں ہوتا رہتا ہے وہ اس کی تحقیق و تفتیش میں نہیں الجھتا۔

اس عورت نے جو یہ انکشاف کیا اس کی وضاحت میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ آیا عورت اپنے شوہر کی مذمت کر رہی ہے یا مدح سرائی، چونکہ اس بات سے دونوں باتوں کا مفہوم نکلتا ہے لیکن واضح یہی ہے کہ مدح

Marfat.com

سرائی ہے، اب سوال یہ ہے کہ اگر مذمت تسلیم کرلی جائے تو وہ کیسے؟ وہ اس طرح کہ شوہر جب گھر میں آتا ہے تو چیتے کی طرح سَود بن جاتا ہے نہ کسی بات کا کہنا نہ کسی کام سے غرض، لیکن جب وہ گھر سے باہر جاتا ہے تو اچھا خاصا شریفوں جیسا برتاؤ کرتا ہے، گھر میں کچھ مصیبت آئے اس سے کچھ مطلب نہیں، نہ وہ کسی کی خیریت معلوم کرتا ہے اور نہ خبر۔

اگر مدح سرائی ہے تو یہ مطلب ہوگا کہ شوہر گھر میں آکر نہایت بے خبر ہو جاتا ہے، کسی چیز میں کوئی نقص نہیں نکالتا اور نہ کسی کام میں دخل دیتا ہے نہ خفگی کا اظہار، وہ سونے والے کی طرح بے خبر ہو جاتا ہے، ہم جو چاہیں کھائیں پکائیں، وہ کسی بات کو نہیں پوچھتا اور نہ ہر بات کی تحقیق کرتا ہے کہ فلاں کام کیوں کیا، فلاں بات کیوں ہوئی۔

گھر سے باہر شیروں کی طرح خوب ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہے، لیکن گھر میں جو کھانے پینے کی چیزیں ہیں ان کے پیچھے نہیں پڑتا کہ کہاں خرچ کی گئیں، کیوں خرچ کیں، جو چیز گھر میں آتی ہے تو گھر والوں کو آزادی ہے کہ جس طرح چاہیں اسے خرچ کریں۔

شیر کے نام

عربی میں شیر کے بہت سے نام ہیں، اہل علم نے لکھا ہے کہ کسی چیز کے زیادہ نام ہونا اس چیز کی اہمیت اور شرف پر دلالت کرتے ہیں، چنانچہ امام ابن خالویہ کہتے ہیں کہ شیر کے پانچ سو نام ہیں اور اس کی اتنی ہی صفات ہیں۔ لیکن علی بن قاسم بن جعفر اللغوی نے ایک سو تیس نام مزید ذکر کئے ہیں (اس طرح شیر کے نام چھ سو تیس ہو گئے)، شیر کے مشہور نام یہ ہیں: اسامة، حیدرة، ضیغم، غضنفر، قسورة۔

شیر کی کنیتیں

علمائے لغت نے شیر کی کنیتیں حسبِ ذیل ذکر کی ہیں:

ابو ابطال، ابو حفص، ابو اخیاف، ابو زعفران، ابو شبل، ابو عباس، ابو حرث وغیرہ

Marfat.com

شیر کیلئے قابلِ فخر بات

بعض اہل علم حضرات نے لکھا ہے کہ شیر کے لئے یہ بات قابل فخر ہے کہ اس کے نام سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو "اَسَدُ اللہِ" (شیرِ خدا) کا لقب دیا گیا ہے، ایسے ہی حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو "فَارِسُ النَّبِیِّ" حضور اکرم، سرکارِ دوعالم، محبوبِ کبریاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شہسوار کہا جاتا ہے۔

شیرنی کے بچہ دینے کا عجیب طریقہ

حیوانات کے ماہرین نے لکھا کہ شیرنی کے بچہ دینے کا عجیب طریقہ ہے کہ شیرنی گوشت کا ایک بے حس و حرکت لوتھڑا ڈال کر تین دن تک نگرانی کرتی ہے، پھر شیر اس ٹکڑے میں پھونک مارتا رہتا ہے تا آنکہ اس میں روح پیدا ہوتی ہے، بعد میں اعضاء وغیرہ بننا شروع ہوتے ہیں، پھر وہ لوتھڑا شکل وصورت اختیار کر لیتا ہے اور شیرنی اسے دودھ پلا کر پرورش کرتی ہے، پھر بچہ سات دن کے بعد آنکھیں کھول کر اس عالم کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے، بچے کی نشوونما میں تقریباً چھ ماہ لگ جاتے ہیں۔

شیر کی خصوصیات

شیر بھوک کی حالت میں صبر کرتا ہے، پانی کی حاجت بہت کم محسوس کرتا ہے، یہ بھی خوبی ہے کہ وہ دوسرے جانوروں کا شکار کیا ہوا (جھوٹا) نہیں کھاتا، شیر کتے کا جھوٹا پانی کبھی نہیں پیتا۔

بڑا شیر تین فٹ اونچا ہوتا ہے اور لمبائی میں ۱۰ فٹ کا ہوتا ہے۔ شیرنی ۹ فٹ کی ہوتی ہے، یہ جنگل کا بادشاہ کہلاتا ہے، اس کے جسم میں ایک خاص چیز اس کی گردن کے لمبے بال ہوتے ہیں، جس کو ایال کہتے ہیں، اور جس سے اس کی شکل خاص طور پر شاندار اور بارعب ہوجاتی ہے، ایال پورے طور پر شیر کے بلوغ پر اس کے پانچ یا سات سال کی عمر میں نمودار ہوجاتی ہے۔

شیرنی ایک جھول سے دو چار تک بچے دیتی ہے، اور سال میں ایک ہی بار بچہ دیتی ہے، اس کی حمل کی مدت پانچ مہینہ کی ہے۔ شیر کا حملہ غضب کا ہوتا ہے، وہ ایک جست ۳۰، ۳۰ فٹ کی کرسکتا ہے اور وہ اپنے طمانچہ کی

Marfat.com

ایک ضرب سے گھوڑے کی ہڈی، پسلی اور بیل کی کھوپڑی توڑ دیتا ہے اور ایک پورے بیل کو اپنے جبڑوں میں دبا کر لے جاتا ہے، اس کی اوسط عمر بیس سال کی ہے، شیر اپنا شکار عموماً رات کو کرتا ہے۔ بلی کی طرح بالکل دبے پاؤں اس کے قریب پہنچ جاتا ہے اور پھر اچانک ایک گرج کے ساتھ اسے دبوچ لیتا ہے، شیر عام طور پر آدم خور نہیں ہوتا لیکن جب ایک بار اس کی زبان کو انسان کا خون لگ جاتا ہے تو بس اسے اس کا چسکا پڑ جاتا ہے، جنگل میں اس کی عام و مرغوب غذا جانوروں کا گوشت رہتا ہے، خصوصاً بھینسے، گورخر، ہرن، نیل گائے، گائے، بیل اور بکری کا گوشت۔

شیر کا نمایاں وصف یہ ہے کہ وہ نہایت بہادر اور دلیر ہوتا ہے لیکن اسی کے ساتھ ساتھ اس میں بزدلی اور جبن بھی پایا جاتا ہے، شیر کی بہادری اور جرأت سے تو سبھی لوگ واقف ہیں، اب اس کی کچھ بزدلی بھی ملاحظہ فرمایئے، شیر مرغ کی آواز سے گھبرا اُٹھتا ہے، بلی کی خوف ناک آواز سے بھی ڈر جاتا ہے، آگ کے دیکھنے سے حیران ہو جاتا ہے، شیر ہمیشہ بخار میں مبتلا رہتا ہے، وہ طویل العمر ہوتا ہے، کبرسنی اور بڑھاپے کی علامت یہ ہے کہ دانت گرنے لگتے ہیں۔

بَعُوْضَة

مچھر [1]

مچھر یا پشہ ایک معلوم و معروف پردار کیڑا ہے جو اپنے کم جثّہ ہونے کے باوجود انسان کے لئے موذی بھی ہے، راتوں کو کاٹ کاٹ کر اس کی نیند حرام کرنے والا اور بعض صورتوں میں امراض بھی پیدا کرنے والا، دنیا کے بیشتر حصوں میں پایا جاتا ہے، اور اللہ کی ہر مخلوق کی طرح اس کی بھی بے شمار قسمیں ہیں، محققین نے اس کی ۱۴۰۰ قسمیں شمار کی ہیں، یہ دنیا کے ہر ملک میں پایا جاتا ہے، یہاں تک کہ قطب شمالی جیسے سرد ترین ملک میں بھی، لیکن اس کی کثرت گرم ملکوں میں ہی ہے۔

---

[1] پارہ:۱، سورۃ البقرہ، ع:۳۔

Marfat.com

''مچھر'' چیچڑی کے مشابہ ہوتا ہے، اسی کے ساتھ دو ہلکے پھلکے پاؤں ہوتے ہیں جن میں نمی ہوتی ہے، اسی جانور کو عراق میں ''ثام'' اور ''جرجس'' بھی کہتے ہیں۔

''مچھر'' ہاتھی کی مانند ہوتے ہیں بلکہ مچھر کے اعضاء ہاتھی سے زیادہ ہوتے ہیں، اس لئے کہ ہاتھی کے چار پاؤں ہوتے ہیں ایک سونڈ اور ایک دم ہوتی ہے اور مچھر کے ان اعضاء کے علاوہ دو پاؤں زائد اور چار بازو ہوتے ہیں، ہاتھی کی سونڈھ پر گوشت اور کھوکھلی ہوتی ہے، جس کا سلسلہ پیٹ تک ہوتا ہے گویا کہ اس کی سونڈھ اس کے پیٹ کی کھڑکی ہوتی ہے، مچھر جب کسی آدمی کو کاٹتا ہے تو اس کا خون پیتا ہے اور پی کر پیٹ میں پہنچا دیتا ہے، گویا کہ مچھر کی سونڈھ گلا اور حلق کا کام انجام دیتی ہے۔

مچھر کی حیرت انگیز قوت

مچھر میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اتنی قوت ودیعت فرمائی ہے کہ یہ بسا اوقات اونٹ کو قتل کر دیتا ہے، بلکہ ہر چوپائے کو قتل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

مچھر کی خوبیاں

مچھر کا جثہ نہایت چھوٹا ہوتا ہے، اس کے باوجود خداوند قدوس نے اس کے دماغ کے اگلے حصے میں قوت حفظ، درمیانی حصے میں قوت فکر اور آخر حصہ میں قوت ذکر ودیعت فرمائی ہے، اسی کے ساتھ دیکھنے کی قوت، چھونے کی صلاحیت اور سونگھنے کی طاقت بخشی ہے۔

مچھر کی بے بساطی ضرب المثل

عربوں میں اس کی بے بساطی اور حقارت ضرب المثل تھی۔ قرآن مجید میں اس کے نزول کے وقت جب حسب موقع مکھی اور مکڑی وغیرہ کا ذکر آنے لگا، تو مشرکین نے بھڑک کر کہا کہ بھلا یہ کلام بھی اللہ کا ہو سکتا ہے جس میں ایسے ایسے حقیر جانوروں کا ذکر موجود ہے، قرآن مجید نے اس احمقانہ اعتراض کے جواب میں کہا: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا کہ اللہ کو تو اس میں (ذرا بھی) عار نہیں کہ وہ مثال کے

Marfat.com

موقع پر مچھر کو یا (بے بساطی میں) اس سے بھی بڑھے ہوئے جانور کو پیش کرے۔ [1]

بِغَال

خچر [2]

خچر ہندوستان و پاکستان میں ایک معروف جانور ہے، گھوڑی اور گدھے یا گدھی اور گھوڑے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے لیکن خود اس کی نسل، یعنی خچر اور خچری کے ملاپ سے نہیں چلتی۔

خچر اپنی ماں کے زیادہ مشابہ ہوتا ہے بنسبت باپ کے اور تعجب خیز بات یہ بھی ہے کہ خچر کا ہر عضو گھوڑے اور گدھے کی مشابہت میں درمیانی ہوتا ہے، چنانچہ اس کا اثر خچر کی عادات و اخلاق پر بھی نمایاں ہوتا ہے جیسے خچر کے اندر گھوڑے جیسی ذہانت اور سمجھ نہیں ہوتی اور نہ گدھے جیسی حماقت اور بے وقوفی ہوتی ہے، بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ خچر کو دریافت کرنے والا قارون ہے۔

قرآن مجید میں اس کا ذکر ایک ہی جگہ آیا ہے، اَلْخَیْل (گھوڑے) اور اَلْحَمِیْر (گدھے) کے درمیان دونوں کے عطف کے ساتھ سواریوں کی ذیل میں اس کا نام انعام الٰہی کے سیاق میں آیا ہے:

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ط [3]

''اور اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے (پیدا کئے) کہ تم ان پر سوار ہو اور وہ زینت (و تجمل) کا بھی کام دیں''۔

گویا قرآن مجید نے اس کے دو کاموں کی طرف اشارہ کر دیا ہے ایک یہ کہ وہ سواری کے کام آتا ہے، دوسرے یہ کہ وہ ایک ذریعہ اظہار شان و تجمل ہے، چنانچہ دنیا میں آج تک اس سے یہ دونوں ہی کام لئے جا رہے ہیں، ایک طرف تو وہ مضبوط اور محنتی اتنا ہے کہ مشرق ہی نہیں، فرنگی ملکوں کے فوجی حلقوں میں اس سے گاڑی کھینچنے کا کام کثرت سے لیا جاتا ہے، چنانچہ جنگ جرمنی میں فرانس و برطانیہ وغیرہ نے اس سے توپخانہ کی گاڑیاں گھسیٹنے کا خوب کام لیا، دوسری طرف عراق، عرب، شام و مصر وغیرہ میں گھوڑے ہی کی طرح اس کی

[1] البقرۃ:۲۶۔ [2] پارہ: ۱۴، سورۃ النحل، ع:۱۔ [3] النحل:۸۔

Marfat.com

سواری بھی عزت وراحت کی ایک سواری ہے، بلکہ بیروت ودمشق وغیرہ میں تو بڑے بڑے حکام وامراء تو خچر کی سواری کو گھوڑے کی سواری سے زیادہ معزز سمجھتے ہیں اور بائبل میں تو یہاں تک ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے سامنے بادشاہ بنوایا ہے تو اس موقع پر سواری بجائے گھوڑے کے شاہی خچر ہی کی کرائی اور حکم دیا کہ: ''میرے بیٹے سلیمان کو میرے ہی خچر پر سوار کرو''۔

خچر اپنی رفتار اور قدوقامت اور گردن کی ساخت کے لحاظ سے گھوڑے سے مشابہت رکھتا ہے اور سر، پیر، کان اور ہاتھ کی ساخت میں گدھے کے مشابہ ہوتا ہے، اس کی آواز گھوڑے کے ہنہنانے اور گدھے کے رینکنے سے الگ ایک کمزور قسم کی ہوتی ہے۔

خچر میں گدھے جیسا صبر اور گھوڑے جیسی قوت ہوتی ہے، نیز دو مختلف جانوروں سے مل کر پیدا ہونے کی وجہ سے اس کے اخلاق فاسد اور دورنگے ہوتے ہیں، لیکن اس کے باوجود خچر جس راستہ میں ایک بار چل لیتا ہے دوبارہ اس کو نہیں بھولتا، اگرچہ یہ جانور دو مختلف جانوروں سے مل کر پیدا ہوتا ہے اس کے باوجود بادشاہوں کی سواری اور فقیروں، درویشوں کے بوجھ اٹھانے کے ساتھ ان کی حاجات کو پورا کرنے کا ضامن اور لمبا راستہ طے کرنے کے ساتھ صبر سے کام لیتا ہے۔

بَقَرٌ

گائیں (جمع، واحد، بَقَرَةٌ) [1]

صیغہ جمع میں یہ لفظ ''بقر'' قرآن مجید میں ایک جگہ تو بنی اسرائیل کی زبان سے اس موقع پر آیا ہے کہ ''گائے کے بارہ میں ہم اشتباہ میں پڑ گئے ہیں'' دوسری جگہ دوسرے حلال جانوروں کے ساتھ اس کا ذکر ہے کہ ''اس کے نر و مادہ کو کس نے حرام کیا ہے؟ اور تیسری جگہ ''غنم'' کے عطف کے ساتھ یہ بیان ہے کہ ''ان دونوں جانوروں کی چربی یہود پر حرام کر دی گئی ہے''۔

---

[1] پارہ:۱، سورۃ البقرہ، پارہ:۸، سورۃ الانعام:۱۴۶، پارہ:۸، سورۃ الانعام۔

Marfat.com

بَقَرَات

گائیں۔(جمع، واحد:بَقَرَۃٌ)۔[1]

یہ بَقَرَۃٌ کی دوسری جمع ہے، قرآن مجید میں یہ لفظ صرف دو مرتبہ آیا ہے اور دونوں بار بادشاہ مصر کے خواب کے سلسلہ میں، جب کہ وہ کہہ رہا ہے کہ

میں نے سات دبلی گایوں کو دیکھا کہ وہ سات موٹی گایوں کو نگل گئی ہیں۔

بَقَرَۃٌ

گائے۔[2]

صیغۂ واحد میں یہ لفظ چار مرتبہ آیا ہے اور چاروں مرتبہ اسی صورت میں جو سورۃ البقرۃ سے موسوم ہے، چاروں مرتبہ ایک ہی سیاق میں، بنی اسرائیل کے حکم ذبح گائے کے سلسلہ میں، پہلے یوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو یہ حکم الٰہی پہنچایا کہ ''تم ایک گائے ذبح کرو''، دوسری جگہ اسی حکم خداوندی کی مزید تشریح کہ ''وہ گائے ایسی ہو جو نہ بوڑھی ہو نہ بن بیاہی'' تیسری بار ان لوگوں کے جواب میں پھر تشریح کہ ''وہ گائے ایسی ہو جو خوب گہرے زرد رنگ کی ہو'' اور چوتھی مرتبہ یہ ایک اور تصریح کہ ''وہ گائے ایسی نہ ہو جو محنت کرتی ہو، زمین جوتتی ہو۔

بقرۃ کی خصوصیات

بقرۃ اسم جنس ہے، گائے اور بیل دونوں کے لئے عام ہے، لیکن قرآن مجید میں اس کا استعمال عموماً گائے ہی کے لئے ہوا ہے، گائے ہندوستان و پاکستان کا ایک خوب معروف و معلوم جانور ہے اور اس کا نر، بیل بھی کچھ کم مشہور نہیں، کسی زمانے میں یہاں کاشت کاری کا دارومدار ہی اس پر تھا، سفر کے لئے بیل گاڑی کا رواج ریل کے جاری ہونے سے پہلے عام طور پر تھا، اور دیہات وقصبات میں اب بھی بڑی کثرت سے کام بیل

[1] پارہ:۱۲، سورۃ یوسف، ع:۶۔ [2] سورۂ بقرہ، پارہ۱، ع:۸۔

Marfat.com

گاڑی سے نکلتے ہیں۔

گائے کا دودھ اپنے طبی فوائد کے لحاظ سے ایک بہت خاص چیز ہے، گائے کا گھی، مکھن، دہی، پنیر سب کام میں آتے ہیں، بلکہ ہندوؤں کے ہاں اس کا فضلہ یعنی گوبر تک گھر یا در و دیوار اور فرش کے لیپنے پوتنے کے کام میں آتا ہے اور آیورویدک میں گائے کے پیشاب کے بھی صحت بخش خواص کا بیان آیا ہے، گائے کا گوشت طبّی حیثیت سے اچھا نہیں سمجھا گیا، تاہم اس کے نسبتاً ارزاں ہونے کی بنا پر اس کا استعمال پاکستان میں تو عام ہے اور ہندوستان میں غریب مسلمانوں میں ستمبر ۱۹۴۷ء سے پیشتر تک بڑی کثرت سے جاری تھا اور بعض مقامات پر خاص طور سے لذیذ بھی ہوتا تھا، سرکاری حکام کی نظر سے بچ بچا کر اب بھی اس کا استعمال جاری ہے۔

کمسن گائے یعنی بچھیا کا گوشت طبّی حیثیت سے بھی بہت مفید سمجھا گیا ہے اور ذائقہ میں بھی بہت لذیذ ہوتا ہے، گائے کا خشک اور مسالوں سے تیار کیا ہوا گوشت جسے انگریزی میں ''بیف'' کہتے ہیں، یورپ کے ملکوں اور امریکہ و آسٹریلیا کے شہروں میں بڑی کثرت سے استعمال ہوتا ہے، اس کے کاروبار بہت بڑے پیمانہ پر کھلے ہوئے ہیں، اور تجارت زوروں پر جاری ہے، گائے کا چمڑا بھی بڑے کام کا ہوتا ہے اس سے جوتے، سلیپر، چپلیں اور ہر قسم کا چرمی سامان تیار ہوتا ہے۔

گائے بیل کی مجموعی تعداد دنیا میں فرنگی فاضلوں کی تحقیق کے مطابق تخمیناً ۷۰ کروڑ ہے، گائے کا شمار جگالی کرنے والے جانوروں میں ہے، اس کے جوف شکم میں علاوہ اصل معدہ کے تین معدہ نما تھیلیاں اور ہوتی ہیں، چرتے وقت گھاس یا دوسرا چارہ جسے وہ جلدی جلدی نگلتی جاتی ہے پہلے اس کے معدہ نمبر ۱ میں جاتا ہے اور وہاں سے وہ پلپلا ہو کر معدہ نمبر دوم میں بھرا ہوتا ہے، اس کے بعد وہی غذا تھوڑی تھوڑی دوبارہ اس کے منہ میں آتی ہے اور جب جگالی یا پاگر کرنے کے بعد دوبارہ اندر جاتی ہے تو اب پہلے معدہ نمبر ۳ میں جاتی ہے اور پھر وہاں سے اصل معدہ میں پہنچ جاتی ہے۔

Marfat.com

تُثِیْرُ (الْاَرْضَ)

جوتتی ہے (زمین کو)۔[1]

بنی اسرائیل کو جس گائے کے ذبح کرنے کا حکم ملا تھا اس کے سلسلہ میں اس کی شناخت کی مزید علامت کے لئے یہ ارشاد ہوا تھا کہ وہ ایسی نہ ہو، جس نے زمین کو جوتا ہو۔

ذَلُوْلٌ

پست، مطیع، محنت کرنے والا۔[2]

ایک ہی جگہ آیا ہے، اس گائے کی صفت میں، جسے ذبح کرنے کا حکم بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے توسط سے ملا تھا، ارشاد ہوا ہے کہ وہ گائے ایسی نہ ہو جو مشقت کرنے والی ہو، زمین کو جوتتی ہو لَا ذَلُوْلٌ اَیْ لَیْسَتْ بِصَعْبَةٍ۔[3]

ذُبِحَ، ذَبَحُوْ (هَا)

ذبح کیا گیا ہو، اس کو انہوں نے ذبح کیا۔[4]

شریعتِ اسلامی میں لفظِ ذبح ایک فقہی وشرعی اصطلاح بن گیا ہے، جانوروں کے ہلاک کرنے کے اور بھی طریقے رائج ہیں، گردن مروڑ دینا، بجلی کی رَو دوڑا دینا، یکلخت گردن مار دینا وغیرہ، لیکن جو رعایتیں طبی نقطۂ نظر سے اور ذائقہ کے لحاظ سے کھانے والوں کے لئے اور کم سے کم اذیت کے لحاظ سے خود ذبح شدہ جانور کے لئے اسلامی ذبح کے طریقہ میں ہیں، وہ کسی اور صورت سے حاصل نہیں ہوتیں۔

(مَا) ذَكَّيْتُمْ

جس کو تم نے ذبح کر دیا ہو۔[5]

تذکیہ کے معنی ذبح کرنے کے ہیں، وَذَكَّيْتُ الشَّاةَ اَیْ ذَبَحْتُهَا یعنی میں نے بکری کو ذبح کیا۔[6] قرآن

[1] سورۃ البقرۃ، پارہ:۱، ع:۸۔ [2] پارہ:۱، سورۃ البقرۃ، ع:۸۔ [3] راغب۔ [4] پارہ:۱، سورۃ البقرہ، ع:۸۔ [5] پارہ:۶، سورۃ المائدۃ، ع:۱۔ [6] راغب۔

Marfat.com

مجید میں اس سیاق میں آیا ہے کہ وہ جانور بھی حرام ہیں جسے دوسرے جانور کھانے لگیں، بجز اس صورت کے کہ تم اسے ذبح کر ڈالو قبل اس کے کہ اس کا دم نکلے یعنی ایسی صورت میں وہ بدستور حلال رہے گا۔

اَلْبَقَرُ الْاَهْلِيْ

''گھریلو گائے، بیل''، بقرۃ اسم جنس کا، جس کا اطلاق نَر اور مادہ دونوں پر ہوتا ہے، اس میں ''ۃ'' وحدت کی ہے جمع کی نہیں ہے، جمع بقرات آتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ﷻ کا ارشاد ہے: سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ سات موٹی گائیں۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ يُوْشِكُ اَنْ تَرٰى قَوْمًا يَغْدُوْنَ فِيْ سُخْطِ اللهِ وَيَرُوْحُوْنَ فِيْ لَعْنَتِهٖ فِيْ اَيْدِيْهِمْ مِثْلُ اَذْنَابِ الْبَقَرِ [2]

''میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، فرمایا: ابو ہریرہ! اگر تمہاری عمر طویل ہوگی تو تم عنقریب ایسے لوگوں کو دیکھو گے کہ وہ اللہ ﷻ کی ناراضگی میں صبح کرتے ہوں گے اور اس کی لعنت میں شام کر رہے ہوں گے، ان کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کوئی چیز ہوگی''۔

دوسری حدیث کے الفاظ ہیں:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً اِذْ تَكَلَّمَتْ فَقَالُوْا سُبْحَانَ اللهِ بَقَرَةٌ تَتَكَلَّمُ قَالَ اٰمَنْتُ بِذَالِكَ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ [3]

''اسی دوران کہ ایک شخص گائے ہنکا رہا تھا کہ اچانک وہ گائے بولنے لگی تو لوگوں نے (تعجب سے) کہا سبحان اللہ (اللہ کی ذات پاک ہے) گائے بھی بولا کرتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایمان لایا اس پر یعنی اللہ کی قدرت پر جس پر میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے''۔

---

[1] الیوسف: ۴۶۔ [2] رواہ الحاکم۔ [3] بخاری، رقم الحدیث: ۳۴۷۱۔

Marfat.com

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْبَلِیْغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِیْ یَتَخَلَّلُ بِلِسَانِہٖ کَمَا تَخَلَّلَ الْبَقَرَۃُ [1]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر بہت ناراض وغضب ناک ہوتا ہے جو گایوں کی طرح زبان کو توڑ موڑ کر کلام کرتا ہے''۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَبَایَعْتُمْ وَاَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرَۃِ وَرَضِیْتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَکْتُمُ الْجِھَادَ سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ ذُلًّا لَا یَنْزِعُہٗ عَنْکُمْ حَتّٰی تَرْجِعُوْا اِلٰی دِیْنِکُمْ [2]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم اہل عینہ کے ہاتھوں پر بیعت کرلو گے، اور گائے کی دم کو تھام لو گے اور کھیتی کو مشغلہ بنالو گے اور جہاد کرنا چھوڑ دو گے، تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسے ظالموں اور ذلیل کر دینے والوں کو مسلط کر دیں گے جو تمہیں ایمان سے بالکل نہتے کر دیں گے، یہاں تک کہ تم اپنے دین میں لوٹ آؤ''۔

نہایۃ الغریب میں لکھا ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

مَا دَخَلَتِ السَّکَّۃُ دَارَ قَوْمٍ اِلَّا ذَلُّوْا [3]

''جب ہل لوگوں کے گھروں میں آجائے گا تو وہ منقاد اور تابع ہوں گے''۔

اس لئے کہ سکۃ ہل کے پھاڑ کو کہتے ہیں، جس سے زمین کو جوتتے ہیں، گویا حدیث کا مفہوم یہ نکلا کہ جب مسلمان کاشت کاری میں مصروف ہوجائیں گے اور جہاد کرنا چھوڑ دیں گے، چنانچہ حاکم ان کی کاشت کاری کی وجہ سے ان سے ٹیکس وغیرہ وصول کرے گا۔

---

[1] سنن ابوداؤد، رقم الحدیث: ۵۰۰۵۔ [2] مسند احمد، رقم الحدیث: ۵۰۰۷۔ [3] باب السین۔

Marfat.com

اسی مفہوم کے قریب یہ حدیث بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْعِزُّ فِیْ نَوَاصِی الْخَیْلِ وَالذِّلُّ فِی اَذْنَابِ الْبَقَرِ [1]

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں عزت اور گائے کے دم میں ذلت ہے''۔

گائے، بیل کی خصوصیات

گائے، بیل طاقتور اور نفع بخش جانور ہوتے ہیں، یہ جانور انسان کے زیر اطاعت رہتا ہے، گائے کی چند قسمیں ہوتی ہیں، اس کی ایک قسم جاموس (بھینس) کہلاتی ہے، یہ سب سے زیادہ دودھ دیتی ہے، اس کا جسم سب سے بڑا ہوتا ہے۔

گائے کا شرعی حکم

گائے کا دودھ اور اس کا گوشت متفق علیہ طور پر کھانا جائز ہے، چنانچہ اُم المومنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گائے کی چربی اور دودھ شفاء بخش ہے اور گوشت بیمار کن ہے۔ [2]

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔ [3]

جبکہ طبرانی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گائے کا دودھ شفاء بخش ہے، اس کا گھی علاج ہے اور گوشت بیماری ہے۔ [4]

بقر وحشی

''نیل گائے'' اس کی یہ خصوصیت ہوتی ہے کہ اس کی سینگیں ٹھوس ہوتی ہیں ورنہ تمام جانوروں کی سینگیں کھوکھلی ہوتی ہیں۔ نیل گائے گھریلو بکریوں کے مشابہ ہوتی ہیں، اس کی سینگیں اس قدر سخت ہوتی ہیں کہ نیل گائے اپنی سینگوں کی مدد سے اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کی شکاری کتوں اور رات میں آنے والے درندوں سے حفاظت کرتی ہے۔

---

[1] مرقاۃ المصابیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، رقم الحدیث: ۲۹۷۸۔ [2] مسلم۔ [3] بخاری۔ [4] رواہ الطبرانی۔

Marfat.com

نیل گائے کا حدیث میں تذکرہ

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دومتہ الجندل کے فرماں روا اُکیدر کے پاس بھیجا (اکیدر، کندہ خاندان سے تعلق رکھتا تھا، ابن عبدالملک کا بیٹا تھا اور نصرانی المذہب تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے خالد! تم اکیدر کو نیل گائے کا شکار کرتے ہوئے پاؤ گے۔

چنانچہ خالد رضی اللہ عنہ چاندنی رات میں اس کے پاس پہنچے، اللہ تعالیٰ نے نیل گائیوں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ ہر طرف سے آکر اپنی اپنی سینگوں کو اکیدر کے محل میں گھسنے لگیں، تو اکیدر نے اوپر ہی سے جھانک کر دیکھا اور یہ سوچا کہ آج رات کی طرح اتنی نیل گائیں کبھی نہیں آئیں ورنہ اس سے پہلے میں دو یا تین دن تک نیل گائیوں کی گھات میں رہا، لیکن نظر نہیں آرہی تھیں، خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اس کے بعد اکیدر نے گھوڑے پر زین کسنے کا حکم دیا، اکیدر اور اس کا بھائی حسان دونوں سوار ہو گئے، اکیدر دیباج کی قباء جو سونے سے مزین تھی پہنے ہوئے تھا، جیسے ہی اکیدر میدان میں اترا ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے سے خالد بن ولید آپہنچے اور قید کر کے قباء کے ساتھ دربار رسالت میں بھیج دیا، اکیدر کی قباء بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت بھلی معلوم ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سعد کی رومالیں جنت میں اس سے کہیں زیادہ بہتر ہوں گی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اکیدر کے سامنے اسلام پیش کیا اس نے انکار کر دیا، پھر اس سے جزیہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی حالت پر چھوڑ دیا، غالباً یہ واقعہ ماہ رجب ۹ ہجری کا ہے۔

ثُعبَانٌ

اژدہا، بڑا اور موٹا سانپ، چیت۔ [1]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں ہے کہ جب آپ علیہ السلام کو پیغمبری ملی اور حکم ہوا کہ آپ فرعونِ مصر کی

---

[1] سورۃ الاعراف، پارہ:۹۔ سورۃ الشعراء، پارہ:۱۹، آیت:۳۲۔

Marfat.com

اصلاح وہدایت کے لئے اس کے پاس جائیں، تو ساتھ ہی یہ معجزہ بھی عطا ہوا کہ جب آپ نے فرعون اور فرعونیوں کے سامنے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ ایک اژدہا بن گیا۔

سانپ کی پرستش

سانپ کی حیثیت دنیا کے اکثر جاہلی مذہبوں میں ایک دیوتا کی مانی گئی ہے اور اس کی پرستش بڑی کثرت سے کی گئی ہے، یہاں تک کہ مغربی فاضلوں کا خیال ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی اور جانور کی پرستش نہیں ہوئی ہے، ہندوستان میں ساون کی ۵ تاریخ کو ناگ پنچمی، ناگ دیوتا کی پوجا کا دن ایک مشہور تہوار ہے، اور شیش ناگ ہندوؤں کے ایک مشہور اوتار ہوئے ہیں، قدیم مصری مذہب میں سانپ کی پوجا ہوتی تھی، اور اس کی مورتیاں جا بجا رکھی رہتی تھیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے بار بار سانپ کا معجزہ دکھانے میں عجب نہیں جو ایک حکمت یہ بھی ہو کہ مصریوں کی ناگ پوجا پر ضرب لگے۔

اژدہا یا چیت (چھوٹا اژدہا) افریقہ، ایشیا، آسٹریلیا تینوں براعظموں کے گرم حصوں میں پایا جاتا ہے اور اس کا خاص وطن ہندی چین (انڈوچائنا) اور جزائر ملایا (انڈونیشیا) کے علاقے ہیں، اس کی جلد چمکیلی ہوتی ہے جس پر خوشنما جیتیاں پڑی ہوتی ہیں، اور یہ ۳۰، ۳۰ فٹ تک لمبا پایا گیا ہے، یہ عموماً جنگل میں چپ چاپ پڑا رہتا ہے اور جہاں کوئی چھوٹا چوپایہ، بکری، ہرنی وغیرہ یا پرندہ قریب آ گیا، بس دفعتاً اسے چھاپ بیٹھتا ہے، اور بجائے کاٹنے کے اسے اپنے حلقہ میں لے کر اس زور سے دباتا ہے کہ اس کی ہڈیاں پسلیاں سب چور چور ہو جاتی ہیں، اسے یوں مار کر پھر اُسے اطمینان سے آہستہ آہستہ کھاتا رہتا ہے، اس کی عمر بہت ہوتی ہے اور اس کی مادہ، سو، سوا انڈے دیتی رہتی ہے اور انہیں دو دو مہینہ تک سیتی رہتی ہے۔

جَانٌّ

سانپ۔ [1]

جانّ ایسے سانپ کو کہتے ہیں جو پتلا اور تیز ہو، قرآن مجید میں دو جگہ یہ لفظ آیا ہے، اور دونوں جگہ حضرت

[1] سورۃ النمل، ع:۱، سورۃ القصص، ع:۴۔

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں۔

جانّ کے اور معنی بھی ہیں، لیکن قرآن میں سانپ کے معنی میں انھیں دوموقعوں پر آیا ہے، سانپ کا ذکر قرآن مجید میں پانچ جگہ ہے، ان میں سے دوجگہ اسی لفظ جانّ سے۔

سانپ کی خصوصیات

سانپ ہندوستان اور پاکستان کا ایک معروف ترین جانور ہے، جس کا نام ہی دلوں میں دہشت اور ہیبت پیدا کر دیتا ہے، اور عام خیال یہ ہے کہ یہ ایک سخت زہریلا جانور ہے، لیکن محققین فن کا بیان ہے کہ ہر سانپ زہریلا نہیں ہوتا، بلکہ اس کی چھوٹی بڑی کل ۲۵۰۰ قسمیں جو روئے زمین پر پائی گئی ہیں، ان میں سے سخت زہریلی صرف ۲۵۰ ہیں، اور باقی میں سے ۳۰۰ نیم زہریلی ہیں، یعنی انسان اور بڑے جانوروں کے حق میں مہلک نہیں، ان کے علاوہ جتنے سانپ ہیں، بے ضرر سے ہوتے ہیں۔

سانپ کی آنکھیں ہمیشہ کھلی رہتی ہیں، اس لئے کہ اس کے پپوٹے نہیں ہوتے، اور سانپ کی نظر میں ایک خاص کشش ہوتی ہے، اس کے کان بھی ظاہر میں کہیں معلوم نہیں ہوتے، اس کے پیر نہیں ہوتے، یہ اپنی پسلیوں یا گریوں کے بل زمین پر بڑی تیزی سے پیچ کھاتا اور گھسٹتا ہوا چلتا ہے۔

یہ گوشت خور ہوتا ہے، اس کی عام غذا چوہے، مینڈک، چھپکلی اور چھوٹے موٹے سانپ وغیرہ ہوتے ہیں، اس کا وجود دنیا کے بیشتر علاقوں میں پایا جاتا ہے، یعنی بجز آیرستان اور نیوزی لینڈ کے باقی تمام استوائی اور نیم استوائی ملکوں میں خصوصیت کے ساتھ۔

اس کا دہانہ بظاہر چھوٹا ہوتا ہے، مگر جبڑے کھل کر بڑے وسیع ہوجاتے ہیں، اس لئے یہ اچھے خاصے جسم والے شکار کو بھی اپنے منہ میں لے لیتا ہے، اس کا زہر ان گلٹیوں اور خدودوں میں ہوتا ہے، جو اس کے دانتوں کی جڑوں میں ہوتی ہیں، اس کے کاٹتے ہی انسان کے حواس اور قوت گویائی پر اثر پڑتا ہے، جسم سن ہونے اور خون جمنے لگتا ہے، اس کے زہر کا بہترین علاج اب تک تمبا کو سمجھا گیا ہے، خصوصا حقہ کی کیٹ۔

Marfat.com

سانپ کی اکثر قسمیں انڈے دیتی ہیں، لیکن بعض سنپولے بھی جنتی ہیں، عام طور پر یہ ایک زمین پر رینگنے والا کیڑا ہے، لیکن اس کی بعض قسمیں درختوں پر رہنے والی پائی گئی ہیں، بعض پانی میں تیرنے والی اور بعض ہوا میں اڑنے والی۔

حَيَّةٌ

سانپ۔ [1]

"اَلْحَيَّة" اسمِ جنس ہے، مذکر اور مؤنث سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے، مذکر اور مؤنث میں تمیز کرنے کے لئے اس طرح استعمال کرتے ہیں هٰذَا حَيَّةٌ ذَكَرٌ وَهٰذِهٖ حَيَّةٌ اُنْثٰى، عربی زبان میں سانپ کے ایک سو نام ہیں۔

یہ لفظ قرآن مجید میں ایک ہی جگہ آیا ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عطائے منصب نبوت کے وقت، وادیٔ ایمن میں حکم ہوتا ہے کہ اپنا عصا زمین پر ڈال دو "تو وہ دیکھتے کیا ہیں کہ وہ عصا ایک دوڑتا ہوا سانپ ہے"۔

سانپ مصر کا ایک مقدس دیوتا تھا اور وہاں اس کی پرستش جاری تھی، مصریوں سے مخاطبہ و مقابلہ کے وقت یہ سانپ کا معجزہ عصائے موسوی کو عطا ہونا بڑی معنویت رکھتا تھا۔

اسرائیلی روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے اغواء کیلئے شیطان جب جنت میں داخل ہوا ہے تو سانپ ہی کے قالب میں تھا، اور اسی نے حضرت حوّاء کے توسط سے حضرت آدم علیہ السلام کو ورغلایا، اور یہ تصریحات تو خود توریت میں موجود ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ سانپ توریت کے عقیدہ کے مطابق ایک ملعون جانور ہے اور اس کے اور انسان کے درمیان دشمنی ابدی ہے۔

سانپ کی اقسام

سانپ کی مختلف اقسام ہیں، ایک قسم "ذوالطفتین" ہے، اور ایک قسم "ابتر" (دم کٹا) ہے، ان دونوں سانپوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی صحیحین میں مروی ہے:

---

[1] پارہ:۱۶، سورۃ طٰہٰ، ع:۱۔

Marfat.com

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں قسم کے سانپوں کو مار ڈالو، چونکہ ان کے دیکھنے سے بینائی جاتی رہتی ہے اور حاملہ کا حمل گر جاتا ہے۔

ماہرینِ حیوانات لکھتے ہیں کہ سانپ عموماً ایک ہزار سال تک زندہ رہتا ہے اور ہر سال یہ اپنی جلد (کینچلی) اتار ڈالتا ہے۔ نیز یہ ایک سال میں ایک مرتبہ انڈے دیتا ہے اور انڈوں کی تعداد اس کے بدن کی ہڈیوں کے برابر ہوتی ہے۔

سانپ کو اگر بچھو ڈنک مار دے تو وہ فوراً مر جاتا ہے۔ سانپ کے انڈے لمبوترے اور مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں، سانپ کی یہ عادت ہے کہ جب وہ کسی کو کاٹ لیتا ہے تو الٹا ہو جاتا ہے اس سے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح سانپ پلٹ کر اپنا پورا زہر انڈیلتا ہے مگر یہ بات غلط ہے۔

سانپ کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ جب اس کو کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا تو صرف ہوا پر قناعت کرتا ہے، بھوک کی انتہائی شدت میں بھی وہ ہوا پر ہی قناعت کر لیتا ہے۔

روئے زمین پر کوئی جانور ایسا نہیں جس کا جسم سانپ کے جسم کی طرح قوی ہو، اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کبھی سانپ کسی سوراخ یا بل میں اپنا سینہ داخل کر لیتا ہے تو پھر کسی کی مجال نہیں کہ کوئی طاقتور سے طاقتور انسان اس کو کھینچ کر نکال لے، حالانکہ نہ اس کے ناخن ہوتے ہیں اور نہ پیر جن سے مدد حاصل کر سکے، اس کی کمر کی یہ قوت اس کی پسلیوں کی وجہ سے ہے، اس کی تیس پسلیاں ہوتی ہیں۔

(اَلْ) جَرَاد

ٹڈیاں، اسم جنس ہے، واحد: جرادۃ۔ [1]

قرآن مجید میں یہ نام دو مختلف سیاقوں میں آیا ہے، ایک طرف تو فرعونیوں پر دنیوی عذابوں کے سلسلہ میں، کہ ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈیاں بطور سزا نازل کیں، دوسری جگہ آغاز حشر کے وحشت ناک واقعات کے سلسلہ میں کہ اس وقت لوگ قبروں سے اس طرح نکل پڑیں گے کہ گویا ٹڈی دل نکل پڑا ہے۔

[1] پارہ:۹، سورۃ الاعراف۔ پارہ:۲۷، سورۃ القمر۔

Marfat.com

ٹڈی ہندوستان اور پاکستان کا ایک معلوم ومعروف ہوائی کیڑا ہے، شکل میں اور جسامت میں برساتی پردار کیڑے بڑے بوٹ کی مانند ہوتا ہے، ماہرین نے اس کی نوقسمیں بتائی ہیں، جن میں سے تین ہندوستان کے لئے مخصوص ہیں، ٹڈی ہوائی فاصلہ ایک گھنٹہ میں ۱۵، ۲۰ میل طے کر لیتی ہے، اپنی زراعت دشمنی بلکہ نباتات دشمنی میں مشہور ومعروف ہے، جس جگہ لاکھوں کی تعداد میں آ کر بیٹھ گئی، کھیت کے کھیت صاف کر دیئے، باغات کی پتیاں چٹ کر کے لُنڈ منڈ کر دیئے، باغبان اور کاشتکار اس کے نام سے لرزتے اور تھراتے ہیں۔

توریت کے شارحین کا بیان ہے کہ فرعونیوں پر جو دس عذاب ایک کے بعد ایک نازل ہوئے، یہ ٹڈی والا عذاب ان میں سے آٹھویں نمبر پر تھا اور بہت ہی بڑا عذاب تھا، ٹڈیاں ان کی ساری کھیتیاں ناس کر گئیں، غلہ، میوے، پھل، ترکاری کے سارے لہلہاتے کھیت اور باغ وہ پورے صاف کر گئیں، سبزی کے نام سے گھاس تک نہ چھوڑی، مصر جیسے زرعی ملک کے لئے یہ عذاب ناقابل برداشت تھا، انار، انگور، سیب، زیتون وغیرہ پھل والے درختوں کے پھل اور پھول کیا پتیاں تک باقی نہ رکھیں، سارے درخت اور پودے محض سوکھے ہو کر ٹھونٹھ رہ گئے اور فرعونی قدرۃً اس عذاب الیم سے بلبلا اُٹھے۔

ماہرین کا بیان ہے کہ ہر ٹڈی ایک ایک جھول میں ۴۰ سے لیکر ۱۰۰ تک انڈے دیتی ہے اور ان سے بچے ڈھائی تین ہفتوں میں نکل آتے ہیں، گویا کل ایک سال کے اندر، ٹڈی کے صرف ایک جوڑے سے ہزاروں بلکہ لاکھوں ٹڈیوں کی نسلیں تیار ہو جاتی ہیں۔ ایک مرتبہ مشرقی افریقہ سے گزرتے ہوئے ایک ٹڈی دل کی پیمائش کی گئی تو اس کا طول فضائے آسمانی میں ۶۰ میل کا اور عرض ۳ میل کا نکلا اور اس دل کی ٹڈیوں کی تعداد کا تخمینہ کروڑوں اور اربوں سے گزر کر سوکھرب یا ایک نیل کا کیا گیا۔

ٹڈیاں بہت سی قوموں میں ایک لذیذ چربیلی غذا کے طور پر بھون کر یا تل کر کھائی جاتی ہیں، اور شریعتِ اسلامی نے بھی مچھلی کی طرح ان کا کھانا بغیر ذبح کے جائز رکھا ہے۔

Marfat.com

حِمَار

گدھا۔ [1]

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں پیغمبروں کا اس پر سوار ہونا ثابت ہے۔

گدھا ہندوستان و پاکستان کا ایک مشہور چوپایہ ہے، رنگ اکثر خاکستری، اور کبھی سفید، اپنی بدفہمی اور بلادت ذہن کے لئے مشرقی قوموں میں ضرب المثل کا درجہ حاصل کئے ہوئے ہے، بار برداری بھی اس کا ایک امتیازی وصف ہے، مصر، شام، عرب، عراق وغیرہ میں بار برداری اور سواری دونوں کے کام آتا ہے، ان ملکوں میں شرفاء، ومعززین بھی بے تکلف اس پر سوار ہوتے رہتے ہیں، اس کی بڑی اور موٹی قسمیں دو ہیں ایک جنگلی یا وحشی، دوسری اہلی یا پالتو، اور پھر ضمنی اور تحتانی قسمیں بھی بہت سی ہیں۔

اُردو میں گدھے کو بیوقوف کے مترادف سمجھا گیا ہے اور گدھا خفگی کے موقع پر بطور ہلکی گالی کے استعمال ہوتا ہے، دھوبی اور کمہار کے گدھے بھی ہمارے ہاں مشہور ہیں، بوجھ اُٹھانے کی قوت اس میں بہت ہوتی ہے اور گرم ملکوں میں یہ بار برداری کے لحاظ سے گھوڑے سے زیادہ مفید ثابت ہوا ہے۔

گدھی کا دودھ بقول اطباء یونانی تاثیر میں بہت ٹھنڈا ہوتا ہے اور بعض امراض خصوصاً دق میں بہت مفید مانا گیا ہے، ڈاکٹری تحقیق میں اس میں پانی اور شکر کا جزو کثرت سے ہوتا ہے، اس کے چمڑے سے جوتے بنتے ہیں اور ڈھولکیں منڈھی جاتی ہیں، جنگلی گدھے کا گوشت ایران وغیرہ میں بہت لذیز سمجھا گیا ہے اور اکثر اسی غرض سے اُس کا شکار ہوتا رہتا ہے، اس کے بچے حمل میں پورے ایک سال کا زمانہ لیتے ہیں، اس کی غذا گھوڑے ہی کی طرح گھاس ہے لیکن گھوڑا اس سے لطیف تر قسم کی گھاس چاہتا ہے اور یہ موٹی چھوٹی ہر گھاس پر بسر کر لیتا ہے، جنگلی گدھا جو، اب صرف صحرائے افریقہ اور تبت اور منگولیا میں پایا جاتا ہے بلا کا تیز رو ہوتا ہے، اور چستی اور بے خوفی میں اپنی نظیر آپ، ان چیزوں میں اس اہلی گدھے کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں۔

---

[1] پارہ: ۳، سورۃ البقرہ۔ پارہ: ۲۸، سورۃ الجمعہ۔

Marfat.com

توریت کی روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اہل وعیال سمیت مدین سے مصر کا سفر کیا ہے تو سواری میں گدھا ہی تھا۔

اَلْحِمَارُ الْوَحْشِیْ

(الفراء۔ گورخر، جنگلی گدھا) اس کو حمار وحشی بھی کہتے ہیں، گورخر انتہائی غیرت مند ہوتا ہے، اسی لئے ہر وقت اپنی مؤنث (مادہ) کی مدافعت کرتا رہتا ہے، نیز اس کا ایک معاملہ یہ ہے کہ جب اس کی مادہ کوئی مذکر بچہ جنتی ہے تو وہ بالکل خون کا لوتھڑا سا ہوتا ہے، چنانچہ مادہ بچہ سے بھاگنا چاہتی ہے لیکن نَر اس کو بھاگنے نہیں دیتا اور اس کی تدبیر یہ کرتا ہے کہ وہ اپنی مادہ (یعنی بچہ کی ماں) کی ٹانگ توڑ دیتا ہے تاکہ وہ کہیں جا نہ سکے اور بچہ کو برابر دودھ پلاتی رہے، تو گویا کہ بچہ کے تحفظ کا ذریعہ صرف نَر بنا۔

حُوْت

مچھلی۔[1]

مچھلی مشہور ترین آبی جانور ہے، قرآن مجید میں یہ نام چار جگہ آیا ہے، مچھلی متعدد مشرک قوموں میں مقدس مانی گئی ہے اور متعدد قوموں نے اس کی پرستش کی ہے۔

مچھلی دنیا کے مختلف دریاؤں اور سمندروں میں ہر قامت و جسامت کی پائی گئی ہے، بعض اتنی چھوٹی کہ ان پر دھوکہ پتنگے یا مکوڑے کا ہو اور بعض اتنی قوی ہیکل اور عظیم الجثہ کہ ہاتھی کو مات دے دے، وہیل مچھلی اور شارک مچھلی کی ٹکر کشتیوں بلکہ جہازوں تک کیلئے خطرناک سمجھی گئی ہے، بعض مچھلیاں چربی سے لدی ہوتی ہیں اور بعض بالکل سوکھی ہوئی، ذائقہ کے لحاظ سے بھی مچھلیوں کے گوشت مختلف ہوتے ہیں، ماہرین کا بیان ہے کہ مچھلی قوت سامعہ سے بڑی حد تک محروم ہے البتہ اس کے مقابلہ میں اس کی قوت لامسہ غیر معمولی طور پر تیز ہوتی ہے۔

شریعت اسلامی نے ٹڈی کی طرح مچھلی کا بھی بلا ذبح کھانا درست رکھا ہے۔ مچھلی کا شمار ان جانوروں میں

---

[1] پارہ:۱۶، سورۃ الکہف۔ پارہ: ۲۳، سورۃ الصافات۔ پارہ:۲۹، سورۃ القلم۔

Marfat.com

ہے جن کا خون بجائے گرم کے سرد ہے، مچھلی کی قسمیں ماہرین کے شمار میں اب تک تیرہ (۱۳) ہزار آ چکی ہیں اوران کی شکل وصورت میں تنوع کی، کہنا چاہئے کوئی حد ہی نہیں، بعض بالکل سانپ کی سی، بعض بالکل دوسرے جانوروں کی شکل کی، اور یہی حال ان کے رنگ کا ہے کوئی کسی رنگ کی کوئی کسی رنگ کی، ان کی بعض قسمیں اُڑنے والی ہوتی ہیں اور ایسی کہ جو خشکی میں آ کر درختوں پر چڑھ جاتی ہیں اوران کی غذا پانی کے علاوہ نباتات بھی ہے، بعض مچھلیاں گوشت بھی کھاتی ہیں اور بعض کا گزارہ دوسری مچھلیوں کو کھا کر ہوتا ہے۔

غذا کے علاوہ بھی مچھلی انسان کے اور بہت کام آتی ہے، اس کا روغن مختلف طبی اور صنعتی مصرفوں میں آتا ہے اور ایک خاص قسم کی مچھلی (کاڈ) کے جگر کا تیل تو ایک مشہور ڈاکٹری دوا سینہ کے امراض کے لئے ہے، مچھلی کا کاروبار اس دنیا کی عظیم ترین تجارتوں میں سے ہے۔

السمک بھی مچھلی کا نام ہے، یہ پانی میں اس طرح سانس لیتی ہے جس طرح کہ انسان اور خشکی کے دوسرے جانور ہوا میں سانس لیتے ہیں۔

جاحظ کا قول ہے کہ مچھلی اللہ تعالیٰ کی تسبیح تر آب میں کرتی ہے، سطح آب پر نہیں کرتی، خشکی کی بادنسیم جس پر کہ پرندوں کی زندگی کا انحصار ہے، اگر ایک گھنٹہ بھی مچھلی پر مسلط کر دی جائے تو جان سے چلی جاتی ہے۔

مچھلی کا معدہ اس کے منہ کے قریب ہونے کی وجہ سے سرد مزاج ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ بہت کھاتی ہے، مچھلی کی گردن نہیں ہوتی اور اس کے شکم میں ہوا بالکل داخل نہیں ہوتی۔

بعض مچھلیاں نر مادہ کی جفتی سے اور بعض کیچڑ سے پیدا ہوتی ہیں، مچھلیوں کے انڈوں میں نہ سفیدی ہوتی ہے اور نہ زردی، بلکہ یک رنگ ہوتے ہیں، مچھلیوں میں ایک قسم وہ بھی ہوتی ہے جو سانپ کی شکل میں ہوتی ہے ،اس کو ہمارے یہاں بام مچھلی کہتے ہیں۔

مچھلیوں کی اقسام

سالمن مچھلی جو وزن کے لحاظ سے دو پونڈ سے ساٹھ پونڈ تک ہوتی ہے، اس کی ولادت دریا کے محفوظ کناروں

Marfat.com

میں ہوتی ہے، ولادت کے بعد جب طویل سفر کرنے کی ان کے جسم میں قوت پیدا ہوجاتی ہے تو سمندر کا رُخ کرتی ہیں اور دریا کے پانی کے تیز دھارے کا مقابلہ کرتی ہوئی مسلسل اپنی جائے ولادت کی طرف بڑھتی جاتی ہیں، سینکڑوں میل کی مسافت طے کرکے اسی ندی کی طرف مڑ جاتی ہیں جہاں وہ پیدا ہوئی تھیں، اپنے مقامِ ولادت پر پہنچنے کے بعد ایک کنارے کی مچھلی دوسرے کنارے کی طرف نہیں جاتی۔

اپنے مقامِ ولادت میں پہنچنے کے بعد مادہ سالمن اپنی دم سے بیس انچ تک زمین میں سوراخ بنا کر اس میں انڈے دیتی ہے، جب ایک سوراخ بھر جاتا ہے تو اس پر ریت ڈال کر دوسرا سوراخ بناتی ہے، پھر اسے بھی انڈوں سے بھر کر ریت سے پاٹ دیتی ہے، یہ سلسلہ پانچ دن تک جاری رہتا ہے، اسی عرصے میں بیس بیس ہزار تک انڈے دیتی ہے اور نَر انڈوں کی حفاظت کرتے ہیں، پھر ان انڈوں سے بچے نکلتے ہیں، جب ان میں طویل سفر کرنے کی قوت پیدا ہوجاتی ہے تو ان کا لشکرِ کثیر پھر سمندر کے سفر پر روانہ ہوجاتا ہے اور سمندر میں پہنچنے کے بعد سالہا سال رہ کر پھر اپنے آبائی وطن اور اپنے مقامِ ولادت کی طرف روانہ ہوتی ہیں اور سینکڑوں میل کا سفر طے کرنے کے بعد اپنے صحیح مقام پر پہنچ جاتی ہیں۔

''البال'' وہ مچھلی ہے جس کی لمبائی پچاس گز ہوتی ہے، یہ مچھلی بڑے سمندر میں پائی جاتی ہے، بعض لوگ اس مچھلی کو ''عنبر'' کہتے ہیں لیکن یہ عربی لفظ نہیں ہے، امام جوالیقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ شاید ''البال'' کو معرب کر لیا گیا ہے۔

''بنات الماء'' ابن ابی الاشعث رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ بحر روم کی مچھلیاں ہیں جو عورتوں سے مشابہ ہوتی ہیں، جن کے بال سیدھے اور رنگ گندمی ہوتا ہے، یہ مچھلیاں گفتگو بھی کرتی ہیں لیکن ان کی گفتگو سمجھ سے بالاتر ہے، نیز یہ مچھلیاں ہنستی اور قہقہہ بھی مارتی ہیں۔

بحر روم میں ''الدراع'' کی طرح ایک چھوٹی مچھلی ہے، جسے ''التلب'' کہا جاتا ہے، جب اس کو پکڑ کر کسی چیز میں بند کر دیا جائے تو جب تک اللہ چاہے گا اسے موت نہیں آئے گی، بلکہ یہ متحرک اور مضطرب رہے گی، اور

Marfat.com

اگر اس مچھلی کو کاٹ کر اس کا ایک ٹکڑا آگ پر رکھ دیا جائے تو یہ اچھل کر آگ سے باہر نکل آئے گی۔

نُوْن

مچھلی۔[1]

یہ لفظ ایک بار قرآن مجید میں آیا ہے کہ مچھلی والے (پیغمبر) کا ذکر کرو۔ مراد، ان سے حضرت یونس علیہ السلام ہیں جنہیں ایک مچھلی زندہ نگل گئی تھی۔

النحل

شہد کی مکھی، مماکھی۔[2]

شہد کی مکھی، ایسا جانور ہے جو نہایت ہوشیار، زیرک اور بہادر ہے، انجام سے باخبر اور سال کے موسموں سے اچھی طرح واقف ہے، بارش کے اوقات کا علم رکھتا ہے، اپنے کھانے پینے کے لئے انتظام کرنا اسے خود معلوم ہے، اپنے بڑے کی بات مانتا ہے اور اپنے امیر اور قائد کی فرمانبرداری کرتا ہے، نرالا کاریگر اور انوکھی طبیعت کا مالک ہے۔

قرآن کریم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ شہد کی مکھی پھولوں سے غذا حاصل کرتی ہے جو اس کے پیٹ میں جا کر شہد سے تبدیل ہو جاتی ہے، پھر اپنے منہ سے اس کو نکالتی رہتی ہے یہاں تک کہ اس کے پاس شہد کا خزانہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔

جنگلی مکھیوں کا شہد لذیز تر ہوتا ہے، مماکھی کے ڈنک بھی بڑے سخت اور زہریلے ہوتے ہیں اور جن مماکھیوں کے چھتے کو کوئی چھیڑ دیتا ہے اور ان کا جھنڈ غضب ناک ہو کر اس پر حملہ کر دیتا ہے تو یہ حملہ بعض اوقات مہلک ثابت ہوتا ہے، ایسی نشیں زن مخلوق سے شہد جیسی پر حلاوت و شفا بخش مشروب کا نکلتے رہنا یقیناً عجائبِ قدرت میں سے ہے۔

---

[1] پارہ: ۱۷، سورۃ الانبیاء ۴، ع: ۵۔ [2] پارہ: ۱۴، سورۃ النحل، ع: ۹۔

Marfat.com

يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٦٩﴾ [1]

''شہد کی مکھی کے پیٹ کے اندر سے ایک مشروب نکلتا ہے، جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں، اس میں لوگوں کیلئے شفا ہے، اس کے اندر بڑی نشانی ہے، ان لوگوں کیلئے جو غور وفکر سے کام لیتے ہیں''۔

آیت کریمہ سے امورِ ذیل خاص طور سے واضح ہوجاتے ہیں:

۱۔ شہد کی مکھی کا گھر یا چھتا ایک خاص صنعت یا کاری گری کا نمونہ ہوتا ہے اور براہ راست القاء الٰہی تکوینی کا نتیجہ۔

۲۔ چھتے پہاڑوں پر بھی لگتے ہیں اور درختوں پر بھی اور اونچی عمارتوں پر بھی۔

۳۔ مماکھی مختلف پھولوں سے رس چوس چوس کر اپنی غذا حاصل کرتی ہے۔

۴۔ ماکھی دور دراز فاصلہ طے کرنے کے بعد بھی بلا بھولے بھٹکے اپنے چھتے تک پہنچ جاتی ہے۔

۵۔ یہ حقیر سا جانور اللہ کی خلاقی وصناعی کا ایک نادر نمونہ ہے۔

۶۔ حق تھا کہ اس ننھی سی مخلوق کی ذہانت خاصہ کو وحی الٰہی اپنی ہی جانب منسوب کرتی:

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا [2]

شہد کی مکھیوں کی اقسام

مماکھیوں کی کوئی ۲۰ ہزار قسمیں شمار میں آچکی ہیں، ہر چھتے میں تین طرح کی مکھیاں ہوتی ہیں، ایک مکھی سب کی ملکہ ہوتی ہے، اور سب اس کے حکم کے تابع ہوتی ہیں، کچھ نَر ہوتی ہیں، بلکہ جس وقت اپنی پرواز عروسی میں اڑتی ہے، یہ نر بڑی تعداد میں اس کا پیچھا کرتے ہیں وہ اونچی سے اونچی ہوتی چلی جاتی ہے، یہ تھک کر رہ جاتے ہیں، ان میں کامیاب صرف ایک ہی ہوتا ہے، اس کے بعد ملکہ پھر نیچے آتی ہے اور پھر اسی طرح اُڑان

[1] النحل:۶۹ [2] کبیر۔

Marfat.com

شروع ہوتی ہے، یہ ملکہ ایک دن میں ۳، ۳ ہزار انڈے دیتی ہے، مکھیوں کی بڑی تعداد کارکنوں کی ہوتی ہے۔ ان کا کام چھتے کی تعمیر اور اس کے انتظامات ہوتے ہیں، چھتے کے اندر ایک پوری دنیا آباد رہتی ہے ایک بڑے چھتے میں ۵۰، ۵۰، ۶۰، ۶۰ ہزار مکھیاں پورے آرام کے ساتھ گزر کرتی ہیں اور اس میں بڑھئی، معمار، کمہار وغیرہ کہنا چاہئے کہ ہر منظم انسانی پیشہ اختیار کئے ہوئے مکھیاں رہتی ہیں، کارکن مکھیوں کی عمریں اوسطاً ۶ مہینہ کی ہوتی ہے، جاڑوں میں مکھیاں مضمحل اور نیم مردہ سی پڑی رہتی ہیں، موسم بہار آتے ہی ان میں حرکت اور زندگی ازسرِ نو پیدا ہو جاتی ہے۔

شہد کی مکھی اپنی روزی حاصل کرنے کا انتظام اس طرح کرتی ہے کہ جب کہیں صاف ستھری جگہ اسے مل جاتی ہے تو سب سے پہلے وہاں چھتہ کا وہ حصہ بناتی ہے جس میں شہد جمع کرنا ہے۔ پھر ''رانی'' مکھی کے لئے رہنے کا گھر تعمیر ہوتا ہے اور اس کے بعد نر مکھیوں کے لئے جگہ بنائی جاتی ہے۔

نر مکھی پہلے چھتہ بناتی ہیں پھر اس میں تخم ریزی کرتی ہیں، تخم ریزی کے بعد اس طرح بیٹھی رہتی ہیں کہ جس طرح پرندے انڈے سیتے ہیں۔

رانی مکھی اکیلے کہیں نہیں جاتی بلکہ اس کے ساتھ باقی مکھیاں بھی لشکر کی طرح ایک ساتھ چلتی ہیں، اگر وہ اُڑ نہ سکے تو دیگر مکھیاں اسے اپنی پیٹھ پر بٹھا کر اُڑا کر لے جاتی ہیں، اس ''رانی مکھی'' میں ایک خاص بات یہ ہوتی ہے کہ اس کے پاس ڈنک نہیں ہوتا جس سے کسی کو گزند پہنچا سکے۔

شہد کی مکھیاں سب اکٹھی جمع ہو کر تقسیم کار کر لیتی ہیں، کچھ تو شہد بنانے میں منہمک ہوتی ہیں اور کچھ کا کام موم بنانا اور اس سے چھتہ تعمیر کرنا دوسروں کے ذمہ ہوتا ہے اور کچھ مکھیاں صرف پانی لانے پر مامور ہوتی ہیں اور اس کا گھر نہایت عجیب و غریب چیز ہے، شکل مسدس پر اس کی تعمیر ہے جس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے۔

شہد کی مکھیاں اپنی ضروریات سے کئی سو گنا زیادہ مقدار میں شہد بناتی ہیں، یہ اس کے باوجود ہے کہ ان کی کمپیوٹر جیسی صلاحیتیں ایک انجینئر سے بھی بہتر ہوتی ہیں۔

Marfat.com

مکھی کا نچلا ہونٹ لمبا ہوتا ہے، یوں تو وہ سمٹا رہتا ہے لیکن پھول سے رس نکالتے وقت پھیل جاتا ہے اور پھول کی اندرونی تہوں تک سے رس سمیٹ لیتا ہے، مکھی اس رس کا کچھ حصہ تو پی جاتی ہے اور کچھ غذائی نالی کے قریب ایک تھیلی میں بھر لیتی ہے، چھتے میں پہنچ کر اس رس کو جس پر کچھ کیمیائی عمل بھی ہو چکا ہوتا ہے خانوں میں انڈیل دیتی ہے، جب مکھی پھولوں سے رس نکال رہی ہوتی ہے، اس وقت پھولوں کے تولیدی ذرات (Pollon) مکھی کے پروں اور پیروں سے چمٹ جاتے ہیں اور یہ ذرات جن میں میٹھا رس بھی ہوتا ہے ان مکھیوں کی غذا بنتے ہیں جو چھتے سے باہر نہیں جاتیں، ان گھریلو مکھیوں کے پاس غذا والی تھیلی نہیں ہوتی، اسلئے انہیں پکی پکائی غذا مل جاتی ہے۔

شہد کی مکھیاں چھوٹے چھوٹے موم کے کمرے ترتیب دیتی ہیں اور ایسا چھتہ تیار کرتی ہیں جن میں تیس ہزار مکھیاں اکٹھی رہتی اور کام کرتی ہیں، چھتہ موم کی دیواروں سے بنا ہوا ہوتا ہے جس کی سطح پر بے شمار چھوٹے بڑے خانے ہوتے ہیں، تمام خانے جن سے مل کر چھتہ بنتا ہے بالکل ایک ہی سائز اور رُخ کے ہوتے ہیں، شہد کی مکھیاں چھتے کی تیاری میں کروڑوں سالوں سے چھ کونی ساخت استعمال کر رہی ہیں۔

مزدور سپاہی مکھیاں

شہد کی مکھی کی تخلیق اور افعال بھی خالق عالم کے وجود کے قوی دلائل ہیں، اس کی عمر عموماً پانچ سال ہوتی ہے، یہ حواسِ خمسہ رکھتی ہے، اس کی پانچ آنکھیں ہوتی ہیں اور ہر آنکھ ۵۰۰۰ ۳ آنکھوں کا مجموعہ ہوتی ہے، گویا اس کی ہر آنکھ میں بیک وقت ۵۰۰۰ ۳ تصاویر آسکتی ہیں، یہ چیونٹی کی طرح نہایت حساس ہوتی ہے، اگر کوئی مکھی کسی نجاست یا گندگی پر بیٹھ جائے اور اس کے جسم کے اعضا کے ساتھ گندگی لگ جائے یا وہ بدبودار رس لے کر واپس لوٹے تو چھتے کے اندر داخل نہیں ہوسکتی، اگر داخل ہونے کی کوشش کرتی ہے تو قتل کر دی جاتی ہے۔

شہد کی مکھیوں کو عموماً غذا اور وسیع میدان ڈھونڈنے کے لئے لمبے فاصلوں تک اڑنا پڑتا ہے، وہ پھولوں کے ذرات اور شہد کے اجزا چھتے سے تقریباً آٹھ سو میل کی دوری میں اکٹھے کرتی ہیں، جو مکھی پھول ڈھونڈ لیتی ہے

Marfat.com

باقی مکھیوں کو اس مقام کے بارے میں اطلاع دینے کے لئے واپس آتی ہے۔

سائنس دان کہتے ہیں کہ مکھی سورج کی چمک کے ذریعے دن کے وقت کا اندازہ لگاتی ہے، چنانچہ اس طرح وہ دوسری مکھیوں کی طرف اپنی سمت کو درست کر لیتی ہے تاکہ غلطی کا امکان باقی نہ رہے۔

اگر کوئی صاحبِ بصیرت اس کے احوال میں غور کرے اور دل و دماغ کو نفسانی خواہشات سے یکسو کر کے تدبر کرے تو یقیناً اسے تعجب ہوگا کہ کس طرح وہ پھول اور شگوفوں سے رَس چوستی ہے، گندگی سے اور بدبودار چیزوں سے کس طرح بچتی ہے، اس کے مزاج میں صفائی ستھرائی بھی بہت ہے، چنانچہ چھتہ کے اندر اگر کوئی مکھی مرجائے تو زندہ مکھیاں اُسے باہر نکال دیتی ہیں، موسم ربیع کا تیار کیا ہوا شہد اچھا ہوتا ہے، اپنے چھتہ میں نکمّی مکھی کو رہنے نہیں دیتیں بلکہ اسے اپنے چھتہ سے نکال دیتی ہیں۔

مومن کی ایک عمدہ مثال

مومن کی مثال شہد کی مکھی کی سی ہے کہ وہ اپنے چھتہ سے نکلتی ہے، حلال کھاتی ہے، بیٹ کرتی ہے، مگر نہ تو کسی کو کوئی نقصان پہنچاتی ہے نہ کہیں توڑ پھوڑ کرتی ہے، اسی طرح مومن بھی اپنے کام سے کام رکھتا ہے، کسی کو ایذا نہیں پہنچاتا، رزقِ حلال کھاتا ہے۔[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دنیا کی مذمت میں یہ روایت مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا دنیا میں چھ قسم کی چیزیں ہیں: مطعوم، مشروب، ملبوس، مرکوب، منکوح اور مشموم، سب سے بہتر کھانے کی چیز شہد ہے جو ایک مکھی کا تھوک ہے، سب سے عمدہ پینے کی چیز پانی ہے جس میں اچھے برے سب برابر کے حصے دار ہیں، سب سے اچھا لباس ریشم ہے جو ایک معمولی کیڑے کا بنایا ہوا ہے، سب سے افضل سواری گھوڑا ہے جس پر بیٹھ کر انسانوں کا قتل ہوتا ہے، سب سے شاندار خوشبو مشک ہے جو ایک جانور کا خون ہے، سب سے بڑھیا منکوح عورت ہے جو پیشاب کرنے کی جگہ ہے اور ایسی ہی گندی جگہ سے نکلی ہے۔

---

[1] مستدرک حاکم۔

Marfat.com

نکتہ: اللہ تعالیٰ کا شہد کی مکھی میں زہر اور شہد دونوں جمع کر دینا، اس کی کمال قدرت کی نشانی ہے، اسی طرح مومن کے اعمال خوف ورجاء، امید وبیم سے مرکب ہوتے ہیں۔

شہد کے طبی فوائد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر مہینے میں تین دن صبح نہار منہ شہد چاٹ لیا کرے تو کوئی بڑی بیماری اسے لاحق نہیں ہوگی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب کوئی مرض لاحق ہوتا تھا آپ شہد سے علاج کرتے تھے، یہاں تک کہ پھوڑے پھنسی پر بھی شہد کا ہی مرہم لگاتے تھے اور کسی جانور کے ڈسنے کی جگہ بھی شہد مل لیتے تھے اور شہد کے فوائد کی آیتیں تلاوت کرتے تھے۔

ابو وجرہ کے متعلق آیا ہے کہ وہ شہد کو بطور سرمہ استعمال کرتے تھے اور ہر مرض میں اس سے علاج کرتے تھے، حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ وہ بیمار ہو گئے، فرمایا کہ پانی لاؤ اور وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا [1] پڑھا، پھر کہا شہد لاؤ اور اس کے متعلق آیت وَاَوْحٰى رَبُّكَ سے شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ [2] تک پڑھی، پھر زیتون کا تیل منگوایا اور پڑھا: مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ [3] پھر تینوں کو ملا کر نوش فرمایا اللہ تعالیٰ نے شفا بخش دی۔

شہد عربوں کی خاص غذا ہے، اور عرب میں بھی طائف کا شہد خاص طور پر ممتاز ہے، شہد کے کارخانے اور مما کھیاں پالنے یا نحل پروری کے کاروبار یورپ، امریکہ اور پاکستان وہندوستان ہر جگہ کھلے ہوئے ہیں اور شہد کی تجارت خوب زوروں پر ہے۔

النَّمل

چیونٹیاں، (جمع، واحد: نَمْلَةٌ)۔ [4]

''چیونٹی''، یہ ایک مشہور جانور ہے، اس کی کنیت ابو مشغول ہے، چیونٹی کی بہت سی خصوصیات ہیں، نہ تو ان

---

[1] ق:۹۔ [2] النحل:۶۸، ۶۹۔ [3] النور:۳۵۔ [4] پارہ:۱۹، سورۃ النمل، ع:۲۔

Marfat.com

میں باہم جوڑے ہوتے ہیں، نہ ہی ان میں جمع کا طریقہ ہے، بلکہ ان کے بدن سے ایک معمولی سی چیز نکلتی ہے اور بڑھتے بڑھتے وہ انڈے کی شکل میں بدل جاتی ہے، ہر انڈے کو بیضہ اور بیض کہتے ہیں لیکن چیونٹی کے انڈے کو بیظ، ظاء کے ساتھ بولتے ہیں۔

واد النمل سے مراد کوئی ایسا میدان ہے جہاں جھنڈ کے جھنڈ چیونٹیاں جمع ہوں، فلسطین میں یہ ہوتی بھی کثرت سے ہیں، اس لئے وہاں ان کا پایا جانا بالکل قرین قیاس ہے۔

چیونٹیاں چھوٹی بھی ہوتی ہیں اور بہت چھوٹی بھی اور بڑی بھی ہوتی ہیں، اور بڑے بڑے چیونٹے بھی ہوتے ہیں، ان کی اوسط عمر ایک سال کی ہے، اکثر سیاہ رنگ کی بعض آدھی سیاہ ہوتی ہیں اور آدھی سرخ اور بالکل لال چیونٹے، بعض قسمیں پردار بھی ہوتی ہیں۔

چیونٹی کی عجیب وغریب خصوصیت یہ ہے کہ یہ زمین کے اندر اپنے رہنے کی جگہ بناتی ہے، جس میں گھر اور ان کے کمرے اور دہلیزیں ہوتی ہیں، نیز ایسے لٹکے ہوئے خانے بھی ہوتے ہیں جن میں (چیونٹیاں) سردی کے موسم کے لئے دانے اور دیگر چیزیں جمع کرتی ہیں، چیونٹی کے چھ پاؤں ہوتے ہیں جن کے ذریعے یہ زمین کھود کر اپنا گھر (یعنی بل) تیار کرتی ہے، پس جب چیونٹی اپنا بل بناتی ہے تو اسے ٹیڑھا کر کے بناتی ہے تاکہ بارش کا پانی وہاں تک نہ پہنچ سکے اور بسا اوقات چیونٹی اپنا گھر دو منزلہ (یعنی ایک گھر کے اوپر ایک گھر) بناتی ہے تاکہ بارش کا پانی اس کے گھر تک نہ پہنچ سکے۔ نیز دو منزلہ گھر بنانے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ چیونٹی کی خوراک کا ذخیرہ نم نہ ہو جائے، چیونٹی اپنے بلوں میں کئی قسم کے کمرے بناتی ہے، آرام کرنے کے کمرے علیحدہ اور ملاقات ومشورے کے لئے علیحدہ ہال ہوتے ہیں، اس کی آنکھ دراصل دو سو آنکھوں کا مجموعہ ہوتی ہے، تقسیم کار کے لحاظ سے ان میں چند طبقے ہوتے ہیں، ملکہ، سپاہی اور مزدور، مزدوروں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔

جانوروں میں ان کی ہمت اور مشقت معیاری سمجھی جاتی ہے، ان کی ایک ملکہ ہوتی ہے جس کے حکم کے سب تابع ہوتے ہیں، زیادہ تر چیونٹیاں مادہ ہوتی ہیں، اور کارکن اور سپاہی، ان کے نر زیادہ نہیں جیتے، تھوڑی سی عمر پا

Marfat.com

کر مر جاتے ہیں، البتہ ان کی ملکائیں اور کارکنائیں چھ چھ سات سات سال کی عمر پاتی ہیں، مٹھائی اور نمکین غذاؤں سے لے کر مردار تک یہ سب ہی کچھ کھا لیتی ہیں اور اپنی زندگی بڑی سلیقہ مندی اور باقاعدگی کے ساتھ گذارتی ہیں، ان کی بلیں زمین دوز ہوتی ہیں اور اندر ہی اندر بہت دور تک پھیلے ہوئی ہوتی ہیں، اور ماہرین کا بیان ہے کہ ان کے اندر سڑکیں بنی ہوتی ہیں، نالیاں بنی ہوتی ہیں، پل بنے ہوتے ہیں اور صفائی کا پورا انتظام رہتا ہے، ان کے اندر فوجی نظام بھی ہوتا ہے، اور بہت سی چیونٹیاں سپاہ کا کام کرتی ہیں، ان کی قسمیں اب تک ۵ ہزار سے اوپر شمار میں آ چکی ہیں۔

اس کی فطرت اور عادت یہ ہے کہ گرمی کے موسم میں سردی کے لئے یہ اپنی غذا اکٹھا کر لیتی ہے، اگر ایسی چیز کا ذخیرہ جمع کیا ہے جس کے اگنے کا اسے خطرہ ہوتا ہے تو اسے دو ٹکڑے کر دیتی ہے، (دھنیا) کے چار ٹکڑے کر دیتی ہے جس کے بارے میں علم ہے کہ اُس کے دونوں حصے اگ جاتے ہیں اور جب دانہ میں بدبو اور سڑاند پیدا ہونے کا خطرہ محسوس کرتی ہے تو اسے زمین کی سطح پر لا کر بکھیر دیتی ہے اور اسے سُکھا کر پھر اپنی بل میں واپس لے جا کر رکھ لیتی ہے، اکثر یہ عمل چاند کی روشنی میں کرتی ہے۔

اس کے جسم میں ایسا پیٹ نہیں ہے جس میں کھانا جائے، بلکہ اس کو دانہ کاٹتے وقت جو اس سے بو نکلتی ہے صرف اسی کو سونگھ کر طاقت ملتی ہے، چیونٹی کی ناک بہت تیز ہوتی ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ انسان، عقعق (ایک قسم کا جانور) چوہے اور چیونٹی کے علاوہ کوئی جانور اپنی خوراک ذخیرہ نہیں کرتا۔ ''الاحیاء'' میں ''کتاب التوکل'' میں بعض لوگوں کا یہ قول مذکور ہے کہ بلبل بھی اپنی خوراک ذخیرہ کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ''عقعق'' اپنی خوراک ذخیرہ کرنے کے لئے خفیہ جگہ کا انتخاب کرتا ہے لیکن پھر وہ اس جگہ کو (جہاں اس نے خوراک جمع کر رکھی تھی) بھول جاتا ہے۔

بیہقی نے ''شعب'' میں لکھا ہے کہ حاتم طائی کے صاحبزادے ''عدی'' چیونٹیوں کے لئے کھانے کی چیزوں کا چورا (باریک ٹکڑا) بکھیرا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ہماری پڑوسن ہیں، ان کا ہم پر حق ہے۔

Marfat.com

جانوروں میں چیونٹی کے علاوہ کوئی ایسا جانور نہیں ہے جو اپنے بدن سے دوگنا (ڈبل) بوجھ اُٹھا کر بار بار لے جائے، یہ تو اپنے سے کئی کئی گنا زیادہ اٹھانے کے لئے تیار ہوجاتی ہے، بلکہ کبھی کبھی تو کھجور کی گٹھلی اٹھا کر لے جاتی ہیں، اگر یہ زندہ رہ جائے تو کئی کئی سال کے لئے کھانے کی چیز کا ذخیرہ کرلے مگر بے چاری مجبور ہے کہ اس کی عمر ایک سال سے زیادہ نہیں ہے، اور عجیب وغریب بات یہ ہے کہ یہ زمین کے اندر اپنا مسکن بناتی ہے، جس میں گھر اور اُن کے کمرے، دہلیزیں بھی ہوتے ہیں۔

دار قطنی اور طبرانی نے اپنی معجم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا:

جب موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے گفتگو فرمائی تو اس وقت موسیٰ علیہ السلام تاریک رات میں پہاڑ پر چلنے والی چیونٹی کی چال کو دس فرسخ سے دیکھ رہے تھے"۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دلچسپ واقعہ

روایت ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تو اُن کے پاس لوگوں کا بہت مجمع اکٹھا ہوگیا، انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ جو پوچھنا چاہو پوچھو، وہاں پر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے، اس وقت وہ بچے تھے، انہوں نے لوگوں سے کہا کہ پوچھ لو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے جس چیونٹی نے بات کی تھی وہ نر تھی یا مادہ، چنانچہ لوگوں نے پوچھا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کوئی جواب نہ دیا تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ مادہ تھی، ان سے پوچھا گیا کیسے؟ انہوں نے جواب دیا کہ قرآن میں لفظ قَالَتْ آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مادہ تھی کیونکہ یہ صیغہ مونث ہی کے لئے مستعمل ہے، اگر وہ نر ہوتی تو قَالَ کا لفظ آنا چاہئے۔

اَلْهُدْهُدْ

"کٹھ پھوڑ"۔ [1]

"ہدہد" ایک مشہور پرندہ ہے جس کے بدن پر مختلف رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں، اس کے سر پر تاج ہوتا

[1] پارہ:۱۹، سورۃ النمل، ع:۲۔

Marfat.com

ہے، اہل عرب کا اس کے متعلق کہنا ہے کہ یہ زمین کے نیچے پانی کو اس طرح دیکھ لیتا ہے جس طرح انسان گلاس کے اندر پانی دیکھ لیتا ہے۔

حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام (متوفی ۹۳۰ ق م) علاوہ پیمبر و بادشاہ ہونے کے پرندوں پر حکومت بھی کرتے تھے، قرآن مجید میں ہے کہ ایک روز انہوں نے اپنے درباریوں کا جائزہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں ہُدہد کو نہیں موجود پاتا ہوں، اس کے بعد وہ آیا اور اپنی وقتی غیر حاضری کی وجہ یہ بیان کی کہ میں شام سے جنوب عرب کی سلطنت یمن کے شہر سبا کو گیا ہوا تھا اور وہاں کی خبریں لے کر حاضر ہوا ہوں، پھر آپ نے اسے خدمت نامہ بری پر مامور فرمایا اور وہ شام سے یمن تک نامہ سلیمانی لے کر گیا، اور جواب لے کر آیا۔

سر پر تاج نما کلغی کے ساتھ اس کا شمار بڑے خوش نما اور خوش رنگ پرندوں میں ہے، اور خاص شکل تو اس کی بالکل امتیازی ہے، جسامت عموماً ۱۲ انچ کی پائی گئی ہے، چونچ بڑی لمبی تیز اور خمدار ہوتی ہے، غذا کیڑے مکوڑے ہیں، جنوبی یورپ کے ملکوں میں اس کا شکار کثرت سے ہوتا ہے، اور بڑی رغبت سے کھایا جاتا ہے، ان کی قوت پرواز بہت ہے۔

ذُبَابٌ

مکھی۔ [1]

مگس، مکھی، یہ ایک مشہور و معروف جانور ہے، اس کا واحد ذُبَابَۃٌ ہے، مکھی کو ذباب کہنے کی وجہ اس کی کثرت حرکت ہے یا یہ کہ جب بھی حرکت ہوتی ہے تو یہ بھاگ جاتی ہے، مخلوقات میں سے مکھی سب سے زیادہ نادان واقع ہوئی ہے، کیونکہ یہ اپنی جان کو خود سے ہلاکت میں ڈالتی ہے، افلاطون کا یہ قول ہے کہ مکھی حریص ترین جانور ہے۔

قرآن مجید میں دو بار یہ لفظ ایک ہی سیاق میں اور پاس پاس آیا ہے، مضمون یہ ہے کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے

[1] پارہ: ۱۷، سورۃ الحج، ع: ۱۰۔

Marfat.com

سوا پکارتے ہو، وہ ایک مکھی تو پیدا نہیں کر سکتے، چاہے سب ہی اس غرض کے لئے اکٹھے ہو جائیں، پھر مکھی ان کے سامنے سے کچھ اُٹھا لے جائے تو وہ اس سے چھین کر بھی نہیں لا سکتے۔

مکھی عام انسانوں کی نظر میں حیوانی مخلوقات میں سے ایک بہت ہی حقیر و ادنیٰ مرتبہ رکھتی ہے، چنانچہ اُردو، عربی وغیرہ متعدد زبانوں کے محاورہ میں یہ لفظ گویا حقارت کے لئے ضرب المثل ہے، قرآن مجید نے گویا اس حقیقت کے پس منظر میں مشرکوں سے خطاب کر کے کہا ہے کہ تمہارے یہ معبود اور ان کے بُت تو اتنے بے حقیقت اور بے بساط ہیں کہ آسمان اور زمین، چاند اور سورج، دریا اور پہاڑ کا خلق کرنا الگ رہا، یہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ ان کے چڑھاؤں کے ڈھیر سے اگر وہ چیز اُچک لے جائے، تو اس سے چھین کر نہیں لا سکتے، بتوں اور مورتیوں کی بے بساطی کی کیسی مؤثر تصویر کھینچ دی ہے۔

مکھی کی پلکیں نہیں ہوتیں، اس لئے کہ اس کا حلقہ چشم چھوٹا ہوتا ہے اور پلکوں کا کام یہ ہے کہ وہ آنکھوں کی پتلی کو گرد و غبار سے محفوظ رکھتی ہیں اس لئے اس کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے مکھی کو دو ہاتھ دیئے ہیں جن سے یہ ہر وقت اپنی آنکھوں کے آئینہ کو صاف کرتی رہتی ہے، چنانچہ آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ مکھی ہر وقت اپنی آنکھوں پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرتی رہتی ہے، مکھیوں کی بہت سی اقسام ہیں جن کی تولید عفونت یعنی گندگی سے ہوتی ہے۔

مکھی کی ایک عجیب بات یہ ہے کہ یہ سفید چیز پر سیاہ اور سیاہ چیز پر سفید پاخانہ کرتی ہے، اس کے علاوہ ایک خاص بات یہ ہے کہ مکھی کدو کے درخت پر کبھی نہیں بیٹھتی، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت یونس علیہ السلام پر کدو کی بیل اُگا دی تھی تا کہ آپ مکھیوں کی اذیت سے محفوظ رہیں۔

ذِئْبٌ

بھیڑیا۔ [1]

قرآن مجید میں ایک ہی سلسلہ و سیاق میں یہ لفظ تین مرتبہ آیا ہے، پہلے جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے

---

[1] پارہ: ۱۲، سورۃ یوسف، ع: ۲۔

Marfat.com

پاس ان کے بیٹے اجازت لینے آئے ہیں کہ ہم یوسف کو بھی اپنے ساتھ جنگل لے جائیں، تو آپ ان کی کم سنی پر نظر کر کے فرماتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ انہیں بھیڑیا کھا جائے، اور تم غفلت میں پڑے رہو۔ دوبارہ وہ نوجوان اور طاقتور لڑکے جواب میں کہتے ہیں اگر اسے بھیڑیا کھا جائے، درآنحالیکہ ہم پوری جماعت کے جماعت موجود ہیں، تو ہم نرے ناکارہ ہی ٹھہرے، تیسری بار اس موقع پر کہ جب برادرانِ یوسف جنگل سے واپس آئے ہیں اور اپنے والد کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے تھے، تو واقعی انہیں بھیڑیا کھا گیا۔

بھڑیا جنگلی جانوروں میں اپنی خونخواری وخون آشامی کے لئے ضرب المثل ہے، قدوقامت میں بڑے کتّے کے برابر ہوتا ہے اور اسی کے خاندان کا جانور ہے، شکل خوف ناک ہوتی ہے اور اپنی ہوشیاری و چالاکی میں مشہور بھی ہے، جلد کا رنگ سیاہ بھی پایا گیا ہے اور بھورا اور خاکستری بھی، مشرق ومغرب کے اکثر ملکوں میں اس کا وجود پایا گیا ہے۔

بھیڑیا بڑے شوق سے بھیڑ اور بکری کا شکار کرتا ہے، لیکن موقع ملنے پر انسان کے بچوں کو بھی اُٹھا لے جاتا ہے، بلکہ جب عادی ہو جاتا ہے تو اچھے بڑے سن کے لڑکوں بلکہ سن دار انسانوں پر بھی حملہ کر ڈالتا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا یہ اندیشہ بالکل قدرتی تھا کہ فلسطین کے جنگل میں کہیں بھیڑیا کمسن بچہ یوسف کو اُٹھا نہ لے جائے اور بعد میں بڑے بھائیوں نے بھی سب سے زیادہ آسان یہی بہانا بنانا خیال کیا۔

خنزیر

سور۔ [1]

سور ایک معلوم ومعروف گندہ جانور ہے، قرآن مجید میں اس کا ذکر چار موقعوں پر آیا ہے اور چاروں مرتبہ حرمت ہی کے سلسلہ میں۔

[1] پارہ: ۲، سورۃ البقرۃ۔ پارہ: ۶، سورۃ المائدہ۔ پارہ: ۸، سورۃ الانعام۔ پارہ: ۱۴، سورۃ النحل۔

Marfat.com

پہلی بار یہ کہ ''اللہ ﷻ نے تمہارے اوپر مردار، خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا ہے''، دوسری بار بھی خفیف لفظی تغیر کے ساتھ یہی کہ ''تمہارے اوپر حرام کئے گئے ہیں مردار، خون اور خنزیر کا گوشت''، تیسرے موقع پر اسی حرمت حیوان ہی کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے، کھانے کی چیزوں میں خنزیر کے گوشت کی حرمت بیان کرتے ہوئے فرمایا: تم پر یہ چیزیں حرام کی گئی ہیں، یعنی مردار، بہتا ہوا خون، اور خنزیر کا گوشت، کہ وہ (بالکل) گندہ ہے۔

حرمت کا اعلان چار مرتبہ صراحت کے ساتھ اور ایک مرتبہ اس اضافہ کے ساتھ کہ (اِنَّہٗ رِجْسٌ) وہ تمام تر گندہ ہے، یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اسلام کی نظر میں یہ جانور مجسم گندگی ہے۔

جیوش انسائیکلو پیڈیا جلد ۱۱، ص ۶۰۹ میں تالمود کے حوالہ سے ذکر ہے کہ شریعت یہود میں سور کا پالنا، رکھنا، سب حرام تھے، انجیل میں تین جگہ سوروں کا ذکر اس حیثیت سے ہے کہ حضرت مسیح نے بدروحیں (شیاطین) انہیں کے قالب میں داخل کی ہیں، اور انجیل ہی میں حضرت مسیح نے بے دینوں کی تشبیہ سوروں سے دی ہے:

''پاک چیزیں کتوں کو نہ دو اور اپنے موتی سوروں کے آگے نہ ڈالو، ایسا نہ ہو وہ انہیں پاؤں کے نیچے روندیں اور پلٹ کر تمہیں پھاڑیں''۔

اس جانور کا بدشکل ہونا ہر شخص پر روشن ہے، نجاستوں پر زندگی بسر کرتا ہے، اس کا گوشت خاص طور پر مضر صحت اور مُورثِ امراض ہے، مگر باوجود اس کے فرنگیوں کی میز پر بڑے شوق سے کھایا جاتا ہے، اور ڈبوں میں بند ہو کر دنیا کے مختلف حصوں میں خوب بکتا ہے۔

خنزیر درندہ اور چوپایہ دونوں میں مشترک ہے یعنی اس کا شمار مواشی میں بھی ہے اور درندوں میں بھی، مواشی میں اس کا شمار اس وجہ سے ہے کہ مواشی کی طرح اس کے پیروں میں کھریاں ہیں اور یہ گھاس بھی کھاتا ہے اور درندگی کی اس میں یہ صفت ہے کہ درندوں کی طرح اس کے منہ میں دو دانت ہیں جن سے وہ چیرتا پھاڑتا ہے، خشکی کا خنزیر انتہائی شہوت پرست ہوتا ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ چرنے کی حالت میں وہ اپنی مادہ پر

Marfat.com

چڑھ جاتا ہے اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اس کی مادہ چرتے چرتے میلوں چلی جاتی ہے اور یہ اس دوران مستقل مادہ سے جفتی کرتا رہتا ہے، دور سے دیکھنے سے ایسے موقعوں پر نر اور مادہ چھ پاؤں کا ایک ہی جانور دکھائی دیتے ہیں۔

خنزیر میں ایک عجیب بات یہ ہے کہ اگر اس کو گدھے کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا جائے اور پھر گدھا پیشاب کرے تو یہ اسی وقت مرجاتا ہے، لہٰذا اس کے پالنے والے اس کو گدھے سے کافی دور باندھتے ہیں اور اگر کسی وجہ سے اس کی ایک آنکھ نکل جائے یا نکال دی جائے تو پھر یہ زندہ نہیں رہ سکتا۔

اَلْفَرَسُ

(گھوڑا) یہ اسم جنس ہے، گھوڑے اور گھوڑی دونوں کو فرس کہتے ہیں، اگرچہ ابن جنی اور فراء گھوڑی کے لئے فَرَسَۃٌ استعمال کرتے ہیں، لیکن جوہری نے اس کی تردید کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ گھوڑی کے لئے فَرَسَۃٌ کا استعمال صحیح نہیں، اس کو بھی فرس ہی کہا جائے گا۔

لفظ فرس ''افتراس'' سے بنایا گیا ہے، کیونکہ افتراس کے معنی پھاڑنے کے آتے ہیں اور گھوڑا بھی اپنی تیز رفتاری کے ذریعہ زمین پھاڑتا ہے، اس لئے اس کو فرس کہتے ہیں۔ اور گھوڑا سوار کو ''فارس'' کہتے ہیں، جیسے دودھ والے کو ''لابن'' اور کھجور والے کو ''تامر'' کہتے ہیں، اس کی جمع فوارس آتی ہے، جو اوپر بیان کیا گیا ہے کہ گھوڑی کو بھی فرس کہا جائے گا، فرسۃ نہیں، اس کی تائید حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو ابوداؤد اور حاکم نے نقل کیا ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَسْفِی الْاُنْثٰی مِنَ الْخَیْلِ فَرَسًا [1]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑی کو بھی فرس کہا کرتے تھے۔

[1] ابوداؤد، رقم الحدیث: ۲۵۴۶۔

Marfat.com

سب سے پہلے گھوڑے کو کس نے تابع کیا

اہل عرب کہتے ہیں کہ گھوڑا ایک وحشی جانور تھا اس کو سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے سواری کے لئے استعمال فرمایا، اپنے خصائل کی بناء پر گھوڑا تمام جانوروں کے مقابلہ میں انسان سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے، اس لئے کہ اس میں کرم، شرافت نفسی اور بلند ہمتی جیسے انسانی فضائل موجود ہیں۔

گھوڑے مختلف اوصاف کے ہوتے ہیں، مثلاً بعض وہ ہیں جو سواری کے دوران پیشاب اور لید نہیں کرتے اور بعض وہ ہوتے ہیں جن کو اپنے مالک کی پہچان ہوتی ہے وہ کسی دوسرے کو سواری نہیں کرنے دیتے، حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پروں والے گھوڑے تھے۔

گھوڑے کی عادات

گھوڑے کی طبیعت میں غرور اور تکبر ہے، یہ اپنی ذات میں مگن رہتا ہے، لیکن اس کے باوجود اپنے مالک سے پیار و محبت کرتا ہے، اس کے خلاف اس کے شریف اور مکرم ہونے پر دلیل یہ ہے کہ کسی دوسرے جانور کا باقی ماندہ چارہ یا خوراک نہیں کھاتا۔

گھوڑی کو گھوڑے کی نسبت بہت زیادہ شہوت ہوتی ہے، اسی لئے یہ اکثر گھوڑوں کے علاوہ دیگر نر جانوروں کے پیچھے بھی لگی رہتی ہے، جاحظ نے لکھا ہے کہ گھوڑی کو حیض آتا ہے لیکن بہت قلیل مقدار میں، گھوڑے کی شہوت چالیس (۴۰) تا نوے (۹۰) سال تک برقرار رہتی ہے، گھوڑا انسانوں کی طرح خواب دیکھتا ہے، اس کی ایک خاص عادت یہ ہے کہ یہ گدلا پانی پیتا ہے اور جب کہیں اس کو صاف پانی ملتا ہے تو اس کو گدلا کر دیتا ہے۔

گھوڑے کا شرعی حکم

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گھوڑے کی وہ تمام اقسام حلال ہیں جن میں گھوڑے کا نام پایا جاتا ہے جیسے ''عراب'' مقاریف اور برازین وغیرہ، برازین، برزون کی جمع ہے، ترکی گھوڑے کو کہتے ہیں، یہ قول امام ابو

Marfat.com

یوسف رحمۃ اللہ علیہ، محمد رحمۃ اللہ علیہ، احمد رحمۃ اللہ علیہ و اسحاق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے ہیں، اپنی دلیل میں یہ حضرات، بخاری و مسلم کی وہ حدیث پیش کرتے ہیں جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر میں پالتو گدھے کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑے کے گوشت کے بارے میں رخصت دی''۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے گھوڑے کے گوشت کو مکروہ کہا ہے، لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت مکروہ تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی، ان حضرات نے بطور دلیل اس حدیث کو پیش کیا ہے جس کو ابوداؤد، نسائی و ابن ماجہ وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے کیونکہ ان جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے سواری و زینت کے لئے پیدا فرمایا ہے''۔

الخیل

''گھوڑے''۔ الخیل، یہ جمع من غیر لفظہٖ ہے، یعنی لفظی طور پر اس کا کوئی واحد نہیں ہے، جیسے لفظ قوم اور رہط کا کوئی لفظی واحد نہیں ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کا مفرد خائل ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ یہ مؤنث ہے اور اس کی جمع خیول آتی ہے، سجستانی نے کہا ہے کہ اس کی تصغیر خُنَیل آتی ہے اور خیل کے معنی اکڑ کر چلنے کے ہیں اور چونکہ گھوڑے کی چال میں بھی اکڑنا پایا جاتا ہے اسی وجہ سے گھوڑے کو خیل نام دیا گیا ہے۔

گھوڑوں کا شرف

گھوڑوں کے شرف کے لئے صرف یہی دلیل کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے کلام پاک میں اس کی قسم کھائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: والعٰدِیٰتِ ضَبْحًا (قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپ کر دوڑتے ہیں) ان گھوڑوں سے مراد غازی یعنی جہاد کے گھوڑے ہیں جو دوڑتے دوڑتے ہانپنے لگتے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

Marfat.com

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی انگلیاں اپنے گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں پھیر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک خیر کو گھوڑوں کی پیشانی میں گرہ دے کر باندھ دیا ہے یعنی لازم کر دیا ہے۔

اس حدیث میں ناصیہ (پیشانی) سے مراد وہ بال ہیں جو پیشانی پر لٹکتے رہتے ہیں، خطابی کہتا ہے کہ ناصیہ سے مراد گھوڑے کی پوری ذات ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے فُلَانٌ مُبَارَكُ النَّاصِيَةِ وَمَيْمُوْنُ الْغُرَّةِ کہ فلاں آدمی مبارک پیشانی والا ہے، یعنی مبارک ذات والا ہے۔

مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑوں کے اندر شکال کو ناپسند فرماتے تھے۔ شکال کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑے کے داہنے پچھلے پیر میں اور اگلے پیروں کے بائیں پیر میں سفیدی ہو، یا داہنے اگلے پیر میں اور بائیں پچھلے پیر میں سفیدی ہو۔

شکال کے بارے میں کئی اقوال ہیں، جمہور اہل لغت کا قول یہ ہے کہ شکال کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑے کے تین پیر سفید ہوں اور چوتھا پیر سفید نہ ہو اور ابوعبیدہ نے کہا کہ کبھی شکال ایسے ہوتا ہے کہ گھوڑے کے تین پاؤں مطلق ہوں اور ایک پاؤں سفید ہو اور ابن درید نے کہا ہے کہ شکال ایک ہی شق میں ہوتا ہے، یعنی ایک ہاتھ اور ایک پیر میں اور اگر اس کے خلاف ہو تو اس کو شکال مخالف کہا جاتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے دبلے (چھریرے) گھوڑوں کی دوڑ کرائی اور ان کو حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک چھوڑا، اس کے بعد آپ نے ان گھوڑوں کی دوڑ کرائی جو دبلے نہیں تھے اور ان کو ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک دوڑایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اس دوڑ میں تھے۔

اَلْخَيْلُ الْمُسَوَّمَةِ

نشان زدہ گھوڑے۔[1]

گھوڑے یوں بھی انسان کے لئے ایک قابل قدر جائیداد ہیں اور پھر جو گھوڑے نشان زدہ یا نمبر پڑے

[1] آل عمران، آیت: ۱۴۔

Marfat.com

ہوں، گھوڑ دوڑ میں کام آئیں، پولو (چوگان) کے میدان جیت سکیں، جنگ میں سوار فوج کی خدمت انجام دے سکیں، ایسے گھوڑوں کا کیا ہی کہنا؟

رِبَاطُ الْخَيْلِ

گھوڑوں کی چھاؤنیاں، [1] ایسے گھوڑے جو سرحد پر چوکی پہرے کے کام آئیں۔

بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ

سواروں اور پیادوں (کی فوج)۔[2]

ابلیس جب اپنی صریح نافرمانی کی پاداش میں مردود ہوا ہے، تو اسے اپنی قوت اغواء کا بڑا زعم تھا، اس وقت اس سے ارشاد ہوا کہ اچھا تو ہمارے بندوں پر اپنے سواروں اور پیادوں چڑھا لا، یہ بھی کر کے دیکھ لے، یہاں ''خیل'' گھوڑے کے معنی میں نہیں بلکہ رَجِل (پیادے) کے مقابل، سوار کے معنی میں ہے اور لغت میں خیل کے معنی گھوڑے اور سوار دونوں کے ہیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں: اَلْمُرَادُ مِنْهُ ضَرْبُ الْمَثَلِ كَمَا تَقُوْلُ لِلرَّجَالِ الْمَجْدِ فِي الْاَمْرِ جِئْتَنَا بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَهٰذَا الْوَجْهُ اَقْرَبُ۔[3]

اور اہل لغت نے بھی یہی معنی قبول کر لئے ہیں، جیسے اُردو میں کہا جائے کہ تو ان پر اپنا حملہ پوری طرح کر دیکھ، اور اگر کوئی یہی معنی لے کہ شیطان سوار ہو کر آتا ہے تو اس کے بھی امتناع پر کوئی دلیل نہیں۔

تابعین بلکہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک تفسیر یہ بھی منقول ہے کہ دنیا میں جو بھی سوار اور جو بھی پیادے معصیت کی راہ میں چلتے ہیں، یہ سب شیطان ہی کے سوار اور پیادے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمُجَاهِدٍ وَقَتَادَةَ: كُلُّ رَاجِلٍ اَوْمَاشٍ اِلٰى مَعْصِيَةِ اللّٰهِ مِنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ فَهُوَ مِنْ رَجِلِ الشَّيْطَانِ وَخَيْلِهٖ[4] فَعَلٰى هٰذَا التَّقْدِيْرِ خَيْلُهٗ وَرَجِلُهٗ كُلُّ مَنْ

---

[1] الانفال: ۶۰۔ [2] بنی اسرائیل: ۶۴۔ [3] کبیر۔ [4] جصاص۔

Marfat.com

شَارَكَهٗ فِي الدُّعَاءِ اِلَى الْمَعْصِيَةِ۔ [1]

مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ

(مالِ فیٔ کے لئے نہ تم نے اپنے) گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ۔ [2]

گھوڑا دنیا کا ایک معروف ترین جانور ہے، خوبصورت، خوشنما، جسم کا سڈول، انسانی ضرورتوں کے لئے نہایت درجہ کارآمد، اور حیوانی دنیا میں انسان کا بہترین رفیق، صحرائی یا جنگلی قسم کا گھوڑا اب صرف منگولیا کے دشت وریگزار میں پایا جاتا ہے، باقی دنیا کے ہر حصہ میں اہلی یا پالتو ہی گھوڑے کے انواع و اقسام ملتے ہیں، بعض ملکوں میں بیل اور اونٹ کے بجائے، زراعت کے کاموں میں لگا رہتا ہے، مثلاً ہل چلاتا ہے، پانی کے پر کھینچتا ہے وغیرہ۔

گھوڑے جسامت کے لحاظ سے مختلف قسم کے ہوتے ہیں، بعض بڑے قدآور اور قوی ہیکل، چھ چھ بلکہ سات سات فٹ کے اور بعض بہت چھوٹے قد کے جو ٹانگن اور ٹٹو کہلاتے ہیں، تین تین فٹ کے بلکہ اس سے بھی کم کے۔

ادنیٰ قسم کے گھوڑے لدّو کہلاتے ہیں، گھوڑے کا خاص وصف اس کی تیز رفتاری ہے، ماہرین کا بیان ہے کہ اس کے جسم کی ساخت ہی ایسی رکھی گئی ہے جو اسے دوڑنے میں بہت تیز رکھ سکے، اور جب تک ریل اور مشینی سواریاں ایجاد نہیں ہوئی تھیں، انسان کے لئے تیز ترین سواری یہی تھی۔

گھوڑے کی اوسط عمر ۱۸، ۲۰ سال ہے اور اس کی عمر کا اندازہ اس کے دانتوں سے کیا جاتا ہے۔ گھوڑا انسان کا بہترین رفیق، شاید تاریخ کے ہر دور اور دنیا کے ہر ملک میں رہا ہے، اس عموم میں عرب کو ایک خاص درجہ حاصل ہے، عربوں کا بہترین رفیق اونٹ کے بعد اگر کوئی جانور ہے تو یہی گھوڑا ہے اور عربی گھوڑے کا نام آج تک مشہور چلا آرہا ہے۔

---

[1] کبیر۔ [2] الحشر:۶۔

Marfat.com

اس کے دانت شمار میں ۳۶ سے چالیس تک ہوتے ہیں اور اس کی اصل غذا اچھی اور تازہ گھاس ہے، جسے وہ بڑی مقدار میں کھاتا رہتا ہے، گھاس کے علاوہ غلّہ بھی کھاتا ہے، ہندوستان میں عام رواج چنے کا دم دینے کا ہے، یورپی ملکوں میں دوسرے غلے دیئے جاتے ہیں۔

فرعون نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اسرائیلیوں کا تعاقب کیا تو وہ گھوڑے پر سوار تھا اور اسی حال میں ڈوبا ہے، توریت میں اس کا ذکر دو مرتبہ آیا ہے، حمد باری کے سلسلہ میں کہ: ''اس گھوڑے کو اس کے سوار سمیت دریا میں ڈال دیا''۔

سفید گھوڑا ایران وغیرہ میں صرف بادشاہ کی سواری کے لئے مخصوص رہا ہے، قرآن مجید میں قوم نوح میں جس دیوتا یعوق کا ذکر آیا ہے اس کی مورتی بھی ایک تیز رفتار گھوڑے کی شکل میں تھی۔

ضَفَادِع

مینڈک۔ جمع، واحد: ضفدع۔[1]

قرآن مجید میں صرف ایک جگہ یہ نام بغیر کسی تفصیل کے آیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے انکار کی پاداش میں چند عذاب فرعونیوں پر اعجازی رنگ میں نازل کئے گئے تھے، ان میں ایک عذاب یہ مینڈکوں کا بھی تھا، خلاصہ یہ ہے کہ مینڈکوں کی کثرت سے مصریوں کا کھانا پانی سب حرام ہو گیا تھا۔

مینڈک ایک مشہور آبی جانور ہے۔ ماہرین کے بیان کے مطابق اس کی سیکڑوں قسمیں ہیں، ہندوستان میں برسات کے زمانہ میں کثرت سے پایا جاتا ہے، زیادہ تر تالابوں اور گڑھوں میں رہتا ہے، لیکن خشکی پر بھی گزر کر لیتا ہے، خصوصاً ترائی کے علاقوں میں، برسات کے ختم پر مینڈکوں کے ڈھانچے خشک ہو جاتے ہیں اور جب برسات کا موسم آتا ہے تو پھر انہیں خشک ڈھانچوں میں جان پڑ جاتی ہے، مستی کے زمانہ میں نَر مینڈک بہت زور سے چلاتے ہیں اور ٹرٹراتے رہتے ہیں، خصوصاً رات کے وقت۔

---

[1] پارہ:۹، سورۃ الاعراف، ع:۱۲۔

Marfat.com

مینڈک کی غذا، برساتی کیڑے مکوڑے اور پتنگے ہیں، مینڈک انہیں صاف نہ کرتا رہے تو ان کی کثرت انسان کی جان کے لئے ایک عذاب بن جائے، اور یہ خود سانپ کی مرغوب غذا ہے، مینڈک تین سال کی عمر میں انڈے دینے کے قابل ہو جاتا ہے اور پوری جوانی کو ۵ سال کی عمر میں پہنچتا ہے، اس کی عمر کا تخمینہ بیس اور چالیس کے درمیان کیا گیا ہے، مینڈک کا پُھدکنا بچوں کو بہت دلچسپ معلوم ہوتا ہے اور جس طرح اپنی شکل و صورت کے لحاظ سے وہ بچوں کا کھلونا بنا رہتا ہے، اسی طرح اہل سائنس اپنی تجربہ گاہوں میں شاید سب سے زیادہ تجربے اسی جانور کے کرتے رہتے ہیں، اس کی بعض قسمیں درختوں پر رہا کرتی ہیں۔

مینڈک مختلف قسم کے ہوتے ہیں، بعض سفاد یعنی جفتی سے پیدا ہوتے ہیں اور بعض بغیر سفاد کے پیدا ہوتے ہیں، ان کی پیدائش ایسے پانیوں سے ہوتی ہے جو بہتے نہیں اور گندے ہوتے ہیں، نیز بارش کے بعد بھی ان کی پیدائش ہوتی ہے، حتیٰ کہ بارش کے بعد سطح آب پر ان کی کثرت سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بادل سے برسے ہیں، یہ کثرت نر اور مادہ کے مادہ تولید کا پھل نہیں ہے بلکہ یہ محض اس قادرِ مطلق کی صنّاعی کا کرشمہ ہے کہ اس نے مٹی میں ایسی خاصیّت رکھ دی ہے کہ اس سے گھڑی بھر میں ان کا ظہور ہوتا ہے۔

مینڈک ان حیوانات میں سے ہے کہ جن میں ہڈی نہیں ہوتی، بعض مینڈک بولتے ہیں اور بعض نہیں بولتے، جو بولتے ہیں ان کی آواز ان کے کانوں کے پاس سے نکلتی ہے، جب مینڈک بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے نیچے کے جبڑے کو پانی میں داخل کرتا ہے اور جب اس کے منہ میں پانی بھر جاتا ہے تو بولنا بند کر دیتا ہے۔

مینڈک کی حضرت داؤد علیہ السلام سے گفتگو

''کتاب الذاہر'' مصنّفہ عبداللہ القرطبی میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ آج کی رات میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی ایسی تسبیح بیان کروں گا جو اس کی مخلوق میں کسی نے نہ کی ہوگی، یہ سن کر ایک مینڈک نے جو آپ کے گھر کی حوض میں رہتا تھا پکار کر کہا کہ اے داؤد! کیا آپ اللہ کی بارگاہ میں اپنی تسبیح پر فخر کرتے ہیں، حالانکہ مجھ پر ستر سال گزر گئے اور میری زبان ذکر الٰہی سے خشک نہیں ہوئی۔ علاوہ ازیں دس راتیں گزر

Marfat.com

چکی ہیں کہ میں نے ابھی تک نہ کوئی سبزی چکھی ہے اور نہ پانی پیا ہے، بس دو کلمے میری زبان پر جاری ہیں، حضرت داؤد علیہ السلام نے دریافت فرمایا وہ دو کلمے کون سے ہیں؟ تو مینڈک نے بتایا "مُسَبِّحًا بِكُلِّ لِسَانٍ وَمَذْكُورًا بِكُلِّ مَكَانٍ" یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ میرے لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ میں ان سے زیادہ بلیغ الفاظ میں اللہ کی تسبیح بیان کروں۔

عَنْكَبُوت

مکڑی۔[1]

یہ نام صرف دو بار آیا ہے، مکڑی دنیا کا ایک معلوم و معروف گھناؤنا سا جانور ہے، شاید بجز قطبین کے شدید برفانی علاقوں کے ایورسٹ کی بلند چوٹی سے لیکر زیر زمین تاریک غاروں تک میں پایا جاتا ہے، ماہرین فن نے اس کی ۴۰ ہزار قسمیں شمار کی ہیں، اس کے آٹھ پیر ہوتے ہیں، جبکہ عام مکوڑوں کے صرف ۶ پیر ہوتے ہیں اور اسی بنا پر بعض ماہرین نے اسے مکوڑوں کے طبقہ سے نکال کر حیوانات کے اس خاندان میں جگہ دی ہے جس کے اور ارکان کیکڑا، بچھو، کھنکھجورا وغیرہ ہیں، متعدد آنکھیں جن سے ہر طرف دیکھ سکتی ہے اور اس کی نگاہ بہت تیز ہوتی ہے، بعض اصناف میں دو اور بعض میں آٹھ آٹھ زہریلی ان کی کم و بیش سب ہی قسمیں ہوتی ہیں، اور بعض انسان کے لئے مہلک ہیں، اس کی غذا دوسرے کیڑے مکوڑے ہوتے ہیں اور یہ بغیر غذا بھی مدّتیں گزار سکتی ہے، یہاں تک کہ دو دو ڈھائی ڈھائی برس۔

جالے کا نہایت نفیس تانا تن کر گراس کے اندر رہتی ہے، یہ جالا اپنی کمزوری اور نازکی کے لئے ضرب المثل کی شہرت رکھتا ہے، ہوا کے ہر تیز جھکڑ اور بارش سے تار تار ہو جاتا ہے اور مکڑی پھر نئے سرے سے اس کے تانے میں لگ جاتی ہے۔

---

[1] پارہ:۲۱، سورۃ العنکبوت، ع:۵۔

Marfat.com

غُرَابٌ

کوّا۔ [1]

اس پرندے کا نام قرآن مجید میں دو بار آیا ہے اور دونوں مرتبہ ایک ہی سیاق اور سلسلہ بیان میں ذکر ہوا ہے کہ روئے زمین پر سب سے پہلا انسانی قتل قابیل کے ہاتھ ہابیل کا ہوا، اب اس کے بعد قاتل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ مقتول کی لاش کو کیا کرے، اللہ نے اپنی قدرت وحکمت سے ایک کوّے کو بھیجا، جو زمین کی مٹی ہٹا کر ایک دوسرے کوّے کی لاش کو اس میں دبا رہا تھا، یہ دیکھ کر قابیل کو بھی اتنی سمجھ آ گئی اور اس نے حسرت کے ساتھ کہا کہ مجھ پر تف ہو، میں اس کوّے کی سی بھی سمجھ نہیں رکھتا۔

بڑی آبادی دنیا میں کوّوں ہی کی ہے، کوّے کی سوجھ بوجھ، سیانے پن اور حرص وطمع کے قصّے عام طور پر زبان زد ہیں، بعض ماہرین حیوانات نے کہا ہے کہ کوّا دنیا کا ذہین ترین پرندہ ہے، اپنی غذا کے لحاظ سے کوّا ہمہ خور ہے۔ غلہ، سبزی، پھل، گوشت، مردار، ہڈی، کیڑے مکوڑے سب ہی اس کی خوراک کے کام آجاتے ہیں، اچھے بڑے کوّے کی جسامت لمبائی میں ۱۸ انچ ہوتی ہے، بعض دوسرے پرندوں کی طرح یہ اپنی سحر خیزی کے لئے مشہور ہے، صبح سویرے ہی بولنے لگتا ہے، اور بہت سویرے سے غذا کی تلاش میں نکل جاتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان تھمنے پر سب سے پہلا پرندہ جو اپنے جہاز سے اڑایا وہ کوّا ہی تھا۔

فِیل

ہاتھی۔ [2]

ہاتھی ہمارے ملک کا ایک معلوم ومعروف جانور ہے، اہل عرب کے لئے غیر معروف تھا، ظہور اسلام سے کوئی چالیس سال قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سال ولادت میں جب صوبہ یمن کے زیر مملکت حبشہ کے مسیحی صوبہ دار، ابرھہ نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی، تو فوج میں اس کے ہمراہ ایک خاص ہاتھی بھی تھا۔

---

[1] پارہ:۶، سورۃ المائدہ، ع:۵۔ [2] پارہ:۳۰، سورۃ الفیل۔

Marfat.com

خشکی کے موجودہ جانوروں میں قدوجُثّہ کے لحاظ سے بھی سب سے بڑا جانور ہاتھی ہے، اس کی عمر طبعی ۱۵۰ سال ہے، یہ یورپ اور امریکہ کا نہیں، صرف ایشیاء اور افریقہ کا جانور ہے۔

افریقی ہاتھی کی نسل قدیم تر ہے، اور قدوجسامت میں بھی یہ ہندوستانی ہاتھی سے بڑا ہوتا ہے، عام طور سے یہ ہاتھی 10½ فٹ کے ہوتے ہیں، بعض ۱۱ فٹ کے بھی پائے گئے ہیں، ہتھنی کا قد ڈیڑھ فٹ چھوٹا ہوتا ہے، وزن میں یہ ہاتھی ۶ ٹن کے اور ہتھنیاں ۴ ٹن کی پائی گئی ہیں، ان کے نمائشی دانت ۶،۶ فٹ لمبے ہوتے ہیں۔

ہندوستانی ہاتھی قد میں نسبتاً چھوٹا ہوتا ہے اور 10½ فٹ کی بلندی تک شاید ہی پہنچتا ہے، اس کے دانت بھی اتنے لمبے نہیں ہوتے، اس کی عمر البتہ طویل ہوتی ہے، کسی کسی کی عمر ۷۰۰ سال کی بھی پائی گئی ہے، سیلونی ہاتھی کے دانت نہیں ہوتے، ان بے دانتوں کے ہاتھیوں کو عوام مکنا ہاتھی کہتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ ہاتھی بڑا ذکی الحس اور ذہین جانور ہوتا ہے، عموماً ایک جھول میں ہتھنی کے ایک ہی بچہ ہوتا ہے اور کبھی دو کبھی زمانہ حمل ۲۱ مہینہ سے کچھ اوپر ہوتا ہے، ہاتھی کی آنکھیں چھوٹی ہوتی ہیں، کان بڑے اور پنکھے کی طرح لٹکے ہوئے ہوتے ہیں اور ناک کی جگہ ایک لمبی لٹکتی ہوئی سونڈ ہوتی ہے جس سے ہاتھی کھانے پینے میں ہاتھ کا کام لیتا ہے، ہاتھی کی عام غذا میں پتیاں، پتے، جڑیں اور پھل پھلاری ہیں، ہندوستانی ہاتھی گھاس بھی چر لیتا ہے اور گنا اور پکے ہوئے موٹے موٹے روٹ بڑے شوق سے کھاتا ہے، گھوڑے کی طرح اس کو بھی کھڑے کھڑے سو جانے کی عادت ہے، باوجود اس بھاری بھرکم جسامت کے، ہاتھی بہت تیز بھی چل سکتا ہے اور دلدل میں تو بڑے ہلکے پھلکے قدم خوب ہوشیاری سے رکھتا ہوا چلتا ہے، عام طور سے ایک حلیم، غیر جنگ جو، بزدل جانور ہے، لیکن غصہ کے وقت سخت خطرناک بن جاتا ہے، اپنی جنگلی حالت میں دس دس، بیس بیس، سو سو کے غول بنا کر رہتا ہے، اس کی سونڈ کی طرح اس کے بڑے بڑے نمائشی دانت بھی اس کے خصوصی اعضاء میں ہیں اور ''ہاتھی دانت'' کی بیسیوں مصنوعات تجارت کی منڈیوں میں بڑی قابلِ قدر چیز سمجھی جاتی ہیں، اندازہ کیا گیا ہے کہ افریقی نسل کے ۴۰،۴۰ ہزار ہاتھی اسی ہاتھی دانت کی خاطر ہلاک کر ڈالے جاتے ہیں، ہاتھی پانی کا

Marfat.com

بہت شائق ہوتا ہے اور نہاتا بڑے شوق سے ہے۔

اس کی جلد کا رنگ ہلکا سیاہ ہوتا ہے، سفید رنگ کا ہاتھی نادرۂ روزگار سمجھا جاتا ہے اور ایک ملک سیام میں اسے مقدس مانا جاتا ہے، ہندو دیومالا میں گنیش جی جو علم وحکمت کے دیوتا ہیں، ان کا چہرہ ہاتھی ہی کا ہوتا ہے۔

ہاتھی سے ٹینک کا کام لینا اسکندر اعظم نے شروع کیا، اس کے بعد یہ جانور صدیوں تک اس کام میں آتا رہا، قرطانیہ والے اس فن میں ماہر تھے، یہ سب کام افریقی ہاتھی ہی دیتے رہے، اور کانگو کا جنگل ان ہاتھیوں کا خاص وطن تھا۔

قِرَدَۃٌ

بندر۔ [1]

قرآن مجید میں یہ نام تین جگہ آیا ہے، دو بار تو اس سلسلہ میں کہ بنی اسرائیل میں سے جو نافرمان گروہ یومِ سبت کے احترام کے بارہ میں احکام خداوندی کی مسلسل نافرمانی کر رہا تھا اسے بالآخر حکم ملا کہ ذلیل بندر بن جاؤ اور تیسری جگہ بھی ایک مقہور ومغضوب قوم کا ذکر کر کے یہ ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے انہیں بندر اور سور بنا دیا۔

عربوں کے ہاں بندر ویسے بھی ایک ذلیل وحقیر جانور ہے، پھر قرآن نے تو تصریح کے ساتھ دو جگہ اس لفظ کے ساتھ خَاسِئِیْنَ (حقیر ہنکائے ہوئے دھتکارے ہوئے) کا اضافہ کر کے اس پہلو کو اور واضح کر دیا ہے اور تیسری جگہ اسکا عطف سور پر کر کے جو مسلّم طور پر ایک گندہ اور نجس جانور ہے، بندر کی انتہائی تحقیر پر مزید مہر تصدیق لگا دی ہے، عرب کے علاوہ بھی مسلم تہذیب جہاں جہاں ہے بندر اپنی خفیف الحرکتی کی وجہ سے رسوا اور زباں زد خلائق ہے۔

مفسّرین کے قولِ جمہور کے مطابق وہ نافرمان اسرائیلی واقعتاً بھی بندر بن گئے تھے، لیکن ایک جلیل القدر تابعی کا یہ قول بھی شروع سے نقل ہوتا چلا آ رہا ہے کہ مسخ صرف معنوی ہوا تھا نہ کہ صوری یعنی جسم انسانی ہی رہے

[1] پارہ:۱، سورۃ البقرۃ۔ پارہ:۶، المائدۃ۔ پارہ:۹، سورۃ الاعراف۔

Marfat.com

تھے، صرف عادات وخصائل بندروں کے سے ہوئے تھے اور تیسری آیت کے تحت میں امام لغت، راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مفردات القرآن میں بھی کچھ ایسا ہی نقل کیا ہے۔

وَ قِیْلَ بَلْ جَعَلَ اَخْلَاقَھُمْ کَاَخْلَاقِھَا وَ اِنْ لَّمْ تَکُنْ صُوَرَتُھُمْ کَصُوَرَتِھَا

''کہ ان کے صرف اخلاق وعادات بندروں کے سے ہو گئے تھے اور ان کی شکلیں اپنے حال پر قائم رہی تھیں''۔

بندر اہل ہند کے لئے ایک معلوم ومعروف موذی جانور ہے، چیزوں کو توڑ پھوڑ ڈالنا، نوچ ڈالنا، برباد کر ڈالنا، اس کی عام عادت ہے، پھلوں اور بعض ترکاریوں کا خاص طور پر حریص ہوتا ہے، باغ کے باغ، کھیت کے کھیت اجاڑ دیتا ہے، اپنی نوع کے ساتھ ہمدردی صرف اپنے غول کے ساتھ محدود رکھتا ہے، چنانچہ ایک غول کا بندر الگ بھٹک کر کسی دوسرے غول میں چلا جائے تو وہاں کے سارے بندر اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ بہت قوی اور طاقت ور ہونے کے باوجود بزدل اور بدہمت ہوتا ہے، صرف بھبکیاں دینا خوب جانتا ہے، لیکن کوئی اگر اس سے نڈر ہو کر مقابلہ پر آجائے تو فوراً بھاگ نکلتا ہے۔

بندروں کی قسمیں بہت سی پائی جاتی ہیں، اور جنگلوں میں ہر قد وقامت کے پائے گئے ہیں، اتنے چھوٹے بھی کہ جیسے بلی اور اتنے بڑے اور جسیم بھی جیسے ایک قدآور اور تنومند انسان، گوریلا، چمپانزی، اورنگ اوٹنگ وغیرہ جنگلی بندروں میں بعض قسمیں انسان سے بہت مشابہ پائی گئی ہیں، عوام انہیں کو بن مانس، انسان صحرائی کہتے ہیں، اور ان میں بعض لاٹھی کے سہارے سیدھے کھڑے ہو کر انسان کی طرح اپنے دو پیروں سے چل لیتے ہیں، لنگوری بندر کا چہرہ بجائے سرخ کے سیاہ ہوتا ہے اور اس کی دم بھی بڑی لمبی ہوتی ہے، یہ جست بھی عام بندروں سے بہت زیادہ لگا لیتا ہے۔

بندر ایک بدصورت جانور ہے مگر اس کے باوجود اس میں ملاحت وذکاوت پائی جاتی ہے، بیان کیا گیا ہے کہ ملک نوبہ نے خلیفہ متوکل کے پاس دو بندر بطور ہدیہ بھیجے تھے جن میں سے ایک درزی اور دوسرا رنگ سازی کا

Marfat.com

کام جانتا تھا۔

بندر بڑا پھرتیلا جانور ہے اور انسان کی نقالی میں اسے ملکہ ہوتا ہے، افریقہ وغیرہ کے بھی بعض مشرک قبیلوں میں بندر کو ایک مقدس جانور مانا گیا ہے، اور ہندوؤں کے ہاں تو ہنومان جی کی حیثیت ایک مستقل دیوتا کی ہے، اور عام عقیدہ یہ ہے کہ جب رام چندر جی نے لنکا کے بدکردار راجہ راون پر چڑھائی کی ہے تو ان کے ایک بڑے معاون و ناصر جنوبی ہند کے سردار ہنومان جی تھے۔ ہنومان دیوتا اور مہابیر سوامی کے مندر، اب بھی متعدد ہیں۔

''بندریا'' ایک بار میں کئی کئی بچے دیتی ہے اور بعض دفعہ ان کی تعداد دس اور بارہ بچوں تک دیکھی گئی ہے۔ بندر دیگر جانوروں کی نسبت انسان سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے، چنانچہ یہ انسانوں کی طرح ہنستا ہے، خوش ہوتا ہے، بیٹھنا، باتیں کرنا، ہاتھوں سے چیزیں لینا دینا، ہاتھوں پیروں کی انگلیوں کا جدا جدا ہونا، یہ سب چیزیں انسانوں سے مشابہت رکھتی ہیں، اور عورتوں کی طرح اپنے بچوں کو گود میں لئے پھرنا۔

ایک حدیث امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دودھ میں پانی مت ملایا کرو (یعنی دودھ میں پانی ملا کر نہ بیچا کرو) اس لئے کہ پہلے زمانہ میں ایک شخص ایسا کرتا تھا، ایک دن اس نے ایک بندر خریدا اور اس کو اپنے ساتھ لے کر دریائی سفر پر روانہ ہوا۔ چنانچہ جب کشتی دریا کے درمیان میں پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ نے بندر کے دل میں اس کے مال یعنی دیناروں کی تھیلی کا خیال پیدا کر دیا، چنانچہ بندر نے اپنے مالک کی دیناروں کی تھیلی اٹھائی اور کشتی کے بادبان پر چڑھ گیا اور وہاں سے اس نے تھیلی کھول کر ایک دینار کشتی میں اور ایک دینار دریا میں پھینکنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ وہ تھیلی خالی ہوگئی، اس طرح اس نے پانی کی قیمت پانی میں اور دودھ کی قیمت کشتی میں برابر ڈال دی''۔

Marfat.com

قُمَّل

جوں۔ [1]

قرآن مجید میں یہ نام ایک ہی بار آیا ہے اور وہ اس سلسلہ میں کہ فرعونیوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جو نو عذاب یکے بعد دیگرے آئے تھے ان میں ایک عذاب یہ بھی تھا کہ ان کے بالوں اور کپڑوں میں جوئیں پڑ گئیں تھی۔

جوں، ننھا سا ایک گندہ جانور ہے جو بالوں میں اکثر ان کی گندگی اور صفائی نہ ہونے کے وقت پڑ جاتا ہے، اہل مصر بڑے نفیس مزاج تھے، اپنے جسم ولباس کی صفائی ونفاست کا بڑا خیال رکھتے تھے، ان کے حق میں یہ عذاب اور بھی سخت تھا۔

الکبش

''مینڈھا''، کبش مینڈھے کو کہتے ہیں، اس کی جمع اکبش اور کباش آتی ہیں۔

قرآن پاک میں مینڈھے سے متعلق یہ آیت کریمہ موجود ہے: وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے عوض میں ذبح ہونے کے لئے جنت سے ایک مینڈھا بھیج دیا۔

اس کو عظیم اس وجہ سے فرمایا گیا، کیونکہ بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یہ مینڈھا چالیس سال تک جنت میں چرتا پھرتا تھا، کہتے ہیں کہ یہ وہی مینڈھا تھا جس کو ہابیل نے نذر میں چڑھایا تھا اور اس کی نذر اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہوئی تھی۔

فائدہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ، مسلم رحمۃ اللہ علیہ، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں پہنچ جائیں گے تو موت کو ایک سفید

[1] پارہ:۹، سورۃ الاعراف، ع:۱۶۔

Marfat.com

مینڈھے کی شکل میں جنت اور دوزخ کے درمیان لاکر کھڑا کیا جائے گا اور پھر اس کو ذبح کر دیا جائے گا، جنتیوں سے کہا جائے گا کہ اب تم کو موت نہیں آئے گی اور تم ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہو گے اور پھر دوزخیوں سے کہا جائے گا کہ اب تم کو سدا کے لئے دوزخ میں رہنا ہے۔

موت کے مینڈھے کو ذبح کرنے والے حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام ہوں گے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں ذبح کیا جائے گا، حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اسم گرامی میں حیاتِ ابدی کی طرف اشارہ ہے۔

مؤلف ''کتاب الفردوس'' نے لکھا ہے کہ موت کے مینڈھے کو ذبح کرنے والے حضرت جبرائیل علیہ السلام ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

كَلْبٌ

کتا۔[1]

قرآن مجید میں ایک جگہ ایک بدکردار شخص کے ذکر میں ہے کہ خدائی نعمتوں کے باوجود، وہ زمین کی پستی پر مائل ہو گیا، اور اپنی خواہش نفس کی پیروی کرنے لگا، تو اس کی حالت کتے کی سی ہو گئی کہ اسے دھتکارو یا چھوڑے رہو تو (ہر حال) وہ زبان نکالے ہانپتا ہی رہتا ہے، لیکن کتے کی ایک صفت انسان کے ساتھ اس کی رفاقت بھی ہے۔

قرآن مجید میں دوسرے موقع پر اس کا ذکر اصحابِ کہف کے ایک قصہ میں ہے کہ وہ ایک غار میں ہیں، اور ان کا کتّا ان کے ہمراہ دہلیز کی طرف ہاتھ پسارے ہوئے ہے، اور پھر کتّے کا نام تین مرتبہ اسی ایک سلسلہ میں ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا، یہ سب اٹکل کے تیر ہیں، اور بعض کہتے ہیں کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا، بعض روایتوں میں اس کا نام قطمیر آیا ہے۔

[1] پارہ:۹، سورۃ الاعراف۔ پارہ:۱۵، سورۃ الکہف۔

Marfat.com

عالم غیب کی بعض غیر مرئی مخلوقات مثلاً جنات اور ملائکہ عذاب، کتوں کو خاص طور پر مکشوف ہو جاتے ہیں۔

اس کی قسمیں صدہا ہیں، صرف موٹی موٹی قسمیں ۶۲ تک پہنچی ہیں۔ قدو قامت، شکل وصورت اور رنگ کے لحاظ سے کتے کئی قسم کے پائے گئے ہیں، سرخ، سیاہ، سفید، ابلق، بھورے وغیرہ، بعض بالکل ننھے ننھے سے، بعض بڑی جسامت والے، بعض بالکل کھری صفا چٹ جلد کے، بعض بالوں سے بالکل لدے ہوئے، بعض بڑی ہیبت ناک شکل کے اور بعض سیدھے سادھے، دوڑ کے ساتھ قوت شامہ بھی کتے کی خاص طور پر تیز ہوتی ہے۔

اس کی اوسط عمر ۱۴ سے ۲۰ سال تک پائی گئی ہے، عادتوں کے لحاظ سے بھی اس کی نسلیں مختلف ہوتی ہیں، بعض بڑے شکاری، بعض صرف چوکیداری و پاسبانی کے کام کے اور بعض اپنے شوقین مالکوں کی گود میں صرف کھلونا اور سامان زینت بننے کے قابل۔

کتے حفاظت اور چوکیداری کے کام کے ہمیشہ سے سمجھے گئے ہیں، چنانچہ چرواہے اور گدڑیئے اپنے ریوڑوں اور گلوں کی حفاظت کے لئے کتّے شروع سے پالتے چلے آرہے ہیں، اور تماشہ دِکھانے والے اور دوسرے خانہ بدوش قبیلوں کی تو معاشرت کا ایک لازمی جزو کتے ہیں، حفاظت اور پہرہ داری کی ہی طرح کتے شکار کے لئے بھی مخصوص ہیں اور شکاری کتوں کی بعض مخصوص اور مستقل قسمیں بھی ہیں، مجرموں کی سراغ رسانی میں خصوصاً خون کے مقدمات میں بھی کتا بہت کام آتا ہے، اور پولیس اور فوج کے محکموں میں کتوں کی ٹریننگ کا خاص انتظام ہے، کتا تمام جانوروں میں ذہین ترین خیال کیا جاتا ہے، اس کی عام غذا گوشت ہے کہیں کہیں یہ حشرات الارض اور کیکڑے وغیرہ بھی کھاتا رہتا ہے، اور بعض سرد ملکوں میں مچھلی پر گزر کرتا ہے، جن میں ایک قسم کے کتے ایسے بھی ہیں جو صرف سبزی خور ہیں۔

کتے کو احتلام اور کتیا کو حیض ہوتا ہے، کتیا ساٹھ دن میں اور بعض اوقات ساٹھ سے بھی کم دنوں میں حاملہ ہوتی ہے، اس کے بچے پیدائش کے وقت اندھے ہوتے ہیں اور پیدا ہونے کے بارہ دن بعد ان کی آنکھیں

Marfat.com

کھلتی ہیں، نر، مادہ سے قبل حد بلوغ کو پہنچ جاتا ہے۔

کتے کے اندر کچھ خرابیاں بھی ہیں، وہ یہ کہ اس کو ناپاکی کھانا تازہ گوشت سے زیادہ پسند ہے، چنانچہ یہ اکثر گندی چیزیں ہی کھاتا ہے حتیٰ کہ بعض دفعہ اپنی کی ہوئی قے کو بھی دوبارہ کھالیتا ہے۔

کتوں کے اندر نشاناتِ قدم کے پیچھے چلنے اور بُو سونگھنے کا جو ملکہ ہے وہ دوسرے جانوروں میں نہیں پایا جاتا، کتے اور بجو میں شدید عداوت پائی جاتی ہے، پس اگر کتا چاندنی رات میں کسی بلند مقام یا مکان پر ہو اور اس کے سائے پر بجو کا قدم پڑ جائے تو کتا بے اختیار نیچے گر پڑتا ہے اور بجو کتے کو پکڑ کر کھالیتا ہے۔

کتے میں وفاداری کی صفت

کتا رات کو جاگتا رہتا ہے اور اگر کبھی نیند کی حالت میں کتے کو جگانے کی ضرورت پیش آئے تو ایک اشارے پر نیند سے بیدار ہو جاتا ہے، کتا زیادہ تر دِن میں سوتا ہے، کتا نیند کی حالت میں بھی گھوڑے سے زیادہ سننے والا اور ''عقعق'' سے زیادہ چوکنا ہوتا ہے، نیز کتا سوتے وقت پلکوں کو بالکل بند نہیں کرتا بلکہ نیچے کی طرف جھکا لیتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کتے کا دماغ انسانی دماغ کے مقابلے میں زیادہ سرد ہوتا ہے۔

کتے کی یہ عجیب وغریب طبیعت ہے کہ یہ بڑے اور بارعب لوگوں کا اکرام کرتا ہے اور بعض اوقات ان کو دیکھ کر راستے سے بھی ہٹ جاتا ہے، لیکن کالے اور غریب لوگوں، خاص طور پر میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے لوگوں پر خوب بھونکتا ہے، کتے کے دانت بہت تیز ہوتے ہیں، چنانچہ اگر کتا غصے کی حالت میں پتھر پر بھی اپنے دانت مار دے تو پتھر بھی ٹوٹ جائے۔

کتے کو امراض سوداوی لاحق ہو جاتے ہیں، جس کی وجہ سے کتے کے اندر ایک قسم کا جنون پیدا ہو جاتا ہے جسے ''ہڑک'' کہتے ہیں، اس مرض کی علامات یہ ہیں کہ کتے کی دونوں آنکھیں سُرخ ہو جاتی ہیں اور ان میں تاریکی چھا جاتی ہے، نیز کتے کے کانوں میں استرخاء پیدا ہو جانا، زبان کا لٹک جانا، رال بکثرت بہنا، ناک کا بہنا، سر کا نیچے لٹک جانا وغیرہ شامل ہے۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امانتدار کتا، خائن رفیق سے بہتر ہے۔

یَلْهَثْ

پیاس سے ہانپتا جاتا ہے۔[1]

کتا جو پیاس سے زبان نکالے ہانپتا جائے، اس کیلئے عربی میں فعل لَهِثَ آتا ہے وَهُوَ اَنْ یُّدْلِعَ لِسَانَهٗ مِنَ الْعَطَشِ [2]

قرآن مجید میں ایک ایسے شخص کا ذکر آتا ہے جو دینی اور ایمانی نعمتوں سے سرفرازی کے بعد مرتد ہو گیا، اور اس کے لئے یہ ارشاد ہوا ہے کہ اس کی مثال کتے کی سی ہے کہ اسے دھتکار دو، یا اسے اس کے حال پر چھوڑے رہو (ہر حال میں) وہ زبان نکالے ہانپتا رہتا ہے۔

اس واقعہ میں تشبیہ پریشان خاطری کے لحاظ سے ہے، یعنی جو شخص دین سے ارتداد اختیار کر لیتا ہے اس کا حال وحشت زدہ کتے کا سا ہو جاتا ہے، جسے سکون خاطر اور راحت قلب کسی حال میں بھی نصیب نہیں۔

بلی

بلی جب چوہے کو چھت میں دیکھتی ہے تو اپنے ہاتھ کو اس طرح حرکت دیتی ہے گویا اس کو نیچے اُترنے کا اشارہ کر رہی ہے، بار بار ایسا ہی کرتی ہے تو وہ واپس آ جاتا ہے اور وہ ایسا اپنی نگاہ کا اثر ڈالنے کے لئے کرتی ہے اور اس وقت تک کرتی رہتی ہے کہ وہ گر پڑے۔

بلی کا شکار کے معاملے میں استقلال

محمد بن عجلان نے بیان کیا جو زیاد کے آقا تھے کہ زیاد ایک دن ان کی بیٹھک میں آیا تو اس کی نظر ایک بِلّے پر پڑی جو کمرے کے ایک گوشے میں بیٹھا ہوا تھا، میں اس کو بھگانے کے لئے گیا تو زیاد نے کہا کہ اسے چھوڑ دیجئے، میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہاں کیوں بیٹھا ہے؟ پھر زیاد نے ظہر کی نماز پڑھی اور واپس بیٹھک میں آ گیا، پھر عصر کی نماز پڑھ کر

---

[1] پارہ:۹، سورۃ الاعراف، ع:۲۲۔ [2] راغب۔

Marfat.com

واپس آ گیا، اور تمام وقت میں وہ بلے کو دیکھتا رہا (وہ اسی جگہ جما بیٹھا ہوا تھا) پھر جب غروب شمس سے کچھ پہلے کا وقت ہوا تو ایک موٹا چوہا (گھونس) نکلا تو اس پر بلّا جھپٹا اور اس کو پکڑ لیا، تو زیاد نے کہا جو شخص کوئی کام کرنا چاہے تو چاہیے کہ اس پر اس طرح استقلال کے ساتھ جم جائے جس طرح بلّا جما رہا تو وہ ضرور کامیاب ہوگا۔

لَبَنٌ

دودھ۔[1]

دودھ سفید رنگ کا وہ لذیذ مشروب ہے جو مادہ جانوروں کے تھنوں سے نکلتا ہے اور جوان کے بچوں کے پینے کے کام آتا ہے، قرآن مجید میں اس کا ذکر دو جگہ آیا ہے، ایک جگہ تو بطور ایک دنیوی نعمت کے، اس عبارت میں کہ تمہارے لئے مویشیوں کے اندر بھی ایک بڑا سبق ہے، ان کے پیٹ میں جو کچھ ہوتا ہے گوبر اور خون (کے قسم سے) ہم اس کے درمیان سے تمہیں صاف اور پینے والوں کیلئے ذائقہ دار دودھ پینے کو دیتے ہیں اور دوسری جگہ بطور جنت کی ایک نعمت کے کہ جس نعمت کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ ایسے پانی کی ندیاں اس میں ہوں گی جو کبھی متغیر نہ ہوتا ہو، اور ایسے دودھ کی ندیاں جس کا ذائقہ متغیر نہ ہوتا ہو۔

دودھ اپنی غذائیت، لطافت، لذت، صحت بخشی، قوت بخشی کے لحاظ سے بے نظیر قدرتی مشروب ہے، لذت کے اعتبار سے بھینس کا اور طبی فوائد کے اعتبار سے گائے کا دودھ شاید سب سے بہتر ہے، بہت سے ڈاکٹروں کی رائے میں انسان کی فطری غذا دودھ ہی ہے جو بچہ، جوان، بوڑھے مرد اور عورت سب ہی کو دی جا سکتی ہے۔ بکری اور اونٹنی کے دودھ بھی اپنی اپنی جگہ بہت مفید پائے گئے ہیں اور بہت سی بیماریوں میں مریضوں کو دیئے جاتے ہیں، گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، اونٹنی کے دودھ مشرق و مغرب میں مختلف ملکوں میں بڑی کثرت سے استعمال ہوتے ہیں، بطور غذا کے بھی اور بطور دوا کے بھی، اور معلوم نہیں کتنی مٹھائیاں اور کتنے حلوے دودھ ہی سے تیار ہوتے ہیں، خالص دودھ کے علاوہ دہی، مٹھائی، مکھن، گھی، کھویا، پنیر، بالائی، ربڑی وغیرہ کی فروخت دنیا بھر کے بازاروں میں چھائی ہوئی ہے۔

---

[1] پارہ: ۱۴، سورۃ النحل۔ پارہ: ۲۶، سورۂ محمد۔

Marfat.com

تازہ ترین ڈاکٹری تحقیق کے مطابق، عورت کے اور بعض جانوروں کے دودھ کی کیمیائی ترکیب حسبِ ذیل ہے:

اجناس	پانی	پروٹین	چربی	شکر	نمک	فی صدی
عورت	۸۷/۴	۱/۴	۴۰	۷	۲	=
گائے	۸۷/۱	۳/۴	۳/۹	۴/۹	۷	=
بکری	۸۷	۳/۳	۸۴/۲	۴/۸	۷	=
بھیڑ	۸۲/۶	۵/۵	۵/۵	۶/۵	۹	=

لَحْمٌ

گوشت۔[1]

گوشت کا لفظ انسان اور حیوان دونوں کے لئے عام ہے، قرآن میں دو جگہ (المومنون اور الحجرات میں) یہ لفظ انسان کے سیاق میں آیا ہے، باقی نو جگہ حیوانات کے سلسلہ میں ہے۔

حدیث نبوی میں گوشت کی غذائی حیثیت سے بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے، اور قدیم و جدید مشرقی، طبی تجربوں اور تحقیقات کی اکثریت بھی اسی کی تائید میں ہے، بشرطیکہ مقدار میں توازن ملحوظ رہے، اور بیمار جانوروں کے گوشت سے احتیاط رہے۔

گوشت پکانے کے بیسیوں طریقے رائج ہیں، شوربہ، یخنی، قورمہ، قلیہ، قیمہ سادہ، قیمہ دوپیازہ، کلیجی، گردہ، پھیپھڑا، کلّا، پائے، شامی کباب، کوفتہ، پسندے کباب، پلاؤ، بریانی، تنجن، حلیم، دالچہ اور پھر ان قسموں کی اور مزید قسمیں، گوشت کو خشک کر کے رکھنے اور مدتوں اسے چلاتے رہنے کا رواج قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے۔

شریعت اسلامی نے حیوانات کے ذبح کرنے کا ایک خاص طریقہ بتایا ہے، دوسری قوموں میں جانوروں کی

[1] پارہ:۳، سورۃ البقرہ۔ پارہ:۳، سورۃ البقرہ۔ پارہ: ۷، سورۃ المائدۃ۔ پارہ:۸، سورۃ الانعام۔ پارہ:۱۴، سورۃ النحل۔ پارہ:۱۸، سورۃ المومنون۔ پارہ:۲۲، سورۃ فاطر۔ پارہ:۲۶، سورۃ الحجرات۔ پارہ:۲۷، سورۃ الطور۔ پارہ:۲۷، سورۃ الواقعہ۔

Marfat.com

ہلاکت کے اور طریقے رائج ہیں، جھٹکا کرنا، گردن مروڑ دینا، وغیرہ، اسلامی طریقہ ذبح طبی اور روحانی ہر اعتبار سے سب سے بہتر ہے۔

لُحُوْمٌ

گوشت، (جمع، واحد: لَحْمٌ)۔[1]

قرآن میں صیغہ جمع میں گوشت کا ذکر ایک ہی جگہ آیا ہے جہاں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ کو ان قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے بلکہ صرف تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

خُوَارٌ

گائے یا بیل کی آواز، بھیں بھیں۔[2]

قرآن مجید میں ذکر صرف دو جگہ آیا ہے اور دونوں جگہ اس سلسلہ میں کہ سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کے لئے بچھڑے کی جو طلائی مورتی بنا دی تھی وہ محض ایک جسم تھا، جس کے اندر سے بیل کی آواز نکلتی تھی، جیسے آج بھی بہت سے بولتے ہوئے کھلونے ہوتے ہیں۔

خُرْطُوْم

سونڈ، ناکڑا۔[3]

لفظی معنی سونڈ کے ہیں جو ہاتھی کی ہوتی ہے، قرآن مجید نے مجازاً اسے ایک کافر کی ناک کے لئے، اس کی تحقیر کے موقع پر استعمال کیا ہے یعنی ہم عنقریب اس کے ناکڑے کو داغ لگائیں گے۔

دَآبَّةٌ

چلنے والا، رینگنے والا، پیر رکھنے والا، جانور۔[4]

قرآن مجید میں یہ لفظ کثرت سے آیا ہے اور قرآن نے اسے بہت وسیع معنی میں لیا ہے، جس میں ہر قسم کا

[1] پارہ: ۱۷، سورۃ الحج، ع: ۵۔ [2] پارہ: ۹، سورۃ الاعراف۔ پارہ: ۱۶، سورۃ طٰہٰ: ۸۸۔ [3] القلم: ۱۶۔ [4] پارہ: ۱۸، سورۃ النور۔ پارہ: ۲۲، سورۃ سبا۔

Marfat.com

معمّر جانور آ گیا ہے، فَاِنَّهَا عَامٌّ فِیْ جَمِیْعِ الْحَیَوَانَاتِ۔[1] حدیث میں اس سے اشارہ کسی مخصوص جانور سے متعلق معلوم ہوتا ہے جو قربِ قیامت میں ظاہر ہوگا۔

سورۃ سبا میں "دَابَّةُ الْاَرْضِ"[2] سے مفسرین نے مراد دیمک لی ہے، یہ سفید رنگ کا چیونٹی کے برابر کیڑا، خاص طور پر موذی ہے اور لکڑی کا خصوصی دشمن ہے، لکڑی کے اندر کا گودا اس کی اصل غذا ہے، اس کی ۱۹۰۰ قسمیں آج تک دریافت ہو چکی ہیں، اس جانور کا ایک خاص اور اعلیٰ نظام زندگی ہے، جس پر ماہرین کے لکھے ہوئے مقالے کثرت سے موجود ہیں۔

اَجْنِحَةٌ

پَر، بازو۔ اَجْنِحَة جمع ہے، اس کی واحد جناح ہے۔[3]

فرشتوں کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ان قاصدانِ الٰہی کے پَر ہوتے ہیں دو دو اور تین تین اور چار چار، حدیث میں آیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پَر چھ سو ہیں، عالمِ غیب کی کیفیتوں کو انسان اپنے محدود ناسوتی قویٰ کے ساتھ پوری طرح سمجھ ہی نہیں سکتا اور وہاں کی جو خبریں بھی اس قسم کے الفاظ میں بیان کی گئی ہیں وہ محض تقریب فہم کے لئے ہیں، اس لئے یہ ہرگز ضروری نہیں کہ فرشتوں کے پَر اپنی جزئیات کے لحاظ سے بھی پرندوں ہی کے پَروں کی طرح ہوں، چنانچہ خود آیت میں بھی جو "تین تین پروں" کی تصریح ہے وہ دنیوی مشاہدہ کے تو صریح خلاف ہے۔

اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ

(دونوں ماداؤں کے) رحم، بچہ دانیاں۔ اَرْحَام جمع ہے، اس کا واحد رحم ہے۔[4]

دو بار اِس کا ذکر آیا ہے، پہلی بار بھیڑ اور بکری اور دوسری بار اونٹنی اور گائے کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ان دونوں ماداؤں کے رحم میں جو کچھ ہو، اسے اللہ نے کب حرام کیا ہے؟ لفظ "اَرْحَامٌ" قرآن میں تقریباً بارہ جگہ آیا

---

[1] راغب۔ [2] السبا: ۱۴۔ [3] پارہ: ۲۲، سورۂ فاطر۔ [4] سورۃ الانعام، پارہ: ۸، ع: ۱۔

Marfat.com

ہے، مگر حیوانات کے سلسلہ میں انہیں دو جگہوں پر ہے، عورت کی طرح مادہ جانور کا وہ حصہ بھی جس کے اندر حمل قرار پاتا ہے اور جنین کی پرورش ہوتی رہتی ہے، رحم کہلاتا ہے۔

اَصْوَافِهَا

(اس کے) اُون۔ اَصْوَاف جمع ہے، اس کا واحد صوف ہے۔ [1]

بعض جانوروں کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ''ان کے اون''، اور پوری عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ان جانوروں کے بال اور اُون اور روئیں کتنے کارآمد ہوتے ہیں، تمہارے سامان خانہ داری میں۔

کمبل، کملیاں، دُھسّے، شال دوشالے، موزے (چرمی یا سابری) جوتے، تھیلے، بیگ نمدے، چھاگلیں، چرمی صراحیاں، مشکیزے، کوڑے، بکس، گھوڑے کی کاٹھیاں اور ساز، اور ہر قسم کا چرمی اور اُونی سامان انہیں سے تیار ہوتا ہے۔

(وَ)انْحَرْ

قربانی کر۔ [2]

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کی ہے، بس آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھتے رہئے اور قربانی کیجئے۔

اونٹ کو ذبح ایک خاص طریقہ پر کیا جاتا ہے، یعنی بجائے لٹانے کے پہلے اسے کھڑا رکھا جاتا ہے، اور اسی حال میں اس کے سینہ پر نیزہ مارا جاتا ہے، نحر کرنا اسی کو کہتے ہیں، عرب میں اُونٹ کی قربانی سب سے اعلیٰ و افضل سمجھی جاتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد ہوا ہے کہ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا کی ہے تو اس کے شکریہ میں آپ نماز و تسبیح میں لگے رہئے اور اللہ کی راہ میں بہترین قربانی پیش کرتے رہئے۔

---

[1] سورۃ النحل، پارہ: ۱۴، ع: ۲۔ [2] سورۃ الکوثر، پارہ: ۳۰۔

Marfat.com

(اَلْ)اَنْعَامُ، اَنْعَامًا

مویشی۔ اَنْعَامٌ جمع ہے، اس کی واحد نعم ہے، یہ لفظ قرآن مجید کی انیس ۱۹ سورتوں میں متعدد بار آیا ہے۔

اردو کا ''مویشی'' صرف گائے، بیل، بھینس کے لئے آتا ہے، لیکن عربی لفظ ''انعام'' کا مفہوم وسیع ہے، بھیڑ، بکری، گائے، بیل، بھینس، اونٹ سب کے لئے آتا ہے، جانور عموماً انسان کے حق میں اللہ کی ایک بڑی نعمت ہیں، لیکن جن جانوروں پر انعام کا اطلاق ہوتا ہے، اونٹ اونٹنی، بیل، گائے، بچھڑا، بچھیا، بھینس، بکری، بھیڑ، دنبہ اس عموم میں ایک مرتبۂ خصوص رکھتے ہیں، یہ اہلی جانور، انسان سے مانوس و مالوف اور اس کے مونس و رفیق عرب ہی میں نہیں، یورپ، ایشیاء، افریقہ، آسٹریلیا، امریکہ دنیا کے اکثر علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

بَحِیْرَۃ

کان پھٹی ہوئی اُونٹنی۔ [1]

جس طرح ہندوستان کی مشرک قوم بیلوں کو سانڈ بنا کر کسی دیوی دیوتا کے نام پر آزاد چھوڑ دیتی ہے، اور ان سے کسی قسم کا کام نہیں لیتی، اسی طرح مشرکین عرب اس اُونٹنی کو جو دس بچے جن چکی ہوتی اور ان میں آخر نر ہوتا، اس کے کان پھاڑ کر اسے سانڈ بنا کر آزاد چھوڑ دیتے اور اس کو بحیرۃ کہتے۔

(وَاُلْ)بُدْنَ

قربانی کے اُونٹ یا گائے، یہ جمع ہے، اس کی واحد بَدَنَۃٌ ہے [2]۔ اصل معنی ''اَلْاِبِلُ الْعِظَامُ'' موٹے، تازہ، تیار اُونٹ کے ہیں [3]۔ لیکن اہل لغت نے اُونٹ کے ساتھ گائے بھی اس میں شامل کی ہے، جو قربانی کے لئے تیار کی جائے، ھِیَ مِنَ الْاِبِلِ والبقرۃ۔ [4]

---

[1] سورۃ المائدہ، پارہ: ۷، ع: ۱۴۔ [2] پارہ: ۱۷، سورۃ الحج۔ [3] ابن جریر۔ [4] قاموس۔

Marfat.com

(عَلٰی) بَطْنِہٖ

اپنے پیٹ کے بل۔ [1]

(فِیْ) بَطْنِہٖ

اس کے پیٹ میں۔ [2]

بَطْنٌ کا لفظ جانوروں کے سلسلہ میں انہیں دو مقامات پر آیا ہے، پہلی جگہ جانوروں کی پیدائش کے سلسلہ میں ہے کہ ان میں سے کچھ پیٹ کے بل چلتے ہیں، اس میں وہ سارے حیوانات آگئے جو زمین پر رینگنے والے ہوں جیسے سانپ، بچھو، کھنکھجورا، وغیرہ اور یا پانی میں تیرنے والے ہوں، جیسے مچھلی، کچھوا، گھڑیال وغیرہ۔

آیت میں اللہ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے کہ وہ جس جانور کو جس طرح چاہے پیدا کر دے، دوسری جگہ حضرت یونس علیہ السلام کے ذکر میں ہے کہ ان کو ایک مچھلی نگل گئی اور اگر وہ تسبیح نہ کرنے لگتے تو اس کے پیٹ میں پڑے رہ جاتے، اتنی بڑی مچھلیاں سمندر کے علاوہ بھی بڑے دریاؤں میں پائی گئی ہیں۔

بُطُوْنِ (ھَا)

(ان کے) شکم، پیٹ، بُطُوْنٌ جمع ہے، اس کی واحد بَطْنٌ ہے۔ [3]

حیوانات کے سلسلہ میں ان ہی چار مقامات پر آیا ہے، ایک جگہ یہود کا یہ قول باطل نقل کیا ہے کہ ان مویشیوں کے پیٹ کے اندر سے جو کچھ نکلتا ہے وہ ہمارے مردوں کے لئے حلال ہے اور عورتوں کیلئے حرام، دوسری جگہ یہ کہ (مویشی کے) پیٹ میں جو کچھ ہوتا ہے گوبر اور خون (کی قسم) سے، اس کے درمیان سے صاف اور پینے والوں کیلئے خوشگوار دودھ ہم تمہیں پینے کو دیتے ہیں، تیسری جگہ یہ کہ (مکھی کے) پیٹ کے اندر سے ایک مشروب نکلتا ہے کہ اس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، اور اسی میں لوگوں کیلئے شفا ہے، چوتھی جگہ یہ کہ تمہارے لئے غور کا موقع ہے مویشیوں میں، ہم تمہیں پلاتے ہیں ان کے پیٹ کی چیز کو۔ بھیڑ، بکری، گائے،

---

[1] ارہ: ۸، سورۃ النور، ع: ۵۔ [2] پارہ: ۲۳، سورۃ الصافات، ع: ۱۵۔ [3] پارہ: ۸، سورۃ الانعام۔ پارہ: ۱۴، سورۃ النحل، دوبار۔ پارہ: ۱۸، سورۃ المومنون۔

Marfat.com

اونٹنی وغیرہ کے شکم سے دودھ جیسی لطیف و پاکیزہ غذا اور شہد کی مکھی کے شکم سے شہد جیسی نعمت بے بہا کا ظہور بالکل ظاہر ہے اور قرآن مجید ان ہی حقیقتوں کی یاد اللہ کے لطف و احسان کے موقع پر دلاتا ہے۔

بَهِيْمَة

چرندہ، چوپایہ۔ [1]

اَنْعَام خاص ہے چند مخصوص چوپایوں کے لئے، بَهِيْمَة عام ہے ہر چرنے والے جانور کے لئے۔

قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے، پہلی جگہ تو حلّت بہائم کے سلسلہ میں، کہ ''تمہارے لئے جائز کئے گئے چوپائے، مویشی، بجز ان صورت کے کہ جن کا بیان تم سے کیا جاتا ہے''۔

تَأْكُلُ

کھاتا ہے یا کھاتی ہے۔ [2]

کھانے کا عمل تو انسان حیوان ہر جاندار کیلئے عام ہے، قرآن مجید میں حیوانات کے سلسلہ میں کھانے کا ذکر ان مقامات میں آیا ہے، دو مرتبہ تو حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا ذکر ہے، جس کے لئے آپ اپنی قوم سے فرماتے ہیں کہ یہ ایک خدائی نشانی ہے، یہ اللہ کی سرزمین پر جہاں جائے گی آزادی سے کھاتی پھرے گی، تیسرا اور چوتھا مقام وہ ہے جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کا ایک رفیق زنداں ان سے جیل میں اپنا خواب بیان کرتا ہے کہ میں نے دیکھا میرے سر پر روٹیاں ہیں اور پرندے انہیں کھا رہے ہیں اور پھر آپ تعبیر بیان کرنے میں بھی انہیں الفاظ کو تقریباً دہرا کر فرماتے ہیں کہ اس کے سر کو پرندے (نوچ نوچ کر) کھائیں گے۔ پانچویں جگہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ زمین کا کیڑا یعنی دیمک آپ علیہ السلام کے عصا کو کھا جانے لگا، چھٹی جگہ بطور انعام کے یہ بیان ہے کہ ہم پانی سے زمین میں نباتات اُگاتے ہیں، جسے انسان بھی کھاتا ہے اور مویشی بھی کھاتے ہیں اور ساتویں بار یہ ذکر ہے کہ اہل کُفر اسی طرح کھانے میں پڑے رہتے ہیں جیسے کہ مویشی

[1] سورۃ المائدۃ، پارہ:۶، ع:۱۔ سورۃ الحج، پارہ:۱۷، ع:۴۔ [2] پارہ:۸، سورۃ الاعراف۔ پارہ:۱۲، سورۃ ھود۔ پارہ:۱۲ سورۃ یوسف۔ پارہ:۲۲، سورۃ سبا۔ پارہ:۲۱، سورۃ السجدۃ۔ پارہ:۲۲، سورۃ محمد۔

Marfat.com

کھانے میں لگے رہتے ہیں، یعنی یہ کمال غفلت و بے حسی اور بغیر احساس ذمہ داری بس پیٹ ہی کے دھندے میں پڑے رہتے ہیں۔

تَعَاطٰی

وار کیا۔ [1]

حضرت صالح علیہ السلام کی اعجازی اونٹنی کے سلسلہ میں ہے کہ پیمبر کی صریح فہمائش کے باوجود سرکش و نافرمان ثمودیوں نے اپنے رفیق کو آواز دی اور اس نے آکر اونٹنی پر وار کیا اور اسے ہلاک کر ڈالا، تعاطٰی کے معنی ہیں کہ حملہ آور اپنے پنجوں کے بل کھڑا ہوا، پھر تلوار سونت کر حملہ کیا۔

(اَلْ) جَوَارِح

شکاری جانور (درندہ ہو یا پرندہ)، واحد: جَارِحَۃٌ۔ [2]

قرآن مجید میں صرف ایک بار ذکر آیا ہے حلال جانوروں کے سلسلہ میں، کہ تمہارے لئے کل پاکیزہ جانور حلال ہیں، نیز شکاری جانور جو شکار پر چھوڑے جاتے ہیں ان میں سے تمہارے سکھائے ہوؤں کا شکار۔

شکاری جانور درندے بھی ہیں، مثلاً کتا یا چیتا اور پرندے بھی مثلاً باز یا شکرا اور فقہاء نے تعلیم (ٹریننگ) کا معیار کتّے کے حق میں یہ رکھا ہے کہ سکھایا ہوا کتّا شکار کو پکڑ کر خود نہ کھا جائے، اور باز کے حق میں یہ رکھا ہے کہ سدھائے ہوئے باز کو جب آواز دی جائے تو وہ شکار کا پیچھا چھوڑ کر واپس آجائے، کتّا شکار کو اگر خود کھانے لگے یا باز شکاری کے بلانے سے واپس نہ آئے تو یہی سمجھا جائے گا کہ جانور نے شکار مالک کیلئے نہیں بلکہ اپنے لئے پکڑا ہے۔ کتوں میں شکاری کتے ہمارے ہاں تازی کتوں کے نام سے مشہور ہیں، ان کی گردنیں اور ٹانگیں بہت لمبی ہوتی ہیں اور دوڑ میں تیز رفتاری کے علاوہ ان کی قوت شامہ بھی بڑی تیز ہوتی ہے، شکار کی بُو بہت دور سے پا جاتے ہیں۔

---

[1] سورۃ القمر، پارہ: ۲۷، آیت ۲۹۔ [2] پارہ: ۶، سورۃ المائدہ۔

Marfat.com

(اَلْ) جِیَادُ

تیز رو گھوڑے، خاصے کے گھوڑے۔ جمع ہے، واحد: جَوَادٌ۔ [1]

قرآن مجید میں یہ لفظ صرف ایک جگہ آیا ہے اور وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سلسلہ میں، ارشاد یہ ہوا ہے کہ ''وہ ذات قابل ذکر ہے جب ان کے سامنے اصیل تیز رو گھوڑے پیش کئے گئے''۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سواری کے گھوڑے بارہ ہزار تھے، عہد عتیق میں ہے:
اور سلیمان کی گاڑیوں کے گھوڑوں کے لئے چالیس ہزار تھان تھے اور بارہ ہزار سوار تھے۔ [2]

دِفْءٌ

موسم سرما کی گرم پوشاک، جڑوال۔ [3]

اللہ کے لطف و کرم اور صناعی کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اس نے چوپائے پیدا کئے ہیں، ان میں تمہارے لئے گرم پوشش رکھ دی ہے۔

دَمٌ

خون، لہو۔ [4]

سرخ رنگ کا وہ رقیق و سیال مادہ جس کا نام خون ہے، ایک معروف و متعارف چیز ہے، انسان و حیوان دونوں میں مشترک ہے، قرآن مجید میں دم جہاں جہاں بھی صیغہ واحد میں آیا ہے، حیوانات کے ہی سلسلہ میں آیا ہے، چار جگہ (البقرۃ، المائدہ اور النحل میں مکرر) تو مردار وغیرہ کے ساتھ عطف میں بطور ایک حرام اور ممنوع غذا کے، کہ حلال جانور کا بھی خون حرام ہے، اور خون جب فاسد ہو جاتا ہے تو جسم میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

---

[1] پارہ: ۲۳ سورۃ ص۔ [2] سلاطین، ۴:۲۶۔ [3] پارہ: ۱۴، سورۃ النحل، ع:۱۔ [4] پارہ: ۲، سورۃ البقرہ، آیت: ۱۷۳۔ پارہ: ۶، سورۃ المائدۃ۔ پارہ: ۹، سورۃ الاعراف۔ پارہ: ۱۲، سورۃ یوسف۔ پارہ: ۱۴، سورۃ النحل۔

Marfat.com

دَمًا (مَسْفُوحًا)

(بہتا ہوا) خون۔ [1]

قرآن مجید میں یہ ذکر صرف ایک جگہ آیا ہے، ممنوع وحرام غذاؤں کی فہرست میں، دوسری چیزوں کے ساتھ عطف ہوکر بھی۔

دِمَاءُ (هَا)

(ان کے) خون، جمع، واحد: دَمٌ ہے۔ [2]

لفظ دماء (دَمٌ کا صیغہ جمع) قرآن مجید میں دو جگہ اور بھی آیا ہے، لیکن حیوانات کے سلسلہ میں صرف ایک ہی بار آیا ہے، مشرکانہ جاہلی عقیدہ کی تردید میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کو (قربانیوں کے) گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ صرف تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

ذَرَّةً

چھوٹی چیونٹی، ذرّہ۔ [3]

لفظی معنی اَلنَّمْلَةُ الصَّغِيْرَة کے ہیں، قرآن مجید میں چھ جگہ یہ لفظ آیا ہے لیکن جہاں جہاں بھی آیا ہے مثقال کے ساتھ مضاف ہوکر آیا ہے، محض وزن کی کم سے کم مقدار کے اظہار کے لئے گویا اُردو کی ''رتی'' کے مفہوم میں، چیونٹی نامی جانور کے معنی میں کہیں بھی نہیں آیا ہے۔

ذِیْ ظُفُرٍ

کُھر والا جانور۔ [4]

ظُفُر کا ترجمہ اُردو میں کسی ایک لفظ سے کرنا مشکل ہے، پرندوں میں ذی ظُفُر کے تحت میں کل وہ جانور

---

[1] پارہ:۸، سورۃ الانعام، ع:۱۸۔ [2] پارہ:۱۷، سورۃ الحج۔ [3] پارہ:۵، سورۃ النساء۔ پارہ:۱۱، سورۃ یونس۔ پارہ:۲۱، سورۃ سبا۔ پارہ:۳۰، سورۃ الزلزال۔ [4] پارہ:۸، سورۃ الانعام، ع:۱۸۔

Marfat.com

آجاتے ہیں، جن کے پنجے ہوتے ہیں، مثلاً چیل، شِکرا، باز، گدھ وغیرہ اور چرندوں میں وہ سارے جانور آجاتے ہیں جن کے سُم ہوتے ہیں مثلاً گھوڑا، گدھا، خچر، اُونٹ وغیرہ۔

قرآن مجید میں ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل پر کل ناخن دار جانور حرام کر دیئے تھے۔

رِکَاب

اونٹ، سواریاں۔ [1]

غزوہ بنی نضیر کے سلسلہ میں مسلمانوں سے خطاب بطور احسان کے ہے کہ جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو بطور انعام کے ان سے دلوایا، سو تم نے اس کے لئے نہ گھوڑے دوڑائے نہ اُونٹ، یعنی بغیر اس کے کہ تم مشقت اُٹھا کر منزل دو منزل کرتے وہاں تک پہنچو، قتل وقتال کے بغیر ہی اللہ نے تمہیں اتنا مال دلوا دیا۔

رُکب کا استعمال اُونٹوں ہی کے لئے مخصوص ہے، اَلرَّکْبُ لِلْبَعِیْرِ خَاصَّةً [2] اور لفظ رِکَابٌ کا واحد، خلاف قیاس رَاحِلَةٌ ہے، اَلرِّکَابُ الْاِبِلُ وَاحِدٌ مِّنْهَا رَاحِلَةٌ۔ [3] وَلَا وَاحِدَلَهَا مِنْ لَفْظِهَا۔ [4]

رَکُوْبُ (ھُمْ)

(ان کا) سوار ہونا۔ [5]

رَکُوبٌ ہر سواری کے جانور کے لئے عام ہے، اُونٹ کے لئے مخصوص نہیں۔ وَقِیْلَ الرَّکُوْبُ کُلُّ رَاحِلَةٍ تُرْکَبُ۔ [6]

چوپایوں کا انسانوں کے حق میں ایک نعمتِ عظیم ہونا اس حیثیت سے بھی ہے کہ وہ اس کی سواری کے کام آتے ہیں، بیل اور بیل گاڑیاں، اونٹ اور اونٹ گاڑیاں اگر دنیا میں نہ ہوتیں تو ایک نہیں متعدد ملکوں میں سفر اور نقل وحمل کی کوئی صورت ہی نہ تھی، ان جانوروں کی مدد کے بغیر اب بھی بڑی دشواریاں ہیں۔

---

[1] پارہ:۲۸، سورۃ الحشر، آیت:۶۔ [2] قاموس۔ [3] قاموس۔ [4] تاج۔ [5] پارہ:۲۳، سورۃ یٰسین، ع:۵۔ [6] تاج۔

Marfat.com

زِیْنَةٌ

زینت، زیبائش، تجمل۔ [1]

یہ لفظ اور اس کے مشتقات قرآن مجید میں بہ کثرت آئے ہیں۔ مراد واضح اور ظاہر ہے، جانوروں کی کھالوں سے اور ان کے بالوں سے کیسے کیسے نفیس سامان آرائش وزینت کے انسان کو حاصل ہوتے رہتے ہیں اور خود یہ جانور انسان کی تزئین وتجمل کا کتنا بڑا ذریعہ ہیں۔

پرانی قوموں میں تو دولت وثروت، مال وحشمت کے اندازہ کا پیمانہ یہی تھا کہ فلاں امیر کے پاس اتنے اونٹ، اونٹنیاں، سانڈنیاں ہیں، فلاں تاجدار کے پاس اتنے گھوڑے خاصہ کے ہیں، اتنے سوار اس کی فوج میں ہیں، اتنے گھوڑوں کی سواری پر سوار ہو کر وہ نکلتا ہے، فلاں راجہ کے پاس گائے اور بیل بچھڑے اتنی تعداد میں ہیں، فلاں شیخ قبیلہ بھیڑوں اور بکریوں کے اتنے گلوں کا مالک ہے، اور اونٹوں کے رسالے، گھوڑوں کے رسالے، توپ خانہ کے گھوڑے اور خچر بار برداری کے اونٹ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے تو آج تک، اس مشینی دور دورہ کے باوجود فوجی عظمت اور عسکری قوت کا نشان سمجھے جا رہے ہیں۔

سَائِبَة

بتوں کے نام پر آزاد چھوڑا ہوا چوپایہ، سانڈ۔ [2]

صرف ایک جگہ قرآن میں یہ نام آیا ہے، مشرکین عرب، مشرکین ہند کی طرح جانوروں میں طرح طرح کی مشرکانہ رسم ورواج رکھتے تھے، چنانچہ ایک اسی طرح کے آزاد چھوڑے ہوئے جانور کو ان کی اصطلاح میں سائبہ کہتے تھے، قرآن نے اس کے ساتھ کے دوسرے جانوروں کی طرح اس کی بھی حرمت کا اعلان کیا ہے کہ اللہ نے نہ بحیرہ کو جائز رکھا ہے نہ سائبہ کو۔

---

[1] پارہ: ۱۲، سورۃ النحل، ع: ۱۔ [2] پارہ: ۷، سورۃ المائدہ۔

Marfat.com

سَبُعٌ

درندے۔[1]

یہ نام صرف ایک جگہ آیا ہے حرمت حیوانات کے سلسلے میں، قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ وہ جانور بھی حرام ہو جاتا ہے جسے کوئی درندہ کھا جائے۔ درندہ سے مراد ایسا جانور ہے جو چیرنے پھاڑنے والا ہو، جیسے شیر، چیتا، تیندوا، ریچھ، بھیڑیا، کتّا، لکڑ بگھا وغیرہ۔

سَلْوٰی

سلوا، بٹیر۔[2]

بٹیر کے مانند ایک سفید پرندہ ہے۔ اس کا واحد سلویٰ ہے، علامہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلویٰ، یہ بٹیری کا دوسرا نام ہے جبکہ دوسرے حضرات کا کہنا ہے کہ یہ بٹیر نہیں ہے بلکہ بٹیر کی صورت کا ایک الگ پرندہ ہے۔

فرعون کے پنجہ سے آزاد ہونے اور ملک سے نکلنے کے بعد بنی اسرائیل ایک مدت تک خانہ بدوش زندگی جزیرہ نمائے سینا کے دشت و میدان میں بسر کرتے رہے اور اس مدت میں ایک وقت تک ان کی خاص غذا یہی جانور رہا۔

قرآن مجید نے نزول مَنّ و سَلْویٰ کا ذکر جو کیا ہے وہ واقعہ کی اعجازی حیثیت سے نہیں، صرف اس کی احسانی و انعامی حیثیت سے، اس لئے اگر کبھی نزول مَنّ و سَلْویٰ کے طبعی (سائنٹفک) اسباب دریافت ہو جائیں تو اس سے قرآن کے تذکیری بیان کو مطلق ضرر نہیں پہنچ سکتا۔

علماء فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں "مَنّ و سَلْویٰ" نازل فرمایا تو ان بنی اسرائیل سے اس مَنّ و سَلْویٰ کے ذخیرہ کرنے کی ممانعت فرمادی مگر انہوں نے حق تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور اس کا ذخیرہ بنانا شروع کر دیا، لہٰذا اس وقت سے وہ سڑنے لگا اور اس وقت سے گوشت میں سڑاند پیدا ہونے لگی۔

---

[1] پارہ ۶، سورۃ المائدہ، ع: ۱، آیت: ۳۔ [2] پارہ: ۱، سورۃ البقرہ۔ پارہ: ۹، سورۃ الاعراف۔ پارہ: ۱۶، سورۃ طٰہٰ۔

Marfat.com

سَمِیْنٌ

موٹا۔فربہ۔[1]

یہ لفظ قرآن مجید میں ایک بار آیا ہے، جب فرشتے انسانی شکل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے ہیں، دیارِ لوط کو جاتے ہوئے تو آپ انہیں انسان اور اپنا مہمان سمجھ کر ان کی ضیافت پر فوراً آمادہ ہو گئے اور ان کیلئے بھون کر یا تل کر ایک موٹا تازہ بچھڑا پیش کیا ہے، لفظ "سمین" بطور اس بچھڑے کی صفت کے آیا ہے۔

شُحُوْمَ (هُمَا)

ان دونوں کی چربیاں۔(جمع، واحد: شَحْمٌ)۔[2]

قرآن مجید میں یہ لفظ ایک ہی جگہ آیا ہے، حرمت حیوانات کے سلسلہ بیان میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ بنی اسرائیل پر ان کی مسلسل نافرمانیوں کی پاداش میں گائے اور بکری کی چربی حرام کر دی گئی تھی، (بجز اس چربی کے جو ان کی پشت پر یا انتڑیوں میں پائی جائے) یا ہڈی میں لپٹی ہوئی ہو۔

چربی جسم حیوانی کا ایک مشہور کیمیاوی مرکب ہے جس کی ترکیب کاربن، ہائیڈروجن اور آکسیجن سے ہوتی ہے، عام طور سے یہ پانی میں حل نہیں ہوتی، لیکن بنزول، کلوروفارم، ایتھر وغیرہ میں تحلیل ہو جاتی ہے، بعض جگہ کھانے بجائے گھی یا تیل کے حیوانی چربی میں پکتے ہیں، جن کا اثر صحت پر زیادہ اچھا نہیں پڑتا، بعض جانوروں کی چربی کھانے میں خاص طور سے لذیذ ہوتی ہے۔

شُرَّعًا

پانی کے اوپر ظاہر ہونے والیاں۔جمع، واحد: شَارِعٌ۔[3]

یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے، لبِ دیار کسی بستی کا ذکر ہے کہ وہاں کے بسنے والے بنی اسرائیل احکام سبت کی کھلی ہوئی نافرمانی کرتے رہتے تھے، تو وہاں مچھلیاں عین سبت کے ہی دن سطح آب پر پانی سے سر نکال نکال کر نمودار

---

[1] پارہ:۲۶، سورۃ الذاریات، ع:۲۔[2] پارہ:۸، سورۃ الانعام۔[3] پارہ:۹، سورۃ الاعراف۔

Marfat.com

ہوتی تھیں اور باقی دنوں میں غائب رہتی تھیں، شُرَّعًا اَیْ شَوَارِعَ ظَاهِرَةً عَلَى الْمَاءِ كَثِيْرَةً ۔[1]

شِيَةَ

داغ، دھبا۔[2]

ایک ہی جگہ قرآن مجید میں یہ لفظ آیا ہے، بنی اسرائیل کو جب گائے کے ذبح کرنے کا حکم ملا ہے اور وہ تعمیل حکم میں طرح طرح کی شاخیں نکال رہے ہیں تو وہاں ان سے گائے کی مزید شناخت کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ گائے صحیح وسالم ہو، اس میں کوئی داغ ودھبہ نہ ہو۔

صَافَّاتٍ

پَر پھیلائے ہوئے، جمع واحد: صَافَّةٌ ۔[3]

پہلی آیت میں یہ مضمون ہے کہ اللہ کی تسبیح میں ہر مخلوق لگی ہوئی ہے، اور ان میں سے صف بستہ طیور ہیں اور دوسری جگہ مشرک وملحد انسانوں کے سلسلہ میں آیا ہے کہ یہ لوگ کیا اپنی نظر اوپر اُٹھا کر نہیں دیکھتے کہ پرندے پَر پھیلائے بھی ہوئے ہیں اور پھر پَر سمیٹ بھی لیتے ہیں۔

یہ وصف تو کم وبیش اکثر پرندوں میں پایا جاتا ہے، بعض پرندے اس باب میں اور زیادہ ممتاز ہوتے ہیں، مثلاً: قازیں۔

صَافِنَات

اصیل گھوڑے، جمع، واحد: صَافِنَةٌ ۔[4]

حضرت سلیمان علیہ السلام، جن کے حدود سلطنت ساحلِ فرات سے لے کر ساحل مصر تک وسیع تھے، ان کے دوسرے جاہ وحشم کی طرح ان کے گھوڑے بھی مشہور ہیں۔

گھوڑا یوں بھی ایک بڑا کارآمد اور شریف جانور ہے، چہ جائیکہ ایسے گھوڑے جو شریف نسل کے ہوں اور جن

---

[1] قرطبی۔[2] پارہ:۱، سورۃ البقرۃ، ع:۸۔[3] پارہ:۱۸، سورۃ النور، ع:۳۔ پارہ:۲۹ سورۃ الملک۔[4] پارہ:۲۳، سورۃ ص، ع:۳۔

Marfat.com

کی دیکھ بھال، کھلائی پلائی بھی خوب ہوتی رہی، جیسی کہ سلیمانی اصطبل میں لازمی تھی۔

صُرْ (هُنَّ)

ان (پرندوں) کو ہلالے، مانوس کرلے۔[1]

یہ لفظ ایک ہی بار قرآن مجید میں آیا ہے، رئیس الموحّدین حضرت ابراہیم علیہ السلام بارگاہ الٰہی میں یہ عرض کرتے ہیں کہ اپنے مزید اطمینان کے لئے یہ جان لینا چاہتا ہوں کہ آپ کس طرح مردوں کو جلائیں گے، ارشاد ہوا کہ چار پرندے لے لو، اور انہیں اپنے سے ہلالو (مانوس کرلو)، پھر پہاڑ پر ان کے ایک ایک جزو کو رکھ دو۔

یہ چار پرندے کون سے تھے؟ قرآن مجید یا حدیث صحیح میں اس کی کوئی تصریح نہیں، مفسرین نے بعض روایتوں کی بنا پر کچھ نام گنائے ہیں، بہرحال وہ جو بھی ہو، جانور کا پل جانا اور انسان سے ہل جانا انسان کے حق میں بڑی نعمت ہے۔

مشہور نام مرغ، کبوتر، تیتر، مور اور بطخ کے ہیں، لغت عرب میں صَارَ یَصُوْرُ اور صَارَ یَصِیْرُ دونوں کے معنی قطع کرنے یا کاٹنے کے بھی آئے ہیں، چنانچہ علامہ ابن جریر نے جو تفسیر کے ساتھ ساتھ زبان و لغت کے بھی امام ہیں، اس پر بسط اور تفصیل سے گفتگو کی ہے، اس صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ان پرندوں کی بوٹی بوٹی کرڈالو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کن پرندوں کو ذبح کیا تھا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو چار پرندے لئے تھے ان میں ایک مور، دوسرا گدھ، تیسرا کوّا اور چوتھا مرغ تھا۔

بعض قول کے مطابق آپ نے کبوتر، کوّا، مرغ اور بطخ کو ذبح فرمایا تھا۔ مجاہد، عطاء اور ابن جریج کے مطابق وہ چار پرند مور، مرغ، کبوتر اور کوّا تھے۔

---

[1] پارہ: ۳، سورۃ البقرۃ، ع: ۳۵۔

Marfat.com

چار کے عدد (یعنی چار پرندوں کو ذبح کرنے) میں یہ حکمت تھی کہ طبائع حیوانی چار ہیں اور ان پرندوں میں ہر ایک پرندے پر ایک طبع غالب تھی۔

پھر حکم ہوا کہ ان چاروں کو ذبح کرنے کے بعد ان کے گوشت پوست بال و پر اور خون وغیرہ ایک جگہ خلط ملط کر کے چار مختلف سمت کے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پھینک دو، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا، بعض مفسرین کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چاروں کے سروں کو اپنے پاس رکھ لیا تھا اور بقیہ اجزاء کو پھینک دیا تھا، پھر بحکم الٰہی آپ نے ان کو آواز دی، چنانچہ وہ چاروں جانور زندہ ہو کر اپنے اپنے بال و پر کا جامہ پہن کر چلے آئے اور اپنے سروں سے آ ملے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت، احیاء موتیٰ کے اظہار کے لئے دو ماکول اور دو غیر ماکول پرند، اور دو محبوب یعنی مرغ و کبوتر اور دو نفرت انگیز یعنی مور اور کوّا اور اسی طرح دو سریع الطیر ان یعنی تیز رفتار اور دو بطئ الطیر ان یعنی سُست رفتار کو منتخب کیا، سریع الطیر ان کبوتر اور کوّا ہے اور جن میں نَر اور مادہ کی تمیز ماہر کر سکے جیسے کبوتر یا تمیز ممکن ہی نہ ہو جیسا کہ کوّا کو منتخب کیا۔

صَوَآفَّ

کھڑے ہوئے، جمع، واحد: صَافَّةٌ۔[1]

اشارہ خصوصی اُونٹ کی قربانی کی جانب ہے، اس کو اس طرح ذبح کیا جاتا ہے کہ پہلے کھڑا رکھتے ہیں پھر کروٹ کے بل زمین پر گراتے ہیں، بُدنہ جس کا ذکر آیت کے شروع میں ہے اس کا بھی اطلاق اصلاً اونٹ ہی پر آتا ہے، اور افضل بھی اونٹ ہی کی قربانی ہے۔

صَوْتُ الْحَمِيْرِ

گدھے کی آواز۔[2]

---

[1] پارہ:۱۷، سورۃ الحج، ع:۵۔ [2] پارہ:۲۱، سورۃ لقمان، ع:۲۔

Marfat.com

حضرت لقمان اپنے فرزند کو کچھ اخلاقی و دینی ہدایتیں دے رہے ہیں اور اس سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ اپنی آواز کو پست رکھنا، بدترین آواز گدھے کی ہوتی ہے (جو بے اختیار چیخنے لگتا ہے)، گدھے کی آواز سمع خراشی میں ایک مشہور حقیقت ہے۔

صَیْدٌ

شکار۔ [1]

یہ لفظ دو بار قریب ہی آیا ہے، پہلی آیت کا مضمون یہ ہے کہ اے ایمان والو! اللہ تمہاری آزمائش کرے گا، قدرے شکار کے متعلق، جس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں، تاکہ اللہ معلوم کرلے کہ کون اس سے بے دیکھے ڈرتا ہے، مراد یہ ہے کہ وہ شکار تم سے بہت قریب قریب ہوں گے، تمہیں تیر اندازی وغیرہ کی بھی ضرورت نہ ہوگی، تمہارے نیزے ہی کافی ہوجائیں گے، اور آزمائش بھی کہ تمہیں شکار سے روکا جائے گا۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ اشارہ مقام حدیبیہ کی جانب ہے، وہیں جانور آس پاس پھر رہے تھے لیکن مسلمان احرام میں تھے، اس لئے انہیں بہرحال شکار سے محترز رہنا تھا۔

اور دوسری آیت میں اس کے بعد یہ ہے کہ اے ایمان والو! شکار مت کرو، جب تم حالتِ احرام میں ہو اور تم میں سے جو کوئی دانستہ سے مار دے گا تو اس کا جرمانہ اسی طرح کا ایک جانور ہے جس کو اس نے مار ڈالا ہو۔

حالت احرام میں شکار کی ممانعت ہے، اسی طرح اس جانور کی بھی جو حدود حرم کے اندر ہو خواہ شکاری حالتِ احرام سے باہر ہو، بجز ان جانوروں کے جن کے قتل کا جواز اس حال میں بھی کسی قرآنی آیت یا حدیث صحیح سے ثابت ہوگیا ہو۔

صَیْدُ الْبَحْرِ

دریائی شکار۔ [2]

[1] پارہ: ۷، سورۃ المائدۃ، ع: ۱۳۔ [2] پارہ: ۷، سورۃ المائدہ۔

Marfat.com

احرام اور اس کے ممنوعات ہی کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ تمہارے لئے دریائی شکار اور اس کا کھانا جائز ہے۔ بحری مسافروں کے لئے بحری جانوروں کے شکار کی اجازت ہے، ظاہر ہے کہ یہ ساری ہدایتیں وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ہی کے تحت میں مل رہی ہیں۔

بحر سے اس سیاق میں مراد صرف سمندر ہی نہیں، دریا، ندی، جھیل، تالاب وغیرہ، پانی کا ہر بڑا ذخیرہ اس کے تحت میں آجاتا ہے۔

آبی جانور کی تعریف اہل فقہ نے یہ کی ہے کہ وہ، وہ جانور ہو جو پانی میں پیدا ہوا اور رہے بھی پانی ہی میں، اور اس تعریف کے بعد مرغابی، بطخ، بگلا وغیرہ آبی جانوروں کے حکم سے نکل گئے۔

دریائی شکار کی سب سے بڑی قسم مچھلی کا شکار ہے، جو دنیا کے ہر حصہ میں جہاں کہیں بھی پانی ہے، کثرت سے جاری ہے، اور ایک زبردست تجارتی و کاروباری حیثیت رکھتا ہے۔ باقی کچھوؤں اور گھونگھوں کا پکڑنا اور موذی آبی جانوروں، گھڑیال، مگر مچھ وغیرہ کو مارنا، یہ سب بھی دریائی شکار ہی کی قسمیں ہیں، گھڑیال اور مگر مچھ کی کھالیں تجارت کے بڑے کام آتی ہیں اور ان کے چمڑے سے بڑا بڑا چرمی سامان بنتا ہے، کچھوے کے خول سے بھی کنگھے، فرنیچر اور سامان آرائش بنتے رہتے ہیں۔

صَیْدُ (الْبَرِّ)

خشکی کا شکار۔[1]

اس کا ذکر ایک ہی جگہ ہے وہ یہ کہ تمہارے لئے خشکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے، جب تک تم حالت احرام میں ہو۔

ضَامِرٍ

دبلا، پتلا، کمزور۔[2]

حج کے سلسلہ میں حکم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملتا ہے کہ لوگوں میں حج کا اعلان کر دو، تمہارے پاس لوگ

---

[1] پارہ: ۷، سورۃ المائدہ، ع: ۱۳۔ [2] پارہ: ۱۷، سورۃ الحج، ع: ۴۔

Marfat.com

پیدل چل کر بھی آئیں گے اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی۔

سواریوں یا اونٹنیوں کے دبلی ہونے سے اشارہ یہ ہے کہ طول طویل سفر کی مشقتیں اُٹھاتے وہ دبلی اور کمزور ہوجائیں گی، صعوبات سفر کا مشاہدہ آج اس وقت بھی سفر حج میں ہوسکتا ہے۔

ضَبْحًا

گھوڑے دوڑنے میں ہانپتے ہوئے، سرپٹ دوڑتے ہوئے۔ [1]

گھوڑوں کی مختلف حالتوں کو موضع بشارت میں پیش کر کے، ان کی قسم کھاتے ہوئے فرمایا: قسم ہے گھوڑوں کی جب وہ دوڑ سے ہانپ رہے ہوں، گھوڑے کی دوڑ کی کئی قسمیں ہیں، دُلکی، پوئی وغیرہ، سب سے زیادہ تیز دوڑ کا نام بگٹٹ یا سرپٹ ہے۔

طَائِرٌ

پرندہ، عمل۔ [2]

لفظی معنی پرندہ کے بھی ہیں اور عمل کے بھی، یہ لفظ قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔

پرندے بھی حشرات الارض، درندوں، چرندوں کی طرح حیوانات کی ایک مستقل صنف ہیں اور دنیا کے ہر حصے میں پائے جاتے ہیں، ان کی قسمیں ہزارہا ہیں، ماہرین کے آخری شمار کے مطابق ۸ ہزار ہیں، محض چونچوں کی ساخت کے لحاظ سے دس قسم کی چڑیاں پائی گئی ہیں، بعض کی چونچ بہت لمبی، بعض کی ٹیڑھی، بعض کی بہت ٹیڑھی وَقِسْ عَلٰی ھٰذَا۔

ان کے بچے انڈوں سے نکلتے ہیں، اور یہ انڈے خود ہی سیتی ہیں، بعض خارجی طور پر بھی گرمی پہنچانے سے نکل آتے ہیں، چڑیوں کی خوراکیں بھی مختلف ہیں، سمندری چڑیاں، مچھلیاں، گھونگھے وغیرہ کھاتی ہیں، بطخوں کی غذا مچھلیاں اور مینڈک ہیں، اکثر چڑیاں غلہ کے دانوں، کیڑے مکوڑوں اور کینچوں پر بسر کرتی ہیں، بعض

---

[1] پارہ: ۳۰، سورۃ العادیات۔ [2] پارہ: ۷، سورۃ الانعام۔ پارہ: ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، ع: ۲۔

Marfat.com

پرندے مثلاً گدھ مردار خوار ہوتے ہیں، اور بعض مثلاً باز، شکرا، چوہوں، چوہیوں کو کھا جاتے ہیں۔

بعض پرندے گھروں میں پلتے ہیں اور انسان سے مانوس رہتے ہیں مثلاً مرغی، بطخ، چنیا بطخ، کبوتر، مینا، فاختہ، قمری وغیرہ اور بعض شکاری ہوتے ہیں جو سکھائے جانے کے بعد دوسری چڑیاں انسان کے لئے پکڑ پکڑ کر لاتے ہیں مثلاً باز یا شکرا، بہت سے پرندے شریعت میں حلال ہیں اور عموماً چڑیوں کا گوشت بہت لذیذ سمجھا گیا ہے، خصوصاً مرغ، ہربل، تیتر، بٹیر، مرغابی، قاز، فیل مرغ (پیلو) مور وغیرہ کا، بعض چڑیوں کا اُڑان ۵۰۰ میل فی گھنٹہ پایا گیا ہے، اور بعض چڑیاں بڑے بڑے لمبے فاصلہ یک لخت بغیر کہیں رُکے ہوئے طے کرتی رہتی ہیں۔

(لَحْمًا) طَرِيًّا

تروتازہ (گوشت)۔[1]

یہ لفظ قرآن میں دونوں جگہ گوشت کی صفت میں آیا ہے، یعنی تروتازہ گوشت اور دونوں جگہ سیاق بحری جانوروں کا ہے، یعنی مچھلیوں کا گوشت، پہلی آیت کا مضمون ہے کہ وہ وہی (اللہ) ہے جس نے سمندر کو مسخر کر رکھا ہے تا کہ تم اس میں سے تروتازہ گوشت کھاؤ اور دوسری آیت میں ہے کہ دونوں دریا یکساں نہیں، ایک شیریں ہے پیاس بجھانے والا کہ اس کا پینا بھی آسان اور ایک شور و تلخ اور تم تروتازہ گوشت ہر ایک سے کھا سکتے ہو۔ یعنی کھانے والی مچھلیاں ایک ایسی نعمت ہیں جو نمکین اور کڑوے سمندر والے پانی میں بھی پیدا ہوتی ہیں اور شیریں و خوش گوار دریائی پانی میں بھی۔

طَيْرًا

پرند، چڑیاں۔ واحد و جمع دونوں۔[2]

---

[1] پارہ: ۱۴، سورۃ النحل۔ پارہ: ۲۲، سورۃ فاطر۔ [2] پارہ: ۳، سورۃ البقرۃ۔ پارہ: ۳ سورۃ آل عمران۔ پارہ: ۶، سورہ المائدہ۔ پارہ: ۱۲، سورۃ یوسف۔ پارہ: ۱۴، سورۃ النحل۔ پارہ: ۱۷، سورۃ الانبیاء۔ پارہ: ۱۷، سورۃ الحج۔ پارہ: ۱۹، سورۃ النور۔ پارہ: ۱۹، سورۃ النمل۔ پارہ: ۲۳، سورۃ سباع۔ پارہ: ۲۳، سورۃ ص۔ پارہ: ۲۷، سورۃ الواقعہ۔ پارہ: ۲۹، سورۃ الملک۔ پارہ: ۳۰، سورۃ الفیل۔

Marfat.com

پرندوں، بہ صیغہ جمع کا ذکر قرآن مجید میں اٹھارہ مقامات پر آیا ہے۔ سورۃ بقرہ میں تو یوں کہ ''ہم نے ابراہیم سے کہا کہ چار پرندے پکڑ لو، سورۃ آل عمران میں دونوں جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے کہہ کہ میں پرندوں کے بنے ہوئے پتلوں کو لیتا ہوں، اوران میں جب نفخ کر دیتا ہوں تو حکم الٰہی سے اصل پرندے بن جاتے ہیں، سورہ مائدہ میں بھی یہی مضمون ہے، سورۂ یوسف میں ایک قیدی کے خواب کے سلسلہ میں کہ وہ پرندو ں کو اپنے سر کے اوپر سے روٹیاں نوچتے ہوئے دیکھتا ہے، اور تعبیر خواب، حضرت یوسف علیہ السلام یہ دیتے ہیں کہ اسے سولی پر چڑھا دیا جائے گا اور پرندے اس کی کھوپڑی نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ سورۃ النحل میں پرندوں کی اڑان کی طرف متوجہ کر کے صنعت باری پر استدلال کیا گیا ہے۔ سورۃ الانبیاء میں یہ ذکر ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ اور پرندے بھی تسبیح میں شریک ہوتے تھے، سورۃ الحج میں مشرک کی مثال دی گئی ہے کہ وہ ایسا ہے جیسے کوئی آسمان سے گر پڑے، اور پرندے اسے رہ میں اچک لیں، سورۃ النور میں یہ بیان ہے کہ آسمان وزمین کی ساری زندہ مخلوق کی طرح پرندے بھی قطار در قطار اللہ کی تسبیح میں لگے رہتے ہیں، سورۃ النمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی زبان سے یہ شکر گزاری کہ ہم کو پرندوں کے زبان کی فہم عطا ہوئی، اور دوسری جگہ یہ کہ آپ پرندوں کا جائزہ لے رہے تھے، سورۂ سبا میں حضرت داؤد علیہ السلام کے سلسلہ میں ان کے ساتھ تسبیح کا حکم پہاڑوں اور پرندوں کو، سورۂ ص حضرت داؤد علیہ السلام کے تذکرہ کے ذیل میں ہے کہ پرندے بھی عبادت میں لگے رہتے ہیں، سورۃ الواقعہ میں پرندوں کے گوشت کا ذکر جسے انسان رغبت کے ساتھ کھاتا ہے، سورۃ الملک میں پرندوں کی اڑان سے صفت باری پر استدلال ہے اور سورۃ الفیل میں یہ ذکر کہ اصحاب فیل پر حملہ کے لئے پرندوں کے جھنڈ بھیجے گئے۔

حیاتیاتی حیثیت سے ماہرین فن کا بیان ہے کہ پرندوں کا ارتقائی مرتبہ حشرات الارض سے اُونچا، اور پستان دار چوپایوں سے نیچا، لیکن پرندوں کے خون کی طبعی گرمی ۱۰۰ ڈگری فارن ہائٹ کی ہے، چولستان دار چوپایوں سے زیادہ ہے۔ کبوتر سے پیام رسانی کا کام شاہی فوجوں میں ہمیشہ لیا گیا ہے، یہاں تک کہ اس ٹیلی فون، تار اور لاسکی کے دور میں بھی کبوتر کی یہ افادیت ختم نہیں ہوئی ہے۔

Marfat.com

ظُفُرٌ

سُم، کھر، ناخن۔[1]

حرمت حیوانات کے سلسلہ میں آیا ہے کہ یہود پر ہم نے ناخن دار جانور حرام کر دیئے تھے۔

ظُهُوْرُ(هَا)

ان کی پشتیں، پیٹھیں، (جمع، واحد: ظهر)۔[2]

پہلی جگہ یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے پیدا کئے ہیں، جن پر تم سوار ہوتے ہو، تا کہ تم ان کی پشتوں پر قبضہ جماؤ، دوسری آیت میں ذکر مشرکین عرب کی جاہلی رسموں کے سلسلہ میں ہے کہ بعض جانوروں کی پشتوں کو وہ اپنی طرف سے حرام ٹھہرا لیتے تھے۔

عَادِيَات

سرپٹ دوڑنے والے گھوڑے۔ جمع، واحد: عَادِيَةٌ۔[3]

قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی سورت کا افتتاح اسی لفظ کو محل قسم میں لانے سے ہوا ہے کہ قسم ہے ان گھوڑوں کی جو دوڑنے میں ہانپتے ہوں، جنگ میں گھوڑ سوار فوج کی اہمیت خصوصی شروع سے چلتی آئی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ سواروں کے دستہ سے سب سے پہلے کام سکندر نے اپنی فوج میں کیا اور اس کے بعد سواروں کی اہمیت تاریخ حرب کے ہر دور میں رہی ہے، اور مسلمانوں کی تاریخ کا تو کوئی باب بھی سوار دستوں کی اہمیت سے خالی نہیں رہا ہے، حتیٰ کہ اس دورِ جدید میں بھی گھوڑا ایک بہترین آلۂ حرب ہے۔

عِجَافٌ

دُبلی۔[4]

سورۂ یوسف میں گائے (بقرات) کی صفت کے موقع پر شاہ مصر کے خواب اور تعبیر خواب کے سلسلہ میں دو

[1] پارہ:۸، سورۃ الانعام، ع:۱۸۔ [2] پارہ:۸، سورۃ الانعام۔ پارہ:۲۵، سورۃ الزخرف۔ [3] پارہ:۳۰، سورۃ العادیات۔ [4] پارہ:۱۳، سورۃ یوسف، ع:۶۔

Marfat.com

مرتبہ یہ لفظ آیا ہے، جب اس نے سات دُبلی پتلی گایوں کو دیکھا تھا کہ وہ سات موٹی تازی گایوں کو نگل گئی ہیں، اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سے تعبیر سات قحط والے سالوں کی دی تھی۔

عِجْلًا

بچھڑا، گوسالہ۔ [1]

بچھڑے اور گوسالہ کا نام قرآن مجید میں آیا تو نو مقام پر ہے، لیکن موضوع ذکر کُل دو ہی ہیں، ایک یہ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تورریت لینے گئے ہیں ان کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل نے ایک طلائی بچھڑا بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی تھی، اس پر انہیں حکم ملا کہ اس مورتی کو جلا کر خاک کر دو اور اس کی خاکستر پانی میں بہا دو۔

عِشَارٌ

دس مہینہ کی گابھن اُونٹنیاں۔ (جمع، واحد: عشراء۔ [2]

عرب میں ایسی اونٹنیوں کی بڑی قدر و قیمت تھی، تو مراد یہ ہوئی کہ وہ وقت ایسا نفسا نفسی کا ہوگا کہ اتنے قیمتی مال کی طرف بھی کسی کی توجہ باقی نہ رہے گی، ہر شخص اپنی فکر میں پڑا ہوگا۔

عِظَامٌ

ہڈیاں، (جمع، واحد: عَظْمٌ)۔ [3]

قرآن مجید میں یہ لفظ نو یا دس بار آیا ہے، ہر جگہ انسانی ہڈیوں کے سلسلہ میں اور حیوانی سیاق میں ایک جگہ آیا ہے، ایک بندۂ مقبول کے سلسلہ میں، جنہیں موت کی نیند سے سو برس کے بعد معجزانہ طریق پر اُٹھایا گیا، اور ان سے کہا گیا کہ اپنے کھانے کو دیکھو، اور اپنی سواری کے گدھے کی ہڈیوں کو دیکھو کہ ہم انہیں کس

---

[1] پارہ:۱، سورۃ البقرۃ۔ پارہ:۶ سورۃ النساء۔ پارہ:۹، سورۃ الاعراف۔ پارہ:۱۲، سورۃ ھود۔ پارہ:۱۶۔ پارہ:۲۷، سورۃ الذّٰرِیٰت۔ [2] پارہ:۳۰، سورۃ التکویر۔ [3] پارہ:۳، سورۃ البقرۃ، ع:۳۵۔

Marfat.com

طرح از سر نو جِلا رہے ہیں، قرآن میں یہ تصریح نہیں کہ ہڈیاں گدھے ہی کی ہیں، لیکن سیاق عبارت صاف اسی پر دلالت کر رہا ہے۔

عَظْمٌ

ہڈی۔ [1]

یہ لفظ تو قرآن میں ایک سے زائد بار آیا ہے لیکن حیوانات کے سلسلہ میں صرف ایک موقع پر یہود کے ذکر میں ہے کہ ان پر گائے اور بکری کی چربی حرام کر دی گئی ہیں مگر وہ چربی نہیں جو ہڈی کے ساتھ ملی جلی ہو۔

عَقَرَ

ہلاک کر ڈالا، کونچیں کاٹ دیں۔ [2]

اس کا ذکر صرف قوم ثمود کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ان سرکشوں نے اپنے رفیق یا سردار کو پکارا، سو اس نے (اس اونٹنی پر) وار کیا اور اس کو ہلاک کر ڈالا۔

عَقَرُوْ (هَا)

اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ [3]

اُونٹ کے ذبح کا طریقہ عام جانوروں سے الگ ہے، اسے پہلے اس کے پچھلے پیروں میں گھٹنے کی اُلٹی طرف زخم لگایا جاتا ہے، پھر اسے گرا کر ذبح کیا جاتا ہے، اسی زخم لگانے کو کونچیں کاٹ دینا کہتے ہیں۔

عَوَانٌ

درمیانی عمر کی، پوری جوان۔ [4]

اس کا ذکر صرف ایک جگہ ہے، بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں گائے ذبح کرنے کا حکم ملا

---

[1] پارہ:۸، سورۃ الانعام، ع:۱۸۔ [2] پارہ:۲۷، سورۃ القمر۔ [3] پارہ:۸، سورۃ الاعراف۔ پارہ:۱۲، سورۃ ھود۔ پارہ:۱۹، سورۃ الشعراء۔ پارہ:۳۰، سورۃ الشمس۔ [4] پارہ:۱، سورۃ البقرۃ، ع:۸۔

Marfat.com

اوراس کے متعلق وہ طرح طرح کی کرید کر رہے تھے، تو عمر کے سلسلہ میں انہیں ایک جواب یہ ملا ہے کہ وہ نہ بوڑھی ہو نہ بن بیاہی بلکہ درمیانی عمر کی ہو۔

فَارِضٌ

بوڑھی۔[1]

وہ گائے نہ زیادہ بوڑھی ہو اور نہ بن بیاہی۔

فَرَاش

پروانے، پتنگے۔(جمع، واحد: فراشة)۔[2]

فراش کے معنی پروانے یا پتنگے جو بھی لئے جائیں اور ان کیڑوں کی جو بھی قسم مراد سمجھی جائے ان کی کثرت تعداد کی بنا پر انبوہ حشر سے ان کی تشبیہ نہایت موزوں اور برمحل ہے۔

فَرَّتْ (مِنْ قَسْوَرَةٍ)

شیروں سے بھاگے ہوئے۔[3]

مشرکوں کے ذکر میں جو قرآن کے نام سے وحشت کھاتے تھے، مثال کے طور پر ارشاد ہوا کہ یہ لوگ وحشت کھائے ہوئے گدھوں کی طرح ہیں، جو شیروں سے بدک کر منھ اُٹھائے بھاگے چلے جاتے ہیں۔

فَرْثٌ

گوبر۔[4]

حق تعالیٰ کی حکمت کاملہ اور صناعی کے سیاق میں ارشاد ہوا ہے کہ بے شک تمہارے لئے مویشیوں میں بھی بڑا سبق موجود ہے، ان کے پیٹ میں گوبر اور خون (کی قسم میں) سے جو کچھ ہوتا ہے، اس کے درمیان سے صاف اور پینے والوں کے لئے خوش ذائقہ دودھ ہم تمہیں پینے کو دیتے ہیں۔

---

[1] پارہ:۱، سورۃ البقرۃ، ع:۸۔ [2] پارہ:۳۰، سورۃ القارعۃ۔ [3] پارہ:۲۹، سورۃ المدثر۔ [4] پارہ:۱۴، سورۃ النحل، ع:۹۔

Marfat.com

واقعی جہاں سے گوبر اور خون وغیرہ گندی چیزیں اور فضلے وغیرہ پیدا ہوتے رہتے ہیں، وہیں سے دودھ جیسی نفیس و پاکیزہ نعمت انسان کے لئے تیار کر دینا جس کے آگے بڑے سے بڑے کیمیادان اور کیمیا ساز مع اپنی ساری تجربی کارگاہوں کے دنگ اور حیران رہ جائیں، اگر ایک کھلی ہوئی دلیل ایک صناع اعظم اور حکیم مطلق کے وجود کی نہیں تو اور کیا ہے۔

فَرْشًا

چھوٹے قد کا جانور۔ [1]

لغت میں ایسے جانور کو کہتے ہیں جو سواری اور بار برداری کے نہیں، بلکہ صرف کھانے پینے کے کام میں لایا جائے، جیسے بھیڑ، بکری، چھوٹے قد کے اونٹ وغیرہ۔

قَدْحًا

آگ نکال لینے والے (گھوڑے)۔ [2]

اہل غزا و جہاد کے گھوڑوں کے سلسلے میں ارشاد ہوا ہے کہ وہ ایسے گھوڑے ٹاپ مارنے والے ہیں کہ پتھر پر ان کی نعلوں کی زد سے آگ پیدا ہو جاتی ہے، اور یہ کنایہ ان کی کمال گرم رَوِی اور تیز رفتاری سے ہے۔

قُرْبَانٌ

قربانی، قربانی کا جانور۔ [3]

پہلی آیت میں یہود کے اس قول کا ذکر ہے کہ ہم سے تو وعدہ خداوندی یہ ہے کہ ہم صرف اسی نبی پر ایمان لائیں جو ایسی قربانی پیش کرتا ہو جسے آسمانی آگ اٹھا کر لے جائے، یہ اشارہ ہے اس یہودی عقیدہ کی طرف کہ نذر مقبول کی پہچان یہی ہے کہ آسمان سے ایک شعلہ آتش آئے اور اسے اٹھا کر لے جائے، اور دوسری آیت میں یہ ذکر ہے کہ آدم کے دو بیٹوں نے اپنی اپنی نذریں بارگاہ الٰہی میں پیش کیں تو ان میں سے ایک کی قبول کی گئی۔

---

[1] پارہ:۸، سورۃ الانعام، ع:۱۷۔ [2] پارہ:۳۰، سورۃ العادیات۔ [3] پارہ:۴، سورۃ آل عمران۔ پارہ:۶، سورۃ المائدہ۔ پارہ:۲۶ سورۃ الاحقاف۔

Marfat.com

مَآ اُهِلَّ (بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ)

جو جانور، اللہ کے سوا کسی اور سے نامزد کیا گیا ہو۔

مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ

وہ جانور جو استھانوں پر بھینٹ چڑھایا جائے۔[1]

نام قرآن مجید میں حرام جانوروں کے سلسلہ میں آیا ہے، مشرک قومیں اپنی دیوی دیوتاؤں کے استھانوں پر جانور بھینٹ چڑھایا کرتی ہیں، قرآن مجید نے سب جانوروں کو حرام قرار دیا ہے۔

مُتَرَدِّيَةٌ

وہ جانور جو اوپر سے نیچے گر کر ہلاک ہو جائے۔[2]

قرآن مجید میں جہاں ایک جگہ حرام جانوروں کی فہرست بیان کی ہے اس ضمن میں یہ نام بھی لیا ہے، فقہا، مفسرین نے اس کے عموم کے تحت ہر ایسے جانور کو داخل کیا ہے جو کسی طرح بھی گر کر مر جائے، خواہ پہاڑی سے گر کر، خواہ کنویں میں گر کر وغیرہ۔

مُسْتَنْفِرَةٌ

بھڑکے ہوئے، بدکے ہوئے۔[3]

قرآن مجید میں یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے، اور وہاں گدھوں کی صفت بیان کی ہے، جو شیر کے ڈر سے بھڑک کر اور بدک کر بھاگے چلے جاتے ہیں۔

مُسَخَّرَاتٌ (فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ)

پابند فضائے آسمانی۔[4]

---

[1] پارہ:۶، سورۃ المائدۃ، ع:۱۔ [2] پارہ:۶، سورۃ المائدۃ، ع:۱۔ [3] پارہ:۲۹، سورۃ المدثر۔ [4] سورۃ النحل، آیت:۷۹۔

Marfat.com

فقرہ پرندوں کی صفت میں قدرت الٰہیہ کے سیاق میں آیا ہے، پورے فقرہ کا مضمون یہ ہے کہ ان خدا فراموشوں نے پرندوں پر غور نہیں کیا، جو فضائے آسمانی میں پابند ہیں، کہ انہیں بجز اللہ کے اور کون تھامے یا سنبھالے ہوئے ہے؟

پرندوں کے وزن دار جسموں کا فضائے ہوائی میں منٹوں نہیں، گھنٹوں معلق اور بلند رہنا اور زمین پر نہ گر پڑنا، یہ آخر کس کی قدرت کا کرشمہ ہے، بجز قدرتِ خداوندی کے۔

مَسْفُوحٌ

بہتا ہوا۔ [1]

خون (دم) کی صفت کی حیثیت سے صرف ایک بار یہ نام قرآن مجید میں آیا ہے، دوسری حرام غذاؤں کے ساتھ مل کر۔

مُسَلَّمَةٌ

سالم۔ [2]

گائے کی صفت میں یہ لفظ آیا ہے، بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک گائے کے ذبح کرنے کا حکم ملا تھا، اور اس گائے کی شناخت یہ بھی ارشاد ہوئی تھی کہ وہ صحیح، سالم اور بے داغ ہو۔

مُسَوَّمَةٌ

نشان زدہ گھوڑے۔ [3]

انسان کے طبعی مرغوبات کی فہرست میں ازدواج واولاد چاندی سونے وغیرہ کے ذکر کے ساتھ نشان پڑے گھوڑوں کا بھی ارشاد ہوا ہے۔

---

[1] پارہ:۸، سورۃ الانعام۔ [2] پارہ:۱، سورۃ البقرۃ، ع:۸۔ [3] پارہ:۳، سورۃ آل عمران، ع:۲۔

Marfat.com

مَعْزٌ

بکری۔[1]

یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے، حلّت وحرمتِ حیوانات کے سلسلہ میں، سیاق عبارت یہ ہے کہ (اللہ نے آٹھ جوڑے پیدا کئے ہیں) دو قسمیں بھیڑ میں سے، دو قسمیں بکری میں سے، دو قسموں سے مراد نر اور مادہ ہیں۔

مُغِیْرَات

حملہ کرنے والے گھوڑے۔[2]

اہل غزاء و جہاد کے گھوڑوں کے سلسلہ میں ایک وصف ان کا یہ بھی بیان ہوا ہے کہ وہ صبح سویرے دشمن پر حملہ کرنے والے ہوتے ہیں، گھوڑوں کے ذریعہ حملہ کرنا فوجی اعتبار سے ایک بلند مرتبہ چیز ہے۔

مُکَلِّبِیْنَ

سدھائے ہوئے (شکاری) جانور، یہ جمع ہے، اس کا واحد: مکلّب ہے۔[3]

یہ نام صرف ایک جگہ آیا ہے، حلتِ حیوانات کے سلسلہ وسیاق میں کہ تمہارے لئے حلال ہے تمہارے سدھائے ہوئے شکاری جانوروں کا شکار۔

یہاں شریعت نے اصل یہ رکھی ہے کہ سکھائے اور سُدھائے ہوئے جانور کا فعل اصل شکاری ہی کا فعل سمجھا جائے گا، اور اس جانوروں کے سدھانے کی شریعت نے بڑی اہمیت تسلیم کی ہے۔

مِمَّا اَمْسَکْنَ عَلَیْکُمْ

جو کچھ وہ تمہارے واسطے روکے رہیں۔[4]

قرآن مجید میں ان سدھائے ہوئے شکاری جانوروں (کتے وغیرہ) کے سلسلہ میں آیا ہے کہ ان کا پکڑا ہوا شکار تمہارے لئے حلال ہے جسے وہ تمہارے واسطے روکے رہیں (اور خود نہ کھائیں)۔

---

[1] پارہ:۷، سورۃ الانعام، ع:۱۸۔ [2] پارہ:۳۰، سورۃ العادیات۔ [3] پارہ:۶، سورۃ المائدہ، ع:۱۔ [4] پارہ:۶، سورۃ المائدہ، ع:۱۔

Marfat.com

فقہاء نے اس کا معیار کتے کے بارے میں یہ رکھا ہے کہ تعلیم پایا ہوا یا سدھا ہوا کتا وہ ہے جو شکار کو پکڑ کر خود نہ کھائے، اور باز کے حق میں یہ رکھا ہے کہ اسے جب آواز دی جائے تو شکار کا پیچھا چھوڑ کر واپس چلا آئے، لیکن ان کا پسِ خوردہ بھی حلال رکھا ہے، قَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ وَاَبُوْیُوْسُفَ وَ مُحَمَّدٌ وَزُفَرُ یُوْکَلُ صَیْدُ الْبَازِیْ وَاِنْ اَکَلَ۔[1]

(اَلْ) مُنْخَنِقَةُ

گلا گھونٹا ہوا جانور۔[2]

جانور جن جن صورتوں میں حرام ہو جاتے ہیں، ان کو شمار کراتے ہوئے قرآن مجید نے ان کا نام بھی لیا ہے، یا جو جانور گردن مروڑ کر مارا جائے یا گلا گھٹنے سے ہلاک ہو جائے، قرآن مجید نے اسے بھی حرام قرار دیا ہے۔

مَنْطِقَ الطَّیْرِ

چڑیوں کی بولی۔[3]

ماہرین حیوانات کا بیان ہے کہ پرندوں کے حلق اور حنجرہ کے اندر کی ساخت اور ان کی رگیں، ریشے اور پٹھے، انسان سے بہت مختلف ہوتے ہیں، اس لئے انسانی معیار کے مطابق گفتگو پر تو پرندے قادر نہیں ہو سکتے، تاہم پرندے آوازیں تو نکالتے اور کسی نہ کسی رنگ کی بولیاں تو بولتے ہی رہتے ہیں۔

قرآن مجید کا بیان ہے کہ یہ نعمت حضرت سلیمان علیہ السلام کے حصہ میں آئی تھی، روایات یہود میں یہ بھی ملتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام درندوں اور پرندوں دونوں کی بولیاں سمجھ لیتے تھے۔

مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی اَرْبَعٍ

جو جانور چاروں (ہاتھ پیر) کے بل چلتے ہیں، چوپائے۔[4]

خلقتِ حیوانی کے بیان میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے ہر حرکت کرنے والا جانور پانی سے پیدا کیا ہے اور

---

[1] جصاص۔ [2] پارہ:۶، سورۃ المائدہ، ع:۱۔ [3] پارہ:۱۹، سورۃ النمل، ع:۲۔ [4] پارہ:۱۸، سورۃ النور، ع:۵۔

Marfat.com

ان میں ایسے جانور بھی ہیں جو اپنے چاروں ہاتھوں پیروں پر چلتے ہیں۔

چوپایہ، دنیا کی حیوانی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ ہے اور انسان کا جن جانوروں سے سابقہ رہتا ہے، چاہے وہ شہری اور اہلی ہوں، جیسے کتا، بلی، اونٹ، گھوڑا، ہاتھی، خچر، گدھا، گائے، بیل، بھینس، بکری، بھیڑ، دنبہ وغیرہ یا جنگلی جانور اور وحشی ہوں، جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا، ہرن، نیل گائے، گینڈا، لومڑی، گیدڑ وغیرہ، وہ زیادہ تر چوپائے ہی ہیں۔

مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ

وہ جانور جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، رینگنے والے جانور۔ [1]

خلقتِ حیوانی کے بیان میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے ہر حرکت کرنے والا جانور پانی سے پیدا کیا ہے، چنانچہ ان میں ایسے جانور ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور یہ بجائے خود ایک دلیل ہیں اس صانع مطلق کے کمال صناعی اور کمال قدرت پر، سانپ، اژدہے، کچھوے، مگرمچھ، گھڑیال، چھپکلی وغیرہ اقسام کے بے شمار جانور اس طبقہ میں آجاتے ہیں، اور توحید اور قدرت کاملہ کا سبق ہدایت دینے کو کافی زائد ہے۔

مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ

وہ جانور جو اپنی دو ٹانگوں پر چلتے ہیں، دو پایہ جانور۔ [2]

خود انسان کا اس قسم کا جانور ہونا تو ظاہر ہی ہے، باقی چیل، کوّے، مرغی، گدھ، بطخ، بگلا، طوطا، مینا، فاختہ، کبوتر، باز، قمری، ہدہد وغیرہ سارے پرندے جس وقت ہوا میں اُڑنے یا پانی میں تیرنے کے بجائے زمین پر چلتے ہیں، تو دو پایہ ہی ثابت ہوتے ہیں، اور بن مانس قسم کے جنگلی بندر بھی جب وہ لکڑی ٹیک کر دونوں پیروں کے بل چل رہے ہوں۔

---

[1] پارہ:۸، سورۃ النور، ع:۵۔ [2] پارہ:۸، سورۃ النور، ع:۵۔

Marfat.com

مُوْرِیٰتِ

ٹاپ مار کر آگ نکال لینے والے گھوڑے۔ [1]

اہل جہاد وغزاء کے گھوڑوں کو موقع شہادت میں پیش کر کے ان کی قسم کے ساتھ فرمایا ہے کہ پتھر پر ٹاپ مار کر آگ نکال لینے والے، کنایہ ان کی کمال گرم روی اور تیز رفتاری سے ہے۔

(اَلْ) مَوْقُوْذَۃُ

وہ جانور جو کسی ضرب سے ہلاک ہو جائے۔ [2]

جانور جن صورتوں میں حرام ہو جاتے ہیں، ان کی فہرست میں ایک ایسی صورت کو شمار کیا گیا ہے کہ جو جانور چوٹ کھا کر مر جائے، فقہاء نے اس کے تحت میں بلا ذبح غُلیل سے یا گولی سے مر جانے والے جانور کو بھی شامل کیا ہے۔

نَطِیْحَۃ

سینگ سے مارا ہوا جانور۔ [3]

جانور جن جن حالتوں میں حرام ہو جاتے ہیں ان کی فہرست شمار کراتے ہوئے قرآن مجید نے ایسے جانور کو بھی ان میں داخل کر دیا ہے، مشرک جاہل قومیں حلت وحرمتِ حیوانات کے موٹے موٹے اور عام قاعدوں ہی سے واقف نہیں، چہ جائیکہ ان جزئیات اور ایسی باریکیوں سے۔

نَعْجَۃ

دُنبی، دنبہ کی ماں۔ [4]

حضرت داؤد پیمبر وسلطان (متوفی ۱۰۳۳ ق م) کی خدمت میں ایک فریادی آ کر عرض کرتا ہے کہ دیکھئے! یہ

---

[1] پارہ: ۳۰، سورۃ العادیات۔ [2] پارہ: ۶، سورۃ المائدہ، ع: ۱۔ [3] پارہ: ۶، سورۃ المائدہ، ع: ۱۔ [4] پارہ: ۲۳، سورۃ ص، ع: ۲۔

Marfat.com

میرے بھائی ہیں، ان کے پاس ۹۹ دنبیاں ہیں، اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے، لیکن یہ کہتے ہیں کہ وہ بھی مجھے دے ڈال اور بات چیت میں یہ مجھے دبائے لیتے ہیں، (حضرت داؤد علیہ السلام نے) فرمایا کہ اس نے تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کی فرمائش کر کے واقعی تجھ پر ظلم کیا۔ دنبہ جو بھیڑ ہی کی ایک قسم ہے، فلسطین کا ایک خاص جانور تھا، گوشت اور دودھ دونوں کے لئے بہت عزیز، شام و فلسطین میں اس کے پالنے کا رواج عام تھا اور اس لئے اس کا کوئی قضیہ اگر حضرت داؤد کی عدالت میں پیش ہوا تو وہ بالکل مقتضائے مقام تھا۔

نَعَمٌ

چوپائے، اونٹ۔ [1]

حالت احرام میں شکار کرنے والوں کے لئے کفارہ کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے کہ اس کا جرمانہ اسی طرح کا ایک چوپایہ ہے، جس کو اس نے مار ڈالا، نعم (صیغہ واحد) کا عام استعمال صرف اونٹ ہی کے لئے ہوتا ہے، وَالنَّعَمُ مُخْتَصٌّ بِالْاِبِلِ وَتَسْمِيَّتُهٗ بِذَالِكَ لِكَوْنِ الْاِبِلِ عِنْدَهُمْ اَعْظَمُ نِعْمَةٍ۔ [2] لیکن اس سیاق میں فقہاء نے تصریح کی ہے کہ نعم سے مراد اونٹ، گائے، بھینس، بھیڑ اور بکری سب ہیں۔

نَفَشَتْ

رات کو چرواہے کے بغیر بکریاں جا پڑیں۔ [3]

حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سلسلہ میں یہ بیان آیا ہے کہ ان کی عدالت میں ایک کھیت کا مقدمہ پیش ہوا جس میں رات کے وقت کسی کی بکریاں جا پڑی تھیں، اور اس کھیت کو چر ڈالا تھا، رات کے وقت ریوڑوں اور جانوروں کے گلوں کا کھیتوں پر جا پڑنا اور انہیں صاف کر دینا ہر زرعی ملک کا عام واقعہ ہے، اور نَفَشَ رات ہی میں جا پڑنے اور حملہ کرنے کو کہتے ہیں، قَالَ الزُّهْرِيُّ: اَلنَّفَشُ لَايَكُوْنُ اِلَّابِاللَّيْلِ۔ [4]

[1] پارہ: ۷، سورۃ المائدۃ، ع: ۱۳۔ [2] مفردات القرآن، راغب۔ [3] پارہ: ۱۷، سورۃ الانبیاء، ع: ۵۔ [4] احکام القرآن، جصاص۔

Marfat.com

وُحُوْش

جنگلی جانور، انسان سے غیر مانوس جانور۔ [1]

وحشی جانور کے معنی ہی یہی ہیں کہ اسے انسان سے انس نہ ہو، بلکہ وحشت ہو، شیر، چیتا، ریچھ، گینڈا، گیدڑ، بھیڑیا، لکڑ بگھا سے لے کر سانپ، بچھو، گھڑیال مگر مچھ تک بے شمار انواع واجناس کے جانور، خشکی، تری اور ہوا میں اس قسم کے موجود ہیں، عین ظہور قیامت کے وقت ہر چیز کی قلب ماہیت ہو جائے گی، پہاڑ اپنا وزن کھو دیں گے، آفتاب بے نور ہو جائے گا، اور اس عالم میں یہ وحشی بھی انسی بن جائیں گے۔

شدت ہول واضطراب میں مضطر و بدحواس ہو کر اپنی وحشیانہ فطرت کو بھول جائیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ چپ چاپ اکٹھے ہو جائیں گے، جیسے آج بھی شدید سیلاب وطغیانی کے وقت زہریلے سانپ انسان کے ساتھ لپٹے ہوئے بہتے بہاتے چلے آتے ہیں اور اپنی موذیانہ فطرت کو بھولے رہتے ہیں۔

حیوانات کی انواع کا بھی شمار موجودہ تحقیقات کے مطابق ۵ لاکھ سے اوپر ہے، بے شمار جانور ایسے ہیں جو انسان کے موذی دشمن ہیں، اور بے شمار جانور ایسے ہیں جو انسان کے بہترین خادم ثابت ہوئے ہیں۔

وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ

اور اپنے مویشیوں کو چراؤ۔ [2]

پورے فقرۂ قرآنی کا ترجمہ ہے کہ کھاؤ (پیو) اور اپنے مویشیوں کو چراؤ، یہ فقرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تقریر کا ایک جزو ہے جو انہوں نے مصر میں فرعونیوں کے سامنے کی تھی، مصری تمدن میں چوپانی، گلہ بانی کو ایک خصوصی حیثیت حاصل تھی، اور مویشیوں کا ایک خاص مقام تھا، اس لئے ان سے مخاطبت میں مویشیوں کا نام لینا عین مقتضائے عام تھا۔

---

[1] پارہ: ۳۰، سورۃ التکویر۔ [2] پارہ: ۱۶، سورۃ طٰہٰ، ع: ۲۔

Marfat.com

وَصِیْلَة

وہ بچے جننے والی اونٹنی۔ [1]

ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے، نہ سائبہ کو اور نہ ہی وصیلہ کو، یہ سب اونٹنیوں کی ہی قسمیں ہیں، جنہیں مشرکین عرب مقدس قرار دے کر آزاد چھوڑ دیا کرتے تھے، وَصِیْلَة وہ اونٹنی ہے جو مادہ بچے جنتی ہے، ان کی ایک خاص تعداد کے بعد اسے کسی دیوی دیوتا کے نام پر آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا، اہلِ شرک کی رسمیں ہر ملک کی ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں، ہندوستان میں بھی بیل اور بھینسے بھوانی دیوی یا کسی اور کے نام پر سانڈ بنا کر آزاد چھوڑ دیئے جاتے تھے، قرآن مجید نے اس دستور کو بالکل ناجائز قرار دیا۔

هَدْیٌ

قربانی خانہ کعبہ کے لئے۔ [2]

ھدی وہ قربانی ہے جو مخصوص خانہ کعبہ ہی کے سامنے کی جائے، اَلْهَدْیُ مُخْتَصٌّ بِمَا یُهْدٰی اِلَی الْبَیْتِ [3]

یُبَتِّکُنَّ آذَانَ الْاَنْعَامِ

چوپایوں کے کان چیر ڈالیں گے۔ [4]

عرب مشرکوں میں ایک رسم یہ بھی جاری تھی کہ جن مویشیوں کو سانڈ بنا کر کسی دیوی، دیوتا کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے، ان کے کان بھی چیر دیتے، قرآن مجید میں شیطان کی زبان سے اس کا یہ دعویٰ نقل کیا ہے کہ میں تیرے بندوں سے ضرور اپنا ایک حصہ لے کر رہوں گا، اور میں انہیں بہکاؤں گا، اور ان کے دلوں میں آرزوئیں پیدا کروں گا اور انہیں حکم دوں گا تو یہ مویشیوں کے کان چیر دیا کریں گے، جاہلیت کا یہ عام دستور تھا۔

---

[1] پارہ:۷، سورۃ المائدۃ، ع:۱۳۔ [2] پارہ:۲، سورۃ البقرۃ، ع:۲۴۔ پارہ:۶، سورۃ المائدۃ، ع:۱۔ پارہ:۷، سورۃ المائدہ، ع:۱۳۔ پارہ:۲۶، سورۃ الفتح، ع:۳۔ [3] مفردات القرآن، راغب۔ [4] سورۃ النساء، ع:۱۸۔

Marfat.com

قَلَائِد

پٹے، پرتلے، (جمع، واحد: قَلَادَۃٌ)۔[1]

قرآن مجید میں جہاں یہ لفظ آیا ہے وہاں مراد ذاتِ قلائد سے ہے، یعنی گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانور، اور آیت کا مضمون یہ ہے کہ اے ایمان والو! بے حرمتی نہ کرو، ان جانوروں کی جو حرم میں قربانی کے لئے مخصوص ہو چکے ہیں، اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑ چکے ہیں۔

یہ پٹے گلے میں پڑے ہوئے اس بات کی علامت تھے کہ یہ جانور اللہ کی نذر کے ہیں، حرم ہی میں ذبح ہوں گے۔

اَلظَّبی

''ہرن''، اس کی جمع اَظْبٌ اور ظِبَاءٌ آتی ہے۔

''مشکی ہرن'' کا رنگ سیاہ اور جسامت، ٹانگوں کا پتلا پن، کھروں کا جدا جدا ہونا تمام اوصاف میں تیسری قسم کے ہرنوں کے مشابہ ہوتا ہے، صرف ایک فرق یہ ہوتا ہے کہ اس کے ہلکے سے دو دانت ہوتے ہیں جو نیچے کے جبڑے کی طرف باہر نکلے ہوتے ہیں، یہ دونوں دانت انگشت شہادت سے چھوٹے ہوتے ہیں۔

مُشک کا شرعی حکم

امام مسلم رحمۃ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی جو کہ پست قامت تھی اور یہ ایسی دو عورتوں کے ساتھ چل رہی تھی جو طویل القامت تھیں تو اس عورت نے لکڑی کے دو پاؤں بنوائے اور ایک سونے کی انگوٹھی اور اس کو مشک میں بنایا۔ پھر یہ ان دونوں طویل القامت عورتوں کے ساتھ چلی تو عام طور پر اسے پہچانا نہیں گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے ہاتھ سے

[1] پارہ: ۷، سورۃ المائدۃ۔

Marfat.com

اشارہ دیا۔ شعبہ راوی نے روایت کے بیان کرنے کے وقت عورت کے اشارے کو سمجھانے کے لئے اپنے ہاتھ سے اشارہ دے کر طلباء کو سمجھایا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث اس پر دال ہے کہ مشک تمام خوشبوؤں سے بہتر اور افضل ہے اور یہ کہ مشک پاک ہے اور بدن ولباس وغیرہ میں اس کا استعمال درست اور جائز ہے اور اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے۔

مذکورہ حدیث میں عورت کا لکڑی کے پاؤں لگا کر جو چلنا مذکور ہے، جس کی وجہ سے وہ دو لمبی عورتوں کے درمیان نہیں پہچانی گئی۔ ہماری شریعت میں اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا منشاء صحیح اور مقصود شرعی ہوتا کہ وہ اپنے کو چھپائے اور اس کو کوئی پہچان نہ سکے اور اذیت نہ پہنچا سکے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر ایسا کرنے کا منشاء بڑائی جتلانا اور اپنے آپ کو کامل عورتوں کے مشابہ ثابت کرنا ہے یا لوگوں کو دھوکہ دینا مقصود ہے تو ایسا کرنا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں کیسی سمجھداری رکھی ہے

دار قطنی اور طبرانی نے اپنے معجم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ایک قوم کے پاس سے ہوا جس نے ایک ہرنی کا شکار کر کے اس کو خیمہ کے ستون سے باندھ رکھا تھا، اس ہرنی نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے دو بچوں کو جنم دیا ہے، آپ ان لوگوں سے میرے لئے اس بات کی اجازت لے لیں کہ میں ان بچوں کو دودھ پلا کر ان کے پاس واپس آجاؤں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوٹ آئے گی؟ تو اس ہرنی نے کہا کہ اگر میں واپس نہ آؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے عشار جیسے عذاب میں مبتلا کر دے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو تا کہ یہ اپنے بچوں کے پاس جائے اور انہیں

Marfat.com

دودھ پلا کر تمہارے پاس واپس آجائے، ان لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کا ضامن کون ہوگا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اس کا ضامن ہوں، ان لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا، وہ گئی اور اپنے بچوں کو دودھ پلا کر اُن کے پاس لوٹ آئی، انہوں نے اس کو دوبارہ باندھ دیا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ اس ہرنی کو میرے ہاتھ فروخت کر سکتے ہو؟ ان لوگوں نے کہا کہ حضور ﷺ ہم یہ آپ کو دیتے ہیں لے لیجئے۔ یہ کہہ کر انہوں نے رسی کھول دی اور حضور ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا، اور زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے اس کو آزاد فرما دیا تو میں نے اس کو جنگل میں تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا، وہ کہہ رہی تھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَفِیْ رِوَایَةٍ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

يَبْحَثُ فِي الْاَرْضِ

زمین میں کھودتا ہے۔[1]

کوّے کے سلسلہ میں ذکر اس موقع پر آیا ہے کہ قابیل جب پہلا انسان اپنے بھائی ہابیل کا قتل اپنے ہاتھ سے کر چکا تو اب حیران یہ تھا کہ اس کے لاشہ کو کیا کرے، اتنے میں نظر ایک کوّے پر پڑی جو زمین کھود کر دوسرے کوّے کی لاش دفن کر رہا تھا، یہ دیکھ کر اسے بھی عقل آ گئی۔

يَطِيْرُ

اُڑتا ہے۔[2]

طیر عربی لفظ میں پرندہ کو کہتے ہیں، اس کے عمل پرواز کو بھی عربی میں فعل طیر ہی سے ظاہر کرتے ہیں، قرآن مجید میں یہ لفظ ایک ہی بار آیا ہے، جہاں ارشاد یہ ہوا ہے کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں جو اپنے دونوں پروں سے اڑتا ہو، مگر یہ کہ وہ بھی تمہاری ہی طرح جماعتیں ہیں۔

---

[1] پارہ:٦، سورۃ المائدۃ، ع:٥۔ [2] پارہ:٧، سورۃ الانعام، ع:٤۔

Marfat.com

يَقْبِضْنَ

(اپنے پر) سکوڑ لیتے ہیں۔[1]

اگر انسان غور کرنا چاہے تو حق تعالیٰ کی حکمت، صنعت اور قدرت، تینوں کی یہ دلیل کچھ کم ہے کہ وزن دار پرندوں کو کس کس طرح ہوا پر اپنا توازن قائم رکھنا سکھلایا گیا ہے، آج دنیا کے بڑے سے بڑے طیاروں اور ہوابازوں کا کمال اس سے بڑھ کر اور کیا ہے کہ پرندوں کے اڑان کی انہوں نے خوب ہی نقالی کی ہے۔

پرواز کے ماہروں نے خود اپنی تحریروں میں لکھا ہے کہ ہوائی مشین کے پرزے، پرندوں ہی کی ساخت کو پیش نظر رکھ کر بنائے گئے ہیں۔

يُمْسِكُ (هُنَّ)

انہیں تھامے رہتا ہے۔[2]

پرندوں کی پرواز کی اعلیٰ مشینری پر قرآن مجید نے بار بار زور دیا ہے اور یہ راز اب بیسویں صدی میں جا کر کھلا، اس قدرتی مشین کی نقالی اور تقلید سے اعلیٰ ترین مشینیں، طیاروں، ہوائی جہازوں، ہوائی کلوں، ہوائی گھوڑوں کی ایجاد کی جاسکتی ہے۔

ابابیل کی حیرت انگیز ذہانت

ابابیل کی سب سے زیادہ دشمن چمگادڑ ہے، لہٰذا چمگادڑ اکثر اس کے بچوں کی گھات میں لگا رہتا ہے، اس لئے ابابیل جب بچے نکالتی ہے تو اپنے گھونسلے میں اجوائن کے پودے کی لکڑیاں لا کر رکھ دیتی ہے، ان لکڑیوں کی خوشبو سے چمگادڑ گھونسلہ کے قریب بھی نہیں آتی اور اس کے بچے چمگادڑوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

ابابیل پرانے گھونسلے میں اس وقت تک بچے نہیں نکالتی جب تک کہ اس گھونسلے کی مٹی سے مرمت نہ کرلے۔

---

[1] پارہ:۲۹، سورۃ الملک، ع:۲۔ [2] پارہ:۲۹، سورۃ الملک، ع:۲۔

Marfat.com

ابابیل کبھی بھی اپنے گھونسلہ میں بیٹ نہیں کرتی بلکہ گھونسلہ سے باہر آ کر بیٹ کرتی ہے اور جب اس کے بچے بڑے ہو جاتے ہیں تو یہ ان کو بھی یہی تعلیم دیتی ہے۔

لطیفہ: رسالہ قشیری کے باب المحبۃ کے آخر میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل پر ایک مرتبہ ابابیل اپنی مادہ سے جفتی کی خواہش کر رہا تھا اور ہر ممکن طریقے سے اس کو آمادہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر وہ مادہ کسی بھی طرح تیار نہیں تھی، جب کافی دیر ہو گئی تو ابابیل غصہ میں آ کر بولا کہ تو میرا کہنا نہیں مانتی حالانکہ مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ اگر میں چاہوں تو یہ محل حضرت سلیمان علیہ السلام پر الٹ دوں، اتفاقاً اس کی یہ گفتگو حضرت سلیمان علیہ السلام سن رہے تھے، چنانچہ آپ نے نر ابابیل کو حاضر ہونے کا حکم دیا، جب وہ آیا تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ تم نے ایسی بات کیوں زبان سے نکالی، اس نے کہا یا نبی اللہ! عشاق کی باتوں پر گرفت نہیں کی جاتی۔

چمگادڑ

خداوند عالم نے چمگادڑ کو ایک عجیب الخلقت جانور پیدا کیا ہے جو کہ پرندے اور چوپائے کے درمیان ہے، بلکہ چوپائے سے زیادہ مشابہ ہے، اس لئے کہ اس کے دو (۲) کان اوپر کو نکلے ہوئے ہیں اور اس کے باریک دانت ہیں، یہ بچے جنتا ہے اور دودھ پلاتا ہے، بول و براز کرتا ہے، جب چلنا چاہتا ہے تو چار پاؤں پر چلتا ہے، یہ صفات پرندوں کے خلاف ہیں، پھر یہ رات ہی کو نکلتا ہے اور ان کیڑوں پتنگوں کو اپنی غذا بناتا ہے جو فضا میں منتشر ہیں، کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ چمگادڑ کچھ کھاتا ہی نہیں، اس کی غذا صرف ٹھنڈی ہوا ہے، حالانکہ یہ دو وجہوں سے غلط ہے، ایک یہ کہ دودھ پلاتا ہے اور بول و براز کرتا ہے اور یہ سب بغیر غذا کے ممکن نہیں ہو سکتا، دوسرے یہ کہ اس کے دانت ہوتے ہیں، اگر کچھ نہ کھاتا تو اس کے دانت بے کار تھے۔

چمگادڑ کی مادہ کو حیض آتا ہے اور وہ حیض سے پاک بھی ہوتی ہے، نیز وہ اس طرح ہنستی ہے جیسے انسان ہنستا ہے اور اس طرح پیشاب کرتی ہے جیسے چوپائے پیشاب کرتے ہیں اور بچے جنتی ہے، چمگادڑ اپنے بچوں کو دودھ

Marfat.com

بھی پلاتی ہے اور اس کے جسم پر بال وغیرہ نہیں ہوتے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک لوگوں کی نظر چمگادڑ پر رہتی ہے تو وہ پرواز کرتی رہتی ہے اور جب یہ جانور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوجاتا ہے تو کہا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوجاتی ہے، یہ اسلئے ہے تاکہ مخلوق کے فعل سے خالق کا فعل ممتاز ہوجائے اور یہ معلوم ہوجائے کہ کمال صرف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔

اہل علم کہتے ہیں کہ چمگادڑ بہت زیادہ اُڑنے کی طاقت رکھتی ہے، یہ گدھ اور گورخر سے بھی زیادہ لمبی عمر والی ہوتی ہے، چمگادڑ کی مادہ تین سے سات تک بچے جنتی ہے، چنانچہ چمگادڑ، بندر اور انسان کے علاوہ کوئی حیوان ایسا نہیں جو اپنے بچوں کو اُٹھائے پھرتا ہے، چمگادڑ اپنے بچوں کو پَروں کے نیچے رکھتی ہے اور بعض اوقات منہ میں اٹھا کر اڑتی رہتی ہے، بسا اوقات دورانِ پرواز ہی اپنے بچوں کو دودھ پلا دیتی ہے۔

چمگادڑ کی خاصیت یہ ہے کہ اگر اس کے جسم کے ساتھ چنار کے درخت کا پتہ (Leaf) یا شاخ (Branch) وغیرہ مَس ہوجائے تو یہ ہلاک ہوجاتی ہے، اگر چمگادڑ کو ''اطرق کری'' کہا جائے تو یہ زمین کے ساتھ چمٹ جاتی ہے۔

شترمرغ میں قدرتِ الٰہی کے عجائبات

اہل عرب شترمرغ کے پاؤں کو اونٹ کی طرح ''خف'' (یعنی ٹاپ) کہتے ہیں، جیسے اونٹنی کو اہل عرب ''قلوص'' کہتے ہیں، اسی طرح شترمرغ کی مادہ کو بھی ''قلوص'' کہتے ہیں، یہ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ شترمرغ اونٹنی کے زیادہ مشابہ ہے، کیونکہ شترمرغ کے پیدائشی طور پر ہی کان نہیں ہوتے بلکہ وہ بہرا ہوتا ہے، لیکن شتر مرغ کی قوت شامہ اتنی تیز ہوتی ہے کہ شترمرغ دور ہی سے شکاری کا پتا چلا لیتا ہے اور جہاں بھی سن کر کسی چیز کا پتا لگانے کی ضرورت ہو وہاں یہ اپنی ناک سے کام لیتا ہے۔

متکلمین کے نزدیک شترمرغ کی طبیعت حیوانات کی سی ہے، پرندوں کی سی نہیں ہے، اگرچہ شترمرغ

Marfat.com

انڈے دیتا ہے، بازوں اور پر بھی ہوتے ہیں، جیسے متکلمین نے چمگادڑ کو پرندوں میں شمار کیا ہے، حالانکہ چمگادڑ گابھن ہوکر بچے بھی دیتی ہے اور اس کے کان بھی باہر کی طرف نکلے ہوئے ہوتے ہیں، اس کے پر نہیں ہوتے پھر بھی پرواز کرتی ہے، اس لئے چمگادڑ کو پرندوں میں شمار کیا گیا ہے، چمگادڑ کو پرندوں میں اس لئے شمار کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ میں تمہارے سامنے مٹی سے پرندے کی صورت کا ایک مجسمہ بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں، وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔[1]

اس پرندے سے مراد چمگادڑ ہے۔

شترمرغ کے متعلق ایک عجیب وغریب بات یہ بھی ہے کہ جب یہ انڈے دیتا ہے تو وہ اتنے لمبے اور باریک ہوتے ہیں کہ اگر اس انڈے پر کوئی دھاگہ پھیلا دیا جائے تو دونوں ایک دوسرے سے مل جائیں اور آپ کو ایک انڈا دوسرے سے الگ نظر نہیں آسکتا، کیونکہ انڈا دھاگے کی طرح لمبا اور باریک ہوتا ہے، شترمرغ کا جسم بیک وقت کئی انڈوں کو نہیں ڈھک سکتا، اس لئے یہ ہر انڈے کو باری باری سیتا ہے، پس جب شترمرغ اپنے انڈوں کو چھوڑ کر کھانے کی تلاش میں نکلتا ہے تو اپنے انڈے کو بھول جاتا ہے، اور اگر اسے کسی دوسرے شترمرغ کا انڈا مل جائے تو اسی کو سینے لگتا ہے، اس خیال سے کہ کہیں اس کو چھوڑ کر چلا جائے تو کوئی اس کا شکار نہ کرلے۔

شترمرغ کی حماقت ضرب المثل ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شترمرغ اپنے انڈوں کو تین حصوں میں تقسیم کرلیتا ہے، پس ان میں سے کچھ (انڈوں) کو سیتا ہے اور کچھ کی زردی کھالیتا ہے، اور کچھ انڈوں کو چھوڑ دیتا ہے، اور پھر انہیں ہوا میں چھوڑ دیتا ہے، یہاں تک کہ ان انڈوں میں سڑنے کے بعد کیڑے پیدا ہوجاتے ہیں، پس یہ کیڑے شترمرغ کے بچوں کے لئے غذا کا کام دیتے ہیں۔

ابن خالویہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ دنیا میں کوئی حیوان ایسا نہیں ہے جو نہ سنتا ہو اور نہ کبھی پانی پیتا ہو مگر

[1] آل عمران:۴۹۔

Marfat.com

شترمرغ ایسا حیوان ہے کہ نہ تو سنتا ہے اور نہ پانی پیتا ہے۔

شترمرغ کی ہڈیوں میں گودا نہیں ہوتا، اگر شترمرغ کا ایک پاؤں زخمی ہو جائے تو دوسرے پاؤں سے بھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا، گو وہ بھی پانی نہیں پیتی، لیکن اس میں قوت سماعت موجود ہوتی ہے۔

شترمرغ کی حماقت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب یہ شکاری کو دیکھتا ہے تو اپنا سر ریت کے تودے میں داخل کر لیتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو شکاری سے چھپا لیا ہے، پس شکاری آسانی سے اس کا شکار کر لیتا ہے، شترمرغ پانی کو ترک کر دینے میں بے پناہ صبر رکھتا ہے، اسی طرح اگر تیز ہوا چل پڑے تو ہوا کے مخالف سمت میں بڑی تیزی کے ساتھ دوڑتا ہے۔

شترمرغ کے معدے کی عجیب وغریب صلاحیت

شترمرغ ہڈی، کنکر، پتھر اور لوہا وغیرہ نگل جاتا ہے، پس یہ تمام چیزیں اس کے معدے میں جا کر پانی ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ لوہا بھی پگھل جاتا ہے، جاحظ نے کہا ہے کہ جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ شترمرغ کے پیٹ میں پتھر وغیرہ اس کے پیٹ کی شدت حرارت سے پگھل جاتا ہے تو اس نے خطا کھائی، پس اگر محض شترمرغ کے پیٹ کی حرارت سے پتھر وغیرہ پگھل جاتا تو ہانڈی میں پتھر رکھ کر پکانے سے بھی گل جانا چاہئے، حالانکہ اگر اس کو کئی دن تک بھی پکایا جائے تو وہ پتھر ہانڈی میں نہیں گل سکتا، تو اس سے معلوم ہوا کہ حرارت کے ساتھ کوئی دوسری طبعی چیز بھی شترمرغ میں موجود ہے جو پتھر وغیرہ کو اس کے معدے میں گلا دیتی ہے، جیسے کتے اور بھیڑیے کے معدے میں ہڈی گل جاتی ہے لیکن کھجور کی گٹھلی نہیں گلتی اور جیسے اونٹ کانٹے دار درخت کے پتے اور کانٹے ہی کھاتا ہے خواہ کتنے ہی سخت کانٹے ہوں، جیسے کہ ببول وغیرہ، پس اونٹ کانٹے کھانے کے بعد لید کرتا ہے، جس میں کانٹے کا کوئی اثر نہیں ہوتا، لیکن اگر اونٹ جَو کھالے تو لید کرتے ہی صحیح سالم نکل آتا ہے، کیونکہ اونٹ کا معدہ جَو کو ہضم نہیں کر پاتا۔

جب شترمرغ کسی چھوٹے بچے کے کان میں کوئی موتی یا بالی لٹکی ہوئی دیکھ لیتا ہے تو اسے اچک کر نگل لیتا

Marfat.com

ہے، اسی طرح شترمرغ آگ کے انگارے بھی نگل لیتا ہے، پس جب آگ کے انگارے اس کے معدے میں پہنچتے ہیں تو ٹھنڈے ہوجاتے ہیں، انگارے اس کے معدے پر اثر انداز نہیں ہوسکتے۔

شترمرغ میں دو عجیب وغریب خصوصیات پائی جاتی ہیں، پہلی خصوصیت یہ کہ ایسی چیزوں کو شترمرغ بلاتکلف کھالیتا ہے اور ہضم بھی کرلیتا ہے، اور یہ بات ناممکن نہیں، کیونکہ سمندل (ایک قسم کا کیڑا جو آگ میں رہتا ہے) آگ میں ہی انڈے اور بچے دیتا ہے، اگر اس کو آگ سے باہر نکال دیا جائے تو اس کی موت واقع ہوجاتی ہے۔

اَلدُّجَاجُ

''مرغی'' جب بوڑھی ہوجاتی ہے تو اس کے انڈوں میں مادۂ تولید ختم ہوجاتا ہے اور اس کے انڈوں سے بچے پیدا نہیں ہوتے۔

مرغی کی ایک عجیب وغریب عادت ہے کہ اگر اس کے پاس سے کوئی درندہ گزرتا ہے تو بالکل نہیں ڈرتی۔ البتہ شہر کی مرغیاں بلی سے بہت زیادہ ڈرتی ہیں اور جب وہ بلی کو دیکھ لیتی ہیں تو کافی شور مچاتی ہیں اور کافی دیر کے بعد ان کو سکون ملتا ہے۔

مرغی کے بچے جب انڈوں سے نکلتے ہیں تو پروبال لے کر نکلتے ہیں اور نکلتے ہی چلنے پھرنے لگتے ہیں، ابتداء میں اس کے بچے نہایت خوبصورت اور بھلے معلوم ہوتے ہیں۔

عام طور پر مرغی سال بھر میں دس ماہ انڈے دیتی ہے اور دو ماہ موسم سرما میں نہیں دیتی، انڈے کی پیدائش دس دن میں مکمل ہوجاتی ہے، بعض مرغیاں روزانہ دو انڈے بھی دیتی ہیں، انڈا جس وقت مرغی کے پیٹ سے نکلتا ہے تو بہت ہی نرم ہوتا ہے، لیکن نکلنے کے بعد چند منٹ میں ہی ہوا سے سخت ہوجاتا ہے، انڈے کے اندر زردی اور سفیدی ہوتی ہے اور اس سفیدی پر ایک باریک جھلی ہوتی ہے اور اس جھلی پر ایک سخت چھلکا ہوتا ہے، سفیدی ایک قسم کی چمک دار رطوبت بمنزلہ منی کے ہوتی ہے، زردی ایک نرم بستہ

Marfat.com

رطوبت کا خلاصہ ہے جو کسی قدر جمے ہوئے خون سے مشابہ ہوتی ہے، اس زردی سے انڈے کے اندر بچے کو غذا پہنچتی ہے جبکہ سفیدی سے بچے کی آنکھ، دماغ اور سر بنتے ہیں، باقی ماندہ سفیدی پھیل کر ایک لفافہ کی صورت میں تبدیل ہو کر بچہ کی کھال بن جاتی ہے۔

بعض اوقات ایک انڈے میں دو زردیاں ہوتی ہیں اور اس سے دو بچے پیدا ہوتے ہیں، اس کا مشاہدہ بھی ہوا ہے کہ انڈوں میں سب سے زیادہ لطیف اور غذائیت رکھنے والا وہ انڈا ہوتا ہے جس میں زردی زیادہ ہوتی ہو، اور جو انڈا بغیر مرغ کے پیدا ہوتا ہے اس میں غذائیت بہت کم ہوتی ہے اور ایسے انڈے سے بچہ بھی پیدا نہیں ہوتا۔

غَنَمٌ

بکریاں، بکرے۔ (اسم جمع)

غَنَمِیٌ

میری بکری۔ [1]

بکری ہندوستان و پاکستان کا ایک مشہور جانور ہے، اور اس کا گوشت لذت اور طبّی منفعت دونوں لحاظ سے ایک بہترین گوشت ہے، کثرت سے ہر جگہ کھایا جاتا ہے، سادہ قورمہ، ترکاری دار قلیہ، سوپ (خالی شوربہ) یخنی، پلاؤ، بریانی، تنجن، پسندے، کباب، کوفتے کباب، شامی کباب، سیخ کباب اور طرح طرح سے استعمال ہوتا ہے۔

پہاڑی اور جنگلی بکریاں عام دیہاتی بکریوں سے قوت اور جسامت دونوں میں کہیں بڑھی ہوئی ہیں، بکری عام طور پر صرف سبزی خور جانور ہے لیکن سبزی کے علاوہ بھی بہت کچھ چبا ڈالتی ہیں اور کھانے کو اسے ملتا رہے تو اس کا منہ دن بھر چلتا رہتا ہے، بکری ایک کم ہمت اور بزدل جانور ہے اور لفظ ''بزدل'' کی ساخت خود ہی اس کا

[1] پارہ:۸، سورۃ الانعام۔ پارہ:۱۷ سورۃ الانبیاء۔ پارہ:۱۶، سورۃ طٰہٰ۔

Marfat.com

پتہ دے رہی ہے، (بزدل: وہ جس کا دل بکری کا سا ہو)۔

بکری کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، ایک ایک جھول میں کبھی دو بچے دیتی ہے اور کبھی چار، اس کے نَر میں مستی کے زمانہ میں ایک خاص قسم کی بُو پیدا ہو جاتی ہے، بعض دفعہ نَر کے چہرہ پر ٹھوڑی کے نیچے بال مثل داڑھی کے ہوتے ہیں۔ بکری کا دودھ مقدار میں بہت زیادہ ہوتا ہے، اور دن میں کئی کئی بار دوہا جا سکتا ہے، چنانچہ مشہور ہے کہ جس گھر میں بکری ہو وہاں کبھی فاقہ نہیں ہو سکتا، اس کا دودھ تاثیر میں ٹھنڈا ہوتا ہے اور دق، آتشک وغیرہ متعدد ایسے امراض میں دیا جا سکتا ہے جو گرمی سے پیدا ہوتے ہیں، بکری کی ہوا کہا جاتا ہے کہ دق کے مریضوں کے لئے مفید ہوتی ہے، چنانچہ بعض اطباء کی تاکید رہتی ہے کہ دق کے مریض کے پاس بکری بندھی رہے۔

اَلشَّاۃ

''بکری''، یہ لفظ، مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، شَاۃٌ کی اصل شَاھَۃٌ ہے، اس لئے کہ اس کی تصغیر شُوَیْھَۃٌ آتی ہے اور تصغیر سے کلمے کے اصلی حرفوں کا پتہ چل جاتا ہے اور جمع شَیَاہٌ آتی ہے۔

ضَأْنٌ

بھیڑ۔ [1]

(بھیڑ، دنبہ) اَلضَّأْنُ: یہ ضَائِنٌ کی جمع ہے، مونث کے لئے ضَانَۃٌ بولتے ہیں، بعض کی رائے یہ ہے کہ ایسی جمع جس کا کوئی واحد نہیں ہے، بقول دیگر اس کی جمع ضِیْنٌ آتی ہے، جیسے عَبْدٌ کی عَبِیْدٌ آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۭ قُلْ ءٰۗالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ نَبِّـــُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ [2]

''یہ مویشی آٹھ نر و مادہ پیدا کئے یعنی بھیڑ اور دنبہ دو قسم نر و مادہ اور بکری میں دو قسم نر و مادہ، آپ

[1] پارہ: ۸، سورۃ الانعام، ع: ۱۷۔ [2] انعام: ۱۴۳۔

Marfat.com

ان سے کہئے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان دونوں نروں کو حرام کیا ہے یا ان دونوں مادہ کو یا اس (بچہ) کو جس کو دونوں مادہ اپنے پیٹ میں لئے ہوئے ہیں"۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے عرب یوں کہا کرتے تھے کہ یہ مواشی ہیں اور یہ کھیت، ان کو کوئی استعمال نہیں کرسکتا، (یعنی یہ بتوں کے نام ہیں)، اسی طرح انہوں نے یہ عقیدہ بھی گھڑ رکھا تھا کہ ان مویشیوں کے رحم میں جو کچھ ہے وہ خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے، ہماری عورتوں کے لئے حرام ہے۔

علاوہ ازیں انہوں نے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حامی کو بھی حرام کر رکھا تھا اور بعض جانوروں کا کھانا اپنی عورتوں کے لئے حرام کر رکھا تھا، مگر جب اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو اس نے حلال وحرام کے احکام کو واضح کر دیا، تو کفار مکہ نے اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے مجادلہ شروع کر دیا اور سب سے پہلے آپ سے اس بارے میں مشرکین کے خطیب مالک بن عوف بن الاحوص الجشمی نے آغاز کیا اور دریافت کیا کہ اے محمد! (ﷺ) تم نے وہ بہت سی چیزیں جو ہمارے آباء واجداد کیا کرتے تھے، حرام کر دیں۔

آپ ﷺ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تم نے بلا اصل وثبوت بہت سی قسم کی بکریوں کو حرام کر رکھا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان ازواجِ خمسہ کو کھانے اور ان سے نفع اٹھانے کے لئے پیدا کیا ہے، لہٰذا تم یہ بتاؤ کہ یہ تمہاری مفروضہ تحریم کہاں سے آئی؟ آیا نر کی جانب سے یا مادہ کی جانب سے؟ یہ سُن کر مالک حیران ہو گیا اور کوئی جواب اس سے نہ بن پڑا۔

آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ جواب کیوں نہیں دیتا؟ مالک نے کہا کہ آپ ہی فرمائیں، میں سنتا رہوں گا، مالک کے جواب نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ اگر وہ یہ جواب دیتا کہ نر کی جانب سے حرمت آئی ہے تو یہ حرمت تمام نروں کو شامل ہوتی، تخصیص کیسی؟ اور اگر یہ کہتا کہ مادہ کی جانب سے، تو بھی تمام مادہ حرام ہوتیں اور اگر یوں کہتا کہ حرمت اشتمال رحم کی وجہ سے آئی ہے تو تمام جانور بلا امتیاز مذکر ومونث حرام ہو جائیں، کیونکہ رحم سب کو شامل ہے، اور پھر یہ تخصیص کہ پانچواں بچہ حرام ہے یا ساتواں یا بعض حرام اور بعض حرام نہیں، کہاں سے آئی؟

Marfat.com

مشرکین عرب نے جن چند جانوروں اور ان کے نر و مادہ سے متعلق حرمت کے احکام اپنی طرف سے گھڑ لئے تھے، ان کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ اللہ نے آٹھ جوڑے پیدا کئے ہیں، دو قسمیں نر و مادہ بھیڑ میں ہیں، اور دو قسمیں (نر و مادہ) بکری میں ہیں، بس اس خاص لفظ کے ساتھ بھیڑ کا ذکر اسی ایک موقع پر آیا ہے، باقی نام کی صراحت کے بغیر بھیڑ کا ذکر وہاں بھی ہے جہاں یہ مضمون آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین کے کنویں پر حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں اپنے جانوروں کو پانی پلاتی ہوئی ملیں [1] جانور سے مراد بھیڑ ہی ہیں اور اسی طرح کچھ ہی آگے چل کر وہاں بھی جہاں یہ مضمون ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے جانوروں کی چرواہی کے لئے رکھ لیا۔

بھیڑ کا شمار دنیا کے مشہور ترین اور مفید ترین جانوروں میں ہے، اس کا گوشت اور اس کا دودھ دونوں عمدہ غذاؤں کا کام دیتے ہیں اور اس کے بالوں کے اونی کپڑے اپنی تعداد اور اپنی کیفیت دونوں کے لحاظ سے کسی تعارف کے محتاج نہیں، کہا جاتا ہے کہ دنیا کا پہلا جانور جس کی پوستین انسان نے لباس کے طور پر استعمال کی ہے بھیڑ ہی ہے، اس کے گوشت، دودھ، اُون سب کی تجارت دنیا کے مختلف حصّوں میں بہت بڑے پیمانہ پر جاری ہے، بھیڑ اپنی سادہ لوحی، بے ہمتی اور اندھی تقلید کی وجہ سے مشہور ہے، چنانچہ بیسیوں مادہ بھیڑ ایک نَر کے پیچھے بالکل اندھا دھند چلتی رہتی ہیں اور بھیڑ چال، زبان میں ایک مثل بن گئی ہے، لیکن دنبہ جو انہیں کے نَر کی ایک قسم کا نام ہے اپنی قوت و ہمت دونوں کے لئے بہت مشہور ہے اور بیل تک سے ٹکر لینے کو تیار رہتا ہے۔

بھیڑوں کی موجودہ مجموعی تعداد کا اندازہ لگایا گیا ہے کہ دنیا میں کوئی ۷۵ کروڑ ہے، حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس ان کے زمانہ ثروت میں ۷ ہزار بھیڑیں تھیں جو بعد کو دوگنی ہو کر ۱۴ ہزار ہو گئیں تھیں۔

مودب کافرماں روا، شاہ اسرائیل کی خدمت میں جو خراج پیش کرتا، وہ ایک لاکھ میمنوں اور ایک لاکھ دنبوں کی شکل میں ہوتا، حضرت سلیمان علیہ السلام کے باورچی خانہ میں سو بھیڑیں روز ذبح ہوتیں، اور جب آپ نے ہیکل کی تعمیر کی تو نذرانہ میں ایک لاکھ ۲۰ ہزار بھیڑوں کی قربانی پیش کی۔

---

[1] القصص، ع:۲۔

Marfat.com

نوع غنم یعنی بھیڑ بکریوں میں اللہ تعالیٰ نے خاص برکت رکھی ہے چنانچہ یہ سال میں ایک مرتبہ بیاتی ہے اور اس کو کثرت کے ساتھ کھایا جاتا ہے مگر پھر بھی روئے زمین پر یہ کثرت سے پائی جاتی ہیں۔اس کے برخلاف درندے سال میں دو مرتبہ یعنی جاڑے گرمی کے موسم میں بچے جنتے ہیں اور کھانے کے مصرف میں نہیں آتے پھر بھی بہت کم خال خال ہی نظر آتے ہیں، بھیڑ کی کھال نہایت نرم ہوتی ہے، اس کی نرمی ضرب المثل ہے۔ حدیث میں اس کی مثال دی گئی ہے، چنانچہ بیہقی اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ يَخْتَلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّانِّ مِنَ اللِّيْنِ ، اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّيَابِ ، يَقُوْلُ اللهُ اَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِؤُنَ ، فَبِيْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰى اُولٰئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانَ -[1]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے نمودار ہوں گے جو دنیا کو دین کی آڑ میں چھپائیں گے، یعنی دنیا کو دین کے بدلہ میں خریدیں گے، بظاہر اس قدر نرم کہ لوگوں کے سامنے بھیڑ کی کھال میں نمودار ہوں گے، ان کی زبانیں شہد سے زیادہ شیریں ہوں گی اور اُن کے قلوب بھیڑیوں سے زیادہ سخت ہوں گے اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے قلوب ایلوے سے زیادہ تلخ ہوں گے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ مجھے دھوکہ دے رہے ہیں اور کیا مجھ پر جرأت کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو میں بھی اپنی ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ ان کو ایسے فتنوں میں مبتلا کروں گا کہ ان کے عاقل و سنجیدہ لوگ بھی حیران و ششدر، رہ جائیں گے''۔

---

[1] رواہ الترمذی۔

Marfat.com

بھیڑ اور بکری کے خصائل

یہ ہاتھی اور بھینس جیسے عظیم الجثہ جانوروں سے نہیں گھبراتیں، مگر ذرا سے بھیڑیئے کو دیکھتے ہی ان پر خوف عظیم طاری ہو جاتا ہے، اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہ خوف اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا فطری ہے۔ دوسری ایک عجیب بات ان کی فطرت میں یہ ہے کہ بکری ایک رات میں بہت سے بچے جنتی ہے اور صبح کو چرواہا بچوں کو گھر چھوڑ کر بکریوں کو چرانے لے جاتا ہے اور شام کو جب واپس لے کر آتا ہے تو ہر بچہ دودھ پینے کے لئے اپنی ماں کے پاس پہنچ جاتا ہے اور اس میں قطعاً بھول نہیں کرتا۔

پاک و ہند میں ایک خاص قسم کی بھیڑ (دنبہ) ہوتی ہے جس کے سینے، سانوں اور رانوں و دم پر ایک ایک چکی ہوتی ہے اور بسا اوقات اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اس کو چلنے میں دشواری ہونے لگتی ہے۔

اگر بھیڑ کسی کھیتی یا درخت وغیرہ کو چر لیتی ہے تو وہ دوبارہ اگ آتی ہے لیکن اگر بکری چر لے تو ایسا نہیں ہوتا، اسی لئے اہل عرب بھیڑ کے چر لینے کی صورت میں جَزَّ ضَائِنَةٌ (بھیڑ نے کاٹ دیا) اور بکری کے چرنے کی صورت میں حَلَقَ مَعْزَةٌ (بکری نے روند دیا) کہتے ہیں۔

حلال و حرام

مسلمانوں پر ایک عام اعتراض حلال و حرام کا مسئلہ ہے، اکثر غیر مسلم مسلمانوں پر ترس کھاتے ہیں کہ ان کا مذہب ان کو کتنی اچھی اچھی چیزوں سے محروم کئے جا رہا ہے، درج ذیل مثال سے اس بات کو سمجھنے میں آسانی ہو جائے گی، مثلاً:

''میں اپنے بیٹے کو ریڑھی پر بکنے والے کٹے ہوئے پھل لے کر دینے کو تیار نہیں، کیونکہ ان پر مکھیاں بھنبھناتی ہیں اور گزرتی ہوئی گاڑیوں کی دھول پڑ جانے کے بعد یہ بیماری کا باعث ہو سکتے ہیں، میں ہرگز یہ پسند نہیں کروں گا کہ وہ سگریٹ پینا شروع کر دے، کیونکہ سگریٹ متعدد بیماریوں کا باعث ہے، ایک متمدن ملک میں رہنے اور ترقی پسند خیالات رکھنے کے باوجود میرا

Marfat.com

مشاہدہ ہے کہ شراب پینے سے معدہ اور جگر خراب ہوجاتے ہیں، اعصاب کمزور پڑ جاتے ہیں، انسان کی قوت اعتمادی جاتی رہتی ہے، اس لئے میں اپنے بیٹے کو شراب اور سگریٹ پینے کی اجازت نہیں دیتا، کار کو تیز چلانا حادثات کا باعث بن سکتا ہے، میرا دل چاہتا ہے کہ میرا بیٹا کسی حادثے میں ملوث نہ ہو، اس لئے میں اسے اس وقت تک کار چلانے کی اجازت نہیں دوں گا، جب تک وہ مہارت حاصل نہ کر لے اور مجھے اطمینان نہ ہوجائے کہ وہ گاڑی مناسب رفتار پر ٹریفک قوانین کے مطابق چلاسکتا ہے۔

میں اپنے بیٹے پر اس قسم کی اور پابندیاں لگانا پسند کروں گا، کیا علم نفسیات کی رو سے میری یہ تمام پابندیاں اس کی شخصیت کو مسخ کرسکتی ہیں؟ یہ تمام پابندیاں اس کے لئے سودمند ثابت ہوں گی، اس میں اس کا ہی بھلا ہے، اس لئے یہ کہنا ہرگز درست نہیں ہوسکتا کہ اِن پابندیوں سے وہ احساسِ محرومی اور احساسِ کمتری میں مبتلا ہوجائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں جتنی چیزیں اچھی ہیں ان کو حلال کہا ہے اور جن سے کوئی تکلیف ہوسکتی ہے یا وہ صحت کے لئے مضر ہیں تو ان کو حرام قرار دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ [1] ''آج سے تمہارے لئے تمام اچھی چیزیں حلال کردی گئیں ہیں''۔

اور حرام چیزوں کی مکمل فہرست یوں جاری فرمائی، ارشادِ ربانی ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۣ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۭ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ

[1] المائدہ: ۴۔

Marfat.com

نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ [1]

حرام کر دیا گیا تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جو اللہ کے علاوہ دی گئی ہو، اور گلا گھونٹا ہوا، لاٹھی سے مارا ہوا، بلندی سے گرا ہوا، ٹکر مارا ہوا، اور درندے کا کھایا ہوا، مگر جن کو تم ذبح کر لو، اور جو ذبح کیا گیا ہو استھانوں کے پاس، اور یہ کہ تم قسمت معلوم کرو تیروں سے، کیونکہ یہ تمام چیزیں فسق ہیں، اور اگر کوئی مجبوری کی حالت اضطراری میں ہو بھوک سے اور وہ گناہ کی طرف جھکنے کا قصد نہ رکھتا ہو تو (وہ کوئی روگردانی ان احکام کی کرنے پر مجبور ہو جائے تو) اللہ تعالیٰ معاف کر دینے والا مہربان ہے۔

اضطراری کیفیّت کی چند شرائط

اضطراری کیفیت کا ترجمہ ہر دور کے علماء نے اپنی سمجھ کے مطابق کیا ہے، کچھ کے خیال میں یہ وہ کیفیت ہے جب جان کا اندیشہ ہو، مگر اس کے ساتھ اسی آیت کی روشنی میں چند شرائط بھی عائد ہوتی ہیں:

(۱) مریض کی حالت تشویشناک ہو۔

(۲) اللہ کے احکام کو ٹالنے کی ترکیب قرار نہ دے۔

(۳) حرام چیز کا استعمال ایک مقررہ مدت تک کیلئے ہو، ہمیشہ کیلئے نہ ہو۔

(۴) مریض خود فیصلہ نہ کرے کہ اس کی بیماری فلاں حرام چیز سے ٹھیک ہو جائے گی، اس لئے وہ اسے کھانا شروع کرے اور پھر اپنی مرضی کی مقدار میں لامحدود عرصہ تک کھاتا رہے، یہ فیصلہ کسی مستند اور حاذق طبیب نے کیا ہو، جو اس چیز کی مقدار اور عرصہ استعمال واضح طور پر متعین کرے۔

اسلام کی اپنی وسعت نظر کا یہ عالم ہے کہ وہ مطلقاً کسی چیز کو بھی طبی ضرورتوں کیلئے استعمال کرنے کی اجازت

---

[1] المائدہ: ۳۔

Marfat.com

دیتا ہے، لیکن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک بڑی اہم بات روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ [1]

''اللہ تعالیٰ نے کسی حرام چیز میں شفا نہیں رکھی''۔

محرماتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ الْجَلَالَةِ وَاَلْبَانِهَا [2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گندگی کھانے والے جانور کو کھانے اور اس کا دودھ پینے سے منع فرمایا''۔

بخاری اور مسلم کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں کہ ان کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے اپنی خالہ اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ان کے دسترخوان پر بھُنی ہوئی گوہ دیکھی، جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے سے انکار کر دیا، خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا یہ حرام ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اسے حرام نہیں کہتا، لیکن میں اسے کھانا پسند نہیں کرتا کیونکہ یہ میرے ملک میں نہیں ہوتی، چنانچہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں ان کے نظر کے سامنے گوہ کھائی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک صحابیؓ پراٹھے پکا کر لائے، مگر انھوں نے گھی گوہ کی کھال کے مشکیزہ میں رکھا ہوا تھا، اس لئے تناول نہ فرمائے گئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ ذَا نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَاَكْلُهُ حَرَامٌ [3]

ہر قسم کے کچلی والے درندے کا کھانا حرام ہے۔

اسی موضوع پر ایک تفصیلی ارشادِ گرامی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں مروی ہے:

---

[1] صحیح البخاری، ج:۷، ص:۱۱۰۔ [2] ترمذی، رقم الحدیث:۱۸۲۴۔ [3] بخاری و مسلم و ابن ماجہ۔

Marfat.com

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَنْ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَكُلِّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ [1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچلی والے ہر درندہ اور پنجہ کے ساتھ شکار کرنے والے پرندوں کو کھانے سے منع فرمایا''۔

فتح خیبر کے موقع پر یہودیوں کے بہت سے گدھے مال غنیمت میں ہاتھ آئے اور لوگوں نے ان کا گوشت پکانا شروع کیا ہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے منادی ہوئی کہ گھریلو گدھے کا گوشت حرام ہے، جس پر لوگوں نے اپنی ہانڈیاں اُلٹ دیں۔

گھوڑے کا گوشت جائز قرار دیا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ عہد رسالت میں مدینہ منورہ میں گھوڑا پکایا گیا۔ مفسرین کے نزدیک گھوڑے کو کھانا اس لئے پسندیدہ نہیں کہ قرآن کریم نے اسے سواری کا جانور قرار دیا ہے، اس لئے اس کو کھانے کا مطلب اس کا غلط استعمال ہوسکتا ہے، چنانچہ اس مسئلہ کی مزید وضاحت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ [2]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے، خچر اور گدھے کے گوشت کو کھانے سے منع فرمایا''۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ الْهِرَّةِ وَاَكْلِ ثَمَنِهَا [3]

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلی کا گوشت کھانے اور اسکی قیمت کی رقم کو کھانے سے منع فرمایا''۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جس چیز کو سمندر پھینک دے یا پانی ہٹ جانے سے وہ تمھیں میسر آجائے، اسے کھالو''، اور:

وَمَا مَاتَ فِيْهِ وَطَفَا فَلَا تَاْكُلُوْهُ [4] ''جو اس میں مر کر تیرنے لگے اس کو نہ کھاؤ''۔

---

[1] مسلم، ابن ماجہ۔ [2] نسائی، ابوداؤد۔ [3] ابوداؤد، ترمذی۔ [4] ابوداؤد، ابن ماجہ۔

Marfat.com

کیونکہ دریا یا سمندر کے پانی میں غلاظت، یا آج کل کے زمانہ میں جوہری توانائی کا مادہ یا پیٹرول پڑ جانے سے سمندری حیات کے متعدد اراکین ہلاک ہوکر پانی کے اوپر تیرنے لگتے ہیں، یہ تمام جانور بیماری پھیلا سکتے ہیں، لہٰذا ان کو کھانا خطرناک ہوتا ہے۔ حال ہی میں مرغیوں کی خوراک میں ایسی مچھلیوں کا گوشت شامل کیا گیا جو جوہری توانائی سے آلودہ تھیں، اس کی وجہ سے دنیا کے کئی ملکوں میں کروڑوں مرغیاں ہلاک ہوگئیں۔

حضرت عثمان بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

اِنَّ طَبِیْبًا ذَکَرَ ضِفْدَعًا فِیْ دَوَاءٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ فَنَھَاہُ عَنْ قَتْلِھَا [1]

''ایک حکیم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوبرو ایک نسخہ میں مینڈک ڈالنے کا ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مینڈک کو مارنے سے منع فرمایا''۔

بوعلی سینا نے مینڈک کو دوا کے طور پر نامناسب قرار دیا ہے۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یُحِبُّوْنَ اَسْنِمَۃَ الْاِبِلِ وَ یَقْطَعُوْنَ اَذْنَابَ الْغَنَمِ اَلَا فَمَا قُطِعَ مِنْ حَیٍّ فَھُوَ مَیِّتٌ [2]

''آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو اونٹوں کے کوہان اور بکریوں کی دُمیں کاٹ لیں گے، اس حقیقت سے خبردار رہو کہ زندہ جانور کے جسم سے جو کاٹا جائے گا، وہ مردار ہے''۔

حضرت خزیمہ بن جزء رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جانوروں کے بارے میں پوچھا: مَاتَقُوْلُ فِی الثَّعْلَبِ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لومڑی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَمَنْ یَّاْکُلُ الثَّعْلَبَ بھلا کوئی لومڑی بھی کھاتا ہے؟، پھر پوچھا مَاتَقُوْلُ فِی الذِّئْبِ بھیڑیے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَیَاْکُلُ الذِّئْبَ اَحَدٌ

[1] مسند احمد ابوداؤد، نسائی۔ [2] ابن ماجہ۔

Marfat.com

فِیْہِ خَیْرٌ بھلا کبھی کوئی آدمی بھیڑیا بھی کھاتا ہے؟ [1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وَمَنْ یَّاْکُلُ الْغُرَابَ بھلا ''کوا'' کون کھا سکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فاسق قرار دیا، اس لئے وہ پاک جانوروں میں سے ہرگز نہیں۔ [2]

محرمات کا خلاصہ

قرآن مجید نے ان چیزوں کو حرام قرار دیا ہے:

''مردار، خون، بہتا ہوا خون، سُور، غیر اللہ کے نام پر دیا گیا جانور، گلا گھونٹا ہوا، لاٹھی سے مارا ہوا، بلندی سے گرا ہوا، ٹکر مارا ہوا، درندے کا کھایا ہوا، بتوں اور مندروں کے استھانوں کا ذبیحہ اور شراب''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چیزوں کی وضاحت، مشاہدات اور وحی الٰہی کے بعد کچھ مزید چیزوں کو حرام قرار دیا ہے، ان میں درج ذیل چیزیں داخل ہیں:

گندگی کھانے والا، گوہ، کچلی والے جانور، ہر پنجہ کش پرندہ، خچر، گھریلو گدھا، بلّی، اپنے آپ مر کر تیرنے والی مچھلی، چیونٹی، ہُدہُد، چڑی مولا، شہد کی مکھی، کوا، چوہا، کنڈیال، بجو، لومڑی، بھیڑیا، مینڈک، زندہ جانور کے جسم سے کاٹا ہوا گوشت اور جس چیز میں کتا منہ ڈال جائے۔

شراب پینے کے نقصانات

شراب پینے سے معدہ کی جھلیاں ورم کر جاتی ہیں، تیزابیت بڑھتی ہے، جگر خراب ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ کام بند کر کے موت کا باعث بنتا ہے۔

انگلستان کے بادشاہ جارج ششم کے پھیپھڑوں سے سرطان نکالنے والے عظیم برطانوی سرجن سر کا خطاب پانے کے بعد کثرت شراب نوشی کے بعد گھر کے دروازے پر بے ہوش پائے گئے، چوروں نے جب کھلا

---

[1] ابن ماجہ۔ [2] ابن جاجہ۔

Marfat.com

دروازہ اور بے ہوش مالک دیکھا تو سارا مال لے گئے، کچھ عرصہ بعد یہ دماغی عوارض میں مبتلا ہو کر پاگل خانے کو سدھارے اور وہیں وفات پائی۔

مُردار کھانے کے نقصانات

مردہ جانور کے گوشت میں ایک اہم مسئلہ خون کا ہے، جانور کو ذبح کیا جائے تو اس کا خون نکل جاتا ہے جبکہ مردار کا سارا خون جسم کے اندر ہی موجود ہوتا ہے، جس سے گوشت جلد خراب ہو جاتا ہے اور گوشت میں کیمیاوی طور پر ایسے زہریلے عناصر پیدا ہو جاتے ہیں جن کا استعمال تندرستی کے خلاف ہے۔

خون کے نقصانات

کسی زندہ جسم سے نکلنے کے بعد خون فوراً جم جاتا ہے، جمنے کے بعد جو لوتھڑا ''کلاٹ'' بنتا ہے، اس میں موجود لحمیات کو ہضم کرنے والے جوہر انسانی معدہ میں نہیں ہوتے۔ بلی، کتا، شیر، چیتا، بھیڑیا وغیرہ جیسے خونخوار جانوروں کے جسم میں اس کو ہضم کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے، لیکن انسان کے جسم میں نہیں ہوتی، اس لئے اگر کوئی انسان خون پیئے گا تو خون اس کے معدہ میں جا کر جم کر وہاں ہضم کرنے والے جوہروں کو بھی ناکارہ کر دے گا۔

ماہرین کو یہ پتہ چلے زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ انسانی جسم میں خون کو ہضم کرنے کی استعداد نہیں ہوتی، لیکن ہزاروں سال پہلے قرآن کریم نے خون پینے کو حرام قرار دیا، بلکہ اس ضمن میں فنی اہمیت کا مسئلہ یہ ہے کہ جس جانور کا خون اس کے جسم میں موجود رہے گا، اس کا گوشت جلد خراب ہو جاتا ہے اور اس میں کیمیاوی زہریں پیدا ہو جاتی ہیں، کیونکہ خون جراثیم کے پھیلاؤ کیلئے بہترین ذریعہ ہے، لیبارٹریوں میں جب کسی مریض کی پیپ ٹسٹ کرتے ہیں تو اسے خون سے تیار کردہ ایک مرکب میں ڈال کر دیتے ہیں، پیپ کے جراثیم ایک ہی دن میں کروڑوں کی تعداد میں بڑھ جاتے ہیں۔

Marfat.com

سور کے گوشت کے نقصانات

قرآن کریم نے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں پانچ مقامات پر سور کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے، ہندو اگر گائے کا گوشت نہیں کھاتے یا سکھ اگر مور نہیں کھاتے تو وہ اسے متبرک مانتے ہیں جبکہ اسلام نے سور کے گوشت کو نجس ہونے کی وجہ سے حرام کیا ہے، چونکہ اسلام کا کوئی حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا، اس لئے یقین اور ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس پر مِن وعَن یقین کر لیا جائے، لیکن وہ لوگ جو وجوہات جاننے کا شوق رکھتے ہیں یا جو اسلام کو نہیں مانتے اور وہ حیران ہیں کہ آج کل کے پلے ہوئے سور، جن کا گوشت ڈاکٹر چیک کرنے کے بعد کھانے کی اجازت دیتے ہیں، کیسے مُضر ہو سکتے ہیں؟

سُور کو وہ تمام بیماریاں لاحق ہوتی ہیں، جو انسانوں کو ہو سکتی ہیں، مثلاً اس کی خون کی نالیوں میں موٹائی آتی ہے، اسے دل کا دورہ پڑتا ہے، اسے بلڈ پریشر ہوتا ہے اور جس گھر میں سوَر موجود ہو یا جو اسے کھائیں، اس کا وجود ان کے لئے ہمہ وقت خطرے کا باعث یوں ہوگا کہ وہ اپنے گھومنے پھرنے کے دوران باہر سے متعدد بیماریاں لا سکتا ہے، اور وہ یہ بیماریاں گھر والوں کو منتقل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

سوَر کو ہیضہ ہوتا ہے، چیچک نکلتی ہے، جلدی بیماریاں ہوتی ہیں، آنتوں میں متعدد اقسام کے طفیلی کیڑے پرورش پاتے ہیں، سور خوراک کے لحاظ سے ہمہ خور ہے، یہ سبزی بھی کھاتا ہے اور خونخوار بھی ہے حتیٰ کہ یہ اپنا پاخانہ بھی کھا سکتا ہے اور اپنے بچے بھی، جنگلی سوروں میں باؤلہ پن بھی پایا جاتا ہے۔

جانوروں کے اجسام پر پرورش پانے والے طفیلی کیڑوں کی ایک قسم (ٹینیا سولیم) زیادہ طور پر سوَر میں موجود ہوتی ہے، یہ کیڑا خوراک کے ساتھ بلکہ جسم میں کسی بھی سوراخ کے راستے سے داخل ہو کر آنتوں اور گوشت کو نقصان پہنچاتا ہے۔

اس قسم کا ایک اور طفیلی کیڑا سُور کے علاوہ گائے کے گوشت میں بھی ملتا ہے، لیکن یہ انسانی جسم میں زیادہ تر کھانے کے ساتھ داخل ہوتا ہے، اسی لئے رہبر کامل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گائے کے دودھ اور مکھن کو پسند کرنے کے باوجود

Marfat.com

گائے کے گوشت کو بیماری کا باعث قرار دیا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِأَلْبَانِ الْبَقَرِ فَإِنَّهَا دَوَاءٌ وَأَسْمَانُهَا فَإِنَّهَا شِفَاءٌ وَإِيَّاكُمْ وَلُحُومَهَا، فَإِنَّ لُحُومَهَا دَاءٌ [1]

''تمہارے فائدے کے لئے گائے کا دودھ ہے کیونکہ یہ دودھ اور اس کا مکھن مفید دوائیں ہیں، البتہ اس کے گوشت میں بیماری ہے اس سے بچو''۔

حضرت ملیکہ بنت عمرو رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَلْبَانُ الْبَقَرِ شِفَاءٌ وَسَمْنُهَا دَوَاءٌ وَلُحُومُهَا دَاءٌ [2]

''گائے کے دودھ میں شفاء ہے، اس کا مکھن ایک عمدہ دوائی ہے اور اس کا گوشت بیماری کا باعث ہوتا ہے''۔

یہاں گائے کے گوشت کو حرام نہیں کہا گیا، بلکہ مشورہ دیا گیا ہے کہ تم بیشک کھالو مگر ایسا کرنے سے تم بیمار ہو سکتے ہو، ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے داء الفیل اور سرطان کا باعث قرار دیا ہے، داء الفیل کا مطلب یہ ہے کہ جسم کے بعض حصوں پر ورم نمودار ہو سکتا ہے۔

آنتوں اور جگر میں پلنے والا ایک خطرناک کیڑا (فیسی اولوپس بَسکِی) سور اور کتے کے جسم میں پایا جاتا ہے، اس کی وجہ سے اسہال، پیٹ درد اور موت واقع ہو سکتے ہیں، یہ کیڑا کتوں اور سوروں کے قریب رہنے سے انسانی جسم میں داخل ہو کر زندگی بھر کی اذیت کا باعث بنتا ہے۔

سور کا گوشت کھانے سے دل کی بیماریوں اور بلڈ پریشر کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے، اسے کھانے والوں کو جوڑوں کی تکالیف ہمیشہ رہتی ہیں اور سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ اسے کھانے والا ہمیشہ ''غیرت'' سے عاری ہوتا ہے۔

---

[1] ابن السنی، ابونعیم، مستدرک الحاکم۔ [2] الطبرانی۔

Marfat.com

گلا گھونٹ کر مارے ہوئے جانور کے نقصانات

جس جانور کو گلا گھونٹ کر مارا گیا ہو اس کے جسم کا سارا خون اس کے اندر ہی رہ جائے گا، خون اندر رہنے کی وجہ سے گوشت جلد خراب ہوگا اور اس کا رنگ گہرا سرخ ہوگا، جس کی وجہ سے وہ بدنما اور ذائقہ میں خراب ہوگا۔

چوٹ خواہ کسی بھی قسم کی ہو، اس کے نتیجہ میں ہسٹامین پیدا ہوتی ہے، اس کی بدبو گوشت میں بس جاتی ہے، ہسٹامین کے اثرات اور اس کے نقصانات الگ عنوان تلے بیان کیے جا رہے ہیں۔

بُلندی سے گرا ہوا، لاٹھی سے مارا ہوا اور ٹکر کھایا ہوا جانور

جب کسی جانور یا انسان کو چوٹ لگتی ہے تو اس کی وجہ سے جسم میں کچھ تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں، مثال کے طور پر جب ایک شخص کسی موٹر سے ٹکراتا ہے تو اس کے جسم پر کچھ چوٹیں آتی ہیں، خواہ اس کی کوئی ہڈی بھی نہ ٹوٹے یا جسم کا کوئی حصہ کچلا نہ جائے، اس کے باوجود اس ٹکراؤ کی دہشت اور درد سے اس کا رنگ اڑ جاتا ہے، نبض کمزور اور سست پڑ جاتی ہے، ٹھنڈے پسینے آتے ہیں، منہ خشک ہوتا ہے اور سردی لگتی ہے، مدہوشی طاری ہوتی ہے، ہونٹوں پر پپڑیاں جمنے لگتی ہیں۔

مریض کا بلڈ پریشر گرنے کے ساتھ آنکھوں کی پتلیاں پھیل جاتی ہیں، اس کو احساس ہوتا ہے کہ وہ مرنے والا ہے، اگرچہ چوٹ خطرناک نہ بھی ہو تو بھی اس کیفیت سے موت ہو سکتی ہے، یہ صورت حال چوٹ کی دہشت اور جسم کے اعصاب کے کچلے جانے سے واقع ہوتی ہے۔

چوٹ لگنے کے بعد ہر حصے پر پہلے سرخی آتی ہے، پھر ورم ہو جاتا ہے، پھر یہ جگہ نیلی پڑ جاتی ہے، یہ سب کچھ جھلیوں میں خون کی نالیاں پھٹ جانے یا ان کے پھیل جانے سے ہوتا ہے، اس لئے ایسی چوٹ لگنے کے بعد اگر گرم پانی یا اینٹ سے سینکائی کی جائے تو ورم زیادہ ہوگا، بلکہ پہلے چوبیس گھنٹوں کے درمیان جتنا زیادہ سینکا جائے گا، ورم میں اتنا ہی اضافہ ہوگا، کیونکہ گرمانے سے خون کا دورانیہ بڑھتا ہے، اس کے مقابلے میں اسی جگہ پر اگر ٹھنڈا پانی رکھ دیا جائے یا برف ملی جائے تو سوجن میں ہر لحظہ کمی آتی جائے گی۔

Marfat.com

چوبیس گھنٹوں کے بعد سینک دینے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں پر جمع شدہ خون واپس نالیوں میں چلا جائے، کہتے ہیں کہ چوٹ لگنے کے بارے میں یہ مشاہدات جدید علم الامراض کا ایک شاندار کارنامہ ہے۔

پرانے لوگوں میں چوٹ لگنے کے بعد گرم گرم دودھ پلانے اور سینک دینے کا رواج عام تھا، چوٹ پر لگانے کیلئے ایسے لیپ تیار کئے جاتے تھے، جن سے دوران خون میں اضافہ ہوتا تھا، اس کے برعکس جنگِ اُحد کے دوران جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کُند آلات اور پتھروں سے زخم آئے تو ان کے علاج میں سب سے پہلا کام زخموں کو دھونا اور ان پر بار بار ٹھنڈا پانی ڈالنا ہوا، جس کا فائدہ یہ ہوا کہ وہاں انجمادِ خون نہ ہو سکا۔ بہتر پہلی طبی امداد کی وجہ سے نہ تو زخموں میں سوزش ہوئی نہ ہی ورم آیا اور نہ ہی شاک کی علامات ظاہر ہوئیں۔

درندوں کے کھائے ہوئے جانور کا حکم

قرآن مجید نے ہر اس جانور کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے جس کو کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہو، اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ درندے نے اس کو ہلاک بھی کیا ہو، جیسے کہ اگر کسی بھیڑ کو بھیڑیا کھانا شروع کرے اور لوگ آ کر اسے بچالیں، بھیڑ اگرچہ زندہ بچائی گئی، لیکن بھیڑیے نے اس کے جسم میں اپنے دانت داخل کئے تھے لہٰذا اُس بھیڑ کا گوشت اسلامی تعلیمات کے مطابق حرام ہے۔

جب کسی زندہ جانور پر کوئی درندہ حملہ آور ہوتا ہے تو درندہ کی آمد اور اس کا حملہ جانور کے جسم میں دہشت کے تمام طبی افعال کو عمل میں لے آتا ہے، ہسٹامین کی پیدائش دہشت کے ساتھ ساتھ زخموں اور ان کی تکلیف سے بڑھ جاتی ہے، اس جانور کے جسم میں ہسٹامین کی موجودگی اسے انسانی استعمال کے ناقابل بنا دیتی ہے۔

درندوں کے منہ سے باؤلا پن کے جراثیم ہوتے ہیں، شہروں میں رہنے والے کتوں میں باؤلا پن کے جراثیم جنگلوں کے درندوں کے ذریعہ داخل ہوتے ہیں، جب کوئی بھیڑیا، لومڑی، گیدڑ، جنگلی بلی، چیتا یا شیر کسی جانور کو منہ مارتے ہیں تو اپنے دانتوں کے ساتھ اس کے جسم میں باؤلا پن کے جراثیم داخل کر دیتے ہیں، باؤلا پن ان افسوسناک بیماریوں میں سے ہے جس کا کوئی مریض آج تک زندہ نہیں بچا، جس شخص کو باؤلا پن کا حملہ ہو جائے

Marfat.com

کسی بھی علاج سے اس کی جان نہیں بچ سکتی۔

باؤلا پن سے بچنے کے تین اہم طریقے

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو باؤلہ پن سے بچاؤ کے تین طریقے بتائے:

۱۔ گھروں میں کتے نہ رکھے جائیں، آوارہ کتے ہلاک کردیئے جائیں۔

۲۔ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اسے کم ازکم سات مرتبہ دھویا جائے، جن میں سے ایک مرتبہ مٹی سے ہو۔

۳۔ جس جانور کے جسم میں کتا اور اسکی برادری کے کسی درندے کا تھوک داخل ہوجائے، اسے نہ کھایا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہنگامی حکم کے تحت مدینہ کے تمام کتے ہلاک کروادیئے تھے، پھر فرمایا کہ جس گھر میں کتا ہو اس میں رحمت کا فرشتہ داخل نہ ہوگا، دوسرے الفاظ میں کتے کا وجود اہل خانہ کیلئے ہمیشہ زحمت کا باعث ہوگا۔

پالتو کتیا کا واقعہ

لاہور چھاؤنی کے ایک ماڈرن گھرانے میں ''نشی'' نامی ایک مختصر سی روسی نسل کی کتیا پلی تھی جو گھر کے تمام افراد کی دُلاری تھی، بچے تمام دن اس سے کھیلتے رہتے تھے اور اسے غصہ میں آنے کی عادت نہ تھی، اس گھر کے ایک بچے کو تشنجی دورے پڑے، ڈاکٹروں میں تشخیص مشتبہ رہی اور آخر کار بچہ مر گیا، چند دنوں بعد اسی قسم کی علامات ایک اور بچے میں پیدا ہوئیں، اس بچے کو ہسپتال میں دکھایا گیا تو باؤلا پن کی تشخیص ہوئی اور وہ بچہ بھی فوت ہوگیا۔

کتیا ان کے گھر کی پلی ہوئی تھی، اسے متعدی بیماریوں اور باؤلا پن سے بچاؤ کے ٹیکے لگے ہوئے تھے، یہ کتیا گھر سے باہر نہیں جاتی تھی کہ کہیں دوسرے کتوں سے بیماری حاصل کرلیتی، اس نے کسی بچے کو نہیں کاٹا،

Marfat.com

حکماء نے اس کا مکمل معائنہ کیا، اس کے دانت بڑے چھوٹے اور اتنے مضبوط نہ تھے کہ کسی کو نقصان پہنچا سکیں، لیکن اس کی قربت دو بچوں کی موت کا سبب بنی۔ دوسروں کے اطمینان کیلئے اس کتیا کو ہلاک کر کے اس کا پوسٹ مارٹم کروایا گیا، مشاہدہ سے معلوم ہوا کہ کتیا کے جسم میں باؤلا پن کے جراثیم موجود تھے اور وہ دوسروں کو اس میں مبتلا کرنے کی استعداد رکھتی تھی۔

خلاصہ

کتا، سوَر، بلی، چوہا، گوہ، جونک، کھونس، کچھوا، شیر، چیتا، گرگ، گینڈا، ہاتھی، ریچھ، گیدڑ، لومڑی، بجو، چرخ، لگڑ بگڑ، چیل، باز، شاہین، چمگادڑ، بچھو، مینڈک، گھڑیال، مکڑی، چھپکلی، سانپ، کیکڑا، مچھر، مکھی وغیرہ کا کھانا حرام ہے۔

گندگی کھانے والے تمام جانور حرام ہیں، اگر حلال جانور گندگی کھا رہے ہوں تو ان کا کھانا بھی حرام ہے، ان کو قابل خوراک بنانے کے عمل کو استبراء کہتے ہیں، اس کی ترکیب یہ ہے کہ ان جانوروں کو کچھ عرصہ کیلئے ایسے حالات میں رکھا جائے کہ وہ صاف چیزیں کھائیں اور اگر سابقہ خوراک سے ان کو کوئی بیماری لاحق ہوئی ہے تو اس کی علامات ظاہر ہو جائیں، یہ ایک معقول اور فنی لحاظ سے قابل یقین طریقہ ہے جس میں اونٹ کو چالیس دن، گائے کو بیس دن، بھیڑ بکری کو دس دن اور گھریلو مرغ کو تین دن زیر مشاہدہ رکھا جائے، اگر جانور یہ عرصہ تندرستی کی حالت میں گزار لے تو اس کو کھانا درست یعنی جائز ہے، ورنہ تلف کر دیا جائے کیونکہ وہ انسانی استعمال کے قابل نہیں رہا۔

ذبح

اسلام وہ پہلا ضابطہِ حیات ہے جس نے گوشت کو انسانی استعمال میں لانے کا آسان اور قابلِ عمل طریقہ سکھلایا، حضرت ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ وَالنَّاسُ یَقْطَعُوْنَ اَلْیَاتِ الْغَنَمِ

Marfat.com

وَاَسْنِمَةِ الْاِبِلِ يُحِبُّوْنَ اَسْنَامَ الْاِبِلِ فَقَالَ مَا قُطِعَ مِنَ الْبَهِيْمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهُوَ مَيْتَةٌ [1]

''جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگ زندہ بکری کے چوتڑ اور زندہ اونٹوں کے کوہان کاٹ لیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا زندہ جانور کے جسم سے اگر ٹکڑا کاٹ لیا جائے تو وہ گوشت مردار ہے''۔

اسی سلسلہ میں ایک واضح حکم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے:

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا قُطِعَ مِنْ بَهِيْمَةٍ وَهِيَ حَيَّةٌ فَمَا قُطِعَ مِنْهَا فَهُوَ مَيْتَةٌ [2]

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کسی نے زندہ جانور کے جسم سے جو ٹکڑا کاٹا، وہ مُردار ہے''۔

قرآن پاک نے ذبح کیلئے ''ذکیّۃ'' کا لفظ استعمال کیا ہے، جس کے معنی پاک کرنا ہے، کیونکہ جانور کے گوشت کو ذبح کر کے آلائشوں سے صاف کر کے انسانی استعمال کے قابل بنانا اور اسے پاک کرنے کا عمل توریت مقدس اور قرآن پاک کی تعلیمات کے مطابق ہے۔

بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے کا ایک واقعہ بیان کیا ہے، جس میں ایک دعوت میں گوشت پکایا گیا، وہاں پر کتاب مقدس کے ایک عالم حضرت زید بن عمرو بن نفیل بھی موجود تھے، انھوں نے کہا کہ میں ایسا گوشت نہیں کھاتا جو اللہ کے نام پر ذبح نہ کیا گیا ہو یا وہ کسی بُت کے استھان پر ذبح کیا گیا ہو۔ اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ذبح کی وہی صورت مقرر کی تھی جسے اسلام نے ترویج دی۔

جانوروں کو لاٹھیوں، پتھروں اور چھریوں سے زخمی کرنے کے بعد ایک طریقہ گردن مارنے کا ایجاد ہوا، ذبح کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ حلال جانور کا گوشت ایسی صورت میں حاصل کیا جائے کہ وہ خراب نہ ہو،

---

[1] احمد، ترمذی۔ [2] ابن ماجہ۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِحَدِّ الشِّفَارِ وَاَنْ تُوَارٰى عَنِ الْبَهَائِمِ ، وَقَالَ اِذَا ذَبَحَ اَحَدُكُمْ فَلْيُجْهِزْ [1]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا چھریاں خوب تیز کی جائیں اور ان کو جانوروں سے چھپا کر لے جائیں اور جب ذبح کرو تو جلد کر ڈالو''۔

ذبیحہ کی سائنسی حیثیت

برصغیر میں صرف سکھ گوشت کھاتے تھے اور وہ جانور کو کھڑا کر کے اس کی گردن پر تلوار کا وار کر کے سر اتار دیتے تھے، اسے وہ اپنی زبان میں ''جھٹکا'' کہتے تھے، ایسا گوشت، مہا پرشاد کہلاتا تھا۔

جھٹکا کرنے میں جانور کی ریڑھ کی ہڈی کٹ جانے کے باعث دماغ کا جسم سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے اور جانور کے عضلات بے حرکت ہو جاتے ہیں، زخم سے اتنا خون ہی نکلتا ہے جتنا کہ آس پاس موجود ہو، ایسے جانور کے جسم میں خون کی کافی مقدار باقی رہ جاتی ہے، گوشت بدرنگ اور بدذائقہ ہوتا ہے، اسے پکاتے وقت ایک عجیب قسم کی بدبو اور سڑاند آتی ہے۔

یورپی ممالک میں مدتوں جانوروں کا جھٹکا کیا جاتا رہا، پھر انھوں نے اسے جدید شکل دیتے ہوئے (گلوٹن) بنالی، جانور کو کٹہرے پر کھڑا کر کے اوپر سے ایک بھاری چھرا گرا کر سر تن سے جدا کر دیا جاتا ہے۔

تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ مشین سے اس طرح کا کاٹا ہوا گوشت جلد خراب ہو جاتا ہے، چونکہ خون اس کے اندر رہ جاتا ہے، اس لئے پکاتے وقت بدبو دیتا ہے۔

جانوروں کو ذبح کرنے کا جدید مرکز ''ابیوٹائز'' کہلاتا ہے، جانور کو اندر لے جا کر اس کے سر میں ایک وزنی ہتھوڑا مارا جاتا ہے یا دماغ پر بجلی کا کرنٹ لگایا جاتا ہے، جانور جب بے ہوش ہو جاتا ہے تو اسے زنجیروں

[1] احمد، ابن ماجہ۔

Marfat.com

میں جکڑ کر اسے الٹا اٹھالیا جاتا ہے، اس جکڑے ہوئے مجروح اور بیہوش جانور کی گردن پر آری کی مانند ایک تیز چھری مشین سے پھیر کر اسلامی طریقہ کی بھونڈی نقل میں نصف گردن کاٹ دی جاتی ہے۔

جدید مذبح کا اصول یہ ہے کہ جانور کے جسم سے خون نکل جائے، اس عمل میں مشینی مدد میسر ہونے کے باوجود چار پانچ منٹ لگ جاتے ہیں، جبکہ ہاتھ سے اسلامی طریقہ سے ذبح کرنے میں بھیڑ، بکری پر ایک منٹ لگتا ہے اور گائے بھینس پر تین، چار منٹ صرف ہوتے ہیں۔

جدید طریقہ سے ذبح کرنے میں جانور کو بے ہوش کرنے کیلئے جو ''سٹننگ'' دماغی چوٹ جو بجلی کے جھٹکے سے لگائی جاتی ہے، وہ اسے جسمانی صدمہ یا ''سرجیکل شاک'' کی کیفیت میں مبتلا کر کے ہسٹامین کی پیدائش کا باعث بنتا ہے اور اس طرح یہ گوشت قرآن کی ممنوعہ فہرست کے لاٹھی سے مارے ہوئے اور ٹکر کھائے ہوئے جانوروں میں آجاتا ہے، ان تمام جانوروں کا گوشت نہایت بدمزہ ہوتا ہے۔

الغرض ذبح کرنے کا اسلامی طریقہ جانوروں کے لئے آرام دہ اور کھانے والوں کے لئے محفوظ ترین ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

قَدْ تَمَّ الْمُجَلَّدُ الثَّانِيْ، فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ

اَسْاَلُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَنْ يُّوَفِّقَنِيْ

لِاِكْمَالِ الْمُجَلَّدَاتِ الْبَاقِيَةِ عَلٰى

مَا يُحِبُّ وَيَرْضَا فَاِنَّهٗ تَعَالٰى

سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ مُّجِيْبُ الدَّعْوَاتِ

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

Marfat.com

حضرت اقدس مولانا کریم بخش صاحب کی دیگر کُتُب

تفسیر ھٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ (جلد اول)

تفسیر ھٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ قرآن مجید کی عام فہم اور آسان تفسیر ہے جس کی ابتداء میں تفسیر بالرّائے سے اجتناب وغیرہ جیسے اہم اصولِ تفسیر کے اضافہ کے ساتھ قرآنی حقائق و دلائل اور عجائباتِ قرآنی کو احسن اور بڑے سلیس انداز سے بیان کیا گیا ہے، الغرض تفسیرِ قرآن سے متعلقہ ضروری علوم کا کافی تفصیل سے بیان ہوا ہے

خلاصۃُ القرآن (تراویح کے بعد کے دروس القرآن)

خلاصۃ القرآن حضرت اقدس مولانا کریم بخش صاحب مدظلہٗ کے تراویح کے بعد کے دروسِ قرآن کا مجموعہ ہے، علما، طلبا، عوام اور ائمہ مساجد کے لئے انتہائی مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ پیغام کو مختصر طور پر سمجھنے کے لئے بے مثال ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات وواقعات

یہ کتاب بھی دورِ حاضر کی ایک عظیم تصنیف ہے، جو سیدنا ابراہیم خلیل اللہؑ کے ''خاندانی حالات، صفاتِ ابراہیمی، اوّلیاتِ ابراہیمی، معجزاتِ ابراہیمی، بُت پرستی وکواکب پرستی کی تردید، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا سفرِ ہجرت، ذبحِ اسماعیل علیہ السلام اور جذبہ ابراہیمی تاریخ وبنائے بیت اللہ، عشرہ ذی الحجہ اور قربانی کے فضائل و مسائل'' جیسے معلومات افزاء مضامین پر مشتمل ایک اہم تصنیف ہے۔

فضائل حرمین شریفین اور حج وعمرہ کے اہم مسائل

اس کتاب میں حرمین شریفین یعنی مکۃ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ کے فضائل، حدود، تعمیر کعبہ، غلافِ کعبہ، تاریخی مساجد، بعض تاریخی پہاڑ، کنوؤں اور وادیوں کا تذکرہ ہے، نیز ازواجِ مطہرات کے حجرات، قبائلِ انصار کے مقامات، حج وعمرہ اور ان کے ذیل میں ہونے والی عبادات: طواف، سعی، وقوفِ منیٰ، وقوفِ عرفہ، وقوفِ مُزدلفہ، اور حلق وغیرہ پر مستند حدیثوں میں منقول اجر وثواب اور ان کے آداب کا معتبر حوالہ جات، آسان، زبان اور دل آویز

Marfat.com

اسلوب کے ساتھ تفصیلی ذکر ہے۔

مسنون زندگی

سلام اور مصافحہ کے آداب وسنن، اندازِ گفتگو اور وعظ ونصیحت کا مسنون طریقہ، نکاح، ولیمہ، اور تربیتِ اولاد کے آداب وسنن، میاں بیوی کے حقوق، ان کے تنازعات کی وجوہات اور اُن کا حل، کھانے پینے، سونے جاگنے، لباس اور وضع قطع کے متعلق مسنون آداب، بیماری، عیادت اور موت کے وقت اور بعد کے مسنون اعمال، اصلاحِ معاشرہ اور گھریلو معاملات کے رہنما اصول سنتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں سہل اور سلیس انداز میں پیش کئے گئے ہیں۔

خطباتِ کریم (جلد اول)

خطباتِ کریم جلد اول میں ''اللہ تعالیٰ کی شفقت ومحبت، انسانیت کے رہبر حضراتِ انبیاء کرام علیہم السلام، اللہ کے حبیب ﷺ کا حلیہ مبارک، خاندانِ نبوت اور اس کی محبت کے تقاضے، معجزات رسول ﷺ، فضائل مدینہ منورہ، شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، تاریخ فقہاء ومحدثین، والدین کی ذمہ داری، ظالموں اور ظلم کا انجام'' جیسے عام فہم اور اصلاحی مضامین پر مشتمل ہے جو ہر شخص کی اصلاح کے لئے انتہائی مفید ہیں۔

خطباتِ کریم (جلد ثانی)

خطباتِ کریم جلد دوم میں شب برأت سے لے کر شب قدر تک'' حضرت مدظلہ کے بیانات کا حسین مجموعہ ہے، جس میں درج ذیل مضامین ہیں: ''شبِ برأت کی حقیقت، استقبالِ رمضان، فضیلت وعظمتِ رمضان، پیغامِ رمضان (اُمتِ مسلمہ کے نام)، نیکیوں کا موسمِ بہار، جنت اور جہنم، گناہوں سے توبہ کریں، حقیقتِ تقویٰ، لوگوں سے حسنِ سلوک، قرآنِ کریم کی برکت، عظمت اور تاثیر، شبِ قدر کی برکات اور اس کے حصول کا طریقہ، رمضان المبارک کے اہم مسائل، صیام الدھر (شوال کے چھ روزے)۔

مواعظِ جمعہ (جلد اول)

جامعہ عمرؓ بن الخطاب، ملتان کی جامع مسجد میں حضرت مدظلہ کے بیان کردہ خطبات کا مجموعہ۔ یہ جلد ''رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات، صاحبزادوں، صاحبزادیوں اور نواسوں، نواسیوں کی پاکیزہ سیرت وکردار'' کے ذکر کا

Marfat.com

حسین گلدستہ ہے۔ نیز ''واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر'' اس میں مختلف وجوہ سے خاص اہمیت کا حامل ہے۔

مواعظِ جمعہ (جلد ثانی)

اس جلد میں معاشرے کے سُلگتے ہوئے مسائل کا حل انتہائی سہل وعام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں محرم الحرام کے فضائل واحکام، نوحہ کی ممانعت، اظہارِ غم کا مسنون طریقہ، مسائل زیارتِ قبور، اسلام میں نحوست کا تصور، توہم پرستی سے اِجتناب اور مشورہ واستخارہ کی اہمیت جیسے موضوعات پر مشتمل یہ جلد ایک عظیم شاہکار ہے۔

مواعظِ جمعہ (جلد ثالث)

یہ جلد ''رسول اللہ ﷺ کے شمائل وخصائل، اخلاق وعادات، عفوو کرم، قدرت الٰہی کے مظاہر، درود شریف کے فضائل، اذان کے فضائل، مؤذنین کا مقام ومرتبہ، اور دعوت وتبلیغ کی اہمیت وضرورت، جیسے عظیم عنوانات پر مشتمل ایک حسین گلدستہ ہے۔

مواعظِ رمضان المبارک (جلد اول)

خطباتِ جمعہ از حضرت اقدس مدظلہٗ بموقع رمضان المبارک ۳۵۔ ۱۴۳۴ھ، جس میں ''استقبالِ رمضان، فضائل رمضان، روزوں کی فرضیت کا مقصد، روزوں کی غرض وغایت، تزکیہ وطہارت، اصلاحِ ظاہر وباطن، رمضان اور ظہورِ رحمتِ الٰہی، رمضان اور توبہ، رمضان اور نزولِ قرآن، رمضان اور شب قدر، اور جمعۃ الوداع پر مشتمل دلنشین، فکر انگیز اور ایمان افروز واقعات، روح پرور بیانات، علمی، اخلاقی اور اصلاحی مضامین سے مُزیّن انتہائی سہل وعام فہم انداز میں جمع کئے گئے ہیں۔

مواعظِ رمضان المبارک (جلد ثانی)

رمضان المبارک ۳۵۔ ۱۴۳۴ھ بعد نمازِ فجر کے دروسِ احادیث: رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا وہ ذخیرہ جو ''رمضان، روزہ، تراویح، اعتکاف، صلوٰۃ التسبیح، آدابِ دُعا، قبولیتِ دُعا کے اوقات، ادائیگی قرض کی مسنون دعاؤں،

Marfat.com

ذکر اور درود شریف کے فضائل پر مشتمل دروسِ احادیث کا یہ مجموعہ معتکفین کے لئے نایاب تحفہ اور عوام وخواص سب کے لئے انتہائی مفید ہے، بالخصوص ائمہ مساجد کے لئے ایک نایاب تحفہ ہے۔

مواعظِ رمضان المبارک (جلد ثالث)

اس جلد میں روزہ کی حقیقت، نفسِ فرضیت، مختصر فضائل ومسائل، تراویح کی فضیلت اور بیس تراویح کی مدلل تحقیق، اعتکاف کے فضائل ومسائل اور معتکفین کے لئے مسنون اعمال، زکوٰۃ اور صدقہ فطر کے فضائل ومسائل مصارفِ زکوٰۃ کا بیان، عیدالفطر کے فضائل واحکام اور صیامِ ماہِ شوال کے فضائل ومسائل کو جمع کیا گیا ہے۔

توضیح الترمذی شرح جامع الترمذی (جلد دوم)

درسِ نظامی کے درجہ عالمیہ میں پڑھائی جانے والی کتب صحاحِ ستہ میں سے جامع ترمذی ایک اہم اور معتبر حدیث کی کتاب ہے، حضرت اقدس مولانا کریم بخش صاحب نے اس کی جلد دوم کی ایک بے حد مفید شرح لکھی ہے جو درج ذیل خصوصیات پر مشتمل ہے:

(۱) اعراب (۲) عام فہم سلیس ترجمہ (۳) رُواۃِ حدیث کا مکمل تعارف (۴) مغلق عبارات کا آسان انداز میں حل (۵) عام فہم انداز میں حدیث کی تشریح (۶) مذاہبِ فقہاءِ کرام (۷) مفتی بہا اقوال کی تعیین۔

تسہیل النحو (جدید اضافہ شدہ ایڈیشن)

علومِ آلیہ میں جو اہمیت علمِ نحو کو حاصل ہے وہ اہلِ علم پر مخفی نہیں، اس اہمیت کے پیشِ نظر حضرت اقدس مولانا کریم بخش صاحب مہتمم جامعہ عمرؓ بن الخطاب ملتان، نے علومِ عربیہ کے طلبا کیلئے ''نحو میر'' کا اُردو زبان میں سلیس ترجمہ کیا ہے، اس کے بعد قرآن وحدیث اور متقدمین کی کتابوں سے تمارین جمع کی ہیں، ابتدائی طلبا کے لئے بہت نافع ہے۔

الورد الطری (علیٰ جامع الترمذی)

جامع ترمذی دورۂ حدیث کی کتب میں انتہائی دقیق کتاب شمار کی جاتی ہے مگر شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا یاسین صابر صاحب کی تقریر (الورد الطری علی جامع الترمذی) نے اس کے مغلق مقامات کو ایسا سہل بنا دیا ہے کہ ہر صاحبِ علم اسے پڑھتے ہوئے عش عش کر اٹھتا ہے۔

Marfat.com

احسن العقائد فی توضیح شرح العقائد

علمِ کلام میں جو اہمیت شرح عقائد کو حاصل ہے وہ اہلِ علم پر مخفی نہیں، اس اہمیت کے پیش نظر حضرت مفتی محمد عبداللہ صاحب مدرس ورئیس دارالافتاء جامعہ عمرؓ بن الخطاب ملتان، نے علومِ عربیہ کے طلبا کیلئے انتہائی سہل اور سلیس انداز میں احسن العقائد فی توضیح شرح العقائد کے نام سے ایک بیش قیمت شرح لکھی ہے، جو درج ذیل خصوصیات پر مشتمل ہے:

(۱) بااعراب عربی عبارت کے ساتھ ہی نیچے بامحاورہ اور سلیس ترجمہ دیا گیا ہے جو نہ تو بالکل ہی لفظی ہے کہ مفہوم عبارت کو سمجھنے میں دشواری ہو اور نہ ہی بالکل آزاد ہے کہ الفاظِ مفردہ کے معانی کی تعیین مشکل ہو جائے۔

(۲) اس کے بعد احسن انداز میں عبارت کی مختصر مگر انتہائی جامع تشریح ذکر کی گئی ہے جس کو پڑھنے کے بعد مفہوم عبارت بالکل واضح تر ہو جاتا ہے۔

(۳) تقطیعِ عبارت میں مناسب، معقول اور متوسط انداز اختیار کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی جگہ زیادہ جمع عبارت سے ثقل بھی پیدا نہ ہو اور بہت زیادہ تقطیع کی وجہ سے فہمِ عبارت میں انقطاع بھی نہ ہو۔

(۴) بعض اردو شروحات میں بعض جگہ مفہوم عبارت کی تعیین میں تسامحات ہوئے ہیں ان مقامات کو نبراس جو کہ انتہائی مفصل اور عربی شرح ہے کی روشنی میں صحیح طور پر حل کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔

(۵) مفہوم عبارت کا خلاصہ ذکر کرنے کے بعد بہت سارے مقامات پر انتہائی جاندار اور بامعنیٰ فوائد اس انداز سے ذکر کئے گئے ہیں کہ وہ اس کتاب میں ''خاصّے'' کی چیز ہے۔

ان فوائد کو خلاصہ عبارت سے بالکل الگ ذکر کیا گیا ہے تاکہ فائدہ، فہم کتاب میں مفید و معاون بنے، مضر و مخاصم نہ بنے۔

حضرت اقدس مولانا کریم بخش صاحب (مدیر جامعہ عمرؓ بن الخطاب، ملتان)

کی زیرِ طبع کتب

۱۔ سیرت سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔۲۔ کتابُ الاسماء ۔۳۔ رمضان اللہ کا مہمان

۴۔ دعاؤں کا مجموعہ ۔۵۔ خطباتِ کریم جلد سوم ۔۶۔ تفسیر ہذا بلاغ للناس جلد دوم

رابطہ نمبر: 061.6775251,0306.7332451

Marfat.com

المعروف بہ جواہر قرآنیہ

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (النحل)

ایضاح البیان فی علوم القرآن

علوم قرآنیہ کا پہلا بحر ذخار

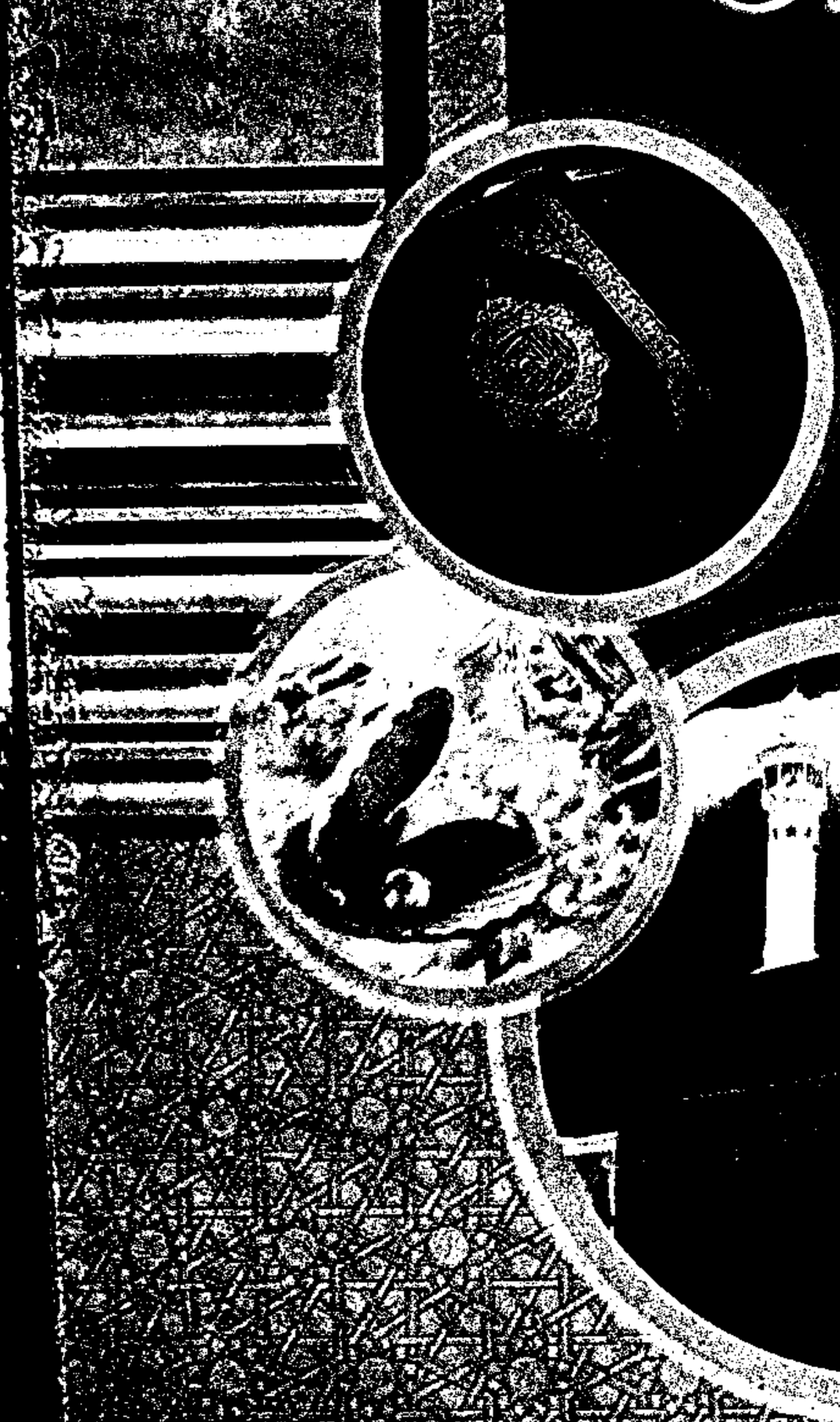

جلد دوم

حضرت مولانا کریم بخش صاحب مدظلہ

مدرس جامعہ عمر بن الخطاب ملتان

مکتبہ عمر بن الخطاب

نی چوک شاہ رکن عالم کالونی ملتان موبائل: 0301-7574977

Marfat.com